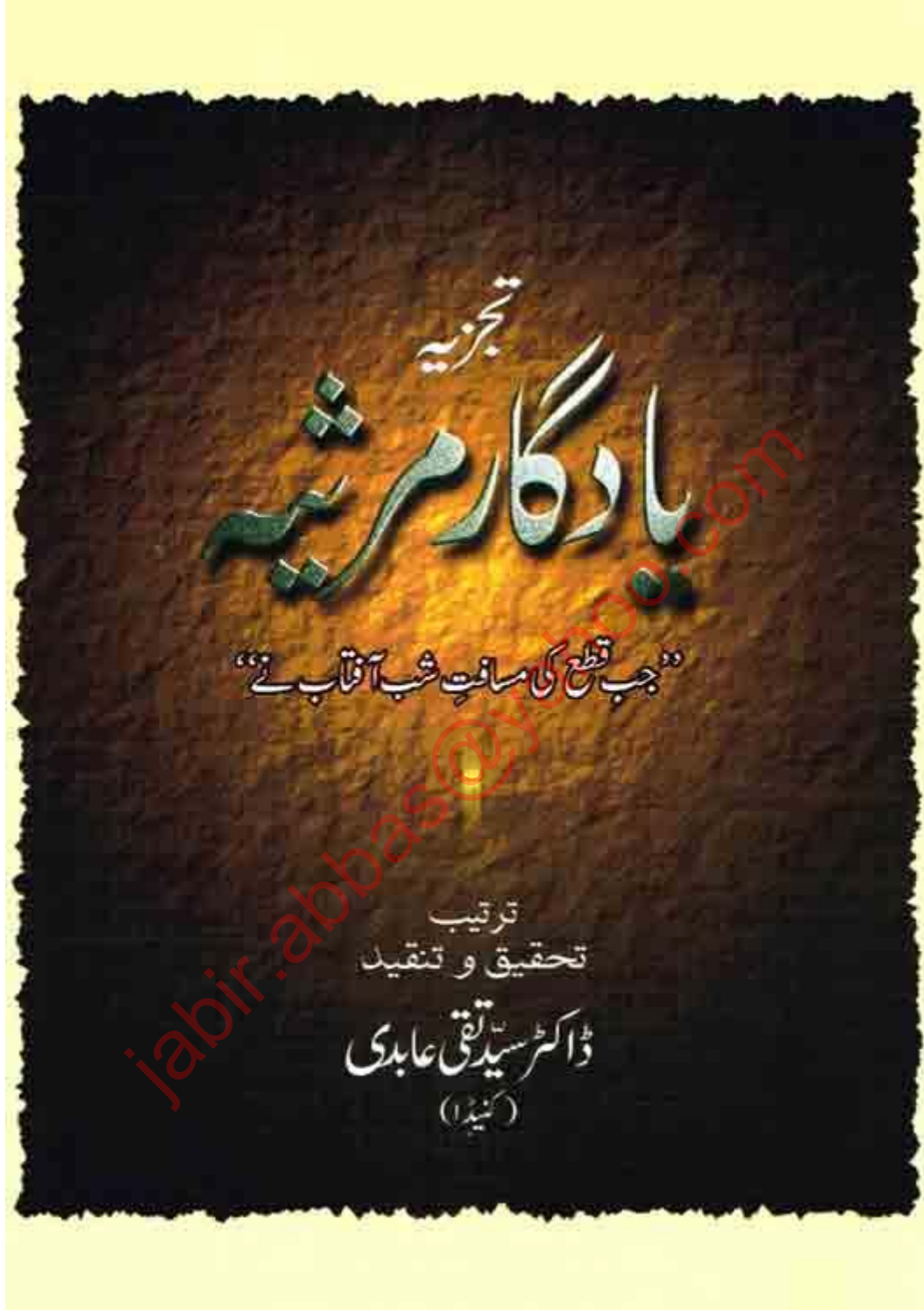
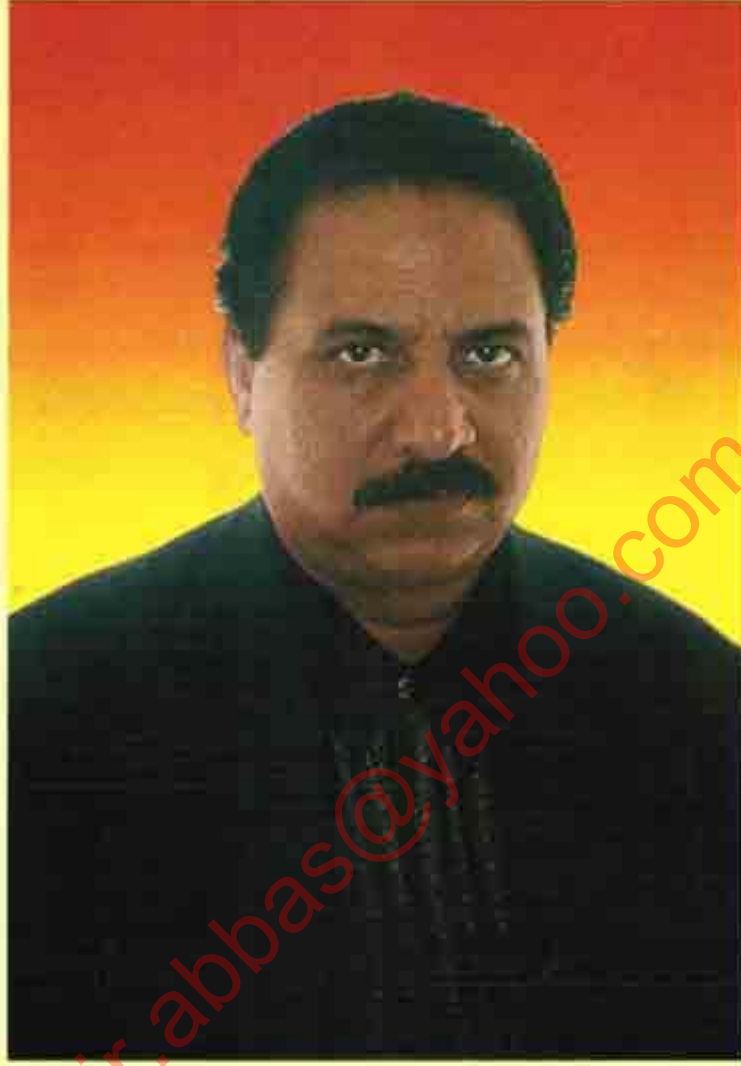


خواب گاہ میر انیس مرحوم
خود نوید زندگی لائی قضا میرے لئے
شمع کُشتہ ہوں فنا میں ہے بقا میرے لئے
(انیس)





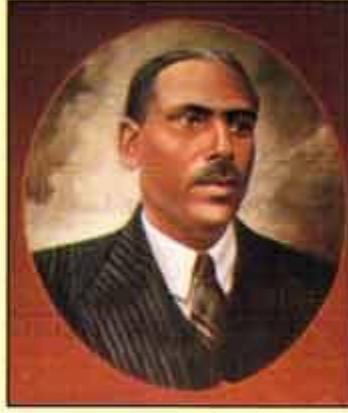
ڈاکٹر سید تقی عابدی

ہر بڑے کام کی تکمیل ہے خود اس کا صلہ

فہرست

1	انتساب	: تقی عابدی
2	ڈاکٹر نینر مسعود کا گرامی نامہ	:
3	تاریخ کامل انیس	: سید باقر زیدی
4	تجزیہ یادگار انیس	: سید باقر زیدی
5	مکتوب گرامی	: سید عاشور کاظمی
6	حسین انجم	: ایدیز طلوع افکار، کراچی
7	تقریظ	: سید اقبال کاظمی، کراچی
10	منظوم نذرانہ عقیدت	: سید اقبال کاظمی
11	مقدمہ	: پروفیسر اکبر حیدری کشمیری
15	پیش لفظ	: ڈاکٹر سید تقی عابدی

18	1	حیات میر انیس
66	2	میر انیس مشاہیر شعروادب کی نظر میں
82	3	یاد گار مرثیہ کے متعلقات
116	4	مرثیہ کے منتخب اشعار
128	5	نمونہ جات مطبوعہ مراثی
135	6	اشخاص مرثیہ
138	7	مرثیہ پر اعتراضات
140	8	مرثیے کے تجزیاتی نمونے
164	9	مرثیے کے تجزیہ کا طریقہ کار
185	10	یاد گار مرثیہ کی معجز بیانی
242	11	محاسن مرثیہ
288	12	فہرست کامل جدول بہ ترتیب شعرو بند مرثیہ
357	13	تجزیہ کامل یاد گار مرثیہ
752		کتابیات
756	14	مرثیے کے ترجمے
		(عربی منظوم ترجمہ مولانا سید علی نقی قبلہ)
1-42		(انگریزی منظوم ترجمہ ڈیوڈ میتھوس)



پروفیسر سید مسعود حسن رضوی ادیب

انتساب جنت مکانی خلد آشیانی

پروفیسر سید مسعود حسن رضوی ادیب کے نام جو بیسویں صدی
کے سب سے بڑے ایسے تھے

جو بیسویں صدی کے سب سے بڑے محقق انیسیات تھے۔

جنہوں نے اپنی ساری زندگی انیس کے کلام کی تفسیر، تشہیر، تجللیں

اور تحفظ پر صرف کر دی۔

جنہوں نے یکہ و تنہا انیسیات پر کام کیا جو میر انیس کا تمام خاندان

بھی مل کر نہ کر سکا۔

جن کی تصانیف کے ذوق مطالعہ نے حقیر کو اس عظیم کام پر مامور کیا۔

ع آسمان اس کی لحد پر شبنم افشانی کرے

تقی عابدی

تاریخ کامل انیس

سید باقر زیدی (امریکہ)

ہجری	1	4	2	3
انیس	یادگار	و لعل	نظم	یہ فکر
2ء	0	0	2	
انیس	برکار	عابدی	تقی	خصوص رنگ
2ء	0	0	2	
	وہ اک	عطائے	خن ہے	تو یہ ہے
2ء	0	0	2	
انیس	شاہکار	ہے وہ	تقی	یہ آرزوئے
ہجری	1	4	2	3

تجزیہ یادگار انیس

سید باقر زیدی

”مرحبا! تجزیہ نگار انیس اے تقی! اے نگاہ دار انیس

8 6 0 1 4 3 9 = 2 0 0 2

امتیاز قلم ہے کار انیس فخر اردو ہے شاہکار انیس

”صاحب تجزیہ، جزاک اللہ محو گفتار رہگذار انیس“

2 0 0 2

کھل گیا اور ایک در دانش بڑھ گیا اور اعتبار انیس

حشر تک ہے جو وہ خدائے خن حشر تک بن گیا حصار انیس

ہے خن پر وہ اختیار اس کا اہل اردو ہیں زیر بار انیس

ایک اک لفظ مستند مرغوب ایک اک بیت افتخار انیس

ہے جنہیں کچھ پرکھ وہ جانتے ہیں ہے خن کی بہار عیار انیس

ہر زمین خن قلمرد میں کوئی دیکھے تو اقتدار انیس

لکھنؤ کا مزہ ہو جنت میں ملے قسمت سے گرجوار انیس

بات حالی کی کتنی سچی ہے دار اردو ہوا دیار انیس

پھول احساس کے چڑھاتے ہیں اہل انصاف برقرار انیس

وجہ آنحیات ذوق کا ذکر کم نہیں ہے گنگار انیس

ایک شبلی ہی کا موازنہ ہے جو ہوا وجہ اعتبار انیس

حق بہ حقدار کے جو داعی ہیں ان کو ہونا ہے پاسدار انیس

نکلے چکبست حالی اور اقبال خوب پھیلے ہیں برگ دبار انیس

اب بھی اس کا وظیفہ جاری ہے ہم بھی ہیں اک وظیفہ خوار انیس

تجزیہ مرثیے کا ہے باقر

زیب ناموس رہگذار انیس

3 2 4 1 ہجری

مکتوب گرامی

سید عاشور کاظمی۔ لندن

فی زمانہ تحقیق و تنقید کا ایک انداز یہ ہے کہ اکابرین نقد و نظر کی آراء تلاش کی جائیں، انہیں ایک جگہ نقل کر کے فریضہ تحقیق ادا کیا جائے۔ دوسرا انداز یہ ہے کہ تحقیق و جستجو سے حاصل کردہ آراء سامنے رکھ کر، کثرت آراء سے اتفاق کر کے اپنی رائے جلی حروف میں لکھ کر خود کو صاحب الرائے محقق ثابت کر دیا جائے۔ لیکن بیسویں صدی میں ایک فرہاد صفت محقق ڈاکٹر تقی عابدی نے میر انیس کے صرف ایک مرثیے میں 2856 محاسن اور صنعتوں کی نشاندہی کر کے عالمانہ تنقید کے لئے راستے متعین کر دیئے ہیں۔ مرحبا ڈاکٹر تقی عابدی! آپ کی اس تحقیق کے بعد اکیسویں صدی میں میر انیس پر جو کام ہوگا وہ روایتی تنقید کی بجائے معنوی کام ہوگا۔

jabir.abbas@yahoo.com

حسین انجم

(مدیر طلوع افکار، کراچی)
جب قطع کی مسافت شب آفتاب نے (انہیں)

کچھ زیادہ پرانی بات نہیں میں اقبال کاظمی صاحب بانی و معتمد عمومی مرثیہ فاؤنڈیشن کی سواری میں حضرت تابش دہلوی کے ساتھ ہمسفر تھا غالباً ہم لوگ مرثیہ کی کسی مجلس میں شرکت کے لئے جا رہے تھے۔ ادھر ادھر کی باتیں ہو رہی تھیں۔ اچانک نہ معلوم کیوں میں نے پوچھا ”حضرت، انیس و دہر کی شاعری کے متعلق چند لفظوں میں کوئی حتمی بات فرمائیے“۔ ذرا سے تامل کے بعد کہنے لگے، ”حسین انجم صاحب یہ انسانوں کا کلام ہی نہیں معلوم ہوتا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے چند فرشتے اس کا رخص پر مامور کر کے بھیجے گئے تھے۔ مدت قیام میں انہوں نے مرثیے کہے، پڑھے اور پھر چلے گئے“۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سے بہتر اور مختصر طور پر انیس و دہر کی عظمت کلام کو بیان نہیں کیا جاسکتا۔ اس پس منظر میں یہ اطلاع نہایت مسرت آمیز ہے کہ انیس علیہ الرحمہ کا شاہکار مرثیہ:

جب قطع کی مسافت شب آفتاب نے

کو جناب ڈاکٹر تقی عابدی (ایم۔ ڈی) ساکن کنیڈا رٹائی ادب کے مایہ ناز محقق جناب ڈاکٹر اکبر حیدری کاشمیری کی نگرانی میں اپنے فاضلانہ مقدمے اور عالمانہ تجزیے کے ساتھ شائع فرما رہے ہیں:

ہوئی اس واقعے پر ختم کب کی اک صدی انجم
رٹا کے ان گلوں میں آج بھی ہے تازگی انجم
مشام جاں معطر دوستوں کا کیوں نہ فرمائیں
دوبارہ چھاپ کر ان کو تقی عابدی انجم

اور ڈاکٹر اکبر حیدری کاشمیری کی خدمت میں یہ چار مصرعے نذر ہیں:

دل ہر کس را گو نمی گیرد
خن حق مگر نمی میرد
دامن عابدی ز دست مدہ
اکبر حیدری کاشمیری

تقریظ برائے

”تجزیہ ریادگار مرثیہ رجب قطع کی مسافت شب آفتاب نے“

ڈاکٹر اکبر حیدری صاحب مدظلہ، کا شمار مرثیہ فاؤنڈیشن کے بڑے ہمدرد سرپرستوں میں ہوتا ہے۔ موصوف راقم الحروف پر از حد مہربان ہیں اور شفقت فرماتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے اپنے حالیہ مکتوب میں مطلع فرمایا ہے کہ مکرمی و محترمی جناب ڈاکٹر تقی عابدی مقیم کنیڈا نے بڑی عرق ریزی اور تنقیدی بصیرت سے ایک منفرد کتاب تحریر فرمائی ہے جس میں موصوف نے اپنی تنقیدی اور تجزیاتی کاوش کے لئے خدائے سخن میر انیس کے اُس مرثیے کا انتخاب کیا ہے جو آپ اپنا جواب ہے۔ ڈاکٹر عابدی کی اس تصنیف لطیف کا نام ہے ”تجزیہ ریادگار مرثیہ رجب قطع کی مسافت شب آفتاب نے“ جو ڈاکٹر اکبر حیدری کے زیر نگرانی اشاعت پذیر ہو رہی ہے اور جس میں ڈاکٹر حیدری کا فاضلانہ مقدمہ بھی شامل کتاب ہوگا۔ ڈاکٹر صاحب نے اس کتاب کے بارے میں جو تفصیل تعارف کے طور پر فراہم فرمائی ہیں اُس سے کتاب کی قدر و قیمت اور ادبی وقعت و اہمیت کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔ ڈاکٹر اکبر حیدری کا حکم ہے کہ میں اس کتاب کے بارے میں کچھ اظہار خیال کروں، اس کے علاوہ وہ چاہتے ہیں کہ میں اس کتاب پر منظوم اظہار عقیدت بھی کروں۔ اس لئے تعمیل حکم کے طور پر تقریظ قلمبند کر رہا ہوں جو نہایت غلبت میں لکھی گئی ہے تاکہ ڈاکٹر حیدری تک بروقت پہنچ جائے اور اگر کسی لائق ہو تو شامل کتاب ہو جائے۔ حسب ارشاد منظوم خراج تحسین بھی حاضر ہے۔

قدیم تہذیب و تمدن کی حامل، زرخیز سرزمین ہندوستان میں تاریخی حوادث کے نتیجے میں ایک ایسی ”لشکری زبان“ نے جنم لیا جسے اردو زبان کا نام دیا گیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے یہ لشکری زبان اپنی کم سنی اور کم مانگنی کے باوجود ہندوستان کے دل کی دھڑکن بن گئی اور ہندوستان کی زبانوں میں لذت گفتار اور تہذیب و شرافت کی علامت قرار پا گئی۔ دنیائے شاعری کو کیا خبر تھی کہ ایک ایسی زبان میں جو اپنے حروف تہجی، قواعد و ضوابط، ذخیرۃ الفاظ اور محاسن و معائب زبان و بیان میں دوسری زبانوں کی رہین منت رہی ہو، انیسویں صدی عیسوی میں آسمان شاعری پر ایک ایسا آفتاب طلوع ہوگا جو اردو شاعری کو عالمی شعر و ادب میں وہ مقام بلند عطا فرمائے گا جسے دیکھ کر دنیائے شاعری

دنگ رہ جائے گی۔ اردو شاعری کو یہ بلند و بالا مقام اُس کو صنفِ مرثیہ کے طفیل حاصل ہوا جو خدائے سخن میر میر علی انیس کی کائناتِ شعر ہے۔ حیرانی سی حیرانی ہے کہ یہ معجزہ شاعری جسے مرثیہ انیس کہتے ہیں، اردو زبان کی اُس صنفِ سخن میں رونما ہوا کہ جس کے بارے میں ایک انتہائی نامناسب اور غیر حقیقت پسندانہ مقولہ اردو زبان میں رواج پا گیا تھا کہ 'بگڑا شاعر مرثیہ گو'، گو یا مرثیہ گوئی بگڑی شاعری کے مترادف تھی۔ شاید اسی تنگ نظری اور تعصب کی بنا پر اردو مرثیے کو ایوانِ ادب میں باریابی بہت تاخیر سے ملی حالانکہ اردو زبان میں شعر گوئی اور مرثیہ گوئی کا آغاز کم و بیش ایک ہی ساتھ عمل میں آیا ہوگا۔ حقیقت امر یہ ہے کہ صنفِ مرثیہ نے اردو زبان میں وہ رنگ روپ اختیار کیا اور ایسا قد و قامت نکالا کہ جس کا مثل دوسری زبانوں میں تو کچا خود عربی اور فارسی میں ناپید ہے کہ جہاں سے اردو زبان نے اس صنفِ سخن کو حاصل کیا تھا۔ یہ شعری معجزہ انیس کی خلا قانہ بصیرت، ناقابلِ یقین قوتِ زبان و بیان، انسانی احساسات و جذبات و نفسیات کا مکمل شعور و ادراک اور عقیدے کی صداقت و پختگی کا وہ منہ بولتا ثبوت ہے جسے دنیائے شاعری ہمیشہ یاد رکھے گی۔ انیس کا مرثیہ انسانی شاعری کی وہ میراث ہے جس پر پوری نوعِ انسانی کا حق ہے اور ایسا کیوں نہ ہو کہ اردو مرثیے کا موضوع امام حسین علیہ السلام کی ذات والا صفات ہے۔ اردو مرثیہ امام حسینؑ اور اُن کے یکتائے روزگار عظیم رفقا کی اُس عظیم قربانی کی یادگار ہے جو رگزارِ کربلا میں انسانی اقدار کی سر بلندی، حق و صداقت کا پرچم بلند رکھنے اور دینِ اسلام کی حفاظت و بقا کی خاطر پیش کی گئیں۔ کربلا کے اس دردناک اور اندوہناک واقعہ نے تہذیبِ انسانی پر وہ دور رس اثرات مرتب کیے جس کی بدولت انسان اس لائق ہوا کہ وہ تہذیب و شرافتِ انسانی کو محفوظ رکھ سکے اور ظلم و استبداد اور شیطنت سے نبرد آزما ہو سکے۔

ڈاکٹر تقی عابدی صاحب ایم۔ ڈی ہیں اور عملی طور پر ایک ماہر معالج کی حیثیت سے کنیڈا کے ایک مشہور ہسپتال سے وابستہ ہیں۔ جوش سیمینار کے موقع پر پاکستان تشریف لائے تھے اور سیمینار میں اپنا مقالہ پڑھا تھا۔ اس موقع پر راقم الحروف کی موصوف سے مختصر ملاقات بھی ہوئی تھی۔ ڈاکٹر اکبر حیدری نے میرے نام اپنے تازہ مکتوب میں ڈاکٹر عابدی کے اردو شعر و ادب سے اُن کے والہانہ عشق کی جو روداد رقم فرمائی ہے اور موصوف کی تصنیف و تالیف کی جو تفصیل دی ہیں اُس پر حیرانی ہوتی ہے کہ ڈاکٹر عابدی اپنی پیشہ ورانہ طبی مصروفیات کے ساتھ کس طرح اتنا وقت نکال لیتے ہیں کہ "تجزیہ" جیسا قابلِ قدر اور غیر معمولی منفرد کام انجام دے سکیں۔ اس کتاب کی تکمیل میں جس محنت شائقہ اور دقتِ نظر سے کام لیا گیا ہے وہ ڈاکٹر عابدی کے اردو شعر و ادب کے مطالعے کی گہرائی اور گیرائی کا غماز ہے۔ ڈاکٹر عابدی کو اردو شعر و ادب سے واقعی والہانہ عشق ہے جب ہی تو ایسا معرکہ الآرا کام انجام دیا ہے۔

ڈاکٹر عابدی کی یہ کتاب رٹائی ادب میں ایک شاندار اضافہ ہوگی۔

ایں سعادت بزورِ بازو نیست تا نہ بخشد خدائے بخشندہ
میں خداوندِ عالم کی بارگاہ میں دعا کرتا ہوں کہ وہ سید الشہداء حضرت امام حسین کے صدقے میں ڈاکٹر تقی
عابدی کی توفیقات میں مزید اضافہ فرمائے اور وہ اسی طرح ”مغرب“ میں ”مشرق“ کی آبروزبانِ اُردو کی خدمات
انجام دیتے رہیں آمین! میں مرثیہ فاؤنڈیشن کی جانب سے ڈاکٹر عابدی کی اس بیش قیمت کتاب کی اشاعت پر
اُن کو دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ دو صد سالہ جشنِ ولادتِ انیس کے موقع پر اس سال اس کتاب
کا اجرا فروغِ صنفِ رٹا اور تبلیغِ انیسیات کے لئے نیک فال ثابت ہوگا۔ آخر میں جناب ڈاکٹر اکبر حیدری کا تذکرہ
بھی ضروری ہے۔ ڈاکٹر حیدری نے جو محنت اور قابلِ قدر کوششیں اس کتاب کو باکمالِ حسن و خوبی شائع کرنے کے
لئے انجام دی ہیں وہ بھی لائقِ صد ستائش ہیں۔ ہماری دعا ہے کہ خداوندِ عالم محمد و آلِ محمد کے صدقے میں ڈاکٹر
حیدری کی توفیقات میں بھی اضافہ فرمائے تاکہ رٹائی ادب کی تحقیق و تنقید کے حوالے سے جو گراں قدر اور مفید
خدمات وہ انجام دے رہے ہیں وہ سلسلہ جاری و ساری رہے۔ آمین!

صنفِ رٹا کا ایک ادنیٰ خدمت گزار اور خیر اندیش

اقبال کاظمی

مونس و معتمدِ عمومی مرثیہ فاؤنڈیشن، کراچی

ڈاکٹر تقی عابدی کی کتاب ”تجزیہ ریادگار مرثیہ رجب قطع کی مسافت شب آفتاب نے“ پر

منظوم نذرانہ عقیدت

”جب قطع کی مسافت شب آفتاب نے“
ظاہر کیے محاسن شعری کتاب نے
وہ تجزیہ کیا ہے کلام انیس کا
صورت گری کتاب کی کیا دیدہ زیب ہے
مقبول خاص و عام تمہاری کتاب ہو
جست سے دے رہے ہیں خدائے خن صدا
اوج زمین شعر عطائے انیس ہے
موئے قلم کو دیکھ کر دست انیس میں
ہر عہد میں انیس کی فکر نفیس کو
بے مثل مرثیہ بھی ہے بے مثل ہیں انیس
یہ اعتراف فن نہیں عجربیان ہے
ارض خن کے چرخ فصاحت انیس ہیں
بزم عزا میں سن کے مراٹی انیس کے
جام خن انیس نے بھر بھر کے کیا دیئے
پیدائش انیس کو دو صد برس ہوئے
اے کاظمی تقی کو با اعجاز فکر و فن
3 2 4 1

آیا ”ازل“ سے مصرعہ تاریخ عیسوی

تفہیم کو دیا ہے نیا رخ کتاب نے

38

نتیجہ فکر اقبال کاظمی موسس و معتمد عمومی مرثیہ فاؤنڈیشن

مقدمہ

پروفیسر اکبر حیدری کشمیری

میں نے ڈاکٹر تقی عابدی صاحب کو آج تک نہیں دیکھا ہے۔ وہ ہزاروں میل کے فاصلے پر کنیڈا میں بودوباش کرتے ہیں۔ ان سے میرا ادبی رشتہ نومبر 1997 میں اس وقت قائم ہوا جب خط کے ذریعہ مجھ سے میرانپس کے ایک مرثیے (دو شیروں کی نیزوں کے نیستاں میں ہے آمد) کے بارے میں استفسار کیا گیا تھا کہ مرثیہ مطبوعہ ہے یا غیر مطبوعہ۔ خط اتنا مربوط اور مبسوط تھا کہ گویا انپس پر ایک چھوٹا سا تحقیقی مقالہ تھا۔ یہ اب رثائی ادب کراچی میں چھپ چکا ہے۔

ڈاکٹر صاحب ادب کے نہیں بلکہ علم طب (Medical Science) کے ایک ماہر اور ممتاز معالج (ڈاکٹر) ہیں جو اپنی نام آوری کے سبب برطانیہ، امریکہ اور کنیڈا میں خاصے مشہور ہیں۔ اس کے باوجود انہیں علم و ادب کے ساتھ جو والہانہ عشق ہے اس کی نظیر ملنا بہت مشکل ہے۔ موصوف متعدد کتابوں کے مصنف ہیں۔ ان میں جوش موڈت، گلشن رویا، عروس سخن، رموز شاعری، اقبال کے عرفانی زاویے اور انشاء اللہ خان انشاء قابل ذکر ہیں۔ ان کے علاوہ مزید دو کتابیں، مصحف تاریخ گوئی اور مرثی فرید لکھنوی، ذکر دُر باراں زیر تالیف ہیں۔

میں یہ بات بلا خوف تردید کہہ سکتا ہوں کہ ڈاکٹر عابدی صاحب ادبیاتِ اردو کے ایک اعلیٰ شاعر، نثر نگار، ممتاز ناقد اور بہت اچھے محقق ہیں۔ انہیں علم عروض کے علاوہ علم بیان و معانی میں بھی خاصی دستگاہ حاصل ہے۔ اردو ادب کی یہ بد قسمتی ہے کہ علم بیان کا یہ مایہ ناز سرمایہ عرصے سے نظر انداز کیا جاتا رہا ہے۔ مجھے یہ معلوم کر کے خوشی ہو رہی ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے اس میں دوبارہ تازگی پیدا کی ہے۔ حیرت کی بات ہے کہ ان دشوار گزار گھاٹیوں کی طرف وہ کیونکر متوجہ ہو گئے ہیں جبکہ لوگ ان سے گھبراتے ہیں۔ یہی وہ مقام ہے جہاں ڈاکٹر صاحب کی قابلیت اور انفرادیت کے جوہر کھلتے ہیں۔ مجھے اس بات نے شش و پنج میں ڈال دیا ہے کہ آخر ڈاکٹر صاحب کو اتنی فرصت کہاں میسر ہوتی ہے کہ علاج و معالجہ اور مطب کی پابندیوں سے بالاتر ہو کر وہ ایسی معیاری کتابیں تصنیف کرتے ہیں۔ اللہ کی دین اور فطری علمی استعداد اسی کو کہتے ہیں۔ میں عابدی صاحب کی اعلیٰ صلاحیتوں اور وسعت فکر و نظر سے بے حد متاثر ہوا ہوں۔ موصوف میں دیگر خصوصیات کے علاوہ کتب بینی کا شوق اتنا غالب آچکا ہے کہ انہوں نے

سال گذشتہ روز کثیر صرف کر کے لکھنؤ سے ذخیرہ مراٹھی جویش بہا گوہر نایاب سے کم نہیں ہے کینڈا منتقل کرادیا۔ ڈاکٹر عابدی صاحب کی تازہ ترین تصنیف ”تجزیہ یادگار مرثیہ۔ جب قطع کی مسافت شب آفتاب نے“ اردو لٹریچر خاص کر رٹائی ادب میں ایک عظیم کارنامہ ہے جو علامہ شبلی کی معرکہ آرا کتاب موازنہ انیس و دہیر کے تقریباً ایک سو سال کے بعد منظر عام پر آ رہا ہے۔ کتاب دیکھ کر میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ جو کی اور تشنگی موازنہ میں محسوس کی جا رہی تھی اُسے ڈاکٹر صاحب نے نہ صرف پورا کیا بلکہ اپنی کاوش فکر کو شبلی سے بہت آگے بڑھا دیا ہے۔ شبلی نے جا بجا انیس کے متعدد مرثیوں پر تبصرہ کیا اور محدود صنائع بدائع کی مختصر خوبیاں بیان کیں۔ برعکس اس کے ڈاکٹر صاحب نے انیس کے صرف ایک مرثیے (جب قطع کی..... الخ) میں صنائع لفظی و معنوی کی تقریباً ایک سو خوبیاں تلاش کر کے نمایاں کی ہیں۔ یہ کام انتہائی مشکل ہے اور اس کا تصور آج تک کسی کے دل و دماغ میں نہیں آیا۔ ڈاکٹر صاحب لائق صدمہ بار کباد ہیں کہ انہوں نے تجزیہ کے اس مشکل اور پیچیدہ کام کو جو آج تک کسی ادارہ سے نہ ہو سکا یکتا و تنہا بخوبی انجام دیا۔

پروفیسر مسعود حسن رضوی ادیب مرحوم ماہر انبیائے نے آج سے ساٹھ سال قبل انیس کا یہی مرثیہ ”شاہکار انیس“ کے نام سے بڑے حسن اہتمام اور والہانہ جذبے کے ساتھ مرتب کر کے شائع کیا۔ اس کی ابتداء میں مرحوم نے ایک پر مغز اور مبسوط مقدمہ بھی شامل کیا۔ دراصل یہی مقدمہ ہمارے مایہ ناز ادیب ڈاکٹر صاحب کی کتاب کا محرک ہوا۔ انہوں نے یہ شاندار اور صبر آزما کام برسوں خون جگر کھا کر پایہ تکمیل کو پہنچا دیا۔ موصوف نے ابھی کچھ دن ہوئے زیر نظر کتاب کا مسودہ میرے پاس بھیج دیا اور مجھ سے فرمائش کی گئی کہ میں اس پر مقدمہ لکھوں۔ میں نے ان کے حکم کی تعمیل کی اور بطور امثال امر چند سطریں سپرد قلم کرتا ہوں۔

کتاب 14 باب پر مشتمل ہے۔ تین ابواب (11، 12، 13) غیر معمولی اہمیت کے حامل ہیں۔ گیارہویں باب میں علم بیان کے تحت صرف اسی ایک مرثیے کے شعری محاسن کی تفصیلات درج ہیں۔ بارہویں میں جدول بہ ترتیب شعرو بند مرثیہ کی مکمل فہرست ہے۔ کتاب کا تیرہواں (13) باب ”تجزیہ کمال“ حاصل کتاب ہے۔ اس میں ”شاہکار انیس“ کے ایک ایک بند کے سامنے ایک ایک صفحے میں تجزیہ کیا گیا ہے۔ ”شاہکار انیس“ میں 197 بند ہیں اور یہ ہند اتنے ہی صفحات (197) کو محیط ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے بند نمبر 85 کا تجزیہ اس لئے نہیں کیا ہے کہ بقول ان کے وہ ”روح انیس“ کے بعد کے ایڈیشنوں سے خارج کیا گیا۔ تجزیہ کے اس بند کے لئے مرتب نے نوٹ بھی لکھا ہے۔

ڈاکٹر عابدی نے زیر نظر مرثیے کے استعمال شدہ حروف، الفاظ، فقرات، فصاحت، بلاغت، محاورات، اصطلاحات مع امثال کے علاوہ علم بیان کے استعارات، تشبیہات، مجاز مرسل، کنایہ اور اشارات کے پہلو بہ پہلو علم بدیع کے لفظی اور معنوی صنائع جن کی تعداد سو کے قریب ہے۔ ان سب کو ایک جوہری کی طرح زر معیار پر پرکھا۔ پھر ان اشعار کو منظر نگاری، واقعہ نگاری، مرتع نگاری، رزم نگاری، اخلاق نگاری، جذبات نگاری، نفسیات نگاری، جدت نگاری اور مکالمہ نگاری میں اس ماہر انداز سے پیش کیا کہ

ع جوہری بھی اس طرح موتی پر و سکتا نہیں

غرضیکہ ڈاکٹر عابدی صاحب نے پورے مرثیے کا سیر حاصل تجزیہ جس دیدہ ریزی اور حسن سلیقہ سے کیا ہے اس کی نظیر اردو ادب میں نہیں ملتی ہے۔ مرثیے کا ہر بند تین شعر پر مشتمل ہوتا ہے۔ ذیل میں موصوف کے تجزیہ کی ایک مثال بغیر تبصرہ کے یوں پیش کی جاتی ہے۔

بند نمبر۔ شعر نمبر ۱۔ کل تعداد الفاظ، عربی الفاظ، فارسی الفاظ، اردو الفاظ اضافات شعر۔ کل تعداد حروف، ردیف مردف یا غیر مردف

اس کے بعد شعر نمبر ۱ میں صنائع معنوی، صنائع لفظی اور محاسن علم بیان نمایاں کئے گئے ہیں۔ علاوہ بریں فصاحت و بلاغت بیان کی خوبیاں دکھائی گئیں۔ اس کے ساتھ ”لغات“ کے تحت الفاظ کے آسان معنی بھی لکھے گئے ہیں۔ اسی طرح دوسرے اور تیسرے اشعار کے ادبی محاسن بھی پہلے شعر کی طرح بیان کئے گئے ہیں۔ مزید برآں جن اصطلاحات کی نشاندہی ڈاکٹر صاحب نے اس مرثیے میں کی ہے۔ وہ حیران کن ہے۔

ڈاکٹر صاحب کے ذوق تحقیق اور جدید طرز فکر کی داد دیجئے۔ انہوں نے بڑی محنت سے انیس کے اس مرثیے کے الفاظ کا بھی شمار کیا ہے اور یہ دکھایا ہے کہ اس میں کل الفاظ کی تعداد بشمول تکرار 9493 ہے۔ ان میں عربی کے 1769، فارسی کے 1948 اور اردو کے 5776 الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ موصوف نے ان الفاظ کا تناسب بھی لکھا ہے۔ یعنی عربی الفاظ۔ 19 فیصد، فارسی 20 فیصد اور اردو 61 فیصد۔ اسی طرح انہوں نے انیس کے زیر نظر مرثیے میں 25 سے زیادہ قسم کے جانوروں کا ذکر کیا ہے۔ چیونٹی کی عجیب کیفیت بیان کی ہے۔

میں ڈاکٹر صاحب کے اس عدیم المثال اور معلومات افزا کارنامے کو پڑھ کر نہایت محظوظ ہوا۔ مجھے امید واثق ہے کہ انشاء اللہ موصوف اس صدی کے ممتاز ترین ماہر انیسیات کی صف میں شمار کئے جائیں گے۔ انہوں نے پورے جذبے اور تن من دھن کے ساتھ اردو ادبیات میں ایک ناقابل فراموش خزانہ پیش کیا ہے۔ میری دعا ہے کہ خدائے

بزرگ و برتر انہیں سلامت رکھے اور رٹائی ادب کی سر بلندی اور جاودانی کے لئے مزید توفیق سے نوازے۔
یہ بات قابل ذکر ہے کہ کتاب میں محاسن کلام انیس کے سلسلے میں قارئین کو کہیں کہیں اشعار میں تکرار بھی نظر
آئے گی۔ اس کی وجہ خاص یہ ہے کہ شعرائے اردو میں انیس نے صنائع لفظی اور صنائع معنوی کا بکثرت استعمال
کیا ہے۔ ان خصوصیات کی بدولت ان کے کلام کے حسن میں نکھار آ گیا ہے۔ چونکہ مرتب کتاب ڈاکٹر صاحب علم
بیان کے مشکل فن پر ماہرانہ نظر رکھتے ہیں، اس لئے انہوں نے کما حقہ انیس کی ان پوشیدہ خوبیوں کو جن پر دبیز
پردے پڑے تھے پھر سے اجاگر کرنے کی کامیاب کوشش کی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس قسم کی تکرار ناگزیر تھی۔
کتاب کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ مرتب نے ایک قابل ایڈوکیٹ (Advocate) کی طرح اپنی محکم
اور استوار دلائل سے ان تمام کوتاہ بین معترضین کو دندان شکن جواب دئے ہیں جو بغیر کسی معقولیت کے کلام انیس پر
وٹافوٹا ناقص تنقید کرنے کے عادی بن چکے تھے۔

ڈاکٹر صاحب کی تلاش و جستجو اور ژرف نگاہی کا کمال دیکھئے کہ انہوں نے کتاب کے بحر زخار میں دو ایسے نادرو
نایاب گوہر بے بہا کو شامل کیا جو برصغیر سے ناپید ہو چکے ہیں۔ یعنی سید العلماء سید علی نقی جنت مقام کا منظوم عربی
ترجمہ اور ڈیوڈ میتھوس کا منظوم انگریزی ترجمہ۔ موصوف نے مجھے برطانیہ میں یاد کر کے میری عزت افزائی فرمائی
اور اپنی بیش قیمت کتاب The Battle of Karbala (جنگ کربلا) کا تحفہ روانہ کیا ہے، جس کے لئے میں
ان کا سراپا ممنون ہوں۔

الغرض ڈاکٹر عابدی صاحب کا یہ معجزاتی صحیفہ ادب ہر لحاظ سے بلند پایہ اور عظیم الشان کارنامہ ہے۔ جب
شائع ہوگا تو اردو ادب کی تاریخ میں عموماً اور رٹائی ادب میں خصوصاً قابل قدر اضافہ ہوگا۔ آج تک ایسی معلومات
افزا تصنیف میری نظر سے نہیں گزری ہے۔ جب تک انیس کے شعر و سخن کا آفتاب دنیائے اردو کے قلمرو پر چمکتا
رہے گا یہ کتاب بھی بڑے انہماک سے پڑھی جائے گی۔ امید ہے کہ ارباب نظر اور صاحبان ذوق اس کی پذیرائی
مشرق اور مغرب میں کریں گے۔

اسے پڑھئے، لطف اندوز ہو جیئے اور ڈاکٹر صاحب کے ذوق تحقیق اور اعلیٰ تنقیدی شعور کی داد دیجئے۔ میری
رائے میں یہ اردو ادب میں ایک گرانبہا اضافہ اور موضوع پر حاکمانہ قدرت کی شاہد عینی ہے

پیش لفظ

مرتب

میر انیس کے دو سو سالہ ولادت کی سالگرہ کے موقع پر بڑے افسوس کے ساتھ اس بات کا اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ اس دوران انیس کے فن پر چتنا کام ہونا چاہئے تھا وہ نہ ہوسکا۔ ان کی شاعری کے کئی گوشے ابھی تک عوام اور خواص کی نظروں سے پوشیدہ ہیں۔ جناب انور سدید نے بہت سچ کہا ہے کہ

”اس سے بڑھ کر میر انیس کے کلام کی قدرنا شناسی کی دلیل کیا ہوگی کہ ان کے فن کی تحسین جلی کے موازنہ انیس و دیر سے آگے نہ بڑھ سکی“

میر انیس کا شمار اردو کے چار عظیم شعراء میں ہوتا ہے جن میں میر تقی میر، غالب اور اقبال شامل ہیں۔ کئی عظیم شاعروں، ادیبوں اور ناقدین نے میر انیس کو ”خدائے سخن“ کے خطاب سے نوازا ہے۔ یہی نہیں بلکہ میر انیس کے بعد جتنے بھی اردو کے بڑے شاعر ہوئے انہوں نے میر انیس سے استفادہ کیا۔ بعض شعراء نے اس کا کھلا اعتراف کیا اور جنہوں نے نہیں کیا ان کے کلام نے اس کا اقرار کیا۔ لیکن گذشتہ صدی اور خصوصاً گزشتہ چند دہائیوں سے میر انیس کو ایک خاص طبقے کا شاعر بنا کر انہیں اردو شاعری سے دور کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ بعض افراد انیس کو صرف مرثیہ کا سردار کہہ کر ساری اردو شاعری کو سردار کھینچنے میں مصروف ہیں جس کا نقصان میر انیس کو نہیں بلکہ اردو ادب اور اردو شاعری ہی کو ہو رہا ہے۔ میر انیس دنیا کے سارے شاعروں میں وہ منفرد شاعر ہیں جن کا کلام کثرت سے پڑھا جاتا ہے۔ ایک اندازے کے مطابق ہر سال تقریباً دس پندرہ ہزار مجالس عزادیاں بھر میں اردو زبان میں برپا ہوتی ہیں جن میں میر انیس کا کم از کم ایک شعر اور زیادہ سے زیادہ کئی مرثیے کے بند پڑھے جاتے ہیں۔ مغربی ملکوں میں آباد اردو کی نئی بستیوں میں بھی آج کل میر انیس کے مرثیے بڑی آب و تاب سے پڑھے جاتے ہیں، یعنی بالفاظ دیگر آج میر انیس کے انتقال کے سو سو سال گزرنے کے بعد بھی ان کے کلام کا سورج کبھی غروب نہیں ہونے پاتا اور ہر لمحہ ان کا کلام فضاؤں میں بکھرتا رہتا ہے۔ یقیناً خدا نے ان کی دعا مستجاب کی ہے۔

جب تک یہ چمک مہر کے پرتو سے نہ جائے
اقلیم سخن میرے قلمرو سے نہ جائے

اس کتاب کی تصنیف کا اصلی محرک پروفیسر ادیب مرحوم کے ”شاہکار انیس“ کا مقدمہ ہے۔ فرماتے ہیں کہ:

اگر کوئی شخص انیس کا صرف ایک ہی مرثیہ پڑھنا چاہتا ہو تو اس کو اسی مرثیہ

ع جب قطع کی مسافت شب آفتاب نے“

کا مطالعہ کرنا چاہئے۔ اس مرثیے میں پورا معرکہ کر بلا مختصر آپیش نظر کر دیا گیا ہے۔ اس میں انیس کے ہر طرح کے کلام کے نمونے موجود ہیں اور انیس کے بیشتر محاسن جمع ہیں۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ جن لوگوں کو مرثیے کے تعلقات پر کافی اطلاع نہیں، جنہوں نے انیس کے مرثیوں کا گہرا مطالعہ کر کے وہ زاویہ نگاہ اور انداز فکر پیدا نہیں کر لیا ہے جو کلام انیس کے محاسن کو بخوبی سمجھنے کے لئے ضروری ہے وہ بھی اس مرثیہ سے لطف اٹھا سکتے ہیں اور انیس کی شاعری کے بلند مرثیے کا کسی قدر انداز کر سکتے ہیں“

آج کی مصروف دنیا میں تمام مرثیوں کا مطالعہ ہر شخص کے بس کی بات نہیں۔ چنانچہ میں نے عوام اور خواص کے لئے اس مرثیے کا مکمل تجزیہ کیا ہے جو انشاء اللہ یادگار مرثیے کے ساتھ یادگار رہے گا۔ میرا انیس نے اسی مرثیے کے لئے کہا تھا۔

ع عالم میں یادگار رہیں گے یہ چند بند

اردو ادب میں یہ پہلا ایک پورے مرثیے کا تفصیلی تجزیہ ہے جو ایک مکمل اور ضخیم کتاب کی صورت میں پیش کیا جا رہا ہے۔ اس تجزیہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ صرف ایک مرثیہ کی وسعت بیانی، محاسن کی ارزانی، صنعتوں کی فراوانی اور زبان کی روانی اردو شاعری کو اتنا سب کچھ نواز سکتی ہے تو ان کا پورا کلام اردو شعروادب میں کس قدر منزلت کا حامل ہوگا۔ شاید اسی لئے میر صاحب نے فرمایا تھا۔

مری قدر کر اے زمین سخن

تجھے بات میں آسمان کر دیا

مجھے اوائل عمر سے ہی میرا انیس کے ساتھ والہانہ محبت و عقیدت رہی ہے اور ہمیشہ ان کے کلام شیریں کی خاک کو بصارت افروزی کے لئے سرمہ کے طور پر لگاتا رہتا ہوں۔ گزشتہ چند برسوں کے دوران اس کتاب کی ترتیب کے لئے مجھے دن رات جس دیدہ ریزی اور عرق فشانی سے مسلسل کام کرنا پڑا وہ اللہ ہی جانتا ہے۔ میری محنت کا اندازہ اس سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ ہندوستان اور پاکستان سے ہزاروں میل دور امریکہ اور کینیڈا میں جہاں نہ کوئی مشرقی طرز کا کتب خانہ ہے اور نہ رٹائی ادب کا کوئی استاد ہی جس سے استفادہ کیا جاسکتا۔ حصول مواد کے لئے جن ہفت

خوانوں سے دو چار ہونا پڑا اس کا ذکر کرنا یہاں بے محل ہوگا۔ اللہ کا شکر ہے کہ اس نے محمدؐ و آل محمدؑ کے صدقے میں اس کارِ عظیم کی انجام پذیری کے لئے مجھے سرخرو کی اور کامیابی سے ہمکنار کیا۔ غرضیکہ یہ کتاب مرتب کر کے میرا دل روحانی مسرتوں اور لامحدود نعمتوں سے باغ باغ ہو رہا ہے، کہ اللہ نے مجھے اس کارنامے کو مکمل کرنے کی توفیق عطا فرما کر میرے قلب و دماغ کو اطمینان کی دولت سے سرفراز کیا۔ مجھے فخر سے کہنا پڑتا ہے کہ ۔

حاصلِ عمرِ ثار رہ یارے کردم

شادم از زندگی خویش کہ کارے کردم

راقم حروفِ بخوبی اس حقیقت سے آشنا ہے کہ یہ کتاب اس وقت منظر عام پر آرہی ہے جب کہ ادبی جواہرات کا بازار ماند پڑ گیا اور قندردانوں کی کمی محسوس ہو رہی ہے۔ بقول انیس ۔

ع ہم آئے ہیں بازار میں گاہک جواٹھ گئے

اس مسلمہ امر کے باوجود مجھے وثاقِ امید ہے کہ جب تک دنیائے ادب میں ”خدائے سخن“ کا سکہ جاری رہے گا احقر کی یہ کتاب بھی انشاء اللہ پسندیدہ نگاہوں سے دیکھی جائے گی۔

انیس شناسوں کو یہ مژدہ سن کر یقیناً خوشی ہوگی کہ ”شاہکار انیس“ کا پاکٹ ایڈیشن بھی انشاء اللہ مناسب وقت پر شائع کیا جائے گا۔

میں تہہ دل سے پروفیسر اکبر حیدری کشمیری کا ممنون ہوں۔ جو انیسیات کے عظیم محقق، دانشور، ادیب اور میرے خاص کرم فرما ہیں۔ پروفیسر صاحب کی ہر گوندہ مدد اس کتاب میں شامل ہے۔ موصوف کی کاوشوں کی بدولت اس کتاب کو یہ مقام حاصل ہوا ہے کہ یہ انیس شناسی کی ایک معتبر کتاب تصور کی جاسکے گی۔

میں پروفیسر غیر مسعود صاحب کا بھی مشکور ہوں جنہوں نے میری حوصلہ افزائی اور مفید مشوروں سے نوازا۔ میں ڈاکٹر ظفر حیدری کشمیری اور علی محمد نقی کشمیری کا بھی شکر گزار ہوں کہ انہوں نے مجھے قلمی تعاون سے سرفراز کیا۔ ناسپاس گزاری ہوگی اگر مسٹر ڈیوڈ میتھوس کا شکر ادا نہ کیا جائے۔ موصوف نے مجھے اپنی بیش بہا تصنیف (The Battle Of Karbala) (جنگِ کربلا) کو شامل کتاب کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ آخر میں صاحبانِ علم و فہم سے گزارش ہے کہ اگر انہیں ”تجزیہ یادگار مرثیہ“ میں کوئی خامی نظر آئے گی تو ازراہ علم دوستی مجھے مطلع فرمانے کی زحمت کریں۔

سید نقی عابدی (کاناڈا)

حیاتِ میرانیس

تعارف:

اُردو شعر و ادب کے بعض تذکروں میں خدائے سخن کا عنوان دو عظیم شاعروں کے لئے استعمال ہوا ہے۔ میر تقی میر اور میرانیس۔ میر تقی میر نے اپنے جذبات کے اظہار کے لئے غزل کو منتخب کیا اور میرانیس نے مرثیہ کا انتخاب کیا۔ جرمن کے مشہور شاعر گوٹے نے کہا تھا ”ادب میں کوئی صنف اس وقت تک عظیم نہیں بن سکتی جب تک کہ اُس کا موضوع عظیم نہ ہو“ میرانیس نے جس صنف شاعری مرثیہ کا انتخاب کیا اُس کا موضوع عظیم ترین موضوع یعنی شہادتِ امام حسین تھا۔

فردوسی شاہ نامہ میں کہتا ہے ۔
منم ساختم رستم داستان
وگر نہ یلے بود در سیستان

یعنی داستان میں، میں نے اپنے موئے قلم سے رستم کو رستم بنایا اور نہ وہ تو سیستان کے علاقہ کا ایک نیم وحشی شخص تھا۔ اس کے برخلاف میرانیس کو جن برگزیدہ ہستیوں کے واقعات، جذبات نفسیات اور اُن کی سیرت نگاری، کردار نگاری، رزم بزم اور سراپا کی مرقع کشی کرنی پڑی وہ داستان سازی نہ تھی بلکہ بڑی مشکل اور دشوار راہ تھی۔ میرانیس نے اپنی عاجز بیانی اور مجبوری کا اظہار یوں کیا ہے ۔

میں کیا ہوں مری طبع ہے کیا اے شہ شاہاں حسان و فرزدق ہیں یہاں عاجز و حیراں
شرمندہ زمانے سے گئے وایل و سحاباں قاصر ہیں سخن فہم و سخن سنج و سخن داں
کیا مدح کف خاک سے ہو نور خدا کی
کلنت یہاں کرتی ہیں زبانیں فصحا کی

میر انیس کا خاندان شاعری مدحت محمد و آل محمد سے سرشار تھا۔ چنانچہ فخریہ انداز میں فرماتے ہیں۔

عمر گزری ہے اسی دشت کی سیاحی میں

پانچویں پشت ہے شبیر کی مداحی میں

میر انیس کے پوتے دولہا صاحب عروج فرماتے ہیں۔

سیراک جام سے میں ہوں یہ مرا طور نہیں

سات پشتوں کا شرابی ہوں کوئی اور نہیں

میر انیس خاندانی شاعر تھے۔ خاندان میر انیس کے سوا دنیا میں کوئی دوسرا ایسا سلسلہ نظر نہیں آتا جس میں پے درپے، نسل در نسل آٹھ ممتاز و معروف شاعر پیدا ہوئے ہوں۔ اس خاندان نے تقریباً تین صدیوں میں پہلے فارسی اور پھر اردو زبان کی ایسی خدمت کی کہ اس خاندان کی زبان مستند، لب و لہجہ معتبر اور اس کا مقام شعر و ادب کا گہوارہ بن گیا۔ اسی لئے مشہور شاعر شیخ ناسخ اپنے شاگردوں سے کہا کرتے تھے۔ ”بھئی زبان سیکھنی ہو تو میر خلیق کے ہاں جایا کرو“ میر انیس بعض اوقات مرثیہ پڑھتے ہوئے فرماتے ”صاحبو! یہ میرے خاندان کا لب و لہجہ ہے اہل لکھنؤ اس طرح نہیں کہتے“ ایک مقام پر فرماتے ہیں ”حقا کہ یہ خلیق کی ہے سرسبز باں۔“

طرز کلام میں یہ فصاحت جو آئی ہے

اجداد باوقار سے میراث پائی ہے

میر انیس کے جد اعلیٰ میر امامی موسوی ہروی حضرت امام موسیٰ رضا کی نسل سے تھے۔ وہ ہرات کے شرفا میں بڑی عزت و وقعت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔ شاہ جہاں کے عہد سلطنت میں ایران سے ہندوستان آئے اور اپنے علم و فضل کی بدولت سہ ہزاری منصب پر فائز ہوئے۔ میر امامی موسوی جید عالم تھے، فقہ میں دسترس رکھتے تھے۔ اُن کی زبان فارسی تھی۔ وہ طبیعت کی موزونی سے کبھی کبھی شعر بھی کہتے تھے۔ اُن کی مثنوی ”باغ مراد“ مشہور ہے، لیکن ان کا تقریباً سارا کلام ضائع ہو گیا۔ میر امامی کے فرزند میر عزیز اللہ اور پوتے میر ہدایت اللہ کی شاعری کے بارے میں تاریخ اور تذکرے خاموش ہیں۔ میر ہدایت اللہ کے بیٹے میر غلام حسین ضاحک فارسی اور اردو کے مشہور اور معروف شاعر گزرے ہیں۔ دہلی کے مستقل قیام سے اس خاندان کی زبان دونوں بعد دہلی کی فصیح اور شستہ اردو ہو گئی۔ میر ضاحک، میر تقی میر اور مرزا سودا کے ہم عصر صاحب دیوان شاعر اور مزاح نگار تھے۔ میر ضاحک اور مرزا سودا کی باہمی چشمک کا ذکر تقریباً ہر تذکرے میں موجود ہے۔ میر ضاحک کی تاریخ پیدائش اور

وفات کا صحیح پتہ نہیں چلتا، مگر ڈاکٹر وحید قریشی کی جدید تحقیقات کی روشنی میں ضاصک کی پیدائش کا سال 1130ھ کے لگ بھگ معلوم ہوتا ہے۔ قاضی عبدالودود نے علی گڑھ میگزین طنز و ظرافت شمارہ 1953ء میں ضاصک کا انتقال 1196 اور 1198 کے درمیان بتایا ہے۔ میر ضاصک کے دیوان کے قلمی نسخہ پر 1199 ہجری تاریخ ثبت ہے۔ اس دیوان میں ہزلیں غزلیں، رباعیات، سلام، نوے اور مرثیے شامل ہیں۔

میر ضاصک کے بیٹے اور میر انیس کے دادا میر غلام حسن دہلوی نے شعر و ادب میں باپ سے زیادہ نام پیدا کیا۔ میر حسن کی پیدائش 1154 ہجری میں ہوئی ان کا سال وفات مصحفی کے کہے ہوئے مصرع ”شاعر شرین زبان تاریخ یافت“ کے ٹکڑے ”شاعر شرین زبان“ سے 1201 ہجری نکلتا ہے۔ میر حسن دہلی میں پیدا ہوئے۔ لیکن بقول نقش علی مولف تذکرہ ”بارغ معانی“ 1174ھ میں والد کے ہمراہ فیض آباد آچکے تھے اور صاحب تذکرہ ان سے آشنا بھی تھے۔ علوم شاعری اور قواعد کو پہلے اپنے والد میر ضاصک اور پھر میر ضیا سے سیکھے۔ شاعری میں میر اور سودا کی پیروی کی۔ میر حسن کی مثنویات میں بحر البیان، گلزار ارم، رموز العارفین، حویلی قصر جواہر، شادی اور تہنیت عید شامل ہیں۔ اردو میں سینکڑوں مثنویاں کہی گئیں لیکن میر حسن کی بحر البیان کا جواب نہ ہو سکا۔ اس کا ایک تحقیقی ایڈیشن 1987ء میں ڈاکٹر اکبر حیدری کشمیری نے شائع کیا۔ میر حسن کے کلیات میں غزلیں قصیدے، سلام، مرثیے اور رباعیات نظر آتی ہیں۔ 1188 ہجری میں میر حسن نے ”تذکرہ شعرائے ہندی“ فارسی زبان میں لکھا جس میں 307 اردو شعرا کے حالات اور ان کا نمونہ کلام موجود ہے اور اس میں 1191 ہجری تک اضافہ کرتے رہے۔ یہ تذکرہ تاریخی اور ادبی دستاویز ہے۔ میر حسن کے چاروں بیٹے یعنی میر مخلوق، میر حسن خلیق، میر محسن خلیق اور میر محسن شاعر تھے۔ ان میں خلیق اور خلیق صاحب دیوان تھے۔ میر انیس کے والد میر خلیق فیض آباد میں 1776 یا 1777 کے لگ بھگ پیدا ہوئے اور آخری عمر میں لکھنؤ چلے آئے۔ سولہ برس کی عمر سے شاعری شروع کی اور مصحفی کے شاگرد رہے۔ بقول محمد حسین آزاد پیرانہ سالی کی تکالیف اٹھا کر دنیا سے انتقال کیا۔ پروفیسر ادیب نے ان کی تاریخ وفات 1260 ہجری مطابق 1844 عیسوی بتائی ہے۔ میر خلیق کی غزلیات کا ایک دیوان مکمل ہو گیا تھا لیکن شائع ہونے کی نوبت نہ آسکی۔ خلیق کی غزل کا مطلع سن کر عمر رسیدہ خواجہ آتش نے اپنی غزل پھاڑ ڈالی تھی۔

رشتک آئینہ ہے اس رشتک قمر کا پہلو

صاف ادھر سے نظر آتا ہے ادھر کا پہلو

میر خلیق کی چودہ غزلیں ”مجموعہ سخن“ کے قلمی نسخہ میں، بارہ غزلیں مجمع الانتخاب مطبوعہ 1877ء مطبع نو لکھنؤ میں

درج ہیں۔ اس کے علاوہ بھی تقریباً ستائیس مختلف مجموعات شعرا اور تذکرات میں ان کے بعض اشعار ملتے ہیں۔ پروفیسر اکبر حیدری کشمیری کے ترتیب اور تدوین شدہ ”مراثی خلیق“ کو مرثیہ فاؤنڈیشن کراچی نے دسمبر 1997 میں پہلی بار شائع کر کے اس گنج بے بہا سے عوام کو روشناس کروایا۔ اس کتاب میں پروفیسر حیدری کے ایک معرکہ الآرا مقدمہ کے ساتھ میر خلیق کی غزلوں اور سلاموں کے نمونے اور تیس غیر مطبوعہ مرثیوں کو شامل کیا گیا ہے۔ میر خلیق کا پلہ اس زمانے کے تین نامور مرثیہ گو شعرا یعنی میر ضمیر، مرزا فتح اور دلگیر سے کسی طرح کم نہ تھا بلکہ مرثیہ خوانی ان سب سے بہتر تھی۔ وہ چشم و آبرو کے اشاروں، اعضا کے مناسب حرکات سے اور آواز کے اتار چڑھاؤ سے مضامین کی تصویر ایسی کھینچ دیتے کہ سننے والے ان کے انداز بیان میں کھو جاتے۔ میر خلیق کی چار بیٹیاں پیاری بیگم، بندی بیگم، آبادی بیگم، ہرمزی بیگم اور تین بیٹے میر ببر علی انیس، میر مہر علی انس اور میر محمد نواب مونس تھے۔ انیس سب سے بڑے تھے۔ لیکن خلیق کے تینوں بیٹے صاحب دیوان شاعر اور مرثیہ گو تھے۔

میر انیس کے بچپن بھائی میر مہر علی انس 1807ء میں فیض آباد میں پیدا ہوئے اور 85 برس زندگی بسر کر کے لکھنؤ میں دفن ہوئے۔ ان کا کلام 44 مرثیوں، 50 سلاموں اور رباعیات پر مشتمل ہے۔ علاوہ ازیں محمود آباد ہاؤس لکھنؤ اور راقم حروف کے پاس انس کے بہت سے قلمی اور غیر مطبوعہ مرثیے موجود ہیں۔ انس کے بیٹے وحید اور پوتے فرید کے مرثیے لا جواب ہیں۔ میر انیس کے سب سے چھوٹے بھائی میر محمد نواب مونس 1811ء میں فیض آباد میں پیدا ہوئے اور 64 برس کی عمر میں 1875ء میں لکھنؤ میں انتقال کر گئے۔ آپ کی شعری خدمات میں دیوان غزلیات، مرثیوں کی چھ جلدیں، مجموعہ سلام اور رباعیات شامل ہیں۔ آپ لا ولد تھے۔

میر انیس کے تینوں بیٹے میر خورشید علی نفیس، میر محمد عسکری رئیس اور میر محمد سلیم شاعر تھے۔ جن میں میر نفیس نے بڑا نام کیا اور انیس کی زندگی ہی میں اپنا الگ چراغ جلا کر پروانوں کو جمع کیا۔ میر خورشید علی نفیس 1822ء میں پیدا ہوئے اور 1901ء میں اپنے باپ کے پائین مزار دفن ہوئے۔ ان کو ”خطیب منبر بلاغت“ کہا جاتا تھا۔ نفیس کی تصنیفات میں ایک سو سے زیادہ مرثیے، سلاموں کا مجموعہ ”ہدیہ پیش بہا“ رباعیات، نوحہ جات اور مناجاتیں شامل ہیں۔ اس کے علاوہ ایک رسالہ ”ریاض العابدین“ بھی لکھا۔ میر افضل حسین نجم سیتا پوری نے دو تاریخیں وفات کی نکالیں۔ ”چھپا آہ خورشید اوج معانی“ (1318 ہجری) اور ”ہو گیا ملک شاعری تاراج“ (1318 ہجری)۔

میر محمد عسکری رئیس چونکہ نفیس کے بعد پیدا ہوئے اس لئے تذکروں میں ان کی تاریخ پیدائش جو 1822ء سے پہلے بتائی گئی ہے صحیح نہیں۔ البتہ ان کی تاریخ وفات ۲ دسمبر 1991ء معتبر ہے۔ آپ کی تصنیفات میں بائیس (22)

مرثیے، چند سلام، غزلیں اور رباعیات شامل ہیں۔ ان کا زیادہ تر کلام غیر مطبوعہ ہے۔ نظم طباطبائی مراٹھی انیس جلد اول مطبوعہ نظامی پریس میں کہتے ہیں کہ رئیس اپنے خاندانی فن کی طرف متوجہ نہ تھے۔ میر انیس نے مرثیہ ع ”نمک خوانِ تکلم ہے فصاحت میری“ کہہ کر اس میں رئیس کا نام مقطع میں ڈال دیا، تاکہ ان کو شوق پیدا ہو اور یہی ذریعہ معاش ہو جائے۔ لیکن مرثیہ میں بے انتہا چٹنگی تھی اور لوگوں نے یقین نہ کیا کہ یہ مرثیہ رئیس کا ہے اگرچہ اس میں ایک مصرعہ میں رئیس کی عمر اور کلام کی نسبت سے ع ”متبدی ہوں مجھے تو قیر عطا کر یارب“ تھا تو دوسری طرف رئیس ہی کی پشت کی نسبت یہ شعر بھی شامل تھا ۔

عمر گزری ہے اسی دشت کی سیاحی میں

پانچویں پشت ہے شیر کی مداحی میں

یہ بات صحیح نہیں معلوم ہوتی۔ راقم کے پاس دو قلمی مرثیے ہیں جو میر رئیس کی زندگی اور ان کی وفات کے دو سال بعد لکھے گئے، جن پر تصنیف انیس اور مقطع میں بھی تخلص انیس ہی درج ہے۔

ویسے بھی اگر میر ہدایت کو شاعر تسلیم کر لیا جائے تو خود میر انیس کی پانچویں پشت ہوتی ہے۔ اسی لئے تو دولہا صاحب عروج نے جو انیس کے پوتے تھے خود کو ع ”سات پشتوں کا شرابی ہوں کوئی اور نہیں“ کہا تھا۔ میر محمد عسکری رئیس بھی لکھنؤ میں انیس کے پائین مزار دفن ہیں۔

میر انیس کے چھوٹے بیٹے میر محمد سلیم 1829ء میں فیض آباد میں پیدا ہوئے اور ترسٹھ برس کی عمر میں 1890 میں لکھنؤ میں باپ کی پائین دفن ہوئے۔ سلیم کی تصانیف میں جو کچھ باقی ہے اس میں سولہ سترہ مرثیے، کئی غزلیں سلام اور قصائد شامل ہیں۔ میر سلیم کے کلام میں چٹنگی زیادہ تھی اور بقول شاد ”عظیم آبادی“ اگرچہ دوران قیام فیض آباد اور انیس کے انتقال کے بعد بھی انہوں نے کئی مرثیے نہایت مربوط کہے تھے لیکن ان کے ہم عصر یہی سمجھتے رہے کہ وہ اپنے والد میر انیس ہی کا کلام پڑھتے ہیں“

مراٹھی انیس میں نظم طباطبائی لکھتے ہیں ”جس دن میر انیس نے منبر و مجلس کو الوداع کہی، تینوں صاحبزادے سامنے حاضر تھے۔ چھوٹے فرزند میر محمد سلیم کو اشارے سے پاس بلایا۔ بستہ اپنے ہاتھ سے اٹھا کر ان کے ہاتھ دے دیا۔ سلیم مرحوم میا برج اور حیدر آباد کن کی مجلسوں میں زندگی بھر یہی مرثیے پڑھا کئے“

میر انیس کے پوتے اور میر نفیس کے بیٹے سید خورشید حسن عروج 1282 ہجری میں لکھنؤ میں پیدا ہوئے اور 77 برس کی عمر گزرا کر 1348 ہجری مطابق 1930ء میں مقبرہ میر انیس لکھنؤ میں دفن ہوئے۔ تاریخ وفات۔ ”عالی مقام و

زیست منبر عروج بود“ 1348 دولہا صاحب عروج کی ادبی خدمات میں پچیس مرثیے، سلام اور رباعیات ملتی ہیں۔ کہتے ہیں کہ دولہا صاحب کا مرثیہ پڑھنے کا انداز بہت دلکش اور رعب دار تھا۔ جب دارالترجمہ عثمانیہ یونیورسٹی نے میر انیس کے مرثیوں کی ترتیب کے لئے دولہا صاحب سے رجوع کیا تو دولہا صاحب نے اس کام کے لئے دس ہزار روپیوں کا مطالبہ کیا جو اشاعتی کمیٹی نے قبول نہیں کیا اور بعد میں اس کام کو نظم طباطبائی کے سپرد کیا گیا، جنہوں نے میر انیس کے کلام کو ترتیب دے کر تین جلدوں میں شائع کیا جو 1921، 1924ء اور 1930 میں شائع ہوا۔ دولہا صاحب عروج کے فرزند سید محمد فائز 1885 میں لکھنؤ میں پیدا ہوئے اور ترسٹھ برس عمر میں 1946 میں مقبرہ میر انیس میں دفن ہوئے۔ فائز کے تقریباً چودہ پندرہ مرثیے کے کچھ سلام اور رباعیات شامل ہیں جو زیادہ تر غیر مطبوعہ ہیں۔ چونکہ فائز صاحب لا ولد رہے اس لئے میر انیس کے خاندان کا یہ سلسلہ یہاں پر ختم ہو گیا۔

میر انیس کے خاندان میں دوسرے عظیم شعرا میر وحید، میر جلیس، میر غیور، قدیم لکھنوی، جلیل لکھنوی، میر مانوس، میر عارف، ذکی لکھنوی، حزین لکھنوی، فرید لکھنوی، فائق لکھنوی اور لائق لکھنوی قابل ذکر ہیں جو اس گلشن مرثیہ کو اپنے قلم کی رنگینی اور خیالات کی خوشبو سے رشک شاعری بناتے رہے۔ اگرچہ آج میر انیس کی اولاد صلب موجود نہیں۔ لیکن ان کے فرزندان روحانی یعنی ”اشعار“ رہتی دنیا تک ان کی یاد دلاتے رہیں گے۔ اسی لئے تو ذوق نے کہا تھا۔

رہتا سخن سے نام قیامت تلک ہے ذوق

اولاد سے رہے یہی دو پشت چار پشت

میر انیس کی ولادت۔

میر انیس فیض آباد کے محلہ گلاب باڑی میں پیدا ہوئے۔ آپ میر خلیق کے سب سے بڑے فرزند تھے۔ آپ کی تاریخ ولادت میں بڑا اختلاف پایا جاتا ہے جو 1216 ہجری اور 1220 ہجری کے درمیان ہے۔

(1) جناب زوار حسین زیدی۔ اردو شاعروں کا الہم۔ تاریخ ولادت۔ 1216 ہجری

(2) جناب میر مہدی حسن احسن لکھنوی۔ واقعات انیس۔ تاریخ ولادت 1215 ہجری

(3) جناب رام بابو سیکسینہ۔ تاریخ اردو ادب۔ تاریخ ولادت۔ 1212 ہجری۔ 1217

(4) جناب سید اعجاز حسین۔ مختصر تاریخ اردو تاریخ ولادت۔ 1217 ہجری

(5) جناب حامد حسن قادری مختصر تاریخ مرثیہ گوئی تاریخ ولادت۔ 1217 ہجری

6۔ جناب شبلی نعمانی۔ موازنہ انیس و دبیر۔ تاریخ ولادت 1218 ہجری

- 7۔ مسعود حسین رضوی۔ روح انیس۔ تاریخ ولادت۔ 1218 ہجری
 - 8۔ اکبر حیدری کشمیری۔ باقیات انیس۔ تاریخ ولادت۔ 1218 ہجری
 - 9۔ جناب ڈاکٹر نیر مسعود۔ بزم انیس۔ تاریخ ولادت۔ 1218 ہجری
 - 10۔ جناب امجد علی اشہری۔ حیات انیس۔ تاریخ ولادت۔ 1219 ہجری
 - 11۔ جناب تقم طباطبائی۔ مراثی انیس۔ تاریخ ولادت 1220 ہجری
- سید محمد ذکی الم شاگرد میر مولس نے میر انیس کی وفات پر قطعہ تاریخ کہا۔ جس سے میر انیس کی عمر قمری لحاظ سے 73 اور 74 سال کے درمیان ہوتی ہے۔ ”سہ سال و چند ماہ بہ ہفتاد شد فزون، چنانچہ 29 ر شوال 1291 ھ شب جمعہ وفات کی تاریخ ہے۔ اس لئے 1291 سے عمر طبعی کم کرنے سے میر صاحب کی تاریخ ولادت 1217 اور 1218 ہجری مطابق 1802 اور 1803 کے درمیان کوئی بھی دن ہو سکتی ہے۔ سید محمد ذکی الم لکھنوی کا قطعہ تاریخ رحلت میر انیس یہ ہے۔

اے وائے شد خزاں چو بہار گل خن از باغ نظم بلبل رنگین کلام رفت
 می بود پنچشنبہ و بست و نغم ز عید قبل از غروب پیش شہ خاص و عام رفت
 سہ سال و چند ماہ بہ ہفتاد شد فزون چوں آن رفیع مرتبہ ذوالکرام رفت
 از دل الم کشید سر آہ و زد ندا سوئے ارم انیس امام انام رفت

1 9 2 1 ہجری

میر انیس کی ماں بیگم تعلیم یافتہ خاتون تھیں۔ جنہیں عربی، فارسی اور اسلامیات میں اتنی دستگاہ حاصل تھی کہ میر انیس کی ابتدائی تعلیم انہی کے ذریعہ ہوئی۔ وہ خود دار خوش اخلاق متقی و پرہیزگار خاتون تھیں اور ان کی سراسر زندگی دوسری عورتوں کے لئے نمونہ تھی۔ یہ میر انیس کی والدہ کی تعلیم و تربیت کا ہی اثر تھا کہ میر انیس کو اسلامی اقتدار اور اپنے مذہبی عقیدے سے بے پناہ محبت تھی۔ یہ اسی مومنہ کی آغوش کا بھی اثر تھا کہ ان کے تینوں بیٹے، کئی پوتے اور نواسے عظیم اردو ادب کے شاعر بن کر ظاہر ہوئے اور اُس صنفِ سخن کو جو اعلیٰ اقدار انسانی اور کردار نوازنی سے بھرپور تھی اردو شعر و ادب کو مالا مال کر دیا۔

تعلیم و تربیت۔ میر انیس ابتدائی اردو فارسی اور عربی تعلیم کو اپنی ماں سے حاصل کرنے کے بعد درسیات میں حکیم میر گلو کے شاگرد ہوئے۔ مرحوم مسعود حسن ادیب کہتے ہیں کہ ”میر انیس نے درسیات کی ابتدائی

کتابیں سید نجف علی قبلہ فیض آبادی سے پڑھی۔ سید نجف علی کشمیری بڑے جید شیعہ عالم تھے وہ تعلیم کتب درسیہ اور علم قرأت میں بے مثل اور لا ثانی تھے۔

مولانا نجف علی علم طب میں کامل اور شاعر بھی تھے۔ وہ بائیس (22) سے زیادہ کتابوں کے مصنف بھی تھے۔ آپ کا انتقال 1254 ہجری میں ہوا اور قطعہ تاریخ وفات ”اے ہے سید نجف علی فاضل“ سے نکلتی ہے۔ کہتے ہیں میر انیس نے عربی تعلیم کی تکمیل مولوی حیدر علی صاحب کے زیر نگرانی کی جو خفی عالم تھے۔ تذکرہ علمائے ہند کے مصنف کا بیان ہے کہ وہ علم مناظرہ و کلام میں ”فائق الاقرآن“ تھے۔ خصوصاً شعریوں سے مناظرہ کرنے کے فن میں ان کا کوئی نظیر نہ تھا۔ آخری عمر میں نظام حیدر آباد کے یہاں دوسروں پرے مہوار کے ملازم ہو گئے اور وہیں انتقال کیا۔ ان کی سب سے مشہور کتاب منہتی الملکام ہے۔ ان کا انتقال 1293 ہجری میں ہوا اور ان کا قطعہ تاریخ وفات۔ ”ناصر دین و مذہب حق آگاہ“ سے نکلتی ہے۔

پروفیسر اکبر حیدر کی تحقیقات سے مولوی حیدر علی، صاحب منہتی الملکام کی استادی مشکوک نظر آتی ہے۔ پروفیسر صاحب لکھتے ہیں اس نام کے دو علما ہوئے ہیں۔ ایک فیض آباد اور دوسرے لکھنؤ کے۔ دونوں مولوی صاحبان عمر میں انیس سے چھوٹے تھے۔ لہذا ان میں سے کسی ایک کے استاد ہونے کا امکان ہی نہیں ہو سکتا۔ اول الذکر نے امیر انیس کے عقاید کے خلاف کئی کتابیں لکھیں۔ ان میں سے منہتی الملکام سرفہرست ہے۔ رشک لکھنؤی (متوفی 1284 ہجری) نے اپنی بے نام مثنوی جو 1261 ہجری میں مطلع احمدی لکھنؤ سے چھپی اسی میں مولوی حیدر علی کی زبردست جھوکی۔

ایک فیض آباد کا حیدر علی

وہ خفی مردود ہے مرتد جلی

دوسرے مولوی حیدر علی کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ عالم جید تھے اور ان کے نام ایک مسجد کڑہ حیدر حسین خان میں اب تک موجود ہے۔ لیکن تحقیق سے معلوم ہوا کہ لکھنؤ میں اس نام کی کوئی مسجد نہیں ہے۔ آزاد نے بھی مولوی حیدر علی صاحب منہتی الملکام کو انیس کا استاد بتایا ہے جو اوپر بیان کی گئی جدید تحقیقات کی رو سے صحیح نہیں معلوم ہوتا۔ راقم کا خیال ہے کہ ایک تیسرے مولوی صاحب مولوی حیدر علی سنڈیلوی جن کا ذکر سید انشا اللہ خان انشا نے اپنے کلیات میں کیا ہے اور جنہیں ایک جید عالم اور شاعر بھی بتایا ہے اور ان کی نعتیہ نظم پر تحمس تقصیم کیا ہے۔ شاید یہی میر انیس کے استاد ہوں، موصوف انشاء کے ہم عصر تھے اور میر انیس سے عمر میں چالیس پچاس سال بڑے ہوں گے۔ انشا لکھتے ہیں، ”چون تعریف مولوی حیدر علی سنڈیلوی شنیدم اتفاقاً خود جناب شان بتقریبی در لکھنؤ

آمدند۔ فی الفور سوار شدم رفتم و طور الکلام قصیدہ بے نقط خود برایشان عرض کردم۔ انشانے جوان کے نعتیہ کلام پر نعتیہ مخمس لکھا اس کا پہلا بند یہ ہے۔

جناب مولوی حیدر علی بلند مقام کہ زمرہ علما لیتے ہیں انہیں کا نام کلام ان کا یہ ہے مدظلہ العلام رسول حق کا محمد نبی خیر الانام ہے فخر کون و مکان تجھ اوپر درود و سلام

امجد علی اشہری حیات انیس میں شاد عظیم آبادی کے ایک خط کے اقتباس میں کہتے ہیں:

”میر صاحب کا مذاق علمی اس درجہ کو پہنچا ہوا تھا جو شاعری کی تمام ضرورتوں کو پورا کر سکتا ہو، جو ایسے مستند استاد کے لئے ضروری اور لازمی ہے۔ میر صاحب جب لکھنؤ تشریف لائے تو یہاں اپنی تعلیم کو جاری کر رکھا اور چالیس برس کی عمر تک مطالعہ کتب سے بے نیاز ہوئے۔ اگرچہ میر انیس کو لکھنؤ میں عالمانہ درجہ میں تسلیم نہیں کیا جاتا تھا لیکن ان کی معلومات علمیہ کا سب کو اقرار تھا۔ میر صاحب کو بہ نسبت منقولات کے معقولات سے زیادہ دل چسپی تھی اور اکثر میر صاحب کے زیر مطالعہ وہی کتابیں رہتی تھیں جو اپنا مثل نہیں رکھتیں۔“

مراثی میر انیس جلد دوم میں نظم طباطبائی لکھتے ہیں ”میر انیس کے کلام سے اتنا تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ علوم متعارفہ سے ناواقف نہ تھے“ پروفیسر ادیب لکھتے ہیں کہ ان کے کلام کا غور سے مطالعہ کرنے سے ان کی علمی استعداد کے بارے میں مندرجہ ذیل نتائج نکلتے ہیں۔

الف: وہ عربی زبان بہ خوبی جانتے تھے۔ اپنے کلام میں عربی لفظ فقرے، محاورے اور ترکیبیں بے تکلف اور بر محل استعمال کرتے تھے۔ عربی صرف و نحو کے مسائل کی طرف جا بجا اشارہ کرتے ہیں۔ عربی اقوال اور امثال وغیرہ کا ترجمہ بھی ان کے کلام میں ملتا ہے۔

ب: قرآن اور احادیث کا کافی علم رکھتے تھے۔ آیات اور احادیث ان کے ترجمے، ان کی طرف اشارہ تفسیر و حدیث کی کتابوں کے نام راویوں کے حوالے یہ سب چیزیں ان کے کلام میں موجود ہیں۔

ج: اپنے زمانے کے دوسرے علوم رسمی سے بھی واقف تھے۔ ان کے کلام میں عروض، منطق، فلسفہ، طب، رمل وغیرہ کی اصطلاحیں بکثرت موجود ہیں۔

د: فارسی زبان و ادب پر بڑا عبور رکھتے تھے۔ ان کے مرثیے کا ایک ایک مصرعہ ان کی فارسی دانی پر شہادت دیتا ہے۔ سب سے بڑی بات یہ تھی کہ وہ ایک من علم سے کام لینے کے لئے دس من عقل بھی رکھتے تھے۔ کتابیں پڑھ پڑھ

کر ”چار پائے براؤ کتابی چند کا مصداق ہو جانا اور چیز ہے اور علم کو اپنی ذات کا جزو بنالینا اور اس پر حاکمانہ قدرت رکھنا اور بات ہے۔ میر انیس کے نواسے میر علی مانوس جو نو برس کے سن سے پچیس برس تک میر انیس کے ساتھ رہے بیان کرتے ہیں کہ میر انیس کے پاس کوئی دو ہزار کتابیں ہوں گی۔ دو بڑے بڑے صندوق کتابوں سے بھرے ہوئے تھے۔ میر انیس نے غدر کے بعد شاہنامہ فردوسی کا ایک عمدہ نسخہ مظلوم تصور بخط ولایت دوسو روپے کا خریدا تھا۔

ڈاکٹر فرمان فتح پوری لکھتے ہیں کہ میر انیس نے منطق و فلسفہ کا درس مفتی میر عباس سے لیا۔ فن سپاہ گری کی تعلیم میرا میر علی سے لی۔ یہ فن آگے چل کر میر انیس کی رزم نگاری میں بڑا مددگار ثابت ہوا۔ میر انیس فارسی نظم و نثر لکھنے پر بھی قادر تھے۔ فارسی نثر پر میر انیس کے خطوط ہمارے اعاد کا ثبوت ہیں۔ فارسی نظم میں دو تاریخی قطعے مثال میں پیش کئے جاسکتے ہیں۔ علامہ مفتی میر محمد عباس کی مثنوی من و سلو کی تاریخ طبع چھ اشعار میں لکھی جس کے آخری شعر سے 1263 ہجری کے اعداد نکلتے ہیں۔

داو ہاتف ایں صداے دل پذیر
ہست ہائش کلام بے نظیر

جب ممتاز العلماء فخر المندرسین سید محمد تقی جنت مآب کے یہاں پوتا پیدا ہوا تو میر انیس سے تاریخ کی فرمائش کی۔ سمعاً و طاعاً کہہ کر وہ تعمیل ارشاد پر تیار ہوئے اور چھ اشعار پر مبنی ایک قطعہ لکھا، جس کے آخری شعر سے 1281 ہ کی تاریخ نکلتی ہے۔

”چو ارشاد جناب سیدی شد
پے تاریخ گفتم ” نیک اختر“

شاعری کی ابتداء: میر انیس نے گیارہ بارہ برس کی عمر ہی سے شاعری شروع کر دی تھی۔ وہ پہلے غزل گوئی کی طرف مائل تھے۔ اور اپنا کلام اپنے والد خلیق اور چچا میر خلیق کو دکھاتے تھے۔ پھر کچھ عرصہ کے لئے شیخ ناسخ کو غزلیات میں اپنا استاد بنایا۔ جب غزل میں پختگی آگئی اور فیض آباد کے مشاعروں میں آپ کی قدر رہنے لگی تو شفیق باپ کی نصیحت سن کر غزل سے مرثیہ گوئی کی طرف رخ کیا۔ آب حیات میں مولانا محمد حسین آزاد لکھتے ہیں۔

”جب میر انیس کہیں مشاعرے میں گئے اور غزل پڑھی وہاں بڑی تعریف ہوئی۔ شفیق باپ خبر سن کر دل میں باغ باغ ہوا اور ہونہار فرزند سے پوچھا کل کہاں گئے تھے۔ انہوں نے حال بیان کیا۔ غزل سنی اور فرمایا کہ ”بھئی اب اس غزل کو سلام کرو اور اس مشغل میں زور طبع صرف کرو جو دین و دنیا کا سرمایہ ہے“

شیخ ناسخ نے میر بھر علی کا تخلص حزیں سے بدل کر انیس کر دیا۔ اس واقعہ کی تائید میں سید مہدی حسن احسن ”واقعات انیس“ میں لکھتے ہیں کہ جب انیس نے اپنے والد کی موجودگی میں ناسخ کے سامنے اپنی غزل کا شعر پڑھا۔

کھلا باعث یہ اس بے درد کے آنسو نکلنے کا
دھواں لگتا ہے آنکھوں میں کسی کے دل کے جلنے کا

تو ناسخ جھومنے لگے اور فرمایا۔ یہ فرزند رشید آپ کے یادگار خاندان ہوں گے اور یاد رکھئے ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ ان کی زبان اور ان کی شاعری کی عالم گیر شہرت ہوگی۔ مگر بجائے حزیں کوئی اور تخلص ہونا چاہئے۔ میر خلیق نے فرمایا۔ آپ ہی کوئی تخلص تجویز کر دیجئے۔ ناسخ نے تھوڑا سا سکوت کیا اور پھر کہا مجھے تو ”انیس“ پیارا لگتا ہے۔ میر انیس نے بہ کمال ادب سلام کیا اور اُس روز سے انیس ہو گئے۔

ایک مشہور روایت یہ بھی ہے کہ میر انیس مرحوم نے بچپن میں ایک بکری پالی تھی جس کو بہت چاہتے تھے۔ جب وہ مری تو ان کو بہت ملال ہوا اور اس کے مرنے پر یہ شعر فرمایا ہے۔

افسوس کہ دنیا سے سفر کر گئی بکری
آنکھیں تو کھلی رہ گئیں اور مر گئی بکری

جب میر خلیق کو خبر ہوئی تو ہونہار بیٹے کو بلا کر مکرر اس شعر کو پڑھوایا۔ تعریف سے دل بڑھایا اور اس خوشی میں کہ صاحبزادے نے پہلے پہل شعر کہا ہے۔ اپنے بیگانوں میں مٹھائی تقسیم کی اور بڑی دھوم دھام سے انیس مرحوم کی شاعری کی یہ بسم اللہ ہوئی۔

پروفیسر ادیب لکھتے ہیں کہ شاعری میں ان کے کسی استاد کا نام نہیں ملتا۔ مگر ظاہر ہے کہ اس فن کے وہ شعبے جو اکتساب سے تعلق رکھتے تھے انہوں نے اپنے بڑے چچا میر خلیق اور والد میر خلیق سے سیکھے ہوں گے۔ مگر انہوں نے جابجا میر خلیق اور ان کے اتباع کا ذکر کیا ہے۔ مشہور ہے کہ میر انیس اُس روایت کو جس میں حضور اکرم فرط شفقت سے امام حسینؑ کے لئے اونٹ بنا چاہتے تھے نظم کر رہے تھے اور دوسرا مصرعہ کہہ لیا تھا، لیکن پہلا مصرعہ جو پسند کے قابل ہو نہیں لگ رہا تھا چنانچہ میر خلیق نے پوچھا بیٹا کیا سوچ رہے ہو۔ انیس نے ٹیپ کا دوسرا مصرعہ پڑھا۔ میر خلیق نے فوراً کہا بیٹا مصرعہ لگا دو۔

جب آپ روٹتے ہیں تو مشکل سے منتے ہیں
اچھا سوار ہوئے ہم اونٹ بنتے ہیں

فنون سپاہ گری۔ مولف ”حیات انیس“ امجد علی اشہری جو میر انیس کے استاد فن سپاہ گری میرا میر علی کے محلے میں رہتے تھے ان کی زبانی بیان کرتے ہیں کہ میر انیس نے ”علی مدد“ لکڑی کا ٹھاٹ اور بائک بنوٹ کی کچھ گھائیاں اُن سے سکھیں۔ میر انیس کبھی ننگے بدن مشق نہیں کرتے تھے بلکہ ورزش کے مناسب کپڑے بنوائے تھے۔ میر انیس نے امر ازادگان کے ساتھ فیض آباد میں ایک حد تک شمشیر زنی کی مشق کی تھی۔ اس فن سپاہ گری کی واقفیت نے رزم نگاری میں میر صاحب کی جزئیات بیانی میں مدد کی۔ میر انیس ہمیشہ ورزش کرنے کے عادی تھے۔ چنانچہ خلوت میں ایک مخصوص کمرے میں ورزش کر کے جو عموماً ڈنکر کرنے اور مگدر ہلانے پر مشتمل تھی۔

حلیہ۔ پروفیسر مسعود حسن ادیب نے میر انیس کی شکل و صورت کو دو بزرگوں کے حوالے سے لکھا ہے جنہوں نے میر انیس کو دیکھا اور سنا تھا۔ میر انیس کے حقیقی نواسے سید علی مانوس نے کہا کہ ”میر انیس کا قد درمیانہ، مائل بہ درازی، ورزش کی وجہ سے جسم ٹھوس، اعضا متناسب و چست، چہرہ باریک، چوڑا سینہ، صراحی دار گردن، خوبصورت کتابی چہرہ بڑی بڑی آنکھیں، گہواں رنگ، مونچھیں ذرا بڑی، ڈاڑھی اتنی باریک کترواتے تھے کہ دُور سے منڈی ہوئی معلوم ہوتی تھی۔ دوسرے بزرگ مولوی عبدالعلی جنہوں نے میر انیس کو دیکھا اور ان کے انتقال کے وقت ان کی عمر تیس سال تھی اور ان کے والد میر سلامت علی صاحب مرثیہ خوانی میں میر انیس کے شاگرد بھی تھے کہتے ہیں ”میر انیس کا قد لمبا میانہ سے کچھ زیادہ تھا۔ اُن کا بدن چست ٹھوس اور چہرہ باریک ڈاڑھی منڈواتے تھے“

حیات انیس میں امجد علی اشہری میر انیس کی شکل و صورت کے بارے میں لکھتے ہیں، ”میر انیس کا قد لانا چہرہ باریک متناسب الاعضا تھا۔ سر کے بال باریک اور ملائم چہرہ خوبصورت اور کتابی، رنگ کھلا ہوا گندمی، آنکھیں بڑی بڑی خوبصورت جن کی خوش آب سفیدی زگس کا لطف دیتی تھی۔ آنکھوں کے تیور سے غیورانہ حالت ظاہر ہوتی تھی۔ پتلی کی روشنی بہت تیز تھی۔ مونچھیں بڑی بڑی اقلندہ مو، ڈاڑھی صاف، گردن صراحی دار، سینہ کشادہ اور عریض مگر زیادہ ابھرا ہوا نہ تھا۔ میر انیس کی چال نستعلیق تھی۔

شاد عظیم آبادی لکھتے ہیں کہ ”جب میرے دوست حافظ حکیم سید احمد شاہ مرحوم لکھنؤ میں حکیم علی صاحب سے طب پڑھتے تھے انہوں نے مجھ کو لکھ بھيجا کہ اب کہ قرینے میر انیس کی صحت کا نہیں ہے تو میں نے گھبرا کر میرا مونس کو لکھا کہ جس طرح ہو سکے میر صاحب کا ایک فوٹو لے کر مجھ کو بھیج دیجئے۔ میرا مونس نے میر صاحب کو میرا خط دکھایا۔ کوئی صاحب بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے کہا کہ حضور مشکور الدولہ یہیں ہیں ان کو بلو لیجئے۔ دم بھر میں فوٹو لے لیں گے۔ ان سے کہا کہ میں تو ہرگز ان کی تصویر نہیں چاہتا مگر ایسے شخص نے لکھا ہے کہ عذر نہیں کر سکتا۔ آپ ہی

مشکور الدولہ کو سلام کہہ دیجئے اور کہئے کہ میر انیس نے بلوایا ہے۔ دوسرے دن مشکور الدولہ اپنا سامان لے کر آئے اور چاہا کہ اسی حالت کی تصویر لیں مگر میر صاحب نے نہ مانا۔ بہ مشکل کرسی پر بیٹھے فوٹو لیا گیا۔ میر موس نے ان سب حالات کو لکھ کر دوفوٹو مجھ کو اور دوفوٹو اب بہادر کے پاس بھیج دئے۔ اُن دنوں زیادہ دن رہنے سے فوٹو کا رنگ اڑ جاتا تھا۔ کئی سال کے بعد یہی خرابی ہمارے یہاں فوٹو میں ہونے لگی تو اپنے شہر کے ہزار دہائی وقت میر زائر مہدی مرحوم کو بلا کر ایک مہینہ تک اپنا مہمان رکھا اور اس فوٹو کی نقل سے ایک آئل پینٹ (Oil Paint) یعنی ایک بڑی روغنی تصویر کھنچوائی اور جو حضرات اس زمانہ تک میر انیس کے دیکھنے والے تھے ایک ایک کر کے سب نے دیکھا اور اچھی طرح سے جانچ لی گئی تو ایک نقل میر نفیس مرحوم کو بھیج دی۔ انہوں نے بھی بہت پسند کیا۔ اب تک میرے کمرے میں موجود ہے۔“

معتبر ذرائع سے یہ پتہ چلتا ہے کہ یہ قد آدم روغنی تصویر شاد عظیم آبادی کے ہال کمرے میں 15 جنوری 1934 تک لٹکتی رہی مگر جب زلزلے میں گر گئی تو مرمت کر کے اس جگہ آویزاں کیا گیا جو 1940 میں برسات کی وجہ سے چھت گر جانے سے ملہ میں رہ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی اور کسی نے اُس جانب توجہ بھی نہ کی، لیکن ہو بہو یہی تصویر پیارے صاحب مرحوم رئیس مظفر آباد کے تین گھاٹ والے مکان میں موجود تھی۔ خدا جانے یہ تصویر کیا ہوئی؟

پروفیسر نیر مسعود رضوی ”بزم انیس“ میں کہتے ہیں کہ انیس کی مستند ترین تصویر وہ ہے جو اُن کے ایک قدردان نے کسی باکمال مصور سے ہاتھی دانت کی تختی پر بنوا کر ان کی خدمت میں پیش کی تھی۔ میر انیس کی جو تصویریں عام طور پر چھپتی رہتی ہیں وہ اسی ہاتھی دانت والی تصویر کا نقش مستعار ہیں۔ لیکن ان نقوش میں اصل کے موقلم کی باریکیاں نہیں آسکیں۔ اصل تصویر میں میر انیس کی غلافی آنکھیں، آنکھوں کے نیچے باریک جھڑیاں رخساروں کی ہڈیوں کا ہلکا سا ابھار، ذرا پھیلے ہوئے نتھنے اور بچھے ہوئے پتلے تپلے ہونٹ مل کر ایک ایسے شخص کا تاثر پیدا کرتے ہیں جو بے حد ذکی الحس اور ارادے کا مضبوط ہے۔ یہ تصویر میر خورشید علی نفیس کے نواسے میر علی محمد عارف کے خاندان میں موجود ہے۔ مرحوم مسعود حسن ادیب کے ذخیرہ میں اس تصویر سے مشابہ انیس کی ایک دھندلی رنگین تصویر ہے۔ یہ اصل میں ایک مٹا مٹا سا فوٹو گراف ہے۔ جسے کسی بد سلیقہ مصور نے رنگ بھر کر اجاگر کرنے کی کوشش کی ہے۔ میر انیس کی سوسالہ برسی کے موقع پر ”ماہ نو“ نے جو انیس نمبر نکالا اس میں ایک کیمرہ سے کھینچی ہوئی تصویر میر انیس سے منسوب کی گئی ہے جو جناب عباس علی بیگ صاحب ساکن ٹنڈو آغا حیدر آباد سندھ کے ذاتی البم سے حاصل کی گئی۔ اگرچہ اس تصویر میں ناک نقشہ خاندان میر انیس سے ملتا ضرور ہے لیکن تصویر کی تاریخ 1843ء کے وقت میر

انیس کی عمر تقریباً چالیس سال تھی اور یہ تصویر پچاس اور ساٹھ سال کے درمیانی سن کے شخص کی معلوم ہوتی ہے۔ یہ تصویر میر حسن علی خان والی سندھ نے جناب عباس علی بیگ کے پردادا مرزا فتح علی بیگ فتح کو دی تھی جو ان کے درباری مرثیہ گو شاعر تھے۔ جناب عباس علی بیگ صاحب کا اصرار ہے کہ یہ تصویر میر انیس کی ہے۔ ڈاکٹر اکبر حیدری کی تحقیق کے مطابق اس تصویر کو میر انیس کی طرف منسوب کرنا گمراہ کن ہے۔ یہ تصویر میر انیس کی نہیں بلکہ ان کے چھوٹے بیٹے میر محمد سلیم کی ہے۔ ”ماہ نو“ کراچی کے اسی انیس نمبر کے صفحہ 24 اور 25 کے درمیان میر سلیم کی ایک اور تصویر چھپی ہے اس کے نیچے ذیل کی عبارت درج ہے:

”میر انیس کے والد میر خلیق“

بقول حیدری صاحب یہ بات انتہائی مضحکہ خیز ہے کہ انیس نمبر کے اس شمارے میں میر سلیم کو کبھی میر انیس اور کبھی میر خلیق قرار دیا گیا ہے۔

وضع اور لباس۔ میر انیس کی وضع خاص مشرقی لباس سے مرکب تھی۔ انیس کے لباس کے بارے میں ان کے نواسے سید علی مانوس نے پروفیسر ادیب سے بیان کیا کہ ”سر پر حجاب کی شکل کی قالب پر چڑھی ہوئی ٹوپی جو گرمیوں میں سفید اور جاڑوں میں ریشمی کام کی رنگین ہوتی تھی۔ نیچا نیچا خوب گھیردار کرتا جو گھٹنوں سے کچھ نیچا اور سفید رنگ کا ہوتا تھا، جامدانی یا ملل کا گرمیوں میں صرف یہی کرتا مگر جاڑوں میں انگر کے کی قطع کاروئی دار۔ گرمیوں میں ڈھیلی مہری کا سفید پاجامہ جسے عرض کا پاجامہ کہتے تھے۔ جاڑوں میں اسی وضع کا ریشمی رنگین پاجامہ جو اوڑے سبز یا گلابی شروع کا ہوتا تھا یا گل بدن کا گھر میں زرد مخمل کا گھیتلا جوتا۔ باہر اسی وضع کا زرد دوزی جوتا جو اس وقت چمکیس تیس روپے کا بنتا اور اکثر کاریگر گھر پر بلوا کر بنوایا جاتا تھا۔ ہاتھ میں چھتری اور رومال۔ کبھی کبھی دو پٹا بھی کندھے پر آڑا کر کے ڈال لیتے تھے۔ امجد علی اشہری کہتے ہیں۔ میر صاحب نے اپنے لئے وہ لباس اختیار کیا تھا جو آخر وقت تک اُن کے جسم پر موزون رہا اگرچہ اس دوران لکھنؤ کی وضع میں کئی تغیرات آئے اور زبان نے کئی رنگ بدلے، لیکن میر انیس کی وضع ان کی زبان کی طرح وہی رہی جو پہلے تھی۔ میر انیس سر پر پنج گوشہ ٹوپی لگاتے تھے اور ٹوپی کی درستی اور خوب صورتی سے لگانے میں ان کو بڑی دلچسپی رہتی تھی۔ جب وہ کہیں تشریف لے جاتے تو گولوں پر چڑھی ہوئی آٹھ دس ٹوپیاں حاضر کی جاتیں وہ جس کو پسند فرماتے اس کو سر پر رکھتے اور آئینہ سامنے رکھ کر اس کو بار بار درست کرتے۔ جب تک وہ صحیح موزونیت حاصل نہ کرتی اس شغل سے باز نہ آتے تھے۔ جسم میں خاص وضع کا گھیردار کرتا پہنتے تھے۔ پاؤں میں لکھنؤ کی زرد مخمل جوتی شرف پاؤں حاصل کر لی تھی۔ یہ گھیردار کرتا ہی ان کی وضع

داری کو خاص امتیاز سے ظاہر کرتا تھا۔ کبھی گول پردہ کا انگرکھا زیب جسم فرماتے تھے اور لکھنؤ کے عام رواج کے موافق غرارہ کا ڈھیلا پاجامہ پہنتے تھے۔ ہاتھ میں پتلی چھڑی اور سفید رومال ہوتا تھا۔

پابندی اوقات۔ میر انیس ایک خاص رکھ رکھاؤ اور پابندی اوقات کے بے تاج بادشاہ تھے۔ وہ خود بھی وقت کی پابندی کرتے اور دوسروں سے بھی یہی امید کرتے تھے۔ وہ اپنے بے تکلف روزمرہ ملنے والے افراد حتیٰ خاندان والوں اور بھائیوں سے ایک خاص وضع سے ملتے اور کسی کو بھی حد ادب سے آگے بڑھنے کی اجازت نہ دیتے تھے۔ ”حیات انیس“ کے مولف امجد علی اشہری لکھتے ہیں کہ خود انہوں نے میر حامد علی اور نواب بڈھن صاحب جیسے اکابر لکھنؤ سے سنا ہے کہ میر صاحب تک پہنچنے اور ان سے ہم کلام ہونے کے لئے درباری قسم کے چند قواعد کی پابندی لازمی تھی۔ کوئی یوں بے تکلف سامنے نہ جاسکتا تھا جب تک کہ میر صاحب اس کے آنے کی اجازت نہ دیں یا ملاقات کا وقت مقرر نہ ہو جائے۔ میر حامد علی سے ملاقات کے لئے انیس نے رات کا وقت مقرر کیا تھا۔ ایک بار انہوں نے رات کے بجائے دن کے بارہ بجے ملاقات چاہی تو انیس نے انکار کر دیا۔ اس پر میر حامد علی نے انیس سے آزرہ ہو کر ان سے ملنا چھوڑ دیا۔ کچھ دن بعد انیس نے بارہ بجے دن کا وقت مقرر کر دیا اور میر حامد علی ان کے یہاں جانے لگے۔ لیکن دوپہر کے وقت انیس کے یہاں جانے میں جب زحمت ہونے لگی تو انیس نے کہا کہ میں نے اسی لئے تمہارے لئے رات کا وقت مقرر کیا تھا۔ میر حامد علی کو اپنی غلطی کا احساس ہوا۔ انیس سے معافی مانگی اور پھر رات کی ملاقات کا وقت مقرر ہوا۔ ان تمام پابندیوں کے باوجود لوگ انیس سے ملنے کو مشتاق رہتے تھے۔

اخلاق و کردار۔ میر انیس سادہ مزاج خوش مشرب اور پر خلوص فرد تھے۔ ان کی شخصیت بڑی دل نواز اور ان کی صحبت بڑی خوشگوار ہوتی تھی۔ میر حامد علی کے قول کے مطابق میر انیس نہایت خوش گفتار تھے۔ جب تک وہ گفتگو کرتے رہتے تو کوئی بھی شخص کسی دوسری طرف متوجہ نہیں ہو سکتا تھا۔ میر انیس کے حیدر آباد کے سفر کی روداد کا ذکر کرتے ہوئے جناب شریف العلماء مولوی سید شریف حسین خان صاحب اپریل 1871 میں میر انیس کے ساتھ اپنی ہم نشینی کے بارے میں کہتے ہیں ”میں عرض نہیں کر سکتا ہوں کہ میر صاحب کی صحبت میں کیا لطف حاصل ہوتا ہے۔ وہ بڑے غیور، خوش اخلاق، نیک مزاج اور نہایت خوش صحبت ہیں کہ انسان ان کی باتوں میں محو ہو جاتا ہے۔ اگر وہ کسی بات کا ذکر کرتے ہیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس سے بہتر ہو ہی نہیں سکتا۔“ امجد علی اشہری لکھتے ہیں کہ روزمرہ کے آنے جانے والے بھی ایک اطلاع کے بعد بار یاب ہوتے تھے۔ جب میر صاحب باہر تشریف رکھتے تھے تو اپنی وضع کے پورے لباس میں زیب افزائے صدر نظر آتے تھے۔ ان کی معمولی باتوں میں بھی ادائے



معافی مانگی۔ اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ انیس کسی کی دل آزاری برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ میر انیس ایک عظیم شاعر ہونے کے ساتھ ساتھ ایک عظیم انسان بھی تھے۔ لیکن اُن کی حیات اور اُس کے شخصی معلومات تقریباً نہ ہونے کے برابر ہیں کیونکہ باوجود ان کی آفاق گیر شخصیت جو لکھنوکا طرہ امتیاز تھی اور ان کا معجز بیان مرثیہ لکھنوی آبرو سمجھا جاتا تھا، کسی نے ان کے ذاتی حالات اور اخلاقی سرنوشت کو مرتب نہیں کیا۔ غالب کی طرح نہ اُن کو حالی اور تفتہ جیسے شاگرد نہیں ملے لیکن پھر بھی ان کے فرزند ان روحانی یعنی ان کے اشعار ان کے باطن میں جھانکنے کیلئے ان کے ذاتی حالات اور ان کا فطری مزاج بخوبی سمجھنے کے لئے کافی ہیں۔ انکساری، خاکساری، عزت نفس، قناعت، توکل، فقر، احسان مندی، دوستی کی تعریف کے علاوہ غرور، فخر، کبر، نخوت، حسد، احسان فراموشی، خود پسندی اور سلطان کی مذمت میں جو اشعار میر صاحب کے دل کی گہرائیوں سے نکلے ہیں آپ کی سیرت کے درخشاں منار ہیں۔ ہم یہاں کسی مزید توضیح کے بغیر کچھ اشعار نمونے کے طور پر پیش کرتے ہیں۔

کریم جو تجھے دینا ہے بے طلب دے دے فقیر ہوں پہ نہیں عادت سوال مجھے (قناعت)
کنج عزلت میں مثال آسیا ہوں گوشہ گیر رزق پہنچاتا ہے گھر بیٹھے خدا میرے لئے (توکل خدا)
قناعت و گہر و آبرو و دولت دیں ہم اپنے کیسہ خالی میں کیا نہیں رکھتے
نہ پھیلاؤ ہاتھ ہرگز انیس فقیری میں بھی دل تو لگ کر رہے (قناعت)
گرمضامین روزی ہے خدا وند کریم پھر کس لئے تو رزق کا غم کھاتا ہے (توکل)
در پہ شاہوں کے نہیں جاتے فقیر اللہ کے سر جہاں رکھتے ہیں سب ہم واں قدم رکھتے نہیں (خودداری)
اہل دولت سے نہیں مطلب انیس یاں توکل ہے فقط اللہ پر (توکل خدا)
بھگو کے کھاتے ہیں پانی میں نان خشک کو وہ اس آبرو کو جو موتی کی آب سمجھے ہیں (خودداری)
کوئی انیس کوئی آشنا نہیں رکھتے کسی کی آس بغیر از خدا نہیں رکھتے (توکل خدا)
لبریز ہیں یہ دولت استغنا سے آنکھوں میں کوئی غنی سماتا ہی نہیں (قناعت)
دولت کا ہمیں خیال آتا ہی نہیں یہ نشہ فقر ہے کہ جاتا ہی نہیں (فقر)
بخشی ہے خدا نے ہم کو یہ دولت فقر برسوں ڈھونڈے تو بادشاہ کو نہ ملے (فقر)
فقیر دوست جو ہو ہم کو سرفراز کرے کچھ اور فرش بجز بوریا نہیں رکھتے (فقر)
انیس عمر بسر کر دو خاکساری میں کہیں نہ یہ کہ غلام ابو تراب نہ تھا (خاکساری)

دی ہے جو خدا نے سرفرازی مجھ کو
 کبھی برا نہیں جانا کسی کو اپنے سوا
 خیال خاطر احباب چاہیے ہر دم
 کسی کا دل نہ کیا ہم نے پامال کبھی
 آبرو و مال و فرزند ان صالح عز و جاہ
 انیس دم کا بھروسہ نہیں ٹھہر جاؤ
 راحت خدا نے دی تو کیا تو نے شکر کب
 خدا بات رکھے جہاں میں انیس
 گریباں میرا چھوڑے حص دنیا
 دیکھنا کل ٹھوکریں کھائے پھریں گے ان کے سر
 کرتے ہیں تہی مغز ثنا آپ اپنی
 لازم نہیں اپنے منہ سے تعریف انیس
 خن ہے اگر باعث تلخ کامی
 عقل و ہنر تمیز و جان و ایماں
 اس ایک کف خاک کو کیا کیا بخشا (شکر خدا)

نازک مزاجی۔ مشہور ہے ع خدا جب حسن دیتا ہے نزاکت آہی جاتی ہے

اگرچہ اردو ادب میں میر تقی میر شہزادہ علی حزیں اور شیخ امام بخش ناسخ کی نازک مزاجیاں مشہور ہیں جو بعض اوقات بد
 دماغی کی حد سے نکرانے لگتی تھیں۔ شاید یہ نازک مزاجیاں ان عالی دماغ شہسوارانِ اقلیم خن کے لئے کسی حد تک زیبا
 ہو سکتی ہیں۔ چونکہ شاعر حساس اور زودرنج ہوتے ہیں۔ وہ جزئیات بیانی اور دقیق شناسی کی وجہ سے عام لوگوں سے
 زیادہ حساس ہوتے ہیں اور معمولی سی حرکت جو بعض عام افراد کے لئے اہمیت نہیں رکھتی ان افراد کیلئے ایک خاص
 موضوع ہو سکتی ہے۔ میر انیس ایک خاص وضع قطع کے آدمی تھے۔ خود اخلاق و آداب و نزاکت کے پابند تھے اور
 دوسروں سے بھی اس برتاؤ کے امیدوار۔ وہ اگرچہ کم خن تھے لیکن جب شگفتہ بیانی شروع کر دیتے تو لوگ ان کی باتوں
 میں اتنے مگن ہو جاتے کہ دسترخوان پر لگن بھر کھانا کھا جاتے۔ میر حامد علی کی شادی کا واقعہ اس بات کی دلیل ہے۔

شاد عظیم آبادی پہلی ملاقات میں میر صاحب کی خاص طبیعت اور کم خنی کو اچھی طرح سے پہچان نہ سکے۔ چنانچہ

میر صاحب کے برتاؤ اور کم ابلی سے رنجیدہ ہو کر اُن کی پہلی تین مجلسوں میں شریک نہ ہوئے۔ لیکن جب میر صاحب کے اندرونی قلب میں موجزن لطف و ایثار و محبت کا طوفان دیکھا تو آخری عمر تک اُن کے اخلاق اور مزاج کے فداکار ہو کر رہ گئے۔

مشہور ہے کہ میر صاحب اپنی نازک مزاجی کی وجہ سے اپنے بچھے بھائی میر مہر علی اُنس سے آزرده تھے اور مدت تک دونوں بھائیوں میں بات چیت اور ملاقات کا سلسلہ بند تھا۔ یہاں تک کہ میر صاحب نے اپنے بیٹیوں کو یہ وصیت کر رکھی تھی کہ میر مہر علی اُنس کو میرے جنازے پر نہ آنے دینا اور اگر وہ جنازے پر آئیں گے تو جب تک وہ نہ جائیں گے میرا جنازہ نہ اٹھانا۔ بزم انیس میں ڈاکٹر نیر مسعود لکھتے ہیں کہ میر صاحب نے یہ کہہ رکھا تھا کہ اگر مہر علی ”اُنس میری عیادت کو آئیں گے تو میں چھریاں اپنے مارلوں گا۔ لیکن سب نے دیکھا کہ جب مہر علی اُنس میر انیس کی عیادت کیلئے گئے اُن کے سر ہانے بیٹھ کر گال پر گال رکھ کر رونے لگے تو انیس بھی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے اور آہستہ سے فرمانے لگے ارے بھائی کیوں اپنے تئیں مارے ڈالتے ہو میں تو اب اچھا ہوں اور میرے سر کی قسم سکوت کرو نہیں تو میرا دم اکھڑ جائے گا۔“ یہ واقعہ بتاتا ہے کہ حقیقت میں میر صاحب بڑے رقیق القلب تھے۔ اسی طرح کا ایک واقعہ یہ ہے کہ میر انیس اپنے بڑے بیٹے میر نفیس سے ناراض ہو گئے تھے جس سے دونوں میں سخت کبیدگی تھی۔ چنانچہ ایک روز ایک صاحب نے باپ بیٹے میں صلح کرانے کے لئے میر انیس کو ایک مرثیہ یہ کہہ کر دیا کہ ایک صاحب نے یہ مرثیہ لکھا ہے جو آپ کے کلام سے ملتا جلتا ہے۔ میر انیس نے اول سے آخر تک مرثیہ پڑھ کر فرمایا کہ یہ میرے خاندان کی زبان میں کہا گیا ہے۔ شاید مونٹس یا اُنس کا ہو۔ دریافت کرنے پر اُس شخص نے بتایا کہ یہ آپ کے فرزند نفیس کا ہے۔ نفیس کا نام سننے ہی شفقت پوری جوش میں آگئی اور نفیس کو بلا کر لپٹا لیا۔ ادھر نفیس نے میر صاحب کے قدموں پر سر رکھ دیا۔ اس کے بعد دونوں میں کدورت دور ہو گئی اور انیس نے نفیس کو اپنا صحیح جاننشین بنا کر چھوڑا چنانچہ ایک مقام پر فرماتے ہیں کہ میر نفیس پر محنت نے میرے بال سفید کر دیئے۔

میر انیس اور مفتی محمد عباس صاحب کے تعلقات بہت اچھے تھے، لیکن میر انیس کے فرزند کی دوسری شادی کی نسبت ٹوٹنے کی وجہ سے کسی قدر شکر رنجی ہو گئی تھی۔ چنانچہ جب انیس کی تاکید کے برخلاف مفتی صاحب کے فرزند کی شادی کا رقعہ اور حصہ بھیجا گیا تو میر صاحب نے واپس کر دیا اور خط کے جواب میں یہ شعر لکھ دیا:

مرنجاں دلم را کہ ایں مرغ وحشی
ز بامی کہ برخواست مشکل نشیند

یعنی میرے دل کو رنج مت دے کیوں کہ یہ وحشی مرغ جب کسی چھت سے اڑ جاتا ہے تو بڑی مشکل سے اس پر دوبارہ بیٹھتا ہے۔ ان واقعات کے باوجود دونوں ہستیوں میں دوستی برقرار رہی۔ میرا نیس بڑے اصول کے پابند اور حفظ مراتب کے نمائندے تھے۔ ڈاکٹر رشید موسوی نے دکن میں مرثیہ اور عزا داری میں نواب عنایت جنگ بہادر کا بیان کردہ واقعہ نقل کیا ہے۔ ”ایک دن مجلس کے ختم پر انیس لوگوں سے کچھ گفتگو کر رہے تھے۔ ایسے میں کوٹوال شہر نواب جہور جنگ کی ڈیوڑھی پر پہنچے اور انیس کے قریب آ کر مختار الملک سر سالار جنگ کا پیام پہنچایا کہ دیوان سلطنت آپ سے ملنے کے خواہش مند ہیں۔ انیس نے اس کا کچھ جواب نہیں دیا۔ دوبارہ انہوں نے اس خواہش کو دہرایا۔ دوسری مرتبہ بھی انیس چپ رہے اور اپنی گفتگو جاری رکھی۔ تیسری مرتبہ کوٹوال نے یہ سمجھ کر کہ وہ اونچا سنتے ہیں قریب آ کر بلند آواز میں اپنا جملہ دہرایا۔ اس مرتبہ بھی میرا نیس نے کوٹوال کا کوئی جواب نہیں دیا اور سردرد کر رہا ہے کہہ کر اپنی قیام گاہ کو چلے گئے۔ اس واقعہ کی اطلاع کچھ دیر بعد نواب جہور جنگ کو ہوئی۔ لیکن اس وقت انہوں نے اس معاملہ میں انیس سے گفتگو کرنا مناسب نہ جانا۔ رات میں کھانے پر جب دونوں کی ملاقات ہوئی تو تہور جنگ نے انیس سے پوچھا کہ آپ نے کوٹوال کے ساتھ بے اعتنائی کیوں برتی۔ وہ مختار الملک دیوان ریاست کا بھیجا ہوا تھا۔ اس پر انیس نے کہا میں آپ کا مہمان ہوں۔ اس شخص کو چاہئے تھا کہ وہ آپ سے گفتگو کرنے کے بعد ملاقات کا کوئی وقت مقرر کرتا۔ یہاں اس بات کا ذکر بھی بے محل نہیں کہ انیس نے سر سالار جنگ کی عظمت و شہرت اور اقتدار کے باوجود تہور جنگ کے توسط بغیر ان کے ہاں جانا پسند نہیں کیا۔ عنایت جنگ کا کہنا ہے کہ انیس جب تک حیدرآباد میں رہے مختار الملک سے ایک بار بھی ملاقات نہیں کی۔

جناب سید محمد ہادی نے وضع داران لکھنؤ میں لکھا جسے ڈاکٹر نبر مسعود نے بزم انیس میں بھی نقل کیا ہے کہ ”اودھ کے وزیر اعظم نواب علی نقی خان کی بڑی خواہش تھی کہ انیس کو اپنے یہاں پڑھوائیں۔ لیکن انیس ان کی ملاقات سے کڑا تے تھے۔ آخر نواب نے انیس کے ایک معتقد داروغہ محمد خان سے ساز باز کر کے خود کو بیمار شہر کر دیا۔ داروغہ محمد خان نے انیس کو ان کی عیادت کے لئے جانے پر یہ کہہ کر آمادہ کر لیا کہ آپ تلوار ساتھ لے چلیں۔ اگر نواب صاحب آپ کی تعظیم و تکریم میں ذرا بھی کمی کریں تو اسی وقت میرا سر قلم کر دیجے گا۔ جب انیس وہاں پہنچے تو نواب صاحب نے بظاہر اس بیماری ہی میں میرا صاحب کی سروسقہ تعظیم کی اور آخر میں میرا نیس سے مجلس پڑھنے کا وعدہ لیا۔

میرا نیس حناں اور نازک مزاج تو تھے لیکن مرثیہ پڑھتے وقت فن و فکر و کمال کے بحر میں ایسے موجزن ہوتے کہ معمولی سی بد نظمی یا بے توجہی کو برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ ”واقعات انیس“ میں احسن لکھتے ہیں۔ ”وہ منبر پر پہنچ

کراپنے جذبات غیظ کو روک نہیں سکتے تھے۔ اُن پر ایک عالمِ محویت طاری ہوتا تھا اور ان کا نشہ کمال ان کو عالمِ قدس کی اُس منزل پر پہنچا دیتا تھا جہاں سے اہلِ دول کی شانِ نہایت پست دکھائی دیتی تھی۔ ان کے غصہ اور جلال کے وقت بڑے بڑے صاحبِ اقتدار لوگ آنکھیں نیچی کر لیتے تھے۔ احسن لکھنوی لکھتے ہیں ”دورانِ مرثیہ خوانی ایک رئیسِ مجلس میں تشریف لائے اور چاہا کہ کسی طرح مجمع کو طے کر کے منبر کے قریب پہنچ جائیں۔ میر صاحب ارادہ سمجھ گئے اور اپنی رعب دار آواز سے فرمایا۔ وہیں بیٹھ جاؤ ایک قدم آگے نہ بڑھنا۔ رئیس صاحب نے وہیں غوطہ مارا اور جوتیوں کے پاس آرام سے بیٹھ گئے۔“

عظیم آباد کی مجلس میں جب خیرات علی مرحوم پٹکھا ہلاتے ہلاتے ذرا جھک گئے تو آپ نے منبر سے ڈانٹا ”مرثیہ سنتے ہو یا سوتے ہو“ چوک لکھنوی کسی مجلس میں جب بعض روسا مجلس کے دوران کچھ ضروری کام کے لئے اٹھ گئے تو میر صاحب نے مرثیہ روک لیا اور فرمایا۔ لکھنوی میں سخن منہی اور قدر شناسی کا مادہ نہ رہا۔ لوگوں نے بہت اصرار کیا مگر مرثیہ نہ پڑھا اور منبر سے اتر گئے۔ اس پر بعض لوگوں نے کہا کہ توبہ!! کوئی بڑا آدمی مجلس کرے گا تو دوڑے جائیں گے۔ میر انیس کو بڑا ملال ہوا اور قطعی حکم دیا کہ اگر لکھنوی میں رہنے دینا گوارا ہو تو کوئی صاحب اب مجھ سے مجلس کیلئے اصرار نہ کریں۔ ورنہ میں لکھنوی چھوڑ کر چلا جاؤں گا۔ جہاں جہاں مقررہ مجالس تھیں میر خورشید علی نفیس یا میر مونس پڑھا کئے۔ غرض تین برس پورے ہو گئے میر انیس نے کوئی مجلس نہیں پڑھی پھر کچھ ایسی تدبیر کی گئی کہ میر صاحب نے پڑھنا منظور کیا۔

ایک اور چشم دید واقعہ جسے مرحوم معصوم علی سوز خوان نے مسعود حسن ادیب کو سنایا اور جسے پروفیسر نیر مسعود نے لکھا کہ ”میر انیس مجلس پڑھ رہے تھے۔ شہر کے بڑے رئیس نواب مرزا حیدر شریف لائے اور منبر کے پاس بیٹھے۔ پھر دستور کے مطابق ان کا بھنڈی خانہ آب دار خانہ اور دست بچہ وغیرہ بھی آنا شروع ہوا۔ اس میں کچھ دیر ہوئی۔ میر صاحب خاموش مگر غصے میں بیٹھے رہے۔ اسی اثنا میں حاضرین مجلس میں کسی نے کہا۔ جناب میر صاحب! بسم اللہ آپ مرثیہ شروع فرمائیں۔ انیس نے جھلا کر جواب دیا کہ شروع کروں۔ آپ کا جہیز تو آ لے!

میر انیس نے جب حیدر آباد دکن میں پہلی مجلس پڑھی تو روسا اور امراء ان کے گرد تھے اور وہ شعر کی تحسین اور داد دینا اس وقت کی تہذیب کے خلاف سمجھتے تھے۔ چنانچہ جب میر انیس نے رباعی اور مرثیے کے چند بند پڑھے تو وہ صرف خاموشی سے میر صاحب کے منہ تکتے رہے اس پر میر صاحب نے جھنجھلا کر کہا:

ہائے لکھنوی تجھے کہاں سے لاؤں

اس پر بھی محفل میں سکوت طاری رہا تو میر صاحب نے کہا کہ حضرات! انیس کو اس سے اچھا کہنا نہیں آتا اور پھر دو تین بند پڑھ کر منبر سے اتر گئے۔ میر انیس کے میزبان تہور جنگ سمجھ گئے۔ دوسرے دن انہوں نے روسا اور امراء کی نشست بدل کر ایک طرف کر دی اور منبر کے گرد دو تین سوشالی ہند کے ادب شناس افراد کو بٹھا دیا۔ پھر کیا تھا ہر ایک مصرعہ کو کئی بار پڑھایا جاتا اور لوگ کھڑے ہو کر تعریفیں کرتے۔ حیدر آباد کی سرزمین نے نہ ایسی مجلس دیکھی اور نہ ایسی تعریف پھر سنی۔

واقعات انیس میں مہدی حسن احسن لکھتے ہیں کہ اودھ کے وزیر اعظم نواب علی نقی صاحب کے یہاں آنٹھویں محرم کی مجلس میر انیس پڑھتے تھے۔ ایک وقت نواب صاحب نے درد سر کا بہانہ کر کے مجلس میں حاضر نہ ہونے کی معذرت چاہی۔ میر صاحب نے کہا کہ آج میر ابھی مزاج درست نہیں، مناسب ہے کہ مجلس موقوف رکھی جائے۔ انشاء اللہ سال آئندہ دیکھا جائے گا۔ نواب صاحب گھبرا کر باہر نکل آئے اور میر صاحب سے معافی مانگی اور اسی تکلیف میں آخر مجلس تک بیٹھے رہے۔

مرثیہ پڑھتے وقت میر انیس اپنے سیدھے سادے لباس میں ملبوس ہو کر آتے اور کسی مقام پر بھی انہوں نے اس وضع داری کو ترک نہیں کیا۔ مشہور واقعہ ہے کہ حیدر آباد کے امیر الامرا نواب آسمان جاہ بہادر نے چاہا کہ انیس اپنی لکھنوی ٹوپی کی جگہ حیدر آباد کی منصب داری پگڑی رکھ کر مرثیہ پڑھیں تو میں سننا چاہتا ہوں اور پانچ ہزار روپیے پیش کیا جائے گا۔ تو انیس نے اس پیش کش کو رد کرتے ہوئے یہ شعر لکھ کر بھیج دیا۔

اک دن تو خدا کو منہ دکھانا ہے انیس

کس منہ سے میں بندہ کو خداوند کہوں

جب انگریزوں نے 1856 میں اودھ کی سلطنت کا خاتمہ کر کے لکھنوکو بر باد کر دیا اور انیس کا بنایا ہوا امام باڑہ اور ان کا گھر بھی اسی آفت میں مسمار ہو گیا۔ قدردان لٹ گئے۔ امراء اور روسا محتاج ہو گئے تو میر انیس کو اپنی معاش برقرار رکھنے کے لئے عظیم آباد، بنارس، آلہ آباد، کانپور اور حیدر آباد جانا پڑا۔ اس کا مثبت اثر یہ ہوا کہ تمام ہندوستان میں میر انیس کی شہرت کا ڈنکا بجنے لگا اور ان کے قدرداں برصغیر میں ہر جگہ پیدا ہو گئے۔ لیکن اس کا نقصان لکھنؤ والوں کو ہوا۔ میر انیس نے لکھنؤ میں مرثیہ پڑھنا تقریباً ترک کر دیا۔ ایک قول کے مطابق میر انیس نے تقریباً بارہ سال تک لکھنؤ میں مرثیہ نہیں پڑھا۔ ڈاکٹر نبر مسعود نے بہت صحیح لکھا ہے کہ میر انیس کو اپنی قابلیت اور اپنے کمال کلام کا احساس تھا۔ وہ جانتے تھے وہ عدیم المثال ہیں۔ انیس سخت شکایت یہ تھی کہ مشکل اور حساس وقت میں لکھنؤ والوں

نے ان کی مدد نہیں کی اور انہیں معاش کی تلاش میں لکھنؤ سے باہر جانا پڑا۔ جو مزاحیہ خوانی کا لکھنؤ میں تھا وہ ہندوستان کے کسی بھی شہر میں موجود نہ تھا۔

اس خفگی کا ثبوت بنارس کے اُس واقعہ سے بھی ملتا ہے جب میر انیس عظیم آباد کی مجالس پڑھ کر میر مولس کے ساتھ بنارس میں مجلس پڑھنے کے لئے مقیم ہوئے جو قاضی میر علی کے امام باڑے واقع تلپانا لے میں منعقد ہوئی تھی۔ وہ آغا میر تقی شیرازی کے گھر مہمان تھے۔ کوٹھاسر راہ تھا۔ میر انیس کو ٹھٹھے پر ٹہل رہے تھے۔ چند من چلے راہ سے گذرے۔ میر انیس افسردہ ہو کر پلٹ گئے اور میر تقی شیرازی کو مخاطب کر کے کہا ابھی چند افراد نے تعجب سے کوٹھٹھے کی طرف اشارہ کر کے کہا یہ لوگ جو یہاں فرود ہوئے ہیں کیسے مرثیہ خوان ہیں جو عظیم آباد کو لوٹ لائے۔ پانچ پانچ ہزار ایک ایک کوٹھے۔ پھر میر انیس نے کہا کہ اُن کو اس پر تعجب ہے اور مجھ کو اس پر کہ لکھنؤ سے باہر جانا پڑا۔ حقیقت یہ تھی کہ وہ لکھنؤ کی سرزمین تھی جہاں مجلس میں پہلو بدلنا معیوب اور جملہ کسان مردود سمجھا جاتا تھا۔ میر انیس کی مجلس میں تو امراء اور روسا بھی دم نہیں مار سکتے تھے۔ لیکن جب میر صاحب کو لکھنؤ سے باہر جانا پڑا تو انہوں نے عظیم آباد میں یہ بھی دیکھا کہ جب کسی نادان سوز خوان نے ایک شعر ایسا پڑھا جس کے معنی اگر کھینچے جائیں تو اہل سنت کے عقائد کے خلاف ہوتے تھے تو فوراً مجلس میں لالچی اور مہاکا بازی شروع ہو گئی۔ سُنی اور شیعہ افراد زخمی ہوئے لیکن صورت حال بہت جلد قابو میں آ گئی اور پھر دونوں فریق شیر و شکر ہو گئے۔ میر انیس پر بڑا اثر ہوا۔ کہنے لگے افسوس میرے پڑھنے کی مجلس میں ایسا کیوں ہوا۔ میر انیس کی حساس طبیعت اور نازک مزاجی لکھنؤ والوں کی کم توجہ کی وجہ سے انہیں لکھنؤ میں رہتے ہوئے بھی لکھنؤ سے دور کر دیا تھا۔ اسی لئے 10 محرم 1870ء کے اودھ اخبار نے لکھا۔ ”ہم کو نہایت افسوس ہے کہ میر انیس صاحب نے مرثیہ پڑھنا ترک فرمایا ہے اور شاید تہذیب فرمانا بھی چھوڑ دیا ہے۔ غیر ملکوں کے آدمی جو لکھنؤ میں وارد ہوتے ہیں۔ بیشتر حسرت اور افسوس سے کہتے ہیں کہ ہم نے میر صاحب کو نہیں سنا۔“

یہ سب جانتے ہیں کہ میر انیس کی شاعری کا آغاز غزل گوئی سے ہوا تھا اور اس صنف میں وہ فیض آباد کی محفلوں اور مشاعروں میں پسندیدہ نظر سے بھی دیکھے جانے لگے تھے۔ استاد حضرت ناسخ کو بھی میر انیس نے اپنی غزلیں سنائی تھی۔ چونکہ انیس کی طبیعت میں غضب کا تغزل موجیں مار رہا تھا اور سارے اودھ میں چوما چاٹی شاعری کا شہرہ تھا۔ اس لئے شفیق باپ خلیق نے بیٹے کو غزل کو سلام کہنے کی نصیحت کی اور عزیز استاد ناسخ نے اس وادی عشق کی سرگردانی سے حزن سرگرداں کو انیس اہل بیت بنا دیا۔ تذکرہ ”خوش معرکہ زیبا“ میں ناصر لکھنؤی لکھتے ہیں ”انیس نے عہد شباب میں جب کہ وہ فیض آباد میں مقیم تھے چند غزلیں بھی کہی تھیں لیکن۔ جب لکھنؤ تشریف لائے تو سب

غزلیں ایک قلم دھوڑالیں۔ چنانچہ آج اگرچہ اردو ادب کے دامن میں میرانہیں کے دوسو سے زیادہ مرثی، صدہا سلام اور چھ سو کے قریب ریاضیات موجود ہیں لیکن غزلوں کی تعداد نہ ہونے کے برابر ہے۔ ادب کی جدید تحقیقات کی روشنی میں میرانہیں کے صرف 44 غزل کے اشعار مختلف تذکروں، بیاضوں اور مرثیوں کی جلدوں سے جمع کئے گئے ہیں۔ یعنی چار پوری غزلیں، ایک آدھی غزل اور پانچ مفرد شعر میرانہیں کے تغزل کے نمونے ہیں۔ اگرچہ یہ تمام اشعار میر صاحب کا غیر منتخب کلام ہے لیکن اس کے مطالعہ سے یہ پتہ چلتا ہے کہ میرانہیں کو غزل گوئی میں دستگاہ تمام اور قدرت کامل حاصل تھی۔ تذکرہ ”خوش معرکہ زیبا“ میں ناصر لکھنوی نے میرانہیں کی دس اشعار پر مشتمل اس غزل کے ساتھ دو شعر اور بھی لکھے جو یہ ہیں:

خوش اے بلبل شودیدہ اس میں کیا ہے بس میرا یہ اپنی اپنی قسمت ہے چن تیرا قفس میرا
بنے یوں تین در دریا کے اندر کہ ششدر ہو گئی سد سکندر

غزل

شہید عشق ہوئے قیس نامور کی طرح جہاں میں عیب بھی ہم نے کئے ہنر کی طرح
کچھ آج شام سے چہرہ ہے فق حشر کی طرح ڈھلاہی جاتا ہوں فرقت میں دوپہر کی طرح
تمہارے حلقہ بگوشوں میں ایک ہم بھی ہیں پڑا رہے یہ سخن کان میں گہر کی طرح
نحیف و زار ہیں کیا باغباں سے زور چلے جہاں بٹھا دیا بس رہ گئے شجر کی طرح
خدا جہاں میں سلامت رکھے تجھے اے قبر کہ سوئے پاؤں کو پھیلا کے اپنے گھر کی طرح
ہماری قبر کو کیا احتیاج غبر و عود سلگ رہا ہے ہر اک استخوان اگر کی طرح
سیاہ بختوں کو یوں باغ سے نکال اے چرخ کہ چار پھول تو دامن میں ہوں سپر کی طرح
تمام خلق ہے خواہاں آبرو یا رب چھپا مجھے صدف قبر میں گہر کی طرح
تجھ ہی کو دیکھوں گا جب تک ہیں برقرار آنکھیں مری نظر نہ پھرے گی تری نظر کی طرح

انہیں یوں ہوا حال جوانی و پیری

بڑھے تھے نخل کی صورت گرے ثمر کی طرح

مولانا آغا مہدی صاحب لکھنوی نے کسی معتبر شخص کی روایت سے جس نے میرانہیں کی قدیم بیاض سے کچھ

اشعار صفحہ دل پر نقش کئے تھے قفل کر کے تین شعر میرانیس سے منسوب کئے ہیں۔

لکھ کر زمیں پہ نام ہمارا منا دیا اُن کا ہے کھیل خاک میں ہم کو ملا دیا
چن کے افشاں نظر اس مہ نے جو کی تاروں پر آسماں رشک سے لوٹا کیا انگاروں پر
دل لے لیا ہے یار نے مٹھی میں بند ہے کھلتا نہیں پسند ہے یا نا پسند ہے
میرانیس کی ایک اور نایاب غزل جس میں مطلع سے مقطع تک سات شعر ہیں یہ ہے ۔

غزل

اشارے کیا نگہ ناز دلبر با کے چلے جب اُن کے تیر چلے نیچے قضا کے چلے
پکار کہتی تھی حسرت سے لاش عاشق کی صنم کہاں ہمیں تو خاک میں ملا کے چلے
کسی کا دل نہ کیا ہم نے پامال کبھی چلے جو راہ تو چیونٹی کو بھی بچا کے چلے
ملا جنہیں انہیں افتادگی سے اوج ملا انہیں نے کھائی ہے ٹھوکر جو سر اٹھا کے چلے
مثال مانہی بے آب موج تریا کی حباب پھوٹ کے روئے جو وہ نہا کے چلے
تمام عمر جو کی سب نے بے رخی ہم سے کفن میں ہم بھی غریزوں سے منہ چھپا کے چلے
انیس دم کا بھرمہ نہیں ٹھہر جاؤ

چراغ لے کے کہاں سامنے ہوا کے چلے

میرانیس کی زندگی میں ”دیوان غریب“ میں کلب حسین نادر نے میرانیس کی کلیل سات شعر کی غزل درج کی ہے۔

غزل

وجد ہو بلبل تصویر کو جس کی یو سے اس سے گل رنگ کا دعویٰ کرے پھر کس رو سے
کس سے اے شوخ ہوئی رات کو ہاتھ پائی نورتن آج جو ڈھلکا ہے ترے بازو سے
کل تو آغوش میں شوخی نے ٹھہرنے نہ دیا آج کی شب تو نکل جاؤ میرے قابو سے
شع کے رونے پہ بس صاف ہنسی آتی ہے آتش دل کہیں کم ہوتی ہے چار آنسو سے
ایک دن وہ تھا کہ تکیہ تھا کسی کا زانو اب سر اٹھتا ہی نہیں اپنے سر زانو سے
نزع میں ہوں مری مشکل کرو آساں یارو کھو لو تعویذ شفا جلد مرے بازو سے

شونہ چشم کا تو کس کے ہے دیوانہ انیس
 آنکھیں ملتا ہے جو یوں نقشِ سُم آہو سے
 انیسات کے ممتاز محقق اکبر حیدری کشمیری نے باقیاتِ انیس میں ایک مکمل دس شعر کی غزل جو انہیں ندوۃ العلوم
 لکھنؤ کے کتاب خانے سے دریافت ہوئی نقل کی ہے ۔

غزل

بتوں سے آنکھیں لڑا چکے ہیں غضب کے صدے اٹھا چکے ہیں
 ہوئی ہے برباد زندگانی کئے کو ہم اپنے پاچکے ہیں
 بھسکے شب خون لگا کے مٹی لبوں پہ لاکھا جما چکے ہیں
 نہ باز آئیں گے میرے خوں سے وہ اس کا بیڑا اٹھا چکے ہیں
 بچائی تم نے جو میری جاں اب جہاں میں ہے دھوم اے شکر لب
 جدھر نکلتے ہو جتے ہیں سب یہی تو مردہ جلا چکے ہیں
 عجیب طبع اُدھر لگی ہے مری نظر سوے در لگی ہے
 ذرا ٹھہر جا خبر لگی ہے سنا ہے در تک وہ آپکے ہیں
 اندھیرا ہے خوف کچھ نہ کھاؤ خیالِ نقشِ قدم نہ لاؤ
 نظر کی صورت چلے بھی آؤ ہم اپنی آنکھیں بچھا چکے ہیں
 صفیر غم کیا جو وہ نہ آیا اجل بھی آخر نہ آئے گی کیا
 جنہیں کہ مرنے کی ہے تمنا وہ جینے سے ہاتھ اٹھا چکے ہیں
 گئے ہیں چھپ کر رقیب کے گھر قدم نکالے ہیں حد سے باہر
 ابھی تو آگے نہ ہوگا کیا کیا، حیا کا پردہ اٹھا چکے ہیں
 انیس ایسے نہیں وہ ناداں سمجھ نہ جائیں خن کی تہہ کو
 غزل کے پردے میں اپنا مطلب ہم ان کو بالکل سنا چکے ہیں
 ان غزلوں کے علاوہ سید محمد رشید صاحب کے ذخیرۂ مرآت میں ڈھائی غزل کے اشعار جو انیس سے منسوب ہیں

اس طرح ہیں:

زبان میں لکنت، صدا میں رعشہ، نہ دل میں طاقت، نہ تن میں جاں ہے
نہ وہ فصاحت نہ وہ بلاغت نہ وہ طلاقت نہ وہ بیاں ہے
ہوئی ہے بالوں پہ برف باری، فرسردگی سر بسر عیاں ہے
گیا جوانی کے ساتھ سب کچھ وہ گرمی عشق اب کہاں ہے
جو کی ہے اس وقت آہ میں نے بجھی ہوئی آگ کا دھواں ہے

میر انیس کے تین مختلف شعر جو تذکرہ ”خوش معرکہ ذبیحہ“ میں درج ہیں پیش کرتے ہیں۔ ان غزلیات اور ان
چیدہ چیدہ اشعار سے جو منتخب نہیں ہیں یہ پتہ چلتا ہے کہ میر انیس کو تغزل اور زبان پر عبور حاصل تھا اور اگر وہ مشق
غزل گوئی برقرار رکھتے تو غالب اور میر کے کم از کم ہم پلہ ہوتے۔ میر انیس نے اپنے تغزلانہ طبع کو مرثیوں کے چہرہ
اور سراپا میں آزمایا ہے۔

رہا تن میں نہ خوں باقی گیا موسم جوانی کا
شباب آخر ہوا روشن چراغ زندگانی کا
جو میں رگڑا سر ترے پاؤں پہ مرا دفعۂ گیا درد سر
یہ خواص صندل سُرخ ہے مری جان رگ حنا نہیں
یہی باعث ہے اس بے رحم کے آنسو نکلنے کا
دھواں لگتا ہے آنکھوں سے کسی کے دل کے جلنے کا

میر انیس کا شعری ذخیرہ۔ آج سے تقریباً ایک ہزار سال گزرنے پر بھی فارسی ادب میں

فردوسی کی فرضی داستان کے پچاس ہزار اشعار بہ مشکل ”شاہ نامہ“ میں موجود ہیں۔ لیکن اسے زمانے کی ستم ظریفی
کہیے کہ ابھی میر انیس کا کفن میلا بھی نہ ہوا تھا کہ ان کا بیشتر کلام ضائع ہو گیا۔ میر انیس نے یہ کہہ کر ”جاگیر خلد لینا
ہے اس کا صلہ مجھے“ اس کی حفاظت اور طباعت کی طرف چند ان توجہ نہ کی۔ خاندانی افراد نے بھی اس کی جمع آوری
کی کوئی خاص کوشش نہ کی بلکہ مولف ”حیات انیس“ امجد علی اشہری سے میر انیس کے سگے بھائی میر مہر علی انس نے
سعدی کا شعر پڑھ کر اس سہل انگاری کی تمام تر ذمہ داری خاندان پر رکھی۔

ہر کس از دست غیر نالہ کند
سعدی از دست خویشتن فریاد

میر انیس نے گیارہ بارہ برس سے شعر گوئی شروع کی تھی۔ چنانچہ ساٹھ سال کی ریاضت کی مقدار زیادہ تھی کیوں کہ انیس نے تمام عمر مرثیہ کہا اور اپنی عمر عزیز کے روز و شب اسی شغل نیک میں صرف کر دیئے ”حیات انیس“ میں امجد علی اشہری انیس کے مرثیوں کی تعداد ہزاروں بتاتے ہیں۔ خود انہوں نے دو ڈھائی سو مرثیے دیکھے تھے۔ مولانا محمد حسین آزاد ”آب حیات“ میں مرثیوں کی تعداد دس ہزار بتاتے ہیں۔ ”یادگار انیس“ میں امیر احمد علوی نے میر انیس کے مرثیوں کی تعداد لگ بھگ چودہ سو بتائی ہے۔ ”فکر بلخ“ میں شاد عظیم آبادی لکھتے ہیں۔ ”میر صاحب نے ایک ہزار سے زیادہ مرثیے نظم کئے اور اسی قدر یا اس سے کچھ کم سلام و رباعیات۔ پھر مرثیہ بھی زیادہ تر دو دو سو اکثر تین تین سو بند۔ ہر مرثیہ بلکہ ہر بند میں ایک لفظ کے مناسب دوسرا لفظ اس افراط و احتیاط سے لے کر آتے جس کی تعریف محال اور جسے دیکھ کر عقل گنگ ہوتی ہے۔ کہہ سکتا ہوں کہ قریب ایک لاکھ لفظوں کے جواہر اس خوب صورتی اور بے تکلفی سے جن کر بہ سلیقہ و ترتیب جمع کر لئے تھے کہ اب جو چاہے اپنے دامن فکر میں بے کھٹک بھر لے۔“

مرحوم ڈاکٹر صفدر حسین اس وقت موجود مرثیاتی انیس کی تعداد 250 کے قریب بتاتے ہیں۔ پروفیسر نیر مسعود ”بزم انیس“ مطبوعہ 1990 میں میر صاحب کے مطبوعہ مرثیاتی کی تعداد تقریباً دو سو، سوا سو کے قریب سلام، کوئی چھ سو رباعیات چند منقبتیں، نوے، فارسی میں بعض قطعات اور کچھ خطوط کے علاوہ کچھ غیر مطبوعہ کلام بتاتے ہیں۔ ایسیات کے بعض علماء نے غزلیات کے تقریباً 144 اشعار بھی میر صاحب سے منسوب کئے ہیں۔ جو چار غزلوں اور کچھ مفرد شعروں کی شکل میں موجود ہیں۔ شمس العلماء خواجہ الطاف حسین حالی مقدمہ شعر و شاعری صفحہ 328 میں لکھتے ہیں۔ ”آج کل یورپ میں شاعر کے کمال کا اندازہ اس بات سے بھی کیا جاتا ہے کہ اس نے اور شعرا سے کس قدر زیادہ الفاظ خوش سلیقگی اور شائستگی سے استعمال کئے ہیں۔ اگر ہم بھی اس کو معیار کمال قرار دیں تو بھی میر انیس کو اردو شعرا میں سب سے برتر ماننا پڑتا ہے۔ اگرچہ نظیر اکبر آبادی نے شاید میر انیس سے بھی زیادہ الفاظ استعمال کئے ہیں مگر اس کی زبان کو اہل زبان کم مانتے ہیں۔ بخلاف انیس کے کہ اس کے ہر لفظ اور محاورے کے آگے سب کو سر جھکانا پڑتا ہے۔“ حالی کا یہ جملہ کہ نظیر اکبر آبادی نے شاید انیس سے بھی زیادہ الفاظ استعمال کئے ہیں، کو رانہ بغیر تحقیق کے دوسرے علمائے ادب نے استعمال کرتے ہوئے لفظ شک ”شاید“ بھی نکال دیا۔ راقم نے اس امر کی

تحقیق کے لئے کلیاتِ نظیر اکبر آبادی چھاپ لکھنو 1922ء کا مطالعہ کیا جو 428 صفحات پر مشتمل ہے۔ نظیر اکبر آبادی (متوفی 16 اگست 1820) کے دو اردو دیوان، ایک فارسی دیوان اور سات فارسی مضامین ہمارے درمیان موجود ہیں۔ ان کے کلیات میں تقریباً سات ہزار اشعار ہیں۔ ان کا پہلا دیوان جس کی بابت مشہور فرانسیسی مستشرق گارساں دی تاسی نے لکھا تھا وہ دیوانا گری رسم الخط میں 1820 میں شائع ہوا۔ اب عقاب ہے۔ نظیر اکبر آبادی کے سوانح نگار پروفیسر شہباز کے قول کے بموجب صرف پانچ فارسی مضامین مخطوطات کی شکل میں دہلی یونیورسٹی کی لائبریری میں مخطوطات کے سکن میں موجود ہیں۔ ان تصانیف سے اس بات کی تائید نہیں کی جاسکتی کہ نظیر اکبر آبادی نے میر انیس سے زیادہ الفاظ استعمال کئے۔

اگرچہ میر انیس کے جملہ اشعار کا تعین کرنا دشوار ہے لیکن جو مطبوعہ اور غیر مطبوعہ کلام ہمارے پاس موجود ہے ان میں کل اشعار کی تعداد اسی (80) ہزار اشعار سے زیادہ نہیں اور اس طرح الفاظ اور اشعار کی تعداد کے لحاظ سے میر انیس اردو شاعروں میں سرفہرست ہیں۔

انتخاب بحر۔ میر انیس نے مرثیوں کے لئے چار بحرؤں کے اوزان مقرر کر لئے تھے۔ چنانچہ مطبوعہ مرثیوں میں بحر ہزج کے اوزانِ اربع، ملفوف و محذوف میں (87) مرثیے، بحر مضارع کے اوزانِ اربع ملفوف و محذوف میں (52) مرثیے، بحر رمل کے اوزانِ مخبون اور محذوف میں (53) مرثیے اور بحر بحر کے وزنِ مخبون و محذوف میں تین چار مرثیے موجود ہیں۔

مرثیوں کے مطلعے۔ مرثیہ میر انیس میں نظم طباطبائی لکھتے ہیں کہ انیس نے جو مرثیے ابتدائی عمر میں لکھے وہ مختصر ہوتے تھے اور زیادہ تر اے مومنو یا مومنو سے شروع ہوتے تھے۔ لیکن جیسے جیسے مشقِ سخن بڑھتی گئی مطلعوں میں نکھار آتا گیا۔ چنانچہ میر انیس کے 67 سے زیادہ مرثیے لفظ ”جب“ سے شروع ہوتے ہیں جن میں کئی شاہکار مرثیے شامل ہیں۔

نظام اوقات۔ میر انیس کے نواسے سید علی مانوس نے میر انیس کے نظام اوقات کے بارے میں بتایا کہ میر انیس قریب قریب ساری رات جاگتے تھے۔ نماز صبح پڑھ کر آرام کرتے تھے۔ کوئی نوبت بچہ سو کر اٹھتے تھے۔ دس گیارہ بجے کھانا کھاتے تھے۔ اس کے بعد میر مانوس اور میر نفیس کے کلام پر اصلاح دیتے تھے۔ دو بجے کے قریب پھر آرام کرتے تھے۔ عصر کے وقت اٹھتے اور نماز سے فارغ ہو کر دیوان خانہ میں تشریف لے جاتے تھے اور کھانا کھانے کے بعد مرثیے کی تصنیف میں مشغول ہو جاتے تھے۔ مرثیہ کہنے کے وقت مکان کے جنوبی رخ کے

دوسرے درجے میں تخت پر بیٹھے تھے۔ سامنے کنول روشن رہتا تھا۔ پہلو میں کتابیں ہوتی تھیں۔ زیادہ تر دوزانو بیٹھے تھے۔ جب کچھ سوچنے لگتے تو اکثر کہنیاں زانوؤں پر ہوتی تھیں اور رخسار ہاتھوں پر۔ مرثیہ گوئی کا مشغلہ نماز صبح کے وقت تک جاری رہتا تھا۔ میر مانوس نے کہا کہ یہ بالکل غلط ہے کہ میر انیس مرثیہ کہتے وقت چادر اوڑھ کر لیٹ جاتے تھے اور خود بولتے جاتے تھے اور کوئی شخص لکھتا جاتا تھا۔

شعراء کی قدر دانی۔ میر حامد علی تقریباً ہر رات نو بجے سے بارہ بجے رات تک میر انیس کی خدمت میں رہتے۔ کبھی کبھی موتس اور نفیس بھی شریک ہو جاتے۔ ان صحبتوں میں زیادہ تر شعر و ادب کے متعلق گفتگو رہا کرتی تھی۔ اچھے اچھے اشعار پڑھے جاتے اور ان پر تبصرہ کیا جاتا۔ جن میں فارسی کے اشعار زیادہ اور اردو کے کم ہوتے۔ میر انیس ہمیشہ دوسرے شعرا کے اشعار سناتے تھے لیکن کبھی اپنے شعر نہیں پڑھتے تھے۔ ان راتوں کی محفلوں میں شاہنامہ فردوسی کا اکثر ذکر ہوتا۔ میر انیس کو شاہنامہ کے بہت سے اشعار یاد تھے۔ وہ فردوسی کو خدائے سخن کہا کرتے تھے۔ حیدرآباد کے قیام کے دوران کسی عالم شخص نے میر انیس کی شاعری کی تعریف کرتے ہوئے کہا کہ میر کی شاعری کا پایہ بھی آپ کے سامنے پست نظر آتا ہے۔ انیس نے فرمایا میر غزل کے استاد۔ میں ایک مرثیہ گو۔ مجھے ان سے کیا نسبت۔ انہوں نے کہا جناب عالی میرا قول بے دلیل نہیں، مقابلہ کر لیجئے۔

اس زلف پہ محو ہو گئے ہم یعنی سرِ شام سو گئے ہم
اور آپ نے فرمایا ۔

اک آہ میں سرد ہو گئے ہم ٹھنڈی جو ہوا تھی سو گئے ہم
میر کا ایک اور شعر ۔

ہاتھوں پہ جھڑیاں نہیں ہیں
پیری جاے کو چن رہی ہے

آپ نے فرمایا ۔

یہ جھڑیاں نہیں ہاتھوں پہ ضعف پیری سے

چنا ہے جامہ ہستی کی آسینوں کو

یہ سن کر میر انیس مسکرانے لگے۔ میر انیس غالب سے اور غالب میر انیس کے کلام سے بخوبی واقف تھے۔ میر انیس

غالب کو یگانہ روزگار جانتے تھے اور قربان علی سالک شاگرد غالب کے سامنے غالب کو انہی الفاظ سے یاد بھی کیا تھا۔
 مرزا غالب کے انتقال پر میر انیس کے قلم سے لکھتے ہوئے چار مصرعے ان کے قلبی تاثرات کو بیان کرنے کیلئے کافی ہیں۔
 گلزار جہاں سے باغِ جنت میں گئے مرحوم ہوئے جوارِ رحمت میں گئے
 مداحِ علی کا مرتبہ اعلیٰ ہے غالب اسد اللہ کی خدمت میں گئے
 جب شادِ عظیم آبادی نے خواجہ آتش کی تعریف کی تو اُن سے اتفاق کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ جانتے ہیں وہ
 ہمارے فیضِ آبادی کے تھے۔ پھر جب شاد نے شیخِ ناسخ کے بارے میں کہا تو کہنے لگے۔ ذی علم تو ضرور تھے لیکن
 دل میں خاک اُڑتی تھی۔ شاد نے خواجہ وزیر کے متعلق کہا کہ یہاں لوگ ان کے رنگ پر مر مٹتے ہیں تو کہنے لگے
 لکھنوکا بھی یہی حال ہے مگر اب لوگ سمجھتے جاتے ہیں۔

میر انیس نے سالک کے سامنے مومن خان مومن کو اپنی طبیعت کا بادشاہ کہہ کر یہ شعر پڑھا۔

نہ کچھ شوخی چلی بادِ صبا کی
 بگڑنے میں بھی زلف اس کی بنا کی

”آبِ حیات“ میں محمد حسین آزاد لکھتے ہیں کہ ”سلسلہ تقریر میں ایک دن میں نے استاد ذوق کا مطلع پڑھا:

کوئی آوارہ تیرے نیچے اے گردوں نہ ٹھہرے گا
 لیکن تو بھی گر چاہیے کہ میں ٹھہروں نہ ٹھہرے گا

میر صاحب نے دوبارہ اپنی زبان سے پڑھا اور یہ بھی کہا کہ صاحبِ کمال کی یہ بات ہے کہ جو لفظ جس مقام پر
 اُس نے بٹھا دیا ہے اُسی طرح سے پڑھا جائے تو ٹھیک ہے۔ نہیں تو شعر رتے سے گر جاتا ہے۔ آزاد یہ بھی لکھتے ہیں
 کہ جب ذوق کے بارے میں انیس کی رائے پوچھی گئی تو فرمایا۔ میر درد کے بعد پھر دلی میں ایسا کوئی شاعر ہوا ہے؟
 میر عشق سے میر انیس کی قرابت داری تھی لیکن طرفین کی بیگمات کی وجہ سے کشیدگی ہو گئی تھی۔ جب ایک روز میر عشق کا
 ذکر آیا تو فرمانے لگے ”میں عشق کو خوب جانتا ہوں۔ ان کو پہلے۔ ایک بات نکالنا اور پھر رونا دھونا خوب آتا ہے۔ پھر
 میر تقی میر کے یہ شعر پڑھے۔

عشق ہے تازہ کار تازہ خیال ہر جگہ اس کی اک نئی ہے چال
 کہیں آنسوؤں کی روایت ہے کہیں یہ خونچکاں حکایت ہے

تقلید طرز مرثیہ۔ بعض افراد نے میر انیس کو میر ضمیر کا متبع کہا ہے۔ ان لوگوں نے مرثیہ کا ڈھانچہ جو مسدس ہیئت میں میر ضمیر کے دور میں اس کے مختلف اجزاء کے ساتھ تیار ہو چکا تھا اس کو طرز ضمیر سمجھ کر ان کے اس شعر کو اس کی سند بنائی ہے۔

دس میں کہوں سو میں کہوں یہ ورد ہے میرا

جو بھی کہے اس طرز میں شاگرد ہے میرا

لیکن یہاں طرز سے مراد ہیئت مرثیہ یا اجزائے مرثیہ نہیں بلکہ مرثیہ کی داخلی ساخت ہے۔ چنانچہ جن افراد نے میر ضمیر کے مرثیوں کا مطالعہ کیا ہے وہ جانتے ہیں کہ ضمیر کے طرز میں مرثیہ کا چہرہ اور سراپا تخیل کی بلندی، معنی آفرینی اور استعاروں کی نمائش ہوتا ہے جب کہ میر انیس کا طرز بیان اس سے بہت جدا ہے۔ اسی لئے تو میر انیس نے کہا تھا:

جد و آبا کے سوا اور کی تقلید نہ ہو لفظ مغلق نہ ہو گنجشک نہ ہو تعقید نہ ہو

طرز کلام میں یہ فصاحت جو آئی ہے

اجداد باوقار سے میراث پائی ہے

ایک مرچے میں فرماتے ہیں۔

خلق میں مثل خلیق اور تھا خوش گو کوئی کب نام لے دھولے زباں کوثر و تنیم سے جب

بلبل گلشن زہراً و علی عاشق رب متبع مرثیہ گوئی میں ہوئے جس کے سب

ہو اگر ذہن میں جودت تو وہ موزونی ہے

اس احاطے سے جو باہر وہ بیرونی ہے

یہ طرز اسلوب انیس اور ان کے خاندان کے لئے مخصوص تھی۔ فرماتے ہیں۔

سچ ہے یہ طرز خاص کوئی جانتا نہیں

جو جانتا ہے اور کو وہ مانتا نہیں

تلامذہ۔ جن افراد نے میر انیس سے اپنے کلام پر اصلاح لی اور خواندگی مرثیہ سیکھی ان میں مولیس نفیس، رئیس اور سلیمس کے علاوہ فارغ سیتا پوری، ذکی لکھنوی، رفیق لکھنوی قابل ذکر ہیں۔ میر انیس کے شاگردوں میں مولیس نفیس اور فارغ نے نام حاصل کیا۔ فارغ کے صرف ایک مرثیہ پر انیس کی اصلاح ہے۔ فارغ نے ایک

مرثیہ 800 بند کا لکھا ہے۔

اقامت گاہیں۔ میر انیس گلاب باڑی فیض آباد میں پیدا ہوئے اور چالیس بیالیس سال کی عمر میں لکھنؤ تشریف لائے اور یہیں کے ہو کر رہ گئے۔ فیض آباد میں میر انیس کا گھر محلہ رائٹھ حویلی جسے بنگلہ بھی کہتے ہیں واقع تھا۔ میر انیس نواب امجد علی شاہ کے زمانے (1846ء) میں لکھنؤ آئے اور لکھنؤ کے مختلف محلوں میں سکونت پذیر ہوئے، جن میں شید یوں کا محلہ، سبھٹی، نخاس، پنجابی ٹولہ، منصور نگر، سبزی منڈی، عقب چوک اور محلہ آئینہ سازاں مشہور ہیں۔

ذاتی امام باڑہ۔ میر انیس نے 1271 ہجری میں اپنے پیسوں سے لکھنؤ میں گوتمی کے کنارے خوبصورت عزاخانہ تعمیر کروایا تھا جس میں بیش قیمت تبرکات، علم پتکے اور ضریح موجود تھے۔ مفتی میر عباس صاحب نے ایک پندرہ شعری فارسی قطعہ میں میر انیس کی مدح اور اس امام باڑہ کی تاریخ اس طرح لکھی ۔

یکتائے عصر میر علی آں کہ مثل او نے چشم چرخ دید نہ گوش جہاں شنید
آن سید انیس لقب عندلیب ہند کا وصال او توان زمین و زمان شنید
ہر جا کہ خواند مرثیہ از ہام و در تمام گرسنگ خارا بود از ان ہم فغان شنید
سال بنائش گشت رقم از ہرالم اینجا مدام نالہ زہرا توان شنید
افسوس کہ میر صاحب اس عزاخانہ میں دو تین برس سے زیادہ مجلسیں نہ کر سکے۔ غدر میں گولہ باری کے اثر سے یہ امام باڑہ دوسری عمارتوں کے ساتھ منہدم ہو گیا اور اس کی تاریخ امام باڑہ کی قسمت بن گئی جہاں ہمیشہ حضرت زہرا کے رونے کی آواز سنی جائے گی۔

منبر پر نشست اور پڑھنے کا انداز۔ معتبر چشم دید افراد کے قول کے مطابق میر انیس منبر کے دوسرے زینہ پر بیٹھ کر مرثیہ پڑھتے تھے۔ بعض وقت وہ دور بیٹھے ہوئے لوگوں کو نظر نہیں آتے تھے تو لوگوں کی یہ خواہش ہوتی تھی کہ وہ اوپر کے زینہ پر بیٹھیں۔ لیکن انہوں نے کبھی اسے پسند نہیں کیا۔ میر انیس نہایت وقار اور ادب سے منبر پر بیٹھتے تھے اور پہلے نقش تصویر ہو کر چند منٹ تک چپ بیٹھے رہتے۔ مرثیہ پڑھتے وقت گھٹنوں پر سفید رومال ڈال لیتے۔ مرثیہ کے درمیان اگر ان کا حلق سوکھ بھی جاتا تو پانی نہیں پیتے تھے۔ ”حیات انیس“ میں امجد علی اشہری نے لکھا ہے کہ میر خلیق منبر کے دوسرے زینہ اور میر انیس منبر کے تیسرے زینہ پر بیٹھتے۔ لیکن دوسرے چشم دید افراد نے اس کی تائید نہیں کی۔

میر صاحب کا انداز مرثیہ خوانی بے نظیر تھا۔ جب وہ شعر پڑھتے تو شعر کی صورت بن جاتے تھے۔ یعنی شعر میں

جو جذبات ہوتے وہ مجسمہ کی صورت میں لوگوں کی نظروں کے سامنے آ جاتے تھے۔ وہ چشم و آبرو کے اشارات اور تیور سے شعر کے جذبات بناتے تھے اور بہت ہی کم جسم کے کسی حصہ کو جنبش دیتے۔ شعر میں اگر غم خوشی حیرت غصہ، رحم، تعجب یا شجاعت کا ذکر ہوتا تو وہ اس کی تصویر بن جاتے۔ یہ طرز مرثیہ خوانی میر صاحب نے کسی سے سیکھا نہیں تھا بلکہ وہ خود اس کے موجد تھے اور یہ عطائے الہی تھی۔ چنانچہ امیر احمد علوی ”یادگار انیس“ میں لکھتے ہیں کہ جب کوئی شاگرد میر انیس سے مرثیہ خوانی سیکھنے کی درخواست کرتا تو وہ اس سوال سے منغض ہو جاتے اور فرماتے ”یہ کیا سیکھے گا اور میں کیا سکھاؤں گا؟“ بھی یہ کچھ سیکھنے کا فن ہے؟

مولانا آزاد ”آب حیات“ میں لکھتے ہیں ”میر انیس مرحوم کو میں نے پڑھتے ہوئے دیکھا، کہیں اتفاقاً ہی ہاتھ اٹھ جاتا یا گردن کی ایک جنبش یا آنکھ کی گردش تھی کہ کام کر جاتی ورنہ کلام سارے مطالب کے حق پورے کر دیتا تھا۔“
مولانا امجد علی شہری مولف ”حیات انیس“ لکھتے ہیں۔ میں نے میر انیس کو پڑھتے ہوئے سنا وہ فقط ابرو کے اشارے اور گردن کی حرکت سے کام لیتے تھے۔ اُن کے اعجاز و وضاحت کے اظہار سے میری زبان قاصر ہے۔ آنکھوں نے جو دیکھا اس کے لئے زبان نہیں جو کچھ کہہ سکے۔ شیخ حسن رضا ”تردید موازنہ“ میں لکھتے ہیں کہ ”میر انیس کے اندر مرثیہ خوانی میں افراط و تفریط کا نام نہ تھا۔ بنوٹ اور تصنع کی ہوا تک نہ آنے پائی تھی۔ تیور اور اشارات مہذبانہ جیسے ان بزرگوں سے ادا ہوئے آج تک کسی غیر سے تو کیا ان کے خاندان میں کسی سے حتیٰ کہ ان کی اولاد سے بھی وہ شان اور وہ بات دیکھنے میں نہیں آئی۔“ خود میر انیس اپنی خوش کلامی کے بارے میں ایک رباعی میں فرماتے ہیں۔

شہرہ ہو سو جو خوش کلامی کا ہے باعث مدح امام نامی کا ہے
میں کیا آواز کیسی، پڑھنا کیسا آقا یہ شرف میری غلامی کا ہے
مولف حیات رشید، میر انیس کے نواسے جناب پیارے صاحب رشید کی زبانی لکھتے ہیں کہ ”میر انیس کا پڑھنا بہت مہذب تھا۔ وہ صرف آواز کے اتار چڑھاؤ اور اشارات سے کام لیتے تھے۔ شاد عظیم آبادی جنہوں نے میر صاحب کا شاہکار مرثیہ ”جب قطع کی مسافت شب آفتاب نے“ کو بیسویں ہند سے عظیم آباد کے عاشور خانہ میں سنا، لکھتے ہیں۔ میر انیس ہال میں پورپ کی طرف ایک چھوٹے سے سیاہ پوش منبر پر پڑھ رہے تھے۔

ع وہ دشت اور وہ خیمہ زنگارگوں کی شان

وہ دشت کو سرلی بلند آواز میں ایسا کھنچا تھا کہ وسعت دشت آنکھوں میں پھر گئی۔ اللہ اللہ وہ لفظوں کا ٹھہراؤ وہ لب و لہجہ وہ لبوں پر مسکراہٹ غرض کس بات کو کہوں۔ اُس وقت میر انیس کی جو بات تھی کلیجہ کے اندر اتری چلی جاتی

تھی۔ وہ میرا نمیس ہی نہ تھے جن کو چند دنوں پہلے دیکھا تھا۔ پھر اور ہی ترکیب اور زیادہ مطبوع طریقہ سے منبر پر پڑھا۔ ع ”بیت العتیق، دیں کا مدینہ جہاں کی جان“۔ تعریفوں کا یہ عالم ہوا کہ لوگ تعریفیں کرتے کرتے کھڑے ہو جاتے اور میں آئینہ حیرت بن گیا۔ تعریفوں کا یہ عالم تھا کہ ایک ایک بند پانچ پانچ مرتبہ پڑھوایا جاتا تھا۔ غرض چہرے سے صف آرائی، رخصت، مین، شہادت پورا مرثیہ پڑھا۔ اخیر میں پسینہ میں شرابور ہو گئے۔ ٹوپی اور کپڑے تر ہو گئے۔ جسم میں چپک گئے۔ ہاتھ تھام کر منبر سے اتارے گئے اور آہستہ آہستہ اپنی فردو گاہ کی طرف بڑھے۔

سید باقر حسین جون پوری جنہوں نے بنارس میں میرا نمیس کو پڑھتے سنا تھا لکھتے ہیں ”جب میر صاحب منبر سے اترے تو آٹھ آٹھ آدمی فرش پر بے ہوش تھے“ صاحب یادگار نمیس 1915ء میں بسلسلہ ملازمت بنارس میں مقیم تھے اور انیس کی یہ مجلس وہاں کے بزرگوں کو یاد تھی اور بقول علوی صاحب میر صاحب کا انداز مرثیہ خوانی فراموش نہیں ہوا تھا۔ شاد عظیم آبادی کہتے ہیں میں نے جیسے جیسے کہرام دیکھے ہیں کیا بیان کروں۔ روتے روتے آٹھ دس آدمیوں کو غش آ گیا۔

مشہور ہے کہ میرا نمیس جب کوئی مقام رقت آمیز پڑھتے اور جوش گریہ سے بے چین ہو جاتے تو ضبط کی غرض سے نیچے کے ہونٹوں کو دانتوں میں دبالیے جس سے دہنی جانب کا رخسارہ متحرک ہو جاتا تھا۔ ان کا تو اس انداز سے یہی مقصود تھا کہ جوش گریہ سے آواز گلوگیر نہ ہو مگر قدرتی یہ دلفریب ادا دل کو بے تاب کر دیتی۔ رزم پڑھتے وقت چہرے پر جذبات کے نقوش یوں ظاہر ہوتے کہ چہرے کی تھڑیاں مٹ جاتی اور چہرے کی رگ و پے میں خون کا دورہ اس قدر ہوتا کہ چہرہ پر جوانی کے آثار نمودار ہو جاتے۔ چنانچہ خود فرماتے ہیں۔

جو ہر شناس تیغ زبان منہ ادھر کریں تیزی کو حرف حرف کی مد نظر کریں
دشمن ہزار سینے کو اپنے سپر کریں مصرعے وہ جاں گرا ہیں کہ ٹکڑے جگر کریں
بیٹوں میں ذوالفقار کی سب آب تاب ہے
بین السطور تیغ حسینی کی آب ہے

رزم ایسی ہو کہ دل سب کے پھڑک جائیں ابھی۔ جلیاں تیغوں کی آنکھوں میں چمک جائیں ابھی
یہ شرط ہے کہ نہ دعویٰ کروں طلاق کا کسی کی تیغ جو بڑھ کر مری زبان سے چلے
شمس العلماء مولانا ذکا اللہ صاحب سابق پرنسپل عربی کالج الہ آباد بیان کرتے ہیں ”جب میں الہ آباد کی میرا نمیس کی مجلس میں پہنچا تو عالی شان مکان آدمیوں سے بھر چکا تھا۔ اس لئے میں کھڑا ہو کر سننے اور دور سے ممکنگی باندھ کر

میرانئیس کی صورت اور ان کے ادائے بیان کو دیکھنے لگا۔ میرانئیس بڑھے ہو چکے تھے۔ مگر ان کا طرز بیان جوانوں کو مات کرتا تھا اور معلوم ہوتا تھا کہ منبر پر ایک کل کی بڑھیا بیٹھی لڑکوں پر جادو کر رہی ہے۔ جس کا دل جس طرف چاہتی ہے پھیر دیتی ہے اور جب چاہتی ہے ہنساتی ہے اور جب چاہتی ہے رلاتی ہے۔ میں اس حالت میں دو گھنٹے کھڑا رہا۔ میرے کپڑے پسینہ میں تر ہو گئے اور پاؤں خون اترنے سے شل ہو گئے۔ مجھ کو یہ بات محسوس نہ ہوئی۔ اس سے زیادہ دلچسپ محویت کیا ہوگی، پیری کے ضعف اور ناتوانی میں بھی وہ زور بیانی تھا کہ خود فرماتے ہیں۔

گو پیر ہوں، پر زور جوانی ہے ابھی تک سوکھے ہوئے دریا میں روانی ہے ابھی تک
دنداں نہیں، پر تیز بیانی ہے ابھی تک قبضے میں وہ تیغ صفاہانی ہے ابھی تک
گھٹا زور مشق سخن بڑھ گئی
ضعیفی نے ہم کو جوان کر دیا

سید آغا میر جو مرثیہ خوانی میں میرانئیس کے شاگرد تھے کہتے ہیں ”میرانئیس کی آواز میں جودل کشی تھی وہ کسی انسان کا کیا کسی خوش الحان اور کسی باجے کی آواز میں نہیں۔ وہ بعض اوقات کمرہ بند کر کے اپنے دادا میر حسن کی مثنوی بلند آواز میں پڑھتے تھے تو راہ گیر کھڑے ہو کر دیر تک سنا کرتے تھے۔

شیخ حسن رضا مظفر پوری مرزا دبیر کے طرفداروں میں تھے۔ انہوں نے مولانا شبلی کے موازنہ انئیس و دبیر کی رد میں ایک رسالہ ”تردید موازنہ“ لکھا جس کے آخر میں لکھتے ہیں کہ:-

”بس فصاحت کلام اور پڑھنے کا ڈھنگ میرانئیس مرحوم کے ساتھ ساتھ راہی رخت ہو گیا۔ نہ قبل کوئی ایسا گزرا ہے میرے قیاس میں نہ آئندہ کوئی ہوگا“ (تردید موازنہ، مطبع تصویر عالم لکھنؤ)۔

شریف العلماء مولوی سید شریف حسین اپنے مکتوب میں حیدرآباد سے لکھتے ہیں ”حقیقت یہ ہے کہ میرانئیس کا پڑھنا دلوں کیلئے مقناطیس ہے۔ آج آپ نے چند شعر پڑھے تھے۔ یہاں تک کہ نا فہم لوگ ہمہ تن گوش ہو گئے۔ اہل فن کا کیا ذکر۔ سید انور حسین آرزو لکھنوی اپنے والد ذاکر حسین یا اس کا بیان یوں نقل کرتے ہیں کہ ”جب میرانئیس نے یہ مصرعہ پڑھا۔ ”صحرا زمزدی تھا پھریرے کے عکس سے“ تو مرثیہ کو اس طرح ذرا پلٹ دیا کہ پھریرے کا لہرانا آنکھوں کے سامنے آگیا۔“ مرزا دبیر کے شاگرد سید فرزند احمد صفیر بلگرامی کا بیان ہے کہ جب میرانئیس نے ذیل کی بیت۔

ساتوں جہنم آتش فرقت میں جلتے ہیں
شعلے تری تلاش میں باہر نکلتے ہیں

اس انداز سے پڑھی تو گویا مجھے شعلے بھڑکتے ہوئے دکھائی دینے لگے اور میں ایسا محو ہو گیا کہ اپنے تن من کا ہوش نہ رہا۔ احسن لکھنوی لکھتے ہیں۔ جب میر انیس نے یہ مصرع پڑھا ہے۔ ”دانتوں میں شجاعان عرب ڈاڑھیاں دابے“ تو مرثیے کو زانو پہ رکھ کر دونوں ہاتھوں کو ڈاڑھی کے قریب لاکر اس طرح گردش دی اور ہونٹوں میں فرضی ڈاڑھی کو دبایا کہ یہ معلوم ہوا کہ پوری تصویر کھینچ رہے ہیں۔

پروفیسر ادیب لکھتے ہیں کہ میر انیس نہایت خوش آواز تھے اور جتنے خوش آواز تھے اُس سے زیادہ کہیں خوش بیان تھے۔ خوش آوازی اور خوش بیانی کے علاوہ تقریر کا سب سے بڑا وصف یہ ہے کہ مقرر کی آواز کا اتار چڑھاؤ چہرے کا تغیر، آنکھوں کی گردش، اعضا کی حرکت یہ سب چیزیں موقع محل کے مناسب ہوں۔ اس طرح تقریر کے ہر لفظ کا صحیح مفہوم سامعین کے ذہن نشین ہو جاتا ہے اور بہت کچھ جو لفظوں سے ادائیں ہو سکتا وہ بیان کے انداز سے ادا ہو جاتا ہے۔ انیس مرثیہ اس طرح پڑھتے تھے کہ کلام کا اثر بدرجہا بڑھ جاتا تھا۔ ایک ایک اشارے سے واقعات کی تصویر کھینچ دیتے تھے۔ بڑے بڑے لوگ ان کا پڑھنا سن کر مبہوت و متحیر ہو جاتے۔ عام طور سے مسلم ہے کہ میر انیس کا سامرشیہ پڑھنے والا آج تک پیدا نہیں ہوا۔

منتخب مجالس۔ جب میر انیس نے غزل گوئی سے ہٹ کر سلام اور مرثیہ نگاری شروع کی تو سب سے پہلے اپنے گھر کی زنانی مجلس کے لئے سلام اور کچھ مرثیے کے بند کہے۔ ابتدا میں انہوں نے رباعیات، سلام اور چند مرثیے لکھ کر اپنے باپ اور چچا میر خلیق کو بھی دکھائے تھے۔ اس کے علاوہ تحت اللفظ پڑھنے کی بھی گھر میں مشق کر لی تھی۔ یہ وہ زمانہ تھا جب لکھنویں ایک طرف ناسخ اور آتش کا مشاعروں میں چرچا تھا تو دوسری طرف ضمیر، خلیق، فصیح اور دلگیر کی مرثیہ گوئی کی دھوم مچی تھی۔ میر خلیق میر انیس کو بعض مجالس میں لے جاتے جہاں وہ بڑے متانت اور تمکنت کے ساتھ منبر کے قریب بیٹھ کر ان بزرگوں کے مرثیوں کو سنتے۔ اسی دوران حاضرین مجلس میر انیس سے ان کی مرثیہ گوئی کے بارے میں دریافت کرتے۔

پہلی مجلس۔ انیس کی پہلی مجلس کے بارے میں لوگوں میں کافی اختلاف پایا جاتا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ اس بارے میں انہوں نے قیاس آرائیوں سے کام لیا ہے۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ انیس کی پہلی مجلس اکرام اللہ خان کے امام باڑے میں واقع ہوئی جس میں میر خلیق اور میر ضمیر پڑھا کرتے تھے۔ ایک دن دونوں بزرگوں کی رائے سے انیس نے یہاں مجلس پڑھی۔ شروع میں انہوں نے ذیل کی رباعی پڑھی تھی۔

بالیدہ ہوں وہ اوج مجھے آج ملا نخل علم صاحب معراج ملا
منبر پر نشست سر پہ حضرت کا علم اب چاہئے کیا تخت ملا تاج ملا
لیکن ڈاکٹر اکبر حیدری اپنی کتاب ”باقیات انیس“ میں لکھتے ہیں کہ:

”نجات حسین خان عظیم آبادی 1259 ہجری (مطابق 1843ء) میں بادشاہ امجد علی شاہ (متوفی 1846ء) کے ابتدائی عہد میں وارد لکھنؤ ہوئے تھے۔ انہوں نے اپنے سفر نامہ میں میر انیس کی ایک مجلس کا چشم دید واقعہ بیان کیا۔ کتاب فارسی میں ہے اور ہنوز غیر مطبوعہ۔ اس کا نام ”سوانح لکھنؤ“ ہے۔ اس کا ایک نسخہ ڈاکٹر نیر مسعود کے پاس محفوظ ہے۔ نجات حسین کے بیان کا خلاصہ اور ترجمہ یہ ہے:-

”مجھے 26 ربیع الاول 1259ھ جمعرات کو میر انیس کی مجلس سننے کا اشتیاق ہوا۔ میں مصطفیٰ خان کے امام ہاڑے میں گیا۔ جو میرے گھر سے بہت دور تھا۔ مجلس لوگوں سے چھلک رہی تھی۔ پہلے ایک شخص نے منبر پر فضائل اہلبیت اور حدیث خوانی کی۔ بعد ازاں میر انیس نے کمال فصاحت و بلاغت و متانت مجلس پڑھی۔ حاضرین و سامعین پر رقت کا غلبہ طاری ہوا۔ مجلس کے دوران ہر فرد واحدی زبان سے واہ وا اور سبحان اللہ کے نعرے بلند ہو رہے تھے۔ ان کے کلام کی جس قدر تعریف کی جائے اس میں مبالغہ کی گنجائش نہیں ہے۔ اس فن میں وہ مرزا دبیر سے آگے ہیں“

غالباً نجات حسین پہلے شخص تھے جنہوں نے میر انیس کا ذکر سب سے پہلے ”سوانح لکھنؤ“ میں کیا تھا۔ ان کے بیان کی تائید نوبت رائے نظر سے بھی ہوتی ہے کہ میر انیس نے پہلی مجلس مصطفیٰ خان نامی ایک بزرگ کے یہاں تحسین گنج میں پڑھی تھی۔ البتہ تاریخ کے بارے میں وہ خاموش ہیں۔

اس بات سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ انیس سے بہت پہلے دبیر لکھنؤ میں مرثیہ گوئی کا سکہ جما چکے تھے۔ اس کی کئی شہادتیں موجود ہیں۔ دبیر کے کمال فن کا ذکر جب علی بیگ سرور نے 1245ھ میں اپنی شہرہ آفاق کتاب ”فسانہ عجائب“ میں باکمال مرثیہ گویوں کے ساتھ کیا تھا۔ غالب نے تو مرثیہ گوئی کے فن میں دبیر کے آگے ہتھیار ڈال دئے تھے۔ انیس نے جب لکھنؤ میں مجلس پڑھنا شروع کی تو ان کی زیادہ تعریف ہونے لگی۔ اس طرح غزل کے پرانے شہسواروں یعنی ناسخ اور آتش کے مقابلے میں مرثیہ کے میدان میں انیس اور دبیر نے اپنے اپنے جوہر دکھلا دئے۔ یہاں تک کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ پورا لکھنؤ دو گروہوں میں بٹ گیا۔ انیس کے حامی ایسے اور دبیر کے طرف دار دبیر کے کہلانے لگے۔ اس کا یہ نتیجہ نکلا کہ دونوں عظیم شاعروں کا ایک جگہ جمع ہونا مشکل ہو گیا تھا۔

مجلس چہلم اہلیہ میر ضمیر۔ مرزا دبیر کے استاد میر ضمیر نے میر انیس کی بڑھتی ہوئی

شہرت اور ان کے عروج کمال کو دیکھتے ہوئے اپنی اہلیہ کی مجلس چہلم میرا نیس سے پڑھوائی۔ اُس وقت میرا نیس کی عمر 45 سال تھی۔ اس مجلس میں تمام شہر کے امراء و ساء اور خاص و عام کے علاوہ خواجہ آتش اور شیخ ناتھ بھی موجود تھے۔ اس مجلس میں میر صاحب نے یہ مرثیہ پڑھا جس کا مطلع ہے

آمد ہے کربلا کے نیستان میں شیر کی
جب میرا نیس نے تلوار کی تعریف میں یہ بیت پڑھی
اشرف کا بناؤ رئیسوں کی شان ہے
شاہوں کی آبرو ہے سپاہی کی جان ہے

تو خواجہ آتش جو پہلے ہی سے جھوم رہے تھے اور جن پر عالم و جد طاری تھا نصف قد سے کھڑے ہو گئے اور بلند آواز میں کہا۔ کون بے وقوف کہتا ہے کہ تم محض مرثیہ گو ہو و اللہ تم شاعر گر ہو اور شاعری کا مقدس تاج تمہارے ہی سر کیلئے موزوں بنایا گیا ہے۔ خدا مبارک کرے۔

میرا نیس کی ایک تاریخی مجلس

برہم ہے مرقع چمنستان جہاں کا

1272 ہجری

اس یادگار مجلس کے بارے میں اکثر و بیشتر لوگ ناواقف ہیں۔ اس لئے بعض لوگوں سے فاش غلطیاں سرزد ہوئی ہیں۔ مجلس کے مرقع کا فوٹو غالباً پہلی مرتبہ پروفیسر مسعود حسن اویب مرحوم کی کتاب ”روح انیس“ کے پہلے ایڈیشن مطبوعہ ہندوستانی پریس آلہ آباد 1931ء میں چھپا تھا۔ ادیب نے امام باڑہ اور مجلس کے پس منظر کے بارے میں تصویر کے نیچے کوئی رائے زنی نہیں کی تھی۔ فوٹو کا عکس دوسری مرتبہ ماہ نوکراچی انیس نمبر اضافی شمارہ 1974ء میں چھپا۔ اس کے نیچے کسی نے اپنی طرف سے یہ عبارت درج کی:

”محل شاہی میں میرا نیس مجلس پڑھ رہے ہیں۔ ان کی تکریم کے لئے تاجدار اودھ واجد علی شاہ مورچیل لئے

بازو میں استادہ ہیں“

مجلس کی یہی تصویر تیسری بار ایک اور رسالہ ”دبستان انیس“ راولپنڈی مطبوعہ دسمبر 1974ء میں چھپی تھی۔ اس کے نیچے ذیل کی عبارت موجود ہے:-

”حیدر آباد دکن میں ایک مجلس۔ میرا نیس منبر پر۔ میرمولس کھڑے ہوئے ہیں“

ہم ذیل میں ڈاکٹر اکبر حیدری کشمیری کے اس مضمون کا خلاصہ حتمی فیصلے کے لئے درج کرتے ہیں جو مشہور شاعر اور ممتاز صحافی جناب حسین انجم کے مقتدر ادبی رسالہ ”طلوع افکار“ کراچی بابت جولائی و اگست 1998ء میں ”انجمن“ کے زیر عنوان شائع ہوا تھا۔ ڈاکٹر حیدری لکھتے ہیں کہ:-

”اصل واقعہ یہ ہے کہ لکھنؤ کے ایک پرانے محلے ”احاطہ مرزا علی خان (مرزا صاحب نواب سالار جنگ اور بہو بیگم صاحبہ کے چھوٹے بھائی تھے) میں شہزادی بتولی بیگم صاحبہ کا شاندار امام باڑہ اب تک خستہ حالت میں موجود ہے۔ میں نے یہ آج سے 35 سال قبل اچھی حالت میں دیکھا تھا۔ شاہی زمانہ سے ہی میرا تعلق یہاں پڑھتے تھے۔ مجلس کا انتظام دار دغہ محمد خان کے ہاتھ میں رہتا تھا۔ بتولی بیگم صاحبہ کے انتقال کے بعد ان کے نواسے اور نواب امین الدولہ بہادر وزیر کے پرپوتے نواب خادم حسین خان المعروف نواب سن 10ء (جو ہماری اہلیہ کے سگے نانا تھے) امام باڑے کے مالک اور وارث ہوئے۔ ان کا انتقال 1963ء میں کراچی میں ہوا۔ مشہور معروف مرثیہ گو جناب ساحت لکھنوی مدظلہ موصوف کے بھانجے ہیں۔ راقم حروف نے عرصہ ہوا کہ نواب 10ء کے بھتیجے پیارے نواب صاحب سے ملاقات کی۔ موصوف امام باڑے کے حصہ دار تھے۔ اس وقت اس کی حالت غنیمت تھی اور صحیحیاں بھی موجود تھیں۔ نواب صاحب نے کہا کہ انیس تاحیات امام باڑے میں ہر مہینے کی 23 کو پڑھتے تھے۔ مزید یہ بھی فرمایا کہ امام باڑے کا ایک مرقع (قلمی تصویر) ان کے پاس موجود تھا جو راجہ صاحب محمود آباد نے ان سے حاصل کیا تھا۔ دوسرے دن میں مہاراجہ کمار آف محمود آباد امیر محمد حیدر خان مرحوم سے ملا۔ اور ان سے مرقع کے بارے استفسار کیا۔ موصوف نے مجھے وہ قد آدم مرقع دکھایا جس کے نتیجے 1272 ہجری کی تاریخ پڑی تھی۔“

مرقع کا ایک فوٹو امیر الدولہ راجہ امیر حسن خان (م 1905ء) والی محمود آباد کی تعمیر کردہ پبلک لائبریری قیصر باغ کے البم میں بھی راقم نے دیکھا تھا۔ البم میں لکھنؤ کی شاندار شاہی عمارات کی تصویریں موجود تھیں جن کا اب کہیں نام و نشان نہیں ملتا ہے۔ غالباً ادیب مرحوم نے البم والے فوٹو کا ہی عکس ”روح انیس“ میں شائع کیا تھا۔

یہ بات قابل ذکر ہے کہ میرا تعلق نے بتولی بیگم صاحبہ کے امام باڑے میں جو مرثیہ پڑھا تھا وہ جان عالم واجد علی شاہ کی معزولی کے بعد ہی تصنیف کیا گیا تھا۔ یہ 97 ہند پر مشتمل تھا۔ اس کے کئی نسخے مہاراجہ کمار صاحب مرحوم کے ذخیرہ مرثیاتی میں موجود ہیں۔ ایک 22 ذی الحجہ 1272 ہجری (مطابق 24 اگست 1856ء) اور دوسرے پر

1288 ہجری (1871ء) کے ترقیے موجود ہیں۔ یاد رہے کہ سلطان عالم واجد علی شاہ فروری 1856ء میں معزول کر کے کلکتہ جیل میں ڈال دئے گئے تھے۔

مجلس کے مرقع میں جو صاحب منبر کے پاس کھڑے ہیں اور جنہیں لوگوں نے غلطی سے واجد علی شاہ اور میر منوس قرار دیا ہے وہ دراصل ”واقعات انیس“ میر احسن لکھنوی کے والد گرامی اور نواب مرزا شوق لکھنوی کے داماد میر حسن علی ہیں۔ احسن لکھنوی واقعات انیس میں مقبرہ انیس کے بارے میں لکھتے ہیں کہ:

”جس وقت سے کہ میر انیس مرحوم نے اس اراضی کو اپنے خاندانی حزاروں کیلئے حسب ضابطہ گورنمنٹ سے مستثنیٰ کرا لیا ہے اس کے اندر مقبرہ کے طور پر ایک چھوٹا سا کمرہ بنایا گیا ہے جس میں چند قبریں ہیں۔ مجھے یاد ہے کہ اس کمرے میں میر انیس مرحوم کی قبر کے سر ہانے ایک مجلس کا مرقع بھی لگا ہوا تھا جسے داروغہ محمد خان نے میرے والد مرحوم کے انتظام سے تیار کروایا تھا۔ مرقع عہد شاہی کی فن تصویر کشی کا اعلیٰ نمونہ ہے۔ میر محمد علی صاحب مصور نے بڑی جانکائی سے کھینچا ہے۔ منبر کے قریب دہنی جانب میرے والد مرحوم کھڑے ہیں۔ میر صاحب کے ہاتھ میں جو مرثیہ ہے اس پر یہ مصرعہ لکھا ہے

برہم ہے مرقع چہستان جہاں کا

ذیل میں مرثیے کا مطلع اور مقطع پیش کئے جاتے ہیں۔ سلطان جہاں اور جان جہاں اور دوسری ترکیبیں قابل غور ہیں۔

”برہم ہے مرقع چہستان جہاں کا ہوتا ہے سفر خلق سے سلطان جہاں کا
سائے میں ہے تیغوں کے بدن جان جہاں کا جنات میں باقم ہے سلیمان جہاں کا
مضطر ہیں ملک شور و ظلم ہے فلک پر

آہ دل زہرا سے ملامت ہے فلک پر

خاموش انیس اب کہ تڑپتا ہے دل زار فریاد کی کانوں میں صدا آتی ہے ہر بار
موجود ہے روح حسن و حیدر کرار اس مرثیے کا دیں گے صلا احمد مختار

تاثیر ہر اک بند کی خالی نہ سمجھنا

مضمون کتابی ہے خیالی نہ سمجھنا

بعض لوگوں نے غلطی سے بتولی بیگم صاحبہ کے امام باڑے کو داروغہ محمد خان کا نام باڑہ کہا ہے۔

مجلس سرانے معالی خان۔ یہ مجلس سرانے معالی خان میں 1261ھ (مطابق 1845) میں ہوئی۔ میر انیس مجلس پڑھنے سے پہلے خواجہ آتش کے گھر گئے اور کہا کہ مجلس آپ کے گھر کے قریب ہے اگر آپ شرکت فرمائیں تو مجھے اپنے کلام کی داہل جائے گی۔ اس مجلس میں انیس نے جو مرثیہ پڑھا اس کا مطلع ہے۔

بخدا فارس میدان تہوڑ تھا خُ

جب انیس نے یہ بیت پڑھی ۔

خُن حق کی طرف کانوں کو مصروف کرو

شورِ باجوں کا مناسب ہو تو موقوف کرو

تو خواجہ آتش کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے واہ اب اس سے زیادہ ترقی مرثیہ کی کیا ہوگی۔ بعد مجلس میر انیس کے پاس گئے اور کہا کہ بھئی اس میدان میں تمہارا سامنا کوئی نہیں کر سکتا۔

مجلس میان مداری۔ میاں مداری لکھنؤ کے باثر شخص تھے۔ انہوں نے کسی نواب صاحب کے سامنے میر انیس کی تعریف کی کیوں کہ نواب صاحب طرفدارِ دیر تھے۔ بگڑ کر کہنے لگے میر انیس رخصت اور بین کہہ لیں مگر رزم مرزا دیر کا حصہ ہے۔ مداری صاحب نے کہا اسی سال، آپ ہمارے یہاں آکر مجلس سینے، پھر انہوں نے میر انیس سے قصہ بیان کر کے رزمیہ مضامین باندھنے کی خواہش کی۔ ادھر نواب صاحب نے مرزا صاحب کی مجلس کی تاریخ مداری صاحب کی مجلس سے ایک دن قبل مقرر کر کے مشتہر کر دیا۔ انہوں نے بھی مرزا صاحب سے رزمیہ مضامین پڑھنے کی خواہش کی۔ چنانچہ مرزا دیر نے جدت میں پچیس 25 بند صنعت مہملہ میں تصنیف کئے۔ غرض مرزا صاحب نے مجلس ایسی پڑھی کہ سارے لکھنؤ میں دھوم مچ گئی۔ دوسرے دن تمام شہر معرکہ کا دوسرا رخ دیکھنے کیلئے میر انیس کی مجلس میں جمع ہوا۔ جہاں میر صاحب نے مرثیہ ”شمشاد بوستان رسالت حسین ہے“ پڑھا۔ مجلس کی یہ حالت ہوئی کہ لوگ تھک تھک گئے اور خود نواب صاحب نے میر انیس سے مصافحہ کر کے کہا کہ میں ابھی تک غلطی پر تھا آپ کا جواب نہیں۔

مسجد چوک کی مجلس۔ میر انیس نے خفا ہو کر تین سال لکھنؤ میں مرثیہ نہیں پڑھا۔ لوگ میر صاحب کے سننے کیلئے بڑے بے چین تھے۔ چنانچہ عجز اور تدبیر سے مسجد چوک میں میر صاحب کو پڑھوایا گیا جس میں سارا شہر ٹوٹ کر آیا تھا۔ جو مرثیہ میر صاحب نے پڑھا اس کا مطلع ہے

”جب باغ جہاں اکبر ذی جاہ سے چھوٹا“۔

میر انیس چالیس یا پچاس سال کی عمر میں فیض آباد سے آکر لکھنؤ میں مقیم ہوئے تو واجد علی شاہ کے دور تک لکھنؤ

سے باہر نہیں گئے۔ لکھنؤ پر جب برطانوی حکومت قابض ہو گئی تو انیس عظیم آباد، بنارس، الہ آباد، کانپور اور حیدر آباد دکن میں مجلسیں پڑھنے لگے۔

مجالس عظیم آباد۔ میر انیس چار سال 1859، 1860، 1861 اور 1862 میں عظیم آباد شریف لے گئے۔ تین سال آپ نواب قاسم علی خان اور آخری بار ان کے فرزند کی دعوت پر تشریف لے گئے۔ آپ کے ہمراہ میر مونس بھی جاتے تھے لیکن ایک سال تینوں بھائی عظیم آباد گئے۔ چنانچہ پہلے مونس پھر انیس اور آخر میں میر انیس نے مرثیے پڑھے۔ میر انیس نے اپنا شاہکار مرثیہ ”جب قطع کی مسافت شب آفتاب نے“، عظیم آباد میں 1859 میں پڑھا تھا۔ یہ سال اختلاف کا شکار ہو گیا ہے۔ اس لئے تحقیق طلب ہے الہ آباد کی مجلس کا ذکر اوپر آچکا ہے۔ اب حیدر آباد کی مجلس کا حال سماعت فرمادیں۔

میر انیس حیدر آباد میں۔ 1871ء میں حیدر آباد دکن کے رئیس نواب تہور جنگ بہادر نے انیس کو حیدر آباد آنے کی دعوت دی۔ یہ دعوت ارسطو جاہ مولانا مولوی رجب علی صاحب جگراؤں کے فرزند شریف العلما مولوی شریف حسین صاحب جو حیدر آباد میں ناظم عدالت تھے کے ذریعہ اور مولانا سید حامد حسین مجتہد العصر لکھنؤ کے توسط سے دی گئی تھی۔ نواب تہور جنگ جانتے تھے کہ شریف حسین صاحب سے میر انیس کے تعلقات مربوط ہیں اور مولانا حامد حسین صاحب قبلہ سے خود تہور صاحب کی ملاقات سفر حج کے دوران ہوئی تھی۔ میر انیس کے حیدر آباد کے سفر کے تعلق سے ”حیات انیس“ میں امجد علی اشہری، ”واقعات انیس“ میں احسن لکھنوی، پروفیسر ادیب ”میر انیس کے حیدر آباد کے سفر کا روزنامہ“ اور ڈاکٹر رشید موسوی نے ”دکن میں مرثیہ اور عزاداری“ میں تفصیل سے واقعات لکھے ہیں۔ مولوی شریف حسین صاحب کے پوتے سید آغا حسن صاحب نے رسالہ ہمایوں لاہور بابت 1940ء میں مولوی شریف حسین صاحب کے سترہ خطوط جو وہ میر انیس کے حیدر آباد کے قیام کے دوران اپنے بڑے بھائی کو تھوڑے تھوڑے وقفہ سے لکھتے رہے شائع کئے۔ یہ خطوط بیشتر فارسی میں ہیں اور چند اردو میں۔ ایک خط میر انیس کا ہے جو انہوں نے 14 اپریل 1871 کو حیدر آباد سے میر مونس کے نام لکھا تھا۔ ایک خط میر مونس کا ہے جو انہوں نے میر انیس کے عقیدت مند حکیم سید علی بناری کے نام بھیجا تھا۔ اسی سفر کی یادگار ہیں۔ نواب تہور جنگ کے فرزند نواب عنایت جنگ بہادر کے مستند بیانات جو انہوں نے ڈاکٹر رشید موسوی کو دئے اور جن میں انہوں نے بعض واقعات کی تائید نہیں کی اہمیت کے حامل ہیں۔ اگرچہ انہوں نے انیس کو خود نہیں دیکھا۔ لیکن ان کے حوالات کو تفصیلی اپنے والد مرحوم سے سنا تھا۔ بہر حال جگر جگر است دیگر دیگر است۔

میر انیس 10 مارچ 1871 سے 15 اپریل 1871ء تک حیدر آباد میں رہے۔ 13 مارچ سال مذکور کو مولانا شریف حسین صاحب لکھتے ہیں کہ الحمد للہ جناب میر انیس 18 رزی الحجہ کو عید غدیر کے دن شام کے قریب یہاں پہنچ کر اس شہر کے لئے اس آیت کے مصداق ہو گئے۔ الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی۔ پھر 23 محرم کے خط میں لکھتے ہیں ”جناب میر انیس صاحب کل یہاں سے روانہ ہوں گے“ خلاصہ یہ کہ یہاں سے بہت خوش گئے ہیں۔ پہلی محرم کو انہوں نے مرثیہ سنانے سے پہلے یہ رباعی پڑھی۔

اللہ و رسول کی امداد رہے سر سبز یہ شہر فیض نیاں رہے
نواب ایسا رئیس اعظم ایسے یا رب آباد حیدر آباد رہے

پھر ”مرثیہ ع“ بخدا فارس میدان تہور تھا خر“ پڑھا۔ جب مرثیہ شروع ہوا تو ایک ساں بندھ گیا اور چاروں طرف واہ وا کا شور بلند ہوا۔ میر صاحب کمزوری اور کسالت کی وجہ سے چودہ بند سے زیادہ نہ پڑھ سکے۔ میر انیس نے پورے دس دن یکم محرم سے عاشور تک مسلسل مجالس پڑھیں مولوی شریف حسین صاحب لکھتے ہیں کہ میر انیس ضعف پیری اور ضعف مرض کے باوجود ہر روز مرثیہ پڑھتے ہیں۔ جو کیفیت حاصل ہوتی ہے اس کو عرض نہیں کر سکتا ہوں۔ سارا حیدر آباد مشتاق بلکہ ”انیسیہ“ ہو گیا ہے۔ کسی مجلس میں پانچ ہزار سامعین سے کم نہ تھے۔ یہاں کے معمر لوگ کہتے ہیں کہ سو برس سے ایسی مجلس اور ایسے مجمعے یہاں نہیں ہوئے۔ خاص کرنویں تاریخ کو میر صاحب نے ایک لا جواب مرثیہ پڑھا۔ مرثیہ ہے ع ”جب خاتمہ بخیر ہوا فوج شاہ کا“

تہو ر جنگ بہادر نے پانچ ہزار روپے نقد نذرانہ دیا۔ اس کے علاوہ آمدورفت کا خرچہ اور خلعت سے بھی سر فراز کیا۔ 4 اپریل 1871 کو میر موس کے نام خط میں میر انیس لکھتے ہیں ”انیسیہ ذی الحجہ کو یہاں پہنچا۔ صبح نزلہ اور کھانسی ہو گئی اور شام کو بخار آ گیا۔ محرم کی ابتدا تک یہی حال رہا۔ پہلی تاریخ (محرم) کو پانچ ہزار آدمیوں کا مجمع ہو گیا۔ عجب حال زار سے مجلس میں پہنچا۔ چند بند آہستہ آہستہ پڑھے۔ فقط سید الشہد آ کی تائید تھی کہ مجلس کا رنگ دگر گوں ہو گیا۔ معلوم ہوتا تھا لکھنؤ میں پڑھ رہا ہوں۔ پڑھنے کے بعد تمام مجلس جو امیروں اور دوسرے عقیدے کے لوگوں سے بھری ہوئی تھی میرے پاؤں پر گر پڑی۔ اس دن سے بخار کی شدت میں سات دن برابر پڑھتا رہا۔ روزانہ سات ہزار آدمیوں سے کم نہ ہوتے تھے اور نویں تاریخ کو مجلس کا حال کیا لکھوں۔ محرم کے بعد بھی کامل صحت نہیں ہوئی۔ روزانہ یہاں سے روانہ ہونے کا قصد کرتا ہوں لیکن لوگ نہیں چھوڑتے۔

آخری مجلس۔ ”حیات انیس“ میں امجد علی اشہری لکھتے ہیں کہ میر انیس نے آخری مجلس نواب باقر علی

باڑے میں ہوئی۔ چہلم کی مجلس میں جب نفیس نے انیس کی یہ رباعی پڑھی تو رونے کا کھرام چلا۔

دردا کہ فراق روح و تن میں ہوگا تنہا تن ناتواں کفن میں ہوگا

اس وقت کریں گے یاد رونے والے جس دن نہ انیس انجمن میں ہوگا

اس وقت میرے پیش نظر ایک نادر و نایاب کتاب ”تذکرہ میر انیس مرحوم“ مولفہ حاجی حفیظ الدین احمد مزاج دہلوی مطبوعہ 1907 شہر بنارس ہے۔ کتاب کے صفحہ 9 میں انیس کے انتقال کے بارے میں امام حسین کی بشارت عبارت ذیل میں درج کی گئی ہے۔

”جب لکھنؤ میں میر انیس صاحب نے انتقال فرمایا تو بعض معتبر شخص روایت بیان کرتے ہیں کہ کربلائے

معلیٰ میں مزار امام حسین علیہ السلام کے کلید بردار خادم کو بشارت ہوئی کہ ہمارے رونے کا قفل کھول دو۔ ہمارا

ایک دوست آتا ہے۔ خادم نے اسی وقت حکم کی تعمیل کی۔ تھوڑی دیر کے بعد جب روضہ مبارک کا دروازہ بند

ہو گیا تب کلید بردار خادم قفل لگا کر واپس آیا۔ صبح کو کربلائے معلیٰ کی بستی کے تمام لوگ متحیر و متعجب تھے اور وہ

تاریخ، دن اور وقت لوگوں نے لکھ چھوڑا۔ چند دنوں کے بعد معلوم ہوا کہ ٹھیک اس تاریخ میں اس روز اس

وقت لکھنؤ میں میر انیس مذاہن و ذاکر خاص آل عبا نے اس دنیائے دوں سے انتقال فرمایا“

قاضی عبدالودود مجلہ ”معاصر“ پٹنہ شمارہ ایک میں مضمون ”مرگ انیس“ کے ذیل میں لکھتے ہیں۔ اودھ اخبار کی خبر کے مطابق حضرت مرزا دبیر میر انیس کی میت پر جا کر بہت رونے اور فرمایا ایسے معجز بیان، فصیح اللسان اور قدردان کے اٹھ جانے سے اب کچھ لطف نہ رہا۔

بقول صاحب یادگار انیس (مطبوعہ سرفراز پریس لکھنؤ 1957ء صفحہ 131) مرزا سلامت علی دبیر نے ایک درد ناک تاریخ میر باقر سوداگر کے امام باڑہ (چوک) کی مجلس میں پڑھی۔ چشم دید شہادت ہے کہ مرزا صاحب تاریخ کے اشعار پڑھتے جاتے اور آنکھوں سے آنسو ٹپ ٹپ گرتے تھے۔

آسمان بے ماہ کامل، سدرہ بے روح الامین

طور سینا بے کلیم اللہ و منبر بے انیس

پورے شعر سے 1874ء نکلتے ہیں۔ مصرعہ ثانی سے 1291 ہجری برآمد ہوتے ہیں۔ بیسویں صدی کے سب سے بڑے ”ہنسیے“ سید مسعود حسن رضوی ادیب نے دبیر کی یہ تاریخ لوح مزار انیس پر کندہ کروائی۔

یہ بات قابل ذکر ہے کہ مرزا دبیر کا یہ قطعہ ۱۵ اشعار پر مشتمل ہے۔ ذیل کا شعر ہنوز غیر مطبوعہ ہے۔

حیف شد تاریخ در چشم مجاہد حسین

نہ سپہر و مہر و ماہ و ہفت اختر بے انیس

ہم مزید کچھ یادگار اور شاہکار مادہ تاریخ وفات انیس یہاں درج کرتے ہیں۔

جلال لکھنوی۔ انیس بودہ بعالم چہ شاعر یکتا (1291 ہجری)

جلال لکھنوی۔ مرد ہے بے سخن و رکامل (1291 ہجری)

فشی اشرف۔ انتخاب زمانہ بود انیس (1291 ہجری)

سید محمد آلم۔ سوئے ارم انیس امام انا م رفت (1291 ہجری)

مونس لکھنوی۔ گفتا اکمال نظم برباد (1291 ہجری)

فارغ مراد آبادی۔ مرثیہ ہی ہو تمام اے وائے (1291 ہجری)

فارغ مراد آبادی۔ پیچھے میں شیر مرگ کے آیا ببر علی۔ (1291 ہجری)

آغا شرف لکھنوی۔ روح امیں عرش مبارک ہوا ہے انیس (1291 ہجری)

مشہور عالم دین میر محمد عباس نے میر انیس کی رباعی کے چوتھے مصرعے سے مرحوم کی تاریخ وفات نکالی ہے۔

سال تاریخ بھی گویا کہ کلام ان کا ہے

”ہائے جز خاک نہ تکیہ نہ بچھوٹا ہوگا“ (1291 ہجری)

چونکہ مرزا دبیر کا انتقال میر انیس کے انتقال کے تین ماہ بعد 1292ھ (مطابق 1875ء) میں ہوا، اس لئے بعض شعراء نے دونوں کی تاریخیں ایک ہی مصرعے میں نکالیں۔

عاشق لکھنوی۔ شد بہ جنت جناب میر انیس بعدے چندے دبیر عالی جاہ

از سر جوش و درد ہاتف گفت شدہ پیہم غروب مہر دماہ

1875 - 1874

آغا شرف لکھنوی۔ آنکھوں میں مرے جویہ آنسو بھرے ہوئے لکھتا ہوں واقعہ میں انیس و دبیر کا

دو داغ دونوں کے سن رحلت میں اے شرف

ہے غم انیس میں غم ہے دبیر کا

1292 - 1291

ممتاز ادیب و خطیب جناب ضیاء الحسن موسوی نے میر انیس کی لا جواب تاریخ وفات انیس کے ہی مشہور مصرعے سے نکالی ہے۔
اپنے بارے میں حسن فرما گئے ہیں جو انیس اس سے بہتر سال رحلت اور کیا ہو سکتا نہیں
اک صدی کے بعد بھی تاریخ دیتی ہے صدا ”جو ہری بھی اس طرح موتی پر و سکتا نہیں“
1 7 7 9 95
”صدا“ کے 95 اعداد انیس کے چوتھے مصرعے کے ساتھ ملائے تو سال وفات برآمد ہوگا۔

jabir.abbas@yahoo.com

میر انیس مشاہیر شعر و ادب کی نظر میں

ہم یہاں اردو شعر و ادب کے عظیم مشاہیر کے بیانات جو میر انیس کی قدردانی میں ہیں مختصر طور پر پیش کرتے ہیں:

مرزا غالب۔ اردو زبان نے انیس اور دبیر سے بہتر مرثیہ گو نہیں پیدا کئے۔ ایسے مرثیہ گو ہوئے ہیں نہ آئندہ ہوں گے۔ انیس کا مرتبہ نیایت بلند ہے (یادگار غالب۔ واقعات انیس) میر انیس کے مقابلہ میں دوسرے کا مرثیہ کہنا میر انیس نہیں بلکہ خود مرثیہ کا منہ چڑھانا ہے آج دلی اور لکھنؤ میں میر انیس کی مرثیہ گوئی کو معجزہ کلام مانا جاتا ہے (حیات انیس۔ امجد اشہری)

شیخ ناسخ۔ ایک دن ایسا آئے گا کہ ان کی زبان اور ان کی شاعری کی عالم گیر شہرت ہوگی۔

خواجہ آتش۔ کون بے وقوف کہتا ہے کہ تم محض مرثیہ گو ہو۔ واللہ باللہ تم شاعر گر ہو اور شاعری کا مقدس تاج تمہارے سر کے لئے موزوں بنایا گیا ہے۔ خدا مبارک کرے۔ بھئی اس میدان میں تمہارا سامنا ایک نہیں کر سکتا۔ انیس کے مرثیہ پریکٹروں غزلوں کے دیوان صدقے کئے جاسکتے ہیں۔

مرزا دبیر۔

تازہ مضمون نظم می فرمود در ہر بحر شعر چشمہ چشم شود ہم چشم کو ثربے انیس
آسمان بے ماہ کامل سدرہ بے رح الامین طور سینا بے کلیم اللہ و منبر بے انیس
دبیر میر انیس کی میت پر جا کر روئے اور فرمایا ایسے معجز بیاں، فصیح اللسان اور قدردان کے آتھ جانے سے اب کچھ زندگی میں لطف نہ رہا۔

محمد حسین آزاد۔ جس طرح انیس کا کلام لا جواب تھا اسی طرح ان کا پڑھنا بے مثال تھا۔ ان کے گھرانے کی زبان اردو معلیٰ کے لحاظ سے تمام لکھنؤ میں سندھی۔ ان کے ذریعہ ہماری نظم کو قوت اور زبان کو وسعت حاصل ہوئی۔

مفتی میر عباس لکھنوی:

بود از قلم اش مایہ دکانِ حلاوت می زد رشم موج بہ دریائے سلاست

می ریخت زلکش شکرو شیر فصاحت برخوانِ سخن بود ازو شور ملاحیت
تارفت ہمہ نعمت ایوانِ سخن رفت از رحلت او قدرت و امکانِ سخن رفت
الطاف حسین حالی۔ الفاظ کو خوش سلیقگی اور شائستگی سے استعمال کرنے کو اگر معیار کمال قرار دیا جائے تو بھی میر انیس کو اردو شعرا میں سب سے برتر ماننا پڑے گا۔ میر انیس کے ہر نقطہ اور ہر محاورہ کے آگے اہل زبان کو سر جھکانا پڑتا ہے۔ اگر انیس چوتھی صدی ہجری میں ایران میں پیدا ہوتے اور اسی سوسائٹی میں پروان چڑھتے جس میں فردوسی پلا بڑھا تھا وہ ہرگز فردوسی سے پیچھے نہ رہتے۔ رباعی ۔

اردو گو راج چار سو تیرا ہے شہروں میں رواج کو بکو تیرا ہے
پر جب تک انیس کا سخن ہے باقی تو لکھنو کی ہے لکھنو تیرا ہے
دلی کی زبان کا سہارا تھا انیس اور لکھنو کی آنکھ کا تارا تھا انیس
دلی جڑ تھی تو لکھنو اُس کی بہار دونوں کو ہے دعویٰ کہ ہمارا تھا انیس

شیخ عبدالقادر۔ اڈیٹر خزان لاہور، بابت دسمبر 1906ء

”میر انیس مرحوم اس جہاں سے اٹھ گئی۔ مگر ان کا نام زندہ سے اور جب تک اور دو علم و ادب اور اردو دنیا میں بولی اور سمجھی جائے گی مرثیہ کو ہندوستان میں میر انیس مرحوم اور ان کے معاصرین کے زمانے میں وہ عروج حاصل ہوا جو کسی کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا“

”انیس کی شاعری میں علاوہ صداقت و اثر کے شاعری کے دیگر لوازمات تمام و کمال پرائے جاتے ہیں۔ تشبیہ و استعارہ کے وہ بادشاہ ہیں اور کبھی تشبیہ کے معاملے میں اپنے جلتے کے دیگر شعرا کی تقلید میں صحت مذاق کا خون نہیں کرتے۔ بلکہ غیر معمولی نازک خیالی و حسن بیان کا ثبوت دیتے ہیں۔ کسی خوبصورت نوجوان کے رخ پر سبز آغاز ہوتے دیکھ کر اس سے بہتر کیا تشبیہ سوچ سکتی ہے کہ

ع دیکھو نئی بہار کہ سبز ہے پھول پر

یا اس سے بہتر کیا مطالعہ فطرت کا ثبوت ہوگا کہ خزاں کے موسم میں درختوں کے پتوں کی کیفیت ان الفاظ میں بیان کی جائے

ع پتے برنگ چہرہ مدقوق زرد تھے

غرضیکہ اس قسم کی نازک خیالی کی مثالیں انیس کے کلام میں سیکڑوں کیا ہزاروں دی جاسکتی ہیں۔ نازک خیالی

ان کا خاص جوہر تھا“

نوبت رائے نظر۔ ”لکھنؤ میں سبزی منڈی کی پشت پر ایک سنان مقام میں ایک مختصر سی عمارت نظر آتی ہے جس میں وہ شخص آرام کر رہا ہے جو المیک اور ہومر، شکیپٹر اور فردوسی ایسے یگانہ آفاق شاعروں کا ہم پلہ تھا اور جس نے اردو شاعری کو حد کمال تک پہنچا دینے میں ید بیضا دکھایا ہے۔ ہمارے نامور شعراء میں میر تقی میر، مرزا محمد رفیع سودا، شیخ امام بخش ناسخ، خواجہ آتش اور مرزا غالب اپنے اپنے رنگ کے موجد اور فرد کامل تھے۔ لیکن ان سب کلائے فن کی خوبیاں جن ذات واحد میں جمع ہو گئی تھیں وہ ”خدائے سخن“ انیس تھے جنہوں نے مرثیہ کی ایک صنف میں تمام اصناف سخن کا جوہر کھینچ لیا تھا“

(مضمون۔ میر انیس مغفور۔ مطبوعہ زمانہ کانپور، بابت فروری 1908ء)

مزاج دہلوی۔ ”کبھی کسی زمانے میں لوگ بگڑے شاعر کو مرثیہ گو کہا کرتے تھے۔ مگر میر انیس سے موجد کی اختراعات و ایجادوں نے بڑے بڑے شاعروں اور ملک اشعراء کے دم بند کر دئے اور فن مرثیہ گوئی کو اہم و دشوار اور سنگلاخ سے سودا سخت کر دیا۔ یہی باعث تھا کہ ہمعصر شعراء ہندوستان نے متفق الزبان ہو کر کہہ دیا کہ بس حضور! حقیقی اور تحقیقی شاعر آپ ہیں۔ جیسا کہ فن مرثیہ گوئی کے بارے میں خود میر انیس صاحب کا کلام ہے۔

سبک ہو چلی تھی تراز دئے شعر

مگر ہم نے گہراں کر دیا

لیکن اللہ رے انکساری۔ جب کوئی سخن فہم آپ کی تعریف کرتا تو آپ کس محبوب بشرے سے فرماتے کہ بھائی شاعر کون ہے؟ میں تو دکھڑے (مصیبت) کا کہنے والا ہوں۔ وہ بھی خدا جانے جس طرح چاہئے ہوتا ہے یا نہیں“ (تذکرہ میر انیس مرحوم صفحہ 2-3 از مزاج دہلوی 1907ء)

شبلی نعمانی۔ میر انیس کے کمال شاعری کا بڑا جوہر یہ ہے کہ باوجود اس کے انہوں نے اردو شعرا میں سب سے زیادہ الفاظ استعمال کئے اور سیکڑوں مختلف واقعات بیان کرنے کی وجہ سے ہر درجہ کے الفاظ ان کو استعمال کرنے پڑے۔ تاہم ان کے کلام میں غیر فصیح الفاظ نہ ہونے کے برابر ہیں۔ ان کے کلام میں انسانی جذبات یا احساسات ایسے ہیں جہاں آکر انیس کا اصلی جوہر کھلتا ہے اور یہیں ان کی شاعری کی حد ان کے ہم عصروں سے جدا ہوتی ہے۔ میر انیس کا کلام شاعری کی تمام اصناف کا بہتر سے بہتر نمونہ ہے۔ ان کے کلام میں شاعری کی جس قدر اصناف پائی جاتی ہیں اور کسی کے کلام میں نہیں پائی جاتیں۔

اکبر الہ آبادی۔ انیس کے کلام پر غور کرنا ذوق فہمی، نکتہ سنجی اور زبان شناسی کا فائدہ دیتا ہے۔

شاد عظیم آبادی۔ ہر مرثیہ بلکہ ہر بند میں ایک لفظ کے مناسب دوسرا لفظ اس افراط و احتیاط سے لے آئے جس کی تعریف محال اور جسے دیکھ کر عقل گنگ ہوتی ہے۔ کہہ سکتا ہوں کہ قریب ایک لاکھ لفظوں کے جواہر اس خوب صورتی اور بے تکلفی سے جن کر بہ سلیقہ و ترتیب جمع کر لئے تھے کہ اب جو چاہئے اپنا دامن فکر بے کھٹکے بھر لے۔ فیاض مطلق کے دریائے فصاحت میں سے ایک ایسا در بے بہا نکلا جس کی زرق و شرق سے ہمالیہ کی اونچی چوٹیوں سے لے کر بے آف بنگال تک دفعتاً جگمگا اٹھا۔ وہ کون۔ میر انیس۔ بعض بعض سچے شعر میر تقی میر کے اور اس کے بعد حقیقت کا انشاء راز کرنے والے اکثر فطرتی اشعار انیس کے اگر پڑھے جائیں تو اردو کا بینا کار اور انگریزی سے واقف کار شاید شیکسپیر سے پیچھے ان دونوں بزرگوں کو نہیں رہنے دے گا۔

اشہری۔ مناظر قدرت اور جذبات فطرت کی تصویر کھینچنے کا کمال اردو شاعروں میں میر انیس کا حصہ سمجھا جائے۔ میر انیس کی شاعری میں ایک بڑا کمال یہ ہے کہ جس موقع پر جو الفاظ خاص اثر دے سکتے ہیں وہی الفاظ استعمال کرتے تھے۔ میں نے میر انیس کو لکھنؤ میں مرثیہ پڑھتے دیکھا اُن کے اعجاز و وضاحت کے اظہار میں میری زبان قاصر ہے۔ آنکھوں نے جو دیکھا اس کے لئے زبان نہیں جو وہ کچھ کہہ سکے اور زبان جو کچھ کہہ سکتی ہے وہ اس کی ان دیکھی بات ہے۔

احسن لکھنوی۔ خدائے سخن میر تقی میر کے چھ دیوانوں سے (۷۲) نثر ارباب بصیرت نے انتخاب کئے ہیں اور میر انیس کے ترکش میں کتنے تیر ہیں یہ آج تک کوئی شمار نہ کر سکا۔

حامد علی خان بیرسٹر لکھنوی۔ میر انیس کی نسبت خدائے سخن سے کم درجے کے الفاظ بولنا سوء ادب ہے۔

امداد امام اثر۔ شعراے نامی یعنی ہومر ورجل اور فردوسی میں ابو الشعر اہومر ہی ہے۔ جس کے ساتھ میر صاحب کا موازنہ صورت رکھتا ہے۔ ورنہ ورجل جو ہومر کا تتبع ہے میر صاحب کا ہرگز ہم پایہ نہیں قرار دیا جاسکتا اور نہ اُن کی ہم پائیگی کا استحقاق فردوسی کو حاصل ہے۔ میر صاحب کو فردوسی ہند کہنا میر صاحب کی ایک بڑی ناقدر شناسی ہے۔ راقم کی دانست میں میر صاحب کی کریکٹرنگاری ہومر کی کریکٹرنگاری سے بڑھی معلوم ہوتی ہے۔ بلاشبہ وٹک میر صاحب وہ الہامی شاعر ہیں کہ تائید غیبی کے بغیر میر صاحب کا کمال کوئی بنی آدم پیدا نہیں کر سکتا۔ میر انیس کا مویہ من اللہ ہونا ایک امر یقینی ہے۔

ڈپٹی نظیر احمد: آپ دیکھئے کہ حق تعالیٰ نے ایک اردو شاعر انیس کو کیسی قدرت عطا فرمائی اور اس کے قلب پاک کو کیا نور بخشا ہے کہ وہ خاصان خدا کے ارواح پاک کی باتوں کو اس پاک و صاف طریقے سے نظم کرتا ہے کہ معلوم ہوتا ہے بلکہ یقین ہو جاتا ہے کہ وہی ارواح پاک بول رہی ہیں اور بات بغیر الہام کے غیر ممکن ہے۔ اس لئے میری رائے میں اور شعراء دنیا میں آکر اپنے کسب علوم سے نامور ہوتے گئے۔ لیکن میر انیس وہیں سے شاعر بنا کر بھیجے گئے تھے اور مدارج اعلیٰ پر فائز ہوئے۔

ڈاکٹر گراہم بیلی:

"Anis employed an enormous number of words but preferred a simple, easy and flowing style. His family is famous for the use of pure and idiomatic Urdu. He had a wonderful power of description. This is seen best when he depicts human feelings, especially pathos and bravery or scenes of nature and fighting. He writes as if he had been present himself on the occasion which he describes and as if the people had spoken the very words which he has put down"

(History of Urdu Literature (P.60) by Dr. Graham Baily)

نظم طباطبائی۔ میر انیس کے مرثیے پر تبصرہ کرتے ہوئے طباطبائی نے مرثیے کی اہمیت اور خصوصیات کو اس طرح بیان کیا ہے: "اس محفل میں یگانہ و یگانہ، آشنا و نا آشنا، زباں داں و بے زباں سب اس کے مشتاق ہیں۔ کان اس آواز کو ڈھونڈتے ہیں جو دل دکھا دے۔ آنکھ اس رنگ کو پسند کرتی ہے جو کوئی سماں دکھا دے۔ خدا نے ہر انسان کو زبان اور زباں کو قوت بیان عطا کی ہے۔ لیکن ہر بیان مین سحر اور ہر زبان میں اعجاز نہیں ہوتا۔ ہر زمین سے خزانہ نہیں نکلتا۔ ہر بدلی سے ہن نہیں برستا۔ رونا ہنسا کس کو نہیں آتا۔ مگر کسی کے رونے میں موتی بکھرتے ہیں، ہنسنے میں پھول جھڑتے ہیں۔ بہت لوگوں نے چورنگ لگانے کی کباد کھینچنے کی مدتوں مشق کی ہوگی، مگر ایک شخص ہے کہ اس کا وار خالی ہی نہیں جاتا۔ نشانہ کبھی خطا نہیں کرتا۔ جو زبان سے نکلتا ہے دل میں اترتا چلا جاتا ہے۔" اس کے بعد نظم طباطبائی نے انیس کا یہ مصرعہ پیش کیا

ع۔ جان آگنی بھائی کو جو بھائی نظر آیا

پھر لکھتے ہیں: "دیکھنے میں ایک معمولی سی بات معلوم ہوتی ہے۔ مگر اس مقام کو دیکھئے جس مقام پر یہ بات ان کی زبان سے نکلی ہے اور کتنے معنی اس مصرعے میں بھرے ہوئے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے ہجوم فوج میں بھائیوں کا ساتھ چھوٹ گیا تھا۔ دونوں شہید ہونے کی آرزو میں آئے تھے۔ ایک دوسرے کو سمجھا کہ شہید ہو گیا کہ یکا یک ۔

بیان اور ان کے طرز بیان کی دل فریب ادائوں کی تصویر نہیں کھینچ سکتا۔ صرف اتنا کہہ سکتا ہوں کہ میں نے اس سے پہلے کبھی ایسا خوش بیان نہیں سنا اور نہ کسی کے ادائے بیان سے یہ مافوق العادت اثر پیدا ہوتے مشاہدہ کیا۔

امیر احمد علوی۔ ایک دن وہ تھا کہ میر صاحب نے فرمایا تھا ۔

گر قدر داں ہیں کم تو نہ کر اتنا اضطراب جلدی مدد کریں گے شہ آسماں جناب اور ایک وقت وہ آیا کہ انیس کی زبان سے نکلا ہوا ہر ایک لفظ قدر شناس موتیوں اور جواہرات کی طرح عزیز رکھتے تھے اور ان کا کلام تحفہ کے طور پر دوسرے شہروں کو بھیجا جاتا تھا۔

عبدالحلیم شرر۔ میر انیس میں ساری بے تکلف اور جذبات انسانی پر حکومت کرنے والی زبان کی وہ خوبیاں تھیں جو سوائے مبدائے فیاض کی عنایت کے سیکھنے سے نہیں آسکتیں۔ انہوں نے فن مرثیہ گوئی کو شاعری کی اور تمام اصناف سے بڑھا دیا اور اردو ادب میں وہ نئی چیزیں پیدا کر دیں جن کو انگریزی تعلیم کے اثر سے طبیعتیں ڈھونڈنے لگی تھیں۔

سرتیج بہادر سپرو۔ انیس ایک فطری اور پیدائشی شاعر تھے۔ شاعری ان کی گھٹی میں پڑی ہے۔ پاکیزہ اور نکھری ہوئی اردو کے ماہر کی حیثیت سے ان کا کوئی ہمسر نہیں۔ جدید ترکیبیں وضع کرنے کے نازک فن میں آج تک کوئی ان سے آگے نہ جاسکا۔ ان کی تشبیہیں اور استعارے فطرت، حیات انسانی اور جذبات کی نامعلوم گہرائیوں سے حاصل ہوتے ہیں۔ ان کے اشعار میں بلا کی آمد ہے۔ ان کی زبان اس قدر پر شکوہ ہے اور ان کی شاعری فنی حیثیت سے اس قدر مکمل ہے کہ ناقد کو ان کے باب میں مجال سخن نہیں۔ میں پورے اعتماد کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ دوسرے مصنف نے ہمارے لئے انیس سے زیادہ گراں قدر خزانہ نہیں چھوڑا۔ ان کے کلام کے مطالعہ سے اس کا پتہ چلتا ہے کہ زبان اردو میں انسانی دماغ کے عمیق ترین خیالات و جذبات کے اظہار کا ذریعہ بننے کی کس قدر اہلیت ہے۔ اس سے ہمیں یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ اردو میں کتنی استعداد اور صلاحیتیں موجود ہیں:

مخمور اکبر آبادی۔ ”یونانی میں جو درجہ ہو مر یا فارسی ادب میں جو مقام فردوسی کا ہے وہی اردو میں انیس کا ہے۔ انیس سے پہلے مرثیہ صرف مذہبی و اعتقادی صنف نظم سمجھا جاتا تھا۔ اس میں کوئی نمایاں ادبی اہمیت پیدا نہ ہوئی تھی۔ یہ فخر انیس کا حصہ ہے کہ اردو زبان میں ایسے نئے اور پر مغر باب کا ایسی قدرت اور حسن کمال سے اضافہ کیا۔ مرثیے پیکری حیثیت سے جو قوت و اثر لطافت و تازگی، سلاست و روانی انیس نے پیدا کر دی وہ اب تک متقدموں سے ممکن نہ ہوئی تھی..... بہر عنوان مناظر کی نقاشی، میدان جنگ کی مصوری اور محبت کے علاوہ

جس موقع پر جو کام لینا چاہئے ہیں وہ خادمانہ اطاعت کے ساتھ حکم بجالاتے ہیں۔

پروفیسر کلیم الدین احمد۔ انیس روز مرہ کا استعمال نہایت خوبی سے کرتے تھے۔ ایسا معلوم ہوتا کہ کوئی باتیں کر رہا ہے۔ زبان میں روانی اور برش ذوالفقار کی سی تھی۔ اثر میں تیر و نشتر سے کم نہیں۔ اگر انیس سے پہلے اور بعد کی شاعری پر نظر غور سے دیکھا جائے تو اس بات کا صحیح اندازہ ہوگا کہ انہوں نے اردو شاعری کو کہاں سے کہاں پہنچا دیا۔ انہوں نے مرثیے کو اردو نظم میں بلند ترین مقام دیا اور یہی وہ صنف شاعری ہے جس نے ہماری زبان کو شائستہ زبان کا ہم پلہ بنا دیا۔ اگر اسطو کا یہ نظریہ تسلیم کر لیا جائے کہ شاعری دراصل مصوری ہے تاہم یہ بلا تامل کہہ سکتے ہیں کہ میر انیس کو دنیا کے شعراء میں ایک اعلیٰ مقام حاصل ہے۔

پروفیسر اکبر حیدری کاشمیری۔ میر انیس اردو کے سب سے بڑے شاعر ہیں۔ اُن کے کلام میں ایک کی جملہ خوبیاں بدرجہ کمال پائی جاتی ہیں۔ انیس کی رزم نگاری سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ وہ شاعر تھے۔ مورخ نہیں۔ انیس کی خدا داد صلاحیت کی بلندی اس سے ظاہر ہوتی ہے کہ انہوں نے ہر مرثیہ کے واسطے اتنے ہی واقعات منتخب کئے جو ایک نظر میں سما سکتے ہوں اور پورے کے پورے ایک ہی نشت میں سنے جاسکتے ہوں۔

شاعر اہلیبت نجم آمدنی۔

جو اہل دل ہیں سمجھتے ہیں وہ مقام انیس
یہ فن مرثیہ گوئی میں اہتمام انیس
حسینیت کی جو خدمت انیس نے کی ہے
رہے گا تا بہ قیامت بلند نام انیس

پروفیسر ایس جی عباس، کراچی۔

" Anis had the power of expressing one and the same thing in manifold ways .He was well. Versed in the art of expanding and compressing a passage,He had such a rich and inexhaustible stock of words which no other poet of Urdu ,nor Probably any poet in any other language except John Milton,appears to have possessed.He was an accomplished master of synonyms which found a prominent place in his poetry.Similarly,he described an event either fully or partly and in a variety of ways but his description was highly natural and life-like.At the same time it never tended to be heavy.monotonous and

uninteresting. Similarly, the effect of his poetry was never lost even for a moment" (The Immortal Poetry and Mir Anis p 164 by Prof.S.G. Abbas- Karachi,1983)

صالحہ عابد حسین۔ میر انیس نے صرف مرثیہ ہی کو معراج کمال پر نہیں پہنچایا بلکہ اردو کے خزانے کو بھی مالا مال کیا ہے۔ ان کے ضخیم کلام میں ایسے ایسے کمالات زبان اور بیان کے ایسے ایسے معجزے ملتے ہیں جن کو سمجھنے اور پوری قدر کرنے کے لئے ابھی اور بہت وقت درکار ہوگا۔ اُن کے کلام کو جتنا پڑھتے جائے اس پر جتنا غور و خوض کرتے جائے بس ذہن خود اُن ہی کا یہ شعر دہراتا رہتا ہے۔

کسی نے تری طرح سے اے انیس
عروسِ سخن کو سنورا نہیں

پروفیسر گوپی چند نارنگ۔ انیس نے دراصل وہ کیا جو کسی بھی قوم یا کسی بھی ملک یا کسی بھی عہد میں کوئی بڑا شاعر کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اُن کے کلام میں عقیدے کی اصلیت کے ساتھ ساتھ ہمیں اپنی زندگی اور اپنے سماج کی سچائی کی نبض بھی چلتی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ قاری اور تخلیق کی اس موافقیت سے انیس کے کلام میں وہ شدت تاثير پیدا ہوئی ہے جس پر اردو ناز کرتی ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ ہندوستانیت انیس کے پورے کلام میں چاندنی کی طرح پھیلی ہوئی ہے اور اس کی بدولت بھی وہ ہمارے دلوں سے اس قدر قریب ہو گئی ہے۔

ڈاکٹر شبیہ الحسن۔ میر انیس کی فنی کرشمہ سازئی کا ایک حیرت آفرین کمال یہ ہے کہ وہ اپنے مرثیوں کی بیت میں بڑی مہارت کے ساتھ رباعی کے چوتھے مصرعے کا سارا زور حسن پیدا کر دیتے ہیں۔ ظاہر ہے یہ نازک ہنران کی فن کاری کی عظمت کا واضح ثبوت ہے۔

رام بابو سکسینہ۔ یہ حیثیت شاعر کے انیس کی جگہ صف اولین میں ہے اور بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو اُن کو اردو کے تمام شعرا سے بہترین اور کامل ترین سمجھتے ہیں اور ان کو ہندوستان کا شیکسپیر اور خدائے سخن اور نظم اردو کا ہومر اور ورجل اور بالمیک خیال کرتے ہیں..... انیس صحت محاورہ کا حد درجہ خیال رکھتے تھے اردو میں سیکڑوں نئے محاورے ان کے دم سے آئے اور سیکڑوں پرانے محاوروں کا بھی استعمال انہوں نے سکھایا۔

سفارش حسین رضوی۔ انیس کا کلام زمان و مکان کی قید و بند سے آزاد ہے۔ وہ رہتی دنیا تک زندہ رہے گا۔ میر انیس یعنی میر حسن کے فن اور میر خلیق کی زبان کے امتزاج سے تیار کیا ہوا مرکب جس میں شاعر کے ذہن کی آب اور طبیعت کی تاب ہے۔“

نسیم امر و ہوی۔

انیس چہرہ نویس نگاہ شعروخن کمال فکر کا اک معجزہ انیس کا فن
دماغ شعر ہے طبع انیس سے روشن کہ صدق و حق ہے تخیل میں اس کے جلوہ گلن
خن میں جذبہ و احساس کو رواج دیا
ہر ایک نفس کو بالکل نیا مزاج دیا

سردار جعفری۔ میں انیس کا شمار اردو کے چار عظیم شعرا میں کرتا ہوں۔ باقی تین میر، غالب اور اقبال ہیں۔ مرثیے سے نظم نگاری تک ہر سفر میں انیس کی شاعری نے میری بہت رہنمائی کی ہے۔ انیس کے اثرات جوش کے ہاں بہت واضح ہیں اور اقبال کے یہاں بھی تلاش کئے جاسکتے ہیں۔ بیسویں صدی کی نظم کی زبان کو انیس انیسویں صدی میں مستند بنا چکے تھے (مضمون انیس کی معجز بیانی)

ڈاکٹر فرمان فتح پوری۔ یوں تو انیس کا شمار اردو کے ممتاز ترین شاعروں میں ہوتا ہے لیکن کسی قدر تعجب کی بات ہے کہ ان کی زندگی اور فن پر کوئی جامع کتاب مرتب نہ ہو سکی۔ یہ انیس جیسے صاحب کمال شاعر پر بہت بڑا ظلم ہے۔ میر انیس سے ہماری بے اعتنائی کا یہ اثر ہوا ہے کہ وہ مجالس عزا اور عشرہ محرم کے شاعر بن کر رہ گئے۔ اُن کی وہ شاعرانہ بڑائی جس کے سبب ان کا نام دنیا کے بلند پایہ رزم نگاروں اور اردو کے ممتاز ترین شاعروں کے نام کے ساتھ کیا جاتا ہے نظروں سے اوجھل ہوئی جا رہی ہے۔

مولانا کوثر نیازی۔ انیس کا سب سے بڑا کمال یہ ہے کہ انہوں نے برصغیر کے زوال آشنا اسلامی معاشرے میں ان قدروں کو مرثیہ کی شکل میں محفوظ کر دیا ہے جو مذہب اسلام کی تہذیب و ثقافت کا اصل مظہر ہیں۔ یہ اُن کا بہت بڑا ادبی اور ثقافتی کارنامہ ہے۔ ہماری نوجوان نسل اگر ان اخلاقی قدروں کو پورے شعور اور اعتماد کے ساتھ اپنا لے تو ملت مسلمہ کی شیرازہ بندی میں بڑی مدد مل سکتی ہے۔ انیس کی تراوش فکر نے جو مضامین نو کے انبار لگائے ہیں اُن سے خوش چینی کے بغیر نہ اردو زبان آسکتی ہے اور نہ اردو ادب کا مطالعہ مکمل ہو سکتا ہے۔

ڈاکٹر ناظر حسین زیدی۔ اب تک انیس کو محض مذہبی شاعر سمجھا گیا ہے اور اس کے کلام پر صرف ایک فرقہ کی اجارہ داری تسلیم کی گئی ہے۔ اب ضرورت ہے کہ اسے مذہبی شاعر سمجھنے کے بجائے آفاقی شاعر کی حیثیت سے دیکھا جائے اور شاعری کے مسئلہ عالم گیر معیاروں پر اس کا کلام جانچ کر اہل زمانہ کے سامنے پیش کیا جائے تاکہ ادب کے مبصر اس کا صحیح درجہ پہچان لیں۔

مہاراجہ کشن پرشاد۔ اگر انیس نہ ہوتے تو نئی شاعری کے لئے آزاد، حالی چکبست اور کبھی کو بڑے ہمت شکن تجربے کرنے پڑتے اور شاید کامیابی نہ ہوتی۔

لالہ سری رام۔ میر انیس مرحوم صرف مرثیہ گوئیوں ہی کے سر تاج نہ تھے بلکہ زبان اردو کے ایک بڑے محترم اور مستند سرپرست فنِ سخن کے مسلم الثبوت اور قادر الکلام اُستاد تھے۔

پروفیسر محی الدین قادری زور۔ دنیا کی عظیم الشان نظمیں جن کی زبان اور خیالات نے اپنے اپنے ملک و قوم کی ذہنیت اور اخلاق و عادات کی اصلاح کی سب ذیل ہیں۔ ایلڈ، مہابھارت، رامائن پراڈائز لاسٹ، شیکسپیر کے ڈرامے اور شاہنامہ۔ گو ان تمام کے مصنفین زندہ جاوید فلسفی ممتاز شاعر اور بلند خیال معلم اخلاق ہیں۔ ان کے دماغوں کی ساخت میں یکسانیت نمایاں ہے اور ان کے خیالات میں اس درجہ وسعت نظر آتی ہے کہ ان کا کلام انسانی طاقت سے باہر نظر آتا ہے لیکن ان سب شبکاروں پر ظاہری و معنوی دونوں حیثیتوں سے مراثی انیس کو فوقیت حاصل ہے۔

ڈاکٹر مسیح الزماں۔ انیس کا شمار اردو کے اُن عظیم شعرا میں ہے جن کے احسان سے اردو شاعری کبھی سبکدوش نہیں ہو سکتی۔

شارب ردولوی۔ یہ میر انیس کی کردار نگاری کا عظیم کارنامہ ہے کہ وہ بنے بنائے اور تاریخی کرداروں کو زندہ اور متحرک بنا کر پیش کرتے ہیں۔ میر انیس کردار کو زندگی کے تقاضوں سے اس قدر ہم آہنگ کر دیتے ہیں کہ ان کے مثالی یا تاریخی ہونے کا شبہ تک نہیں ہوتا اور سامع اس بات کو محسوس کرتا ہے کہ یہ شخص اس کے قریب کا کوئی آدمی ہے۔ یہ اُن کے فن کا معجزہ ہے۔

امیر امام خرم۔ انیس کو اپنی ثقافتی تاریخ میں جو واقع غیرت دلانے اور ہمت بڑھانے کے لئے نظر آیا تو وہ کر بلا کا عظیم الشان اور جلیل القدر معرکہ تھا۔ اس میں انیس کو اخلاقیات، نفسیات خودداری، شجاعت اور صبر و حریت کے جوہر نظر آئے جنہیں اس با کمال شاعر نے سبک نظم میں پرو کر اردو ادب میں ایک غیر فانی اور گراں مایہ اضافہ کر دیا۔

شہید صفی پوری۔ اصول تنقید میں یہ امر مسلمہ حیثیت رکھتا ہے کہ کسی شاعر کے کلام کو سمجھنے کے لئے نقاد کا پہلا فرض یہ ہے کہ وہ زندگی کو اپنے نقطہ نظر سے نہیں بلکہ شاعری کے زاویہ نگاہ سے دیکھے۔ مذہب اور شاعری کا ایک ایسا امتزاج جب مذہب مذہب نہ رہے شاعری بن جائے اور شاعری شاعری نہ رہے مذہب بن

جائے ایک معجزہ ہے اور ایسے معجزے روزانہ ظہور میں نہیں آیا کرتے۔ قدما کا ایسا سب سے پہلا شاعر ہو مر تھا اور متاخرین کا سب سے آخری شاعر انیس تھا۔ مذہبی شاعری ہو مر سے شروع ہو کر انیس پر ختم ہو گئی۔

ڈاکٹر مسعود حسین خان۔ میر انیس زبان کے بادشاہ تھے۔ ایک ایسے جو ہری تھے جو الفاظ کو تراش کر استعمال کرتے تھے اور جس کی آب و تاب سے دیکھنے والوں کی آنکھیں خیرہ ہو جاتی تھیں۔ یہ امر اظہر من الشمس ہے کہ میر انیس نے فن مرثیہ گوئی کو حد کمال کو پہنچا دیا۔

انور سدید۔ اس سے بڑھ کر میر انیس کے کلام کی قدر کی ناشناسی کی دلیل کیا ہوگی کہ ان کے فن کی تحسین مواز نہ انیس اور دبیر سے آگے بڑھ نہ سکی۔ میر انیس کے اشعار میں بے پناہ روانی اور تحرک ہے لفظوں قافیوں اور ردیفوں کا ایک سیل بے پناہ ہے کہ لہجہ بلکہ واقعات کے موتی اگلتا ہے اور قاری کو اپنی گرفت میں لے لیتا ہے اور قاری ہے کہ اپنے آپ کو بے بس محسوس کرتا ہے اور معنی و مفہوم کے عمیق باطن میں غوطہ لگانے میں ہی اپنی عافیت محسوس کرنے لگتا ہے۔ یہ حرکت اور روانی میر انیس کے فن کی خصوصیت ہی نہیں بلکہ ان کے مزاج کا ایک اہم زاویہ بھی ہے۔

ڈاکٹر نیر مسعود۔ بڑے اور حقیقی شاعر کی پہچان یہ ہے کہ اس کی اہمیت اس کے عہد سے لے کر بعد کے آنے والے ہر دور میں برقرار رہتی ہے۔ اردو میں اس معیار پر پورے اترنے والے شاعر میر غالب انیس اور اقبال ہیں جنہوں نے اپنے اپنے عہد سے لے کر آج تک اپنی اہمیت برقرار رکھی ہے۔ اصلی شاعری میں معنی اور آہنگ الگ الگ چیزیں نہیں ہیں۔ شعر کی آدھی معنویت اس کے آہنگ میں آدھا آہنگ اس کی معنویت میں پوشیدہ رہتا ہے۔ اردو میں غالب، انیس اور اقبال کے یہاں معنی اور آہنگ کا ادغام کامل ہے اور انیس کے یہاں اس ادغام کی جتنی مختلف صورتیں نظر آتی ہیں اتنی تو غالب اور اقبال کے یہاں بھی نظر نہیں آتیں۔

ڈاکٹر فضل امام۔ انیس نے اپنے فکر و فن کی وسعتوں سے صرف اردو مرثیہ نگاری کو ہی توانا اور مؤثر نہیں بنایا ہے بلکہ اردو شاعری کو با آبرو بنادیا۔ اگر مرثیہ انیس نہ ہوتے تو جدید نظم نگاری کی بنیاد اور ابتدا کا تصور ہی ایک امر محال تھا۔

ڈاکٹر سید عبداللہ۔ انیس کے کلام میں زخموں کے گلستان کھلے ہیں۔ وہ زخم اہلیت کے بھی ہیں اور ان کے اپنے دل کے زخم بھی۔ فرق صرف یہ ہے کہ میر تقی میر رو کر اوروں کو صرف رلاتا ہی جانتے ہیں۔ انیس روتے اور رلاتے بھی ہیں مگر اس طرح کہ رونے والا محظوظ بھی ہو سکتا ہے اور بھٹا اس تہذیب غم سے پیدا ہوتا ہے

جس نے انیس کے مرثیوں کو دنیا کی شاعری میں ایک منفرد اور برتر مقام عطا کیا ہوا ہے۔

ڈاکٹر شان الحق حقی۔ انیس کے مرثیوں میں ڈرامائی انداز اور ڈرامائی فضا اتنی عام ہے کہ اسے نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ انیس کے ہاں ڈرامائی شاعری کے ساتھ ہی ساتھ موجود ہے اور بعض مرثیوں میں بیان پر حاوی نظر آتا ہے۔ یوں تو انیس کا کوئی بھی مرثیہ مکالمے اور ڈرامائی مناظر سے خالی نہیں لیکن ایسے بھی مرثیے ہیں جو بیشتر تقریر و مکالمے پر مشتمل ہیں۔ انیس اپنی طرف اتنا نہیں بولتے جتنا کہ ان کے کردار بولتے نظر آتے ہیں۔ انیس کے مرثیوں میں مناظر کو اسٹیج پر برپا کرنے کی ضرورت یا کمی محسوس نہیں ہوتی۔

ڈاکٹر وقار عظیم۔ انیس کے فن کا رانہ تصرف کے بعد قومی شاعری ایک مستقل سانچا بن گئی۔ حالی کے مسدس اور اقبال کے شکوہ اور جواب شکوہ میں اسی کا عکس ہے۔

فضل قدیر۔ میر انیس ایک عظیم شاعر ہی نہیں ایک عظیم انسان بھی تھے۔ انہوں نے مشاہدہ حق کی گفتگو کی ہے لیکن با وضو اور پر تقدیس انداز میں۔ ان کے کلام میں ایک بھی شعر ایسا نہیں جس میں مذہبی معتقدان پر اشارنا بھی کوئی چوٹ کی گئی ہو۔ انیس مسلمانوں کے آپس کے اختلافات کے سخت مخالف تھے۔ وہ ملت اسلامیہ کو متحد اور مضبوط دیکھنا چاہتے تھے۔

ڈاکٹر فدا حسین۔ واقعہ نگاری جب اس حد تک پہنچ جاتی ہے تب اس کو مرقع نگاری یعنی آج کل کے محاورے میں سین کھنچا کہتے ہیں اور یہ کمال فردوسی اور انیس ان دونوں ہستیوں پر ختم ہو گیا۔ جہاں بھی جو واقعہ بیان کیا گیا اس کی ایک زندہ تصویر پیش کر دی۔

سید ہاشم رضا۔

جہاں میں سطوت شاہی کو مختصر دیکھا سخن میں تری خدائی کو معتبر دیکھا
سند ہیں شعر ترے مستند زبان تیری ترے ہنر کا ہے پرتو جدھر جدھر دیکھا
ہر ایک بحر میں تو نے گہر فشانی کی ہر ایک بیت میں ہیروں کو منتشر دیکھا
خزانہ تو نے لٹایا ہے شعر و معنی کا جسے بھی فکر ہوئی اس نے تیرا در دیکھا

حامد حسن قادری۔ ”میر انیس نے مرثیہ کو معراج کمال پر پہنچا دیا۔ مرثیے کے تمام اجزاء بہترین اسلوب کے ساتھ لکھے۔ مرثیہ کی جملہ خوبیاں زبان و ادب فن کے لحاظ سے ایسی پیدا کیں کہ ان سے بہتر تصور نہیں آسکتیں۔ خصوصاً مناظر و جذبات کی محاکات (تصویر کشی) میں تمام متقدمین و معاصرین سے ممتاز ہیں۔ بین اور الم

کے مضامین بھی سب سے زیادہ دل گداز تھے“

(تاریخ و تنقید صفحہ 111 تیسرا ایڈیشن 1969 آگرہ)

احسن فاروقی: انیس شاعروں کا شاعر ہے اور جسے شاعری سیکھنی ہے اُسے انیس کے در کی جہ سائی کرنی پڑے گی۔

سید عابد علی عابد۔ انیس کا کمال یہ ہے کہ اس نے ہر صنف کے رمز سے فائدہ اٹھا کر مرثیے کو ایک ایسی چیز بنا دیا جس میں مثنوی قصیدہ غزل، ڈرامہ داستان سب ہی چیزوں کا رنگ جھلکتا ہے اور اس کے باوجود اس صنف سخن کی انفرادیت قائم رہتی ہے۔

آل احمد سرور۔ اردو شاعری میں میر انیس کا درجہ بڑے شاعروں میں بھی بہت بڑا ہے۔ پڑھنے والا انیس کی خطابت اللہ کی جادو بیانی اور ان کی عقیدت کے سیلاب میں بہہ جاتا ہے۔

ڈاکٹر وحید اختر۔ انیس کا اثر بعد کی نسلوں پر گہرا ہے کہ اسے سمجھے بغیر اردو نظم کے لب و لہجہ کو سمجھنا ممکن نہیں۔ چکبست کے مسدس تو صاف انیس کا چربہ نظر آتے ہیں۔ اقبال کے مسدسوں ہی میں انیس کا پرتو نہیں بلکہ دوسری نظموں میں بھی انیس کے اسلوب کا عکس جھلکتا ہے۔ جوش جن کے لئے کہا جاتا ہے کہ اردو میں الفاظ کا اتنا بڑا جادو گر دوسرا نہیں ہوا انیس ہی سے کسب فیض کرنا نظر آتا ہے۔

ڈاکٹر سیدہ جعفرہ۔ میر انیس مرثیہ نگاری کو ایک ایسا ہمہ گیر اور با مقصد آرٹ سمجھتے تھے جو افادیت و مقصدیت اور سادگی و پرکاری اور بے خودی و ہوشیاری کا بہترین امتزاج ہو۔ اس لئے انیس کے ساتھ ”توصیف“ اور ”رقت“ کے ساتھ تعریف کے التزام کو ضروری تصور کرتے تھے۔

احمد ندیم قاسمی۔

جہاں شعر کا اک ایک نامور دیکھا
انیس تجھ سا نہ کوئی بھی باہر دیکھا
ہیں متفق سبھی اہل ہنر کہ تیرا مثل
نہ تیرے بعد ہی دیکھا نہ پیشتر دیکھا

سید فیضی۔

پروردگار شعر خدائے سخن انیس نور تخیلات کا ہے باکپن انیس

مجلس انیس بزم انیس انجمن انیس منبر کی جان طرز خطابت کا فن انیس
حکمت کی روشنی ہے وضاحت کا ذوق ہے
جادو بیاں انیس دبستان شوق ہے

سید عاشو کاظمی۔ میر انیس نے مرثیہ گوئی میں جو راہیں تراشی ہیں ان کے بعد آنے والے کم و بیش انہیں راہوں پر چل رہے ہیں، مگر اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ مرثیے کا قافلہ جہاں پہنچا ہے وہ میر انیس کے صدقے میں پہنچا ہے۔ جدید مرثیے کے ساتھ چلنے والوں نے بھی میر انیس کی احسان فراموشی کبھی نہیں کی۔ میر انیس کی عظمت نہ کبھی متنازعہ تھی نہ ہوگی۔

ڈاکٹر ہلال نقوی۔ انیس اس لئے بھی اردو کے سب سے بڑے مرثیہ نگار کہلائے کہ ان کے مرثیوں میں ادبیت اپنے پورے جلال و جمال کے ساتھ موجود ہے جس نے انسانی جذبات کو روشنی کی زبان دی۔ ان کی شاعرانہ عظمتوں کی وہ صفات جو انہیں تمام مرثیہ گو شعرا سے الگ کر دیتی ہے ان کے متعدد دواویے ہیں لیکن دواویے اس ذیل میں بہت اہم ہیں۔ ایک تو کردار و واقعات کے ذیل میں ان کی نفسیاتی پہنچ اور دوسرے ان کی زبان۔

jabir.abbas@yahoo.com

تیسرا باب

یادگار مرثیے کے متعلقات

تاریخ تصنیف مرثیہ

مرثیہ ”جب قطع کی مسافت شب آفتاب نے“ کب تصنیف ہوا اس کی صحیح تاریخ معلوم نہیں۔ میر انیس کے اس مشہور مرثیہ کو شاہکار مرثیہ سے بھی موسوم کیا جاتا ہے، اگرچہ میر انیس کی تصنیفات میں دسیوں مرثیے شاہکار اور یادگار ہیں اور ہر مرثیہ کا ایک خاص مقام ہے۔ شاد عظیم آبادی جن کو میر انیس سے بیسوں بار ملاقات اور گفتگو کرنے کا شرف حاصل تھا کہتے ہیں ”ایک دن سید محمد خان رند نے استاد خواجہ حیدر علی آتش کے سامنے کہا کہ جب سے میں نے غزلیں کہنی شروع کی ہیں مرثیہ کا ذوق جاتا رہا۔ اگر یہ مرثیہ گو غزلیں کہیں تو معلوم ہو کہ کس قدر دشوار فن ہے۔ آتش نے جواب دیا کہ شاید آپ نے خلق والوں کو نہیں سنا۔ رند نے کہا میں نے فیض آباد میں سب کو سنا ہے۔ آتش نے برہم ہو کر کہا کہ کانوں سے سنتے تو یہ نہ کہتے۔ انیس کے مرثیہ پر سیکڑوں غزلوں کے دیوان صدقے کئے جاسکتے ہیں۔“

سچ تو یہ ہے کہ صرف انیس کے ایک اس شاہکار مرثیہ پر اردو کے ہزاروں دیوان صدقے اور قربان کئے جاسکتے ہیں۔ معتبر واقعہ ہے کہ ”منشی اسیر نے محنت کر کے سولہ سترہ مرثیے کہے تھے وہ اپنی جگہ خود استاد با کمال تھے چنانچہ مرثیوں کو خوب خوب اصلا حیں دے کر مرتب کیا۔ میر انیس سے جب یہ مرثیہ ”جب قطع کی مسافت شب آفتاب نے“ سنا تو اسیر مرحوم پر وجد کی کیفیت طاری ہو گئی۔ گھر جا کر خود پاکلی میں سوار ہوئے اور اپنے سارے مرثیے چپکے سے دریا میں ڈبو آئے۔“

تاریخی اور کتابی حوالوں سے بہ تحقیق معلوم نہ ہو سکا کہ یہ مرثیہ میر انیس نے کب تصنیف کیا؟ لیکن اس مرثیہ کے آخری بند کے مصرعون سے پتہ چلتا ہے کہ یہ مرثیہ میر انیس کی ضعفی کے زمانے کا ہے۔

بس اے انیس ضعف سے لرزاں ہے بند بند عالم میں یادگار رہیں گے یہ چند بند

نکلے قلم سے ضعف میں کیا کیا بلند بند عالم پسند لفظ ہیں سلاطین پسند بند

یہ فصل اور یہ بزم عزا یاد گار ہے

پیری کے ولولے ہیں خزاں کی بہار ہے

امیر احمد علوی ”یادگار انیس“ میں لکھتے ہیں کہ میر صاحب کا مشہور مرثیہ۔ جب قطع کی مسافت شب آفتاب نے (جب آسمان پہ ختم ہوا دور جام شب) عہد پیری کا کلام ہے۔ لیکن یہ بات اس لئے صحیح معلوم نہیں ہوتی کہ اس کے مقطع میں انیس نے ”عالم پسند“ اور ”سلطان پسند“ بند لکھا ہے۔ سلطان عالم واجد علی شاہ کا خطاب تھا۔ اس طرح یہ مرثیہ 1856ء سے پہلے ہی کا ہوگا۔ میر مہدی احسن جو میر نفیس فرزند انیس کے شاگرد تھے ”واقعات انیس“ میں لکھتے ہیں۔ اس مرثیہ کا قریب قریب نصف حصہ میر انیس نے ایک شب میں تصنیف فرمایا ہے۔ اس مرثیہ پر کسی نے اعتراض کیا کہ آفتاب کا مسافت شب طے کرنا ایک تازہ خیال ہے۔ مسافت شب مابتاب طے کرتا ہے نہ کہ آفتاب۔ میر صاحب نے منبر پر بیٹھ کر معترض کو لاکار اور علم ہیت سے فاصلہ شب میں دورہ شمس کو ثابت کیا۔

وجہ تصنیف: حیات انیس میں اشہری کا بیان ہے کہ ایک محفل میں جہاں انیس مونس اور نفیس موجود تھے کسی خوش فکر صاحب نے کہا کہ آپ کے خاندان کے سب صاحبوں نے اپنے اپنے مذاق کے موافق مرثیے لکھے ہیں اگر ایک مضمون پر ایک بحر میں تین مرثیے لکھے جائیں تو بڑی دل چسپی سے دیکھے اور سنے جائیں گے۔

چنانچہ وہیں یہ بات طے ہوگئی کہ حضرت زینب کے بیٹوں کی جنگ مع تشیب صبح کے ایک بحر میں لکھا جائے۔

چنانچہ میر انیس نے ع ”جب قطع کی مسافت شب آفتاب نے“

میر مونس نے ع ”جب آسمان پہ مہر کا زریں نشان کھلا“ اور

میر نفیس نے ع ”جب عابدوں کو طاعت رب میں سحر ہوئی“

رقم کئے۔ ناظرین کو ان تینوں مرثیوں کے دیکھنے سے تینوں کے مدارج شاعری کا فرق اور میر صاحب کا درجہ امتیاز معلوم ہو سکتا ہے۔

کب اور کھان پڑھا؟ شاد عظیم آبادی کے بیان کے مطابق میر انیس نے یہ مرثیہ پہلی بار عظیم آباد پٹنہ میں 4 محرم 1275 ہجری (مطابق 1859ء) کو دو بجے دن نواب قاسم علی خان کی حویلی میں پڑھا۔ اس مجلس میں خود شاد عظیم آبادی نے شرکت کی تھی۔ مجلس میں دیر سے پہنچنے کی وجہ اس مرثیے کو بیسویں بند ”وہ دشت اور وہ خیمہ رنگارگوں کی شان“ سے سنا تھا۔ اُس وقت میر انیس کی عمر اٹھ سال تھی۔ پھر دس سال بعد یعنی 1286 ہجری

(مطابق 1870ء) میں انیس نے انہتر برس کے سن میں دوبارہ اس مرثیہ کو میر عشق کے اصرار پر افضل محل لکھنو میں پڑھا۔ جناب ضمیر اختر نقوی نے روزنامہ جنگ 9 دسمبر 1973ء کی اشاعت میں اس کی تائید کی ہے۔ قیاس یہ بھی ہے کہ میر انیس نے اس مرثیہ کو تیسری بار حیدر آباد دکن میں 1871ء (مطابق 1288 ہجری) میں پڑھا ہوگا۔ ڈاکٹر رشیدہ موسوی نے ”دکن میں مرثیہ اور عزاداری“ میں لکھا ہے کہ ”انیس نے تہور جنگ کے یہاں محرم کے پہلے عشرہ کے پورے دس دن مجلس پڑھیں“ پہلی محرم کو انہوں نے ”بند افارس میدان تہور تھا“ پڑھا۔ شریف العلماء اپنے خط مورخہ 4 محرم 1288ء (مطابق 26 مارچ 1871) میں لکھتے ہیں: ”میر انیس صاحب ضعف پیری اور ضعف مرض کے باوجود ہر روز مرثیہ پڑھتے ہیں۔ جو کیفیت حاصل ہوتی ہے اس کو عرض نہیں کر سکتا۔ سارا حیدر آباد مشتاق بلکہ ”ہیتیتہ“ ہو گیا ہے۔“ پھر 12 محرم کے خط میں لکھتے ہیں: ”سو برس میں ایسی مجلسیں اور مجھے یہاں نہیں ہوئے تھے۔“ ان شواہد اور بیانات کو پیش نظر رکھ کر یہ قیاس محکم کیا جاسکتا ہے کہ میر صاحب نے اس مرثیہ کو حیدر آباد دکن میں بھی آخری بار پڑھا ہوگا۔

میر انیس دوسری بار 1860ء میں میر مونس کے ہمراہ نواب سید قاسم علی خان کی دعوت پر عظیم آباد گئے تو نواب صاحب نے پہلے ہی سے کلکتہ، بہار، مرشد آباد، بنارس، الہ آباد وغیرہ کو اشتہاری خط روانہ کئے تاکہ میر انیس کے مشتاق اور مرچے سے دلچسپی رکھنے والے وقت مقررہ پرنسٹن لاکر شریک مجالس ہوں۔ اس لئے وقت مقررہ پر چاروں طرف سے بڑے بڑے رئیس و امیر و ارباب علم و کمال میر صاحب کو دیکھنے اور سننے کے لئے وہاں پہنچ گئے۔ ان مجالس میں ہزاروں آدمی کا مجمع تھا اور زیادہ تر ہر فرقہ کے چیدہ اور منتخب لوگ شریک تھے۔ شاد عظیم آبادی اور امجد علی اشہری لکھتے ہیں۔ 4 محرم 1276ھ (مطابق 1859ء) کو نوبہ صبح مجلس شروع ہوئی۔ سوز خوانی کے بعد دوڑھائی گھنٹے تک میر مونس لکھنوی نے منبر پر تحت اللفظ مرثیہ پڑھا۔ کبھی بند بند پر واہ واہ تو کبھی اہل مجلس جوش گریہ سے بے تاب۔ بہر حال میر مونس کی مرثیہ خوانی کے بعد میر انیس کی باری آئی۔ اور باب مجلس زانو بدل بدل کر ان کو سننے کے لئے بے قرار تھے۔ میر انیس منبر پر تشریف لے گئے اور جب مجلس سماعت کے لئے تیار ہوئی تو فرمایا ”صاحبو مجلس کو بہت طول ہو گیا اور غالباً آپ سب صاحب میر مونس کو سن کر سیر ہو گئے ہوں گے اور اب فرمادہ ظہر کا وقت آگیا۔ میں نماز پڑھ لینا چاہتا ہوں جس کو جناب سید الشہداء نے تلواریں کی دھاروں میں ادا فرمایا ہے۔ آپ بھی نماز سے فارغ ہو لیں۔ پھر جن صاحبوں کو انیس کو سننا ہو وہ تشریف لائیں اور جو میر مونس کو سن کر سیر ہو چکے ہیں، گھروں میں آرام فرمائیں“۔ اس کو سن کر عام مایوسی کی صورت ظاہر ہوئی اور میر صاحب نماز

پڑھنے تشریف لے گئے اور عالی شان مجمع برخواست ہو گیا۔ بعض افراد کو سخت افسوس ہوا کہ میر صاحب نے ایسی جی بجائی مجلس کو منتشر کر دیا۔ لیکن ابھی ایک گھنٹہ بھی نہیں گزرا تھا کہ لوگ واپس آنے لگے اور بعض اُن افراد کو بھی ساتھ لے آئے جو پہلے موجود نہ تھے۔ اس وقت مجمع پہلے سے زیادہ ہو گیا اور مجلس میں بیٹھنے اور کھڑے رہنے کے لئے جگہ نہیں تھی۔ جب مجلس پورے طریقہ سے تیار ہو گئی تو میر انیس آہستہ آہستہ منبر پر گئے اور کہا کہ حضرات! مجھ کو اس کا اندازہ کرنا تھا کہ انیس کے دیکھنے والے کتنے ہیں۔ الحمد للہ آپ صاحبوں نے میری قدر دانی کا ثبوت دیا۔ یہ کہہ کر ساری مجلس کو اپنا گرویدہ کر لیا۔ پھر دو چار رہا عیاں اور ایک سلام پڑھ کر یہ مرثیہ شروع کیا۔ ”جب قطع کی مسافت شب آفتاب نے“ شاد عظیم آبادی لکھتے ہیں۔ ”چوتھی محرم ڈھائی بجے دن تک نواب بہادر کے کمرے میں لیٹ کر حوض پر نہا کر جب دفعتاً بے وقفہ تعریفوں کا شور ہونے لگا اور معلوم ہوا کہ میر انیس پڑھ رہے ہیں تو کپڑے پہنے اور جا کر دیکھا تو اللہ الصمد۔ سارا صحن دونوں طرف پورپ پچھم کی چھتیں آگے کا برآمد، اندر گاہاں سب بھرا ہے۔ میر انیس ہال کمرے میں پورپ کی طرف ایک چھوٹے سے سیاہ پوش کے منبر پر پڑھ رہے ہیں۔ ایک طرف میر موس اور دوسری طرف میر سید محمد کھڑے رومال جھل رہے ہیں۔ برساتی تک پہنچ کر میں ٹھہرا۔ میر صاحب یہ بند پڑھ رہے تھے: ”وہ دشت اور وہ خیمہ زنگار گوں کی شان“ ”وہ دشت“ کو سریلی آواز بلند آواز سے ایسا کھنچا کہ وسعت دشت آنکھوں میں پھر گئی۔ اللہ اللہ وہ لفظوں کا ٹھہراؤ، وہ لب و لہجہ، وہ لبوں پر مسکراہٹ، غرض کس بات کو کہوں اس وقت میر انیس کی جو بات تھی کاجبہ کے اندر اتری چلی جاتی تھی۔ وہ میر انیس ہی نہیں تھے جن کو چند دنوں پہلے دیکھا تھا۔ پھر دوسرا مصرعہ زیادہ مطبوعہ طریقہ سے منبر پر پڑھا۔ ”بیت العقیق دیں کا مدینہ جہاں کی جاں“ تعریفوں کا یہ عالم ہوا کہ لوگ تعریفیں کرتے کرتے کھڑے ہو جاتے تھے اور میں آئینہ حیرت بن گیا۔ تعریفوں کا یہ عالم تھا کہ ایک ایک بند پانچ پانچ مرتبہ پڑھوایا جاتا تھا۔ ہال کمرے سے صحن تک جہاں جس کو جگہ ملی تھی وہیں سایہ چاہے دھوپ میں بیٹھ کر خواہ کھڑے ہو کر سُن رہا تھا۔ غرض چہرے بے صف آرائی، رخصت، مین، شہادت پورا مرثیہ پڑھا۔ اخیر میں پسینے سے شرابور ہو گئے۔ ٹوپی اور کپڑے تر ہو گئے۔ جسم میں چپک گئے۔ ہاتھ تھام کر منبر سے اتارے گئے اور آہستہ آہستہ اپنی فرودگاہ کی طرف بڑھے۔ نواب بہادر نے بہاؤ و قار خدمت گار سے گھیتلا جوتا لے کر سامنے رکھ دیا۔ میر صاحب نے فرمایا کہ آپ کیوں شرمندہ کرتے ہیں۔ نواب صاحب نے کہا کہ آپ اس سے کہیں زیادہ احترام کے سزاوار ہیں۔“

یہ بات قابل غور ہے کہ ناقدین نے مرثیہ کے مقطع میں ”لرزاں ہے بند بند“ ”ضعف“ اور پیری“ کے الفاظ پر

کوئی دھیان نہیں دیا۔ 1859ء میں میر صاحب کی عمر 54 سال سے زیادہ نہیں تھی اور ان کی صحت متوازن تھی۔ شاد عظیم آبادی (اگر ان کی تاریخ ولادت 1262 ہجری صحیح ہے تو وہ 14 سال کے تھے) کے بیان کی تائید معاصرین میں کسی اور نے نہیں کی۔ ادھر پروفیسر اکبر حیدری نے اطلاع دی کہ پروفیسر ادیب مرحوم اور امیر محمد حیدر خان مہاراجا راجا آف محمود آباد (ان کے یہاں محمود آباد ہاؤس لکھنؤ میں خاندان انیس کا ذخیرہ مراٹھی قلمی موجود ہے) فرماتے تھے کہ زیر بحث مرثیہ میر انیس کے آخری زمانے کی یادگار ہے۔ یعنی انتقال سے دو چار سال قبل کا۔ بہر حال یہ مسئلہ ہنوز تحقیق طلب ہے اور اتنا کہا جاسکتا ہے کہ مورخ مخطوطوں کی روشنی میں مرثیہ 1285ھ تک کہا جا چکا تھا۔

مرثیہ کے بندوں اور مطلعوں میں اختلاف: میر انیس کے کئی مرثیوں کی طرح

اس شاہکار مرثیہ کے مطلع اور تعداد بند میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ ہم نے اس تجربہ میں پروفیسر نظم طباطبائی اور پروفیسر ادیب کے مرثیہ سے استفادہ کیا ہے جس میں کل (196) بند ہیں اور اس کا معروف مطلع ”جب قطع کے مسافت شب آفتاب نے“ ہے۔ شاید ان اختلافات کی ایک وجہ یہ ہے کہ یہ مرثیہ میر صاحب کی زندگی میں شائع نہ ہو سکے۔ لوگ مرثیوں کو ایک دوسرے سے نقل کر لیتے تھے جن میں غلطی کا بھی امکان رہتا۔

مولوی عبد العلی کے بیان کے مطابق جن کے نانا میر انیس کے یہاں داروغہ تھے: ”میر صاحب مرثیہ کئی مجلسوں میں پڑھنے کے بعد تقسیم کر دیتے تھے“ کیوں کہ خود انیس فرماتے تھے۔ ”جاگیر خلد لینا ہے اس کا صلہ مجھے“ اس لئے اس کی حفاظت کی چنداں فکر نہیں رکھتے تھے۔

ہر عظیم شاعر کی طرح میر انیس نے بھی اپنے مرثیوں پر وقتاً فوقتاً نظر ثانی کی ہے۔ بعض مرثیوں سے کچھ بند یا کچھ اشعار کاٹ دئے اور بہت سے مرثیوں میں اضافہ کیا تا کہ مضمون تشنہ نہ رہ جائے۔

پروفیسر اکبر حیدری باقیات انیس میں لکھتے ہیں:

”میرے پیش نظر انیس کے کوئی چھ سو سے زائد قلمی مرثیے رہے ہیں۔ ان میں سے بعض مرثیوں کے نسخے پانچ پانچ چھ چھ کی تعداد میں دستیاب ہیں اور اکثر و بیشتر ایسے ہیں جو انیس کے زمانہ حیات میں نقل کئے گئے ہیں۔ ان میں 1252 ہجری مطابق 1836 عیسوی سے 1291 ہجری مطابق 1874 عیسوی تک کی تاریخیں درج ہیں۔ بعض نسخوں میں بندوں کی تعداد مطبوعہ نسخوں کے مقابلے میں نسبتاً کم ہے لیکن ایسے نسخے وافر تعداد میں محفوظ ہیں جن میں بندوں کی تعداد مطبوعہ نسخوں سے بہت زیادہ ہے۔ قلمی اور مطبوعہ مرثیوں کے بعض مصرعوں اور بیتوں میں زبردست اختلاف پایا جاتا ہے اور ان کے مطلعے اور مقطعے بھی مختلف ہیں۔ اس

سلسلہ میں مثال کے طور پر ذیل کے مرثیے پیش کئے جاتے ہیں۔

1۔ جب قتل کی شب سبط بنی کو خبر آئی۔ (مطبوعہ۔ جب زلف کو کھولے ہوئے لیلیٰ شب آئی)

2۔ یارب میری زبان کو شیرین کلام کر۔ (مطبوعہ۔ جب کر بلا میں داخلہ شاہ دیں ہوا)

3۔ جب آسمان پہ ختم ہوا دور جام شب۔ (مطبوعہ۔ جب قطع کی مسافت شب آفتاب نے)

دیکھئے تینوں مرثیوں کے مطلعے مطبوعہ مرثیوں سے مختلف ہیں۔ ان مرثیوں کے ایک سے زیادہ قلمی نسخے دریافت ہوئے ہیں اور سب کے سب جیسا کہ اوپر مذکور ہو چکا ہے مستند اور معتبر ہیں اور حیات انیس کے مکتوبہ ہیں۔ مرثیوں کے کچھ نسخے جناب مہاراجکمار صاحب کے پاس محفوظ ہیں جن میں جا بجا کات چھانٹ کی گئی ہے۔ ان کے دیکھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ میرا نیت سخت محنت اور عرق ریزی کر کے کس طرح مرثیہ نظم کیا کرتے تھے اور جب تک ان پر بار بار نظر ثانی نہ کرتے مجلسوں میں نہیں پڑھتے تھے۔

ہمارے پیش نظر میرا نیت کا شاہکار مرثیہ ”جب قطع کی مسافت شب آفتاب نے“ میں بھی مطلعوں اور بندوں کی تعداد میں فرق پایا جاتا ہے۔

پروفیسر حیدر علی نے اس شاہکار مرثیہ کے دس قلمی اور چھ مطبوعہ نسخوں میں پائے جانے والے فرق کو واضح کرتے ہوئے اس مرثیہ میں ۳۳ بندوں کا اضافہ کیا ہے جو دوسرے قلمی اور مطبوعہ نسخوں میں موجود نہیں۔ جن دس قلمی نسخوں کو اس ایڈی میں شامل کیا گیا ہے وہ مرزا امیر علی جون پوری، نواب سید محسن قبلہ مجتہد، پروفیسر ادیب، مہاراجکمار آف محمود آباد اور ڈاکٹر اکبر حیدری کے کتب خانوں میں موجود ہیں۔ ان مرثیوں میں کم از کم 34 اور زیادہ سے زیادہ 198 بند موجود ہیں۔ قلمی نسخوں میں زیادہ تر نسخے میرا نیت کی زندگی میں 1291 ہجری سے قبل لکھے گئے۔ ان پر تاریخ کے ساتھ ساتھ میرا نیت کے نام کے ساتھ ”سلمہ“ اور ”مدظلہ“ کے الفاظ درج ہیں۔ جن چھ مطبوعہ نسخوں سے موصوف نے استفادہ کیا ہے ان میں مطبع نول کشور، مطبع دہلیہ احمدی لکھنؤ، مطبع شاہی لکھنؤ، مطبع نظامی بدایونی، مطبع انڈین پریس الہ آباد اور مطبع مجلس ترقی ادب لاہور شامل ہیں۔ یہ مطبوعہ مرثیے 1876ء سے 1974ء تک کے ہیں اور ان میں صرف 197 بند ہیں۔ آٹھ قلمی نسخوں میں اس مرثیہ کا مطلع یوں ہے:

جب آسمان پہ ختم ہوا دور جام شب پایا سحر نے دُخل گیا انتظام شب

فرش سفید بچھ گیا اکھڑے خیام شب آغاز روز تھا کہ ہوا اختتام شب

روشن نشان صبح نے دکھائی برق کی

آمد ہوئی سواری سلطان شرق کی
دو قلمی نسخوں اور پانچ مطبوعہ مرثیوں میں مرثیہ کا مطلع یہی ہے ”جب قطع کی مسافت شب آفتاب نے“۔
پروفیسر ادیب نے اپنے مضمون ”انیس مختصر تعارف“ میں بغیر کسی توضیح کے لکھا ہے کہ بعض قلمی نسخوں میں جو مطلع ”جب
آسمان پہ ختم ہوا دور جام شب“ ملتا ہے یہ دوسرا مطلع میر تقی میر کا کہا ہوا ہے۔ قلمی نسخوں میں دوسرا بند یوں ہے۔

چھپنے لگا جو عابد شب زندہ دار ماہ اختر چلے لپیٹ کے سجادہ سیاہ
غالب جنود شب پہ ہوئی صبح کی سپاہ تھا شور دور دور شہنشاہ کج کلاہ
ہر سو نشان آمد خورشید گز گیا
گردوں کے چاند تارے کا خیمہ اکھڑ گیا

ایک قلمی نسخہ جو لکھنؤ کے مشہور مجتہد محسن نواب صاحب قبلہ کے کتب خانے میں محفوظ ہے اس کا مطلع ہے ۔

جب آسمان پہ ختم ہوا دور جام شب
یہ قلمی نسخہ میر انیس کے شاگرد سید محمد ہاشم جون پوری کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے۔ جو میر صاحب کی زندگی ہی میں
یعنی 1288 ہجری میں لکھا گیا ہے۔ چونکہ ہر قلمی نسخہ میں کچھ ہند ایسے موجود ہیں جو معروف مطبوعہ مرثیہ میں موجود
نہیں اس لئے ہم ان بندوں کے چند نمونے یہاں درج کرتے ہیں۔

بند نمبر 111 ۔

آیا اجل کے دام میں ناگہ وہ نوجوان شمشیر ظلم سر پہ، جگر پر لگی سناں
مایوس زندگی سے ہوئے شاہ دو جہاں آنکھوں سے نور، تن سے گنی طاقت دتواں
کی آہ دل پکڑ کے شبہ دیں پناہ نے
معذور کر دیا غم نور نگاہ نے

بند نمبر 112 ۔

خم ہو گئے یہ داغ اٹھا کے امام دیں جھک کر بنا ہلال ، نبی کا مہ جیوں
یوں درد میں تڑپ کے کیا نالہ حزیں ہلنے لگے پہاڑ لرزے لگی زمیں
آئی جگر کو تاب نہ اس واردات کی
خشکی میں ڈوبنے لگی کشتی حیات کی

بند نمبر 118 ے

جب صف کشی کی دھوم ہوئی قتل گاہ میں تصویر مرگ پھر گئی سب کی نگاہ میں
 ڈوبے رفیق یوسف دیں حق کی چاہ میں دفتر کھلا اجل کا حسینی سپاہ میں
 جانبازیاں دکھا کے جری نام کر گئے
 خاک شفا پہ نور کے دانے بکھر گئے

بند نمبر 119 ے

دکھلا چکے وہ اہل وفا جب دلاوری نکلے عزیز شاہ پے نام آوری
 وہ حیدری جواں وہ عقلی و جعفری کانپی زمین ہلنے لگا چرخ چنبری
 شمشیر ہاشمی کا تماشا دکھا دیا
 دشت دغا میں خون کا دریا بہا دیا

بند نمبر 120 ے

جس وقت رن میں آمد سیف خدا ہوئی بل چل پڑی ہر ایک کے در پے قضا ہوئی
 نابود زندگی ہوئی ہستی فنا ہوئی ہمت دلوں سے جسم سے قوت جدا ہوئی
 لبریز ہو کے عمر کے ساغر چھلک گئے
 کانپی زمین پہاڑ جگہ سے سرک گئے

بند نمبر 121 ے

گردن اٹھا کے جانب گردوں یہ دی ندا یا صاحب المعاطف و یا سامع الدعاء
 تو ناصر و بصیر ہے تو دافع بلا کچھ جائے قیل و قال نہیں جو تری رضا
 بندے کا نیک و بد کا سمجھتے اختیار ہے
 شہیز جان و مال سے تجھ پر شمار ہے

بند نمبر 122 ے

جنگل میں گھر لٹا تو لٹا، غم نہیں مجھے رنج عزیز و مولس و ہمد نہیں مجھے

زخمی ہے دل، پہ خواہش مرہم نہیں مجھے راحت یہ ہے کہ چین جو اک دم نہیں مجھے
یہ حال ہے مگر نہیں صورت ہراس کی
فائقے کا ہے گلا نہ شکایت ہے پیاس کی

بند نمبر 123۔

پیاروں کو تیری راہ میں قربان کر چکا قسمت میں جو لکھا تھا وہ صدمہ گزر چکا
مقتل میں زیر تیغ کیلجے کو دھر چکا بیٹا جوان سامنے آنکھوں کے مر چکا
سینہ ہے چاک چاک جگر داغدار ہے
اب آرزوئے مرگ ہے اور جان زار ہے

بند نمبر 124۔

بار سفر اٹھا کے ہوا کارواں رواں آفت میں رہ گیا تن تنہا یہ خستہ جاں
داماندہ و غریب ہوں اے رب ذوالنہان منزل کانے سراغ نہ کچھ راہ کا نشان
توشہ نہیں، رفیق نہیں، راہبر نہیں
جانا ہے کس جگہ کہ جہاں کی خبر نہیں

بند نمبر 125۔

امید وار عفو ہوں اے خالقِ انام گر تو کرم کرے تو بن آئے ہر ایک کام
بدنام تیرے لطف سے ہو جائے نیک نام ادنیٰ کو تو چاہئے تو اعلیٰ ملے مقام
رعشہ ہے تن میں عالمِ امید و بیم ہے
تو سائر العیوب و غفور الزحیم ہے

بند نمبر 126۔

دل جس کا منتظر ہے وہ ساعتِ قریب ہے اعضا سے جانکشی کی صعوبت قریب ہے
شورِ رحیل ہے دمِ رحلت قریب ہے ہنگامِ ذبح وقتِ شہادت قریب ہے
یہ ہے گلوئے خشک وہ خنجر وہ تیغ ہے

حاضر ہوں حسب وعدہ مجھے کب دریغ ہے

بند نمبر 127 سے

آیا ہوں گھر سے وعدہ وفائی کے دھیان میں حسرت ہے یہ درست رہوں امتحان میں
کانٹے پڑے ہیں پیاس کے مارے زبان میں پر اب تلک تو فرق نہیں آن بان میں
غش آرہے ہیں ضعف کی شدت کمال ہے
لیکن جو کچھ کہا تھا اسی کا خیال ہے

بند نمبر 128 سے

خیمے جلائیں آگ سے ناری میں چپ رہوں سجاد پہنے بیڑیاں بھاری میں چپ رہوں
رائڈیں اٹھائیں ذلت و خواری میں چپ رہوں ہوں بے ردا بتوں کی پیاری میں چپ رہوں
قید حرم اسیری زینب قبول ہے
تو خوش ہو اے کریم! مجھے سب قبول ہے

بند نمبر 198 سے

زخموں سے چور چور ہوا فاطمہ کا لال سرور ریاض احمد و حیدر ہوا بندھال
چہرے پہ خون مل کے بصد حسرت و ملال کی عرض شہد نے شکر ہے اے رب ذوالجلال
بچپن سے روز و شب تھی یہی آرزو مجھے
یارب تیرے کرم نے کیا سرخرو مجھے

بند نمبر 199 سے

اس حال سے جو ضعف کی شدت ہوئی سوا صدمہ ہوا جدا تعب تشنگی جدا
آہستہ رہوار سے حضرت نے یہ کہا اب وقت ہے وداع کا اے اسپ باوفا
جنگل میں گھر بتوں کا لٹتا ہے ذوالجنح
اب ساتھ ایک عمر کا چھٹتا ہے ذوالجنح

بند نمبر 204

ظالم مرے گلے پہ جو خنجر پھر اے گا تجھ سے یہ حال قبر کا دیکھا نہ جائیگا
نالہ حرم کا حشر زمانے میں لائے گا فرط غم و الم سے جگر تھر تھرائے گا
اب ہوگا سامنا قلق و اضطراب کا
نیزے پہ سر چڑھے گا ترے شہسوار کا

بند نمبر 227

ہاں عاشق حسین! کہ آہ و بکا کرو زہر آ کا ساتھ دو مدد مصطفیٰ کرو
حق محبت شہہ والا ادا کرو بے سر ہوئے حسین، قیامت بپا کرو
سمجھو شریک مجلس ماتم رسول کو
سب مل کے دو حسین کا پرساتوں کو

بند نمبر 228

کل ہونگی مجلسیں نہ یہ شیون نہ یہ فغاں سنسان ہوں تعزیہ داروں کے سب مکاں
عشرہ ہوا تمام چلے شاہ بے کساں مولا تمہارے آج کے سب کے ہیں میہمان
پاؤ گے کل نہ فاطمہ کے نور عین کو
رخصت کرو علم سے لپٹ کر حسین کو

بند نمبر 229

رو کر کہو کہ اے شہ ذی جاہ! الوداع بیکس حسین، گل کے شہنشاہ! الوداع
دیں کے چراغ فاطمہ کے ماہ! الوداع اے امت نبی کے ہوا خواہ! الوداع
مولا اجل کے ہاتھ سے مہلت جو پائیں گے
پھر اگلے سال بزم میں رونے کو آئیں گے

مرثیہ کی اشاعت۔ اگرچہ یہ مرثیہ اپنی خاص مقبولیت اور معجز بیانی کی وجہ سے میر صاحب کی زندگی
ہی میں مشہور ہو چکا تھا اور لوگوں کو اس کے کئی کئی بند زبانی یاد تھے لیکن سب سے پہلے زیور طباعت سے مطبع

نولکشور نے مراٹھی میر انیس میں آراستہ کیا۔ پھر دبدبہ احمدی لکھنؤ پھر اس کے بعد نظامی پریس بدایوں میں شائع ہوا۔ 1943ء میں پروفیسر سید مسعود حسن رضوی ادیب نے فن خطاطی کے مشہور ماہر مرزا محمد جواد مالک نظامی پریس لکھنؤ سے کتابت کرا کر ”شاہکار انیس“ کے نام سے شائع کیا۔ اس کتاب کو جو بڑی سائز 30x20 انچ کی ہے، دبیر آرٹ پیپر پر سیاہ زرد نیلے سنہرے اور سرخ رنگ کے چوڑے اور خوش وضع حاشیے میں ہر صفحہ پر صرف ایک بند لکھا گیا ہے جس پر ایک باریک سفید کاغذ لگایا گیا ہے۔ شاہکار انیس میں پروفیسر مسعود حسن رضوی ادیب کے میر حاصل مقدمہ کے علاوہ پروفیسر احتشام حسین اور شیخ ممتاز حسین کے مضامین شامل ہیں۔ اس میں سر تیج بہادر سپرو اور سید علی اختر تلہری کے تبصرے بھی ہیں۔ جس زمانے میں میر انیس کے مرثیوں کی جلدیں چھ آٹھ روپے میں ملتی تھیں اس کتاب کی قیمت بہتر روپے رکھی گئی تھی۔ جسے عاشقان انیس نے ہاتھوں ہاتھ لے لیا۔ اس شاہکار مرثیہ میں 196 بند ہیں۔ اس لئے ہم نے اس شاہکار مرثیہ کو صرف 196 بند ہی کا مرثیہ سمجھ کر تجزیہ کیا ہے۔

بحر اور ردیف: شہنشاہ لکھتے ہیں۔ شعر کی دل آویزی اور دل فریبی کا ایک بڑا نکتہ یہ ہے کہ ہر مضمون کی مناسبت سے مناسب بحر اختیار کی جائے۔ شاہ نامہ کی بحر رزم کے لئے مخصوص ہے۔ فردوسی نے عشقیہ واقعات بھی اُسی بحر میں ادا کرنے چاہے۔ چنانچہ اس غلطی کی وجہ سے اس کی یوسف زلیخا مقبول نہ ہو سکی۔ 19 بحر میں عربی اور فارسی کے شعرا نے وہ بحریں اختیار کیں اور انہیں روانہ دیا جو ان کی زبان کی ساخت اور اسلوب کے مطابق تھیں۔ اسی طرح اردو میں عموماً بارہ بحرؤں کو منتخب کر کے ہر گونہ مضامین کو نظم کیا گیا۔ دوسرے عظیم شعرا کی طرح میر انیس نے بھی اپنے کلام کے لئے چند بحرؤں کا انتخاب کر لیا تھا۔ چنانچہ میر صاحب کے تقریباً تمام مراٹھی چار بحرؤں کے اوزان میں ملتے ہیں۔ ایک حساب کے مطابق انیس کے مطبوعہ مرثیوں میں 87 بحر ہزج، 52 بحر مضارع، 25 بحر مل اور تین چار بحر جثٹ کے اوزان میں تصنیف کئے گئے ہیں۔ زیر نظر مرثیہ ”جب قطع کی مسافت شب آفتاب نے“ بحر مضارع کے وزن میں ہے۔ چونکہ مرثیہ ایک ایسی واحد صنف ہے جس میں رزم، بزم، تسلسل بیان، پند و وعظ، اخلاق و کردار، رفتار و گفتار، مکالمہ نگاری، منظر نگاری، واقعہ نگاری، جذبات نگاری، نفسیات نگاری، سوز و گداز بین اور گریہ کے مضامین ایک ہی بحر میں نظم ہوتے ہیں۔ اس لئے میر انیس نے اپنے جو ہر دکھانے کے لئے جو بحریں انتخاب کیں وہ نہ متقدمین کے مراٹھی کی طرح بڑی تھیں اور نہ نہایت چھوٹی بلکہ رزم و بزم کے لئے موزوں، غنایت سے سرشار اور فقر و لفظوں کی بندشوں کیلئے چست اور شگفتہ تھیں۔

اس مرثیہ کی بحر مضارع کا ترنم لطیف اور نرم بیٹھے راگ کی طرح ہے۔ اس میں دریا کی سی سبک روانی ہے۔ اس

راگ کو سننے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میٹھا راگ کانوں کے ذریعہ سارے بدن میں سرایت کر رہا ہے۔ ”ہر گوش بنے کان ملاحظہ وہ نمک ہو“ (انیس) اس راگ کا اثر بلیمیت راگ کا سا ہے، جس میں بہت ٹھہراؤ پایا جاتا ہے اور جس وقت ہم اس کو پڑھتے ہیں تو ہم ٹھہر ٹھہر کر پڑھنے پر مجبور ہو جاتے ہیں اور وقفہ کی ضرورت کو محسوس کرتے ہیں۔ جب قطع کی۔ مسافت شب۔ آفتاب نے صرف یہ راگ نرم اور شگفتہ بیان کے لئے ہی موزوں نہیں۔ بلکہ جب انیس اسی راگ میں فولادی الفاظ آتش بندش اور رنگوں کی آمیزش سے کام لیتے ہیں تو یہی بحر، بحر طلام بن جاتی ہے اور بقول انیس

ع دکھلا دوں ہر ورق میں مرقع لڑائی کا

ع مرثیہ ہراک دکھائے برش ذوالفقار کی

”خون برستا نظر آئے جو دکھاؤں صف جنگ“۔ کی مماثل ہو جاتی ہے۔ اسی مرثیہ کے چند اشعار بطور مثال پیش کر کے ہم اسی بحر میں منظر کشی، مکالمہ نگاری، رزم نگاری اور بین کے مطالب کا جدا جدا اثر دکھاتے ہیں۔

منظر کشی ۔

وہ صبح اور وہ چھاؤں ستاروں کی اور وہ نور

وہ جاہ جا درختوں پر تسبیح خواں طیور

وہ قمریوں کا چار طرف سرو کے ہجوم

کوکو کا شور نالہ حق سرور کی دھوم

مکالمہ نگاری ۔

سر کو ہٹو بڑھو نہ، کھڑے ہو علم کے پاس

ایسا نہ ہو کہ دیکھ لیں شاہ فلک اساس

رونے لگو گے پھر جو بُرایا بھلا کہوں

اس ضد کو بچھنے کے سوا اور کیا کہوں

رزم نگاری ۔

غل تھا کہ برق گرتی ہے ہر درع پوش پر

منہ کس طرف تھے تیغ زنوں کو خبر نہ تھی

بھاگو خدا کے قبر کا دریا ہے جوش پر

سر گر رہے تھے اور تنوں کو خبر نہ تھی

بازار بند ہو گیا جھنڈے اکھڑ گئے فوجیں ہوئیں تباہ محلے اجڑ گئے
ماری جو ناپ ڈر کے ہٹے ہر لعین کے پاؤں ماری پہ ڈگمگا گئے گاؤ زمین کے پاؤں

ہیں۔ جنگل سے آئی فاطمہ زہرا کی یہ صدا امت نے مجھ کو لوٹ لیا وا محمداً
انہیں سو ہیں زخم تن چاک چاک پر زینب نکل حسین تڑپتا ہے خاک پر
چلتے تھے چار سمت سے بھالے حسین پر ٹوٹے ہوئے تھے برچیوں والے حسین پر
قاتل تھے خنجروں کو نکالے حسین پر یہ دکھ بنی کے گود کے پالے حسین پر
تیرستم نکالنے والا کوئی نہ تھا گرتے تھے اور سنبھالنے والا کوئی نہ تھا
ان اشعار سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اگر بحر کا انتخاب صحیح ہو تو ایک ہی بحر میں مختلف مطالب بڑی خوبی سے نظم ہو
سکتے ہیں بشرطیکہ شاعر عظیم اور قادر الکلام ہو۔ میر انیس کے تقریباً تمام مرثیوں میں یہی کیفیت ملتی ہے۔

ڈاکٹر محمد احسن فاروقی کہتے ہیں۔ جو شاعر اپنے کلام میں صوتی اثرات پیدا نہ کر سکے وہ بڑا شاعر نہیں۔ یہ چیز
ہمیں مرزا غالب اور میر انیس میں اس طرح ملتی ہے کہ ہم اس کے خصوصیات کا تجزیہ کر سکتے ہیں۔ ناسخ اور ذوق
کے پاس یہ حقیقت نہیں ملتی، اس لئے ہم ان کو بڑا شاعر کہنے کے لئے تیار نہیں۔

علامہ شبلی نے صحیح کہا کہ ”فارسی اور اردو میں ردیف تال اور سم کا کام کرتی ہے۔ جس طرح راگ میں تال نہ ہو تو
وہ بے مزہ ہے، یہی حالت اردو شعر کی ہے۔ لیکن ردیف کے التزام کے لئے قادر الکلامی ضروری ہے۔ اس مرثیہ کی
یہ بھی خصوصیت ہے کہ اس کے تمام ٹیپ کے بند مردف یعنی ردیف رکھتے ہیں۔ اس کے علاوہ 47 بند مکمل مردف
ہیں یعنی اس مرثیے کے 290 اشعار مردف اور 298 غیر مردف ہیں۔

مرثیہ کا مطلع۔ ”جب قطع کی مسافت شب آفتاب نے“

علی حیدر نظم طباطبائی ”مراثی انیس“ کے مقدمہ میں لکھتے ہیں کہ میر انیس نے جو مرثیے ابتدائی عمر میں لکھے وہ
زیادہ تر ”اے مومنو“ یا ”مومنو“ سے شروع ہوتے ہیں۔ لیکن جیسے جیسے مشق سخن بڑھتی گئی مرثیوں کے مطلع بھی حسین
سے حسین تر ہوتے گئے۔ انیس کے زیادہ تر شاہکار مرثیے لفظ ”جب“ سے شروع ہوتے ہیں“ اور ان کے تقریباً 70
مرثیے لفظ ”جب“ سے شروع ہوتے ہیں۔

انیس کے خاندان کے مشہور شاعر بابو صاحب فائق فرماتے ہیں ”انیس کا کوئی مرثیہ جب لفظ ”جب“ سے شروع ہوگا یہ سمجھ لینا چاہئے کہ مرثیہ میں کوئی اہم بات ہے۔ لفظ ”جب“ سے جو بھی مرثیہ شروع ہوگا وہ معرکہ والا آرا ہوگا“

انیس جب کسی مرعے کو لفظ ”جب“ سے شروع کرتے ہیں تو اس مرثیہ کی ابتدا ہی ایک درمیانی منزل سے ہوتی ہے جس کے قبل اور بعد کی منازل سے سننے والا ذہن آگاہ نہیں ہوتا۔ پھر اس کے ایک مصرع کے بعد دوسرا مصرعہ واقع کو کسی حد تک واضح کرنے میں مدد دیتا ہے لیکن سامع اور قاری پر ایک قسم کا تحیر یا Suspence طاری رہتا ہے کہ اس کے بعد کیا ہوگا؟

خانوادہ انیس کے چشم و چراغ جناب علی احمد دانش ”ادبی میراث“ میں اس مرثیہ کے ذیل صفحہ 15 پر لکھتے ہیں ”میر انیس کا طریقہ تصنیف یہ تھا کہ پہلے مختلف مطلعے کہتے اور ان میں سے کسی کا انتخاب کر کے مرثیہ مکمل کر لیتے تھے۔ وقت گزر جانے کے بعد اگر نیا مرثیہ کہنے کا موڈ نہ ہوتا تو اسی مرعے کو اٹھا لیتے تھے اور مصرعوں کو بلند تر کرنے کی فکر میں کھوجاتے تھے جب انہوں نے یہ مرثیہ کہنے کی فکر کی تو درج ذیل مطلع قائم کیا۔

جب کربلا میں ختم ہوا اور جام شب

پھر غور و فکر کے بعد دوسرا مطلع نظم فرمایا۔ جب چراغِ اختصری پہ ہوا انتظام شب
یہ بھی پسند خاطر نہ ہوا، تو تیسرا مطلع کہا۔ جب قطع کی مسافت شب آفتاب نے
اور جب مرثیہ کہتے ہوئے اس بند پر پہنچے تو حسبِ عادت اسی ادھیڑ بن میں تھے اور بیت پیش نظر تھی۔
بانوئے نیک نام کی کھیتی ہری رہے قائم سہاگ مانگ رہے برتری رہے
مصرعہ ثانی قلم فکر کے زیرِ غور تھا کہ اہلیہ نے فی البدیہہ کہا:

بانوئے نیک نام کی کھیتی ہری رہے

صندل سے مانگ بچوں سے گودی بھری رہے

جب ”قطع کی مسافت شب آفتاب نے“ سننے والے کے ذہن کو چھوڑ کر ایک ایسے مقام پر کھڑا کر دیا ہے جو صبحِ کاذب کا وقت ہے۔ اندھیرا شتم ہو رہا ہے اور روشنی پھیل رہی ہے۔ ایک عظیم ہستی دوستوں کو فریضہ سحر کے لئے بلا رہی ہے۔ اس مطلع کی سسپنسر کے بعد واقعہ کی گتیاں کچھ کھلتی نظر آتی ہیں کہ آج کے دن جنگ و جدال اور قتال ہوگا۔ یہاں آل رسول کا خون ہے گا اور تب جا کر معلوم ہوتا ہے کہ یہ عظیم شخصیت جو گفتگو فرما رہی ہے وہ فاطمہؑ کا لال حسینؑ ابن علیؑ ہے جن کو اپنا وعدہ یعنی روزِ عاشور اپنے اصحاب انصار اقربا اور اولاد کے ساتھ جامِ شہادت نوش

کرنا ہے اور ان ہی بزرگ ہستیوں کا غم رہتی دنیا تک منایا جائے گا۔

ع گزری شب فراق دن آیا وصال کا

ہم وہ ہیں غم کریں گے ملک جن کے واسطے راتیں تڑپ کے کاٹی ہیں اس دن کے واسطے

مرثیہ کے چہرے میں تحیر Suspence میر انیس کے مرثیوں کی ایک خصوصی شناخت ہے۔ میر صاحب سننے والے ذہن کو مرثیے کے چہرے ہی سے کس بڑے واقع اور حادثہ کے لئے اس طرح تیار کر دیتے ہیں کہ وہ اس دائرہ فکر سے باہر نکل ہی نہیں سکتا۔ بلکہ اپنے تمام محسوسات سے ہمہ تن گوش ہو کر سنتا ہے اور بقول مولوی ذکا اللہ۔ ”پٹنہ میں تمام مرثیہ کھڑے ہو کر سنتا رہا۔ سرتا پاسینے میں نہا گیا اور پیروں پر درم بھی آگیا لیکن کسی چیز کا احساس ہی نہیں ہوا۔“

الفاظ کا استعمال۔ شعر میں ہر لفظ ایک قسم کا سر ہوتا ہے اور بحر یا راگ یا نغمہ سروں کے مجموعے کا نام ہے۔ راگ یا نغمہ کے دلکش ہونے کے لئے اُسے ایسے سروں سے ترتیب دیا جائے کہ ان میں باہمی تناسب ہو۔ اس لئے ان کی لطافت روانی اور شریانی اُس وقت تک قائم رہتی ہے جب تک کہ گرد و پیش کے الفاظ سے ان کی مناسبت برقرار رہے۔ مضمون اور الفاظ کے باہمی رشتے کے بارے میں ابن خلدون نے کہا تھا کہ الفاظ کو پیالہ اور مضمون کو پانی سمجھو۔ جس طرح پانی کو مٹی کے پیالے میں دینے کے بجائے سونے کے پیالہ میں پیش کیا جائے تو اس کی قدر و قیمت بڑھ جاتی ہے اُسی طرح سے اگر مضمون کو عالی اور پر شکوہ الفاظ میں بیان کیا جائے تو اُس کا اثر زیادہ ہوتا ہے۔ ابن خلدون کے اس فلسفے سے فارسی اور اردو کے علماء نے اختلاف کرتے ہوئے پانی کا خوشگوار ہونا یعنی مضمون کا اچھوتا اور شگفتہ ہونا ضروری قرار دیا ہے۔ میر انیس مضمون کے لحاظ سے الفاظ کا انتخاب کرتے ہیں۔ مثلی موازنہ انیس و دبیر میں لکھتے ہیں۔ ”میر انیس کے کمال شاعری کا بڑا جوہر یہ ہے کہ باوجود اس کے انہوں نے اردو شعراء میں سب سے زیادہ الفاظ استعمال کئے اور سیکڑوں مختلف واقعات بیان کرنے کی وجہ سے ہر قسم اور ہر درجے کے الفاظ ان کو استعمال کرنے پڑے۔ تاہم ان کے تمام کلام میں غیر فصیح الفاظ نہایت کم پائے جاتے ہیں۔ اکثر جگہ عربی فارسی کے الفاظ جو اردو زبان میں کم مستعمل ہیں ضرورت سے لانے پڑے ہیں۔ لیکن اس قسم کے الفاظ جہاں آتے ہیں فارسی ترکیبوں کے ساتھ آتے ہیں جس سے ان کی عزابت کم ہو گئی ہے۔ فصاحت کے مدارج میں اختلاف ہے۔ بعض الفاظ فصیح ہیں، بعض فصیح تر بعض اس سے بھی فصیح تر۔ میر انیس کے کلام کا بڑا خاصہ یہ ہے کہ وہ ہر موقع پر فصیح سے فصیح الفاظ ڈھونڈ کر لاتے ہیں۔“

حسن کلام کا ایک بڑا راز مضامین کی نوعیت سے الفاظ استعمال کرنا ہے۔ میر انیس اس نکتہ سے بخوبی واقف تھے

اور یہ ان کے کلام کی تاثیر کا بڑا راز ہے۔ جس طرح آواز نرم سخت لطیف شریں اور رعب دار ہوتی ہے اُسی طرح الفاظ بھی نرم سخت لطیف شریں جلال اور شان سے بھرے ہوتے ہیں۔ میر انیس ان مراتب سے واقف تھے۔ چنانچہ صبح کی تازگی ہو یا شام کی خستگی، رزم ہو کہ بزم، مدح ہو کہ بھدم، لڑائی ہو یا شہادت، رجز ہو یا دعا شعر میں اس کے مطابق الفاظ لاتے تھے۔

ڈاکٹر اعجاز حسین نے مختصر تاریخ اردو ادب میں صحیح لکھا ہے کہ ”انیس کو زبان پر وہ قدرت حاصل ہے جو خالق کو مخلوق پر۔ جن الفاظ سے جس موقع پر جو کام لینا چاہتے ہیں وہ خادمانہ اطاعت کے ساتھ حکم بجالا سکتے ہیں“ پروفیسر کلیم الدین احمد ”نگار پاکستان انیس نمبر“ میں لکھتے ہیں ”انیس روزمرہ کا استعمال نہایت خوبی سے کرتے تھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی باتیں کر رہا ہے۔ انیس کی زبان صاف اور دلکش ہے۔“

حالی مقدمہ شعر و شاعری میں کہتے ہیں۔ آج کل یورپ میں شاعر کے کمال کا اندازہ اس بات سے بھی کیا جاتا ہے کہ اُس نے اور شعرا سے کس قدر زیادہ الفاظ خوش سلیقگی اور شائستگی سے استعمال کئے ہیں۔ اگر ہم بھی اس کو معیار کمال قرار دیں تو بھی میر انیس کو اردو شعراء میں سب سے برتر ماننا پڑے گا۔ شاد عظیم آبادی کے قول کے مطابق ”میر انیس ایک لفظ کے مناسب دوسرا لفظ اس افراط و احتیاط سے لے آئے جس کی تعریف محال اور جسے دیکھ کر عقل گنگ ہوتی ہے۔ کہہ سکتا ہوں کہ قریب ایک لاکھ لفظوں کے جواہر اس خوب صورتی اور بے تکلفی سے چن کر بہ سلیقہ اور ترتیب کے ساتھ جمع کرتے تھے کہ اب جو چاہے اپنا دامن فکر بے کھنکے بھرے۔“

اس ایک 196 ہند کے مرچے میں کل الفاظ جن میں تکرار شامل ہے ان کی تعداد 9493 ہے۔ عربی الفاظ کی تعداد 1769 فارسی الفاظ کی تعداد 1948 اور اردو الفاظ کی تعداد 5776 ہے۔ اردو الفاظ میں ہندی کے الفاظ بھی شامل ہیں۔ ہم نے ان کو اردو اور ہندی میں اسلئے جدا نہیں کیا کیونکہ اردو خود ہندی نژاد ہے اس مرچے میں 61 (ایکسٹھ) فیصد الفاظ اردو میں، بیس فیصد الفاظ فارسی اور انیس فیصد الفاظ عربی زبان کے ہیں۔ انیس نے مرثیوں، سلا موں، رباعیوں، قصیدوں اور نوحوں میں کتنے الفاظ استعمال کئے اس کا تعین کرنا آسان نہیں جیسا کہ خود اپنے مرثیہ میں فرماتے ہیں جس کا مطلع ہے ع ”جب شاہ کو فرصت نہ ملی طوف حرم کی“

کر لیجے شمار اس کا محاسب نے یہ چاہا جو کچھ تھا مہندس کا طریقہ وہ بنایا
دی کلک نے آواز کہ ہاں عقل نہا ہا لشکر کی سیاہی سے لکھا جائے سیاہا
تحریر خط و خال کا اب دھیان نہیں ہے

ذروں کا یہ گننا ہے کچھ آسان نہیں ہے

اور فرماتے ہیں ۔

لاکھوں میں بھی تعداد نگار اس کا نہوگا بے روز حساب آئے شمار اس کا نہ ہوگا
آج سے بیس سال قبل نائب حسین نقوی مرحوم نے فرہنگ انیس پر کام کرنا شروع کیا تھا۔ میں نے فرہنگ کی
پہلی مطبوعہ جلد دیکھی تھی۔ اس فرہنگ کا نام سن کر ایک شخص کو رشک آیا اور دعویٰ کیا کہ اس نے فرہنگ انیس کی تین
جلدیں مرتب کی ہیں جو عنقریب منظر عام پر آئیں گی۔ اس شخص کا یہ دعویٰ بھی غلط ثابت ہو گیا۔ یہ کام اب نہ صرف
دشوار بلکہ ناممکن نظر آتا ہے۔ کاش کوئی ادارہ اس عظیم الشان کارنامہ کو انجام دیتا۔

میر انیس ہر لفظ کے مقام اور اثر کے اسرار سے واقف تھے اسی لئے تو مولف ”آب حیات“ مولانا آزاد سے
دوران گفتگو انیس نے فرمایا تھا کہ ”صاحب کمال کی یہ بات ہے کہ جو لفظ جس مقام پر اُس نے بٹھادیا اُسی طرح
پڑھا جاوے تو ٹھیک ہوتا ہے ورنہ رتبہ سے گر جاتا ہے“

مولانا شبلی نے موازنہ انیس و دبیر میں کلام انیس سے کئی مثالوں کو دے کر اس نکتہ کو بہت اچھی طرح واضح کیا
ہے جو ہماری اس گفتگو سے خارج ہے۔ ہمارے لئے تو صرف اس ایک مرثیے میں استعمال شدہ الفاظ کے بارے
میں اظہار خیال کرنا بھی مشکل ہے۔

میر انیس جب غیر زبان کے ثقیل اور غیر مانوس الفاظ حسب ضرورت استعمال کرتے تو انہیں خوب صورت
اضافتوں اور چست بندشوں سے سنوارتے۔ اس کے علاوہ خط کشیدہ الفاظ کو اپنے کمال کی آنچ سے پکھلا کر اُردو
کے سانچے میں ڈال دیتے۔ چنانچہ ان کا عربی فارسی مفہوم اور پس منظر پوری طرح باقی بھی رہتا اور اُردو کیلئے
غیر مانوس بھی نہیں ہوتا۔ یہی ان کے کلام میں قادر الکلامی اور معجز بیانی کی ایک وجہ بھی ہے۔

زیر بحث مرثیہ کا شعر ۔

عین الکمال سے تجھے بچے خدا بچائے

وہ لودھی کہ جس کی طلاق دلوں کو بھائے

اس شعر میں انیس نے نظر بد کے لئے ”عین الکمال“ عقل مند کے لئے ”لودھی“ اور خوش بیانی کیلئے ”طلاق“
کے الفاظ کا انتخاب کر کے ان کے ارد گرد وہ صاف اور سلیس نرم الفاظ جمادئے کہ ان لفظوں کی اجنبیت بڑی
حد تک کم ہو گئی جس کا اثر باب ذوق و ہنر پر واضح ہے۔ اگرچہ یہ انتخاب اور لفظوں کی نشت وہی شاعر کر سکتا ہے

جو خود منتخب ہو اور بقول امداد امام آثر ”موید من اللہ“ ہو۔ خود انیس فرماتے ہیں

جو نکلے منہ سے لفظ وہ قدرت خدا کی ہو
یعنی موقع ہو جہاں جس کی ضرورت ہو وہی
لفظ بھی پخت ہوں مضمون بھی عالی ہو دے
مرثیہ درد کی باتوں سے نہ خالی ہو دے
لفظ مُغلق نہ ہو گنجِ لک نہ ہو تعقید نہ ہو
مضمون میں تناسب الفاظ لا جواب
لفظوں میں یوں ہے معنی روشن کی آب و تاب
جس طرح عکس آئینہ میں جام میں گلاب
پھولا ہوا فصاحت الفاظ کا جہن

میر انیس نے اس مرثیہ میں بیس سے زیادہ قرآنی آیات کے حصے یا مرکب الفاظ یا عربی تلمیحات اس خوبی سے استعمال کئے ہیں کہ ان میں کسی قسم کی اجنبیت یا غیر مانوسی ظاہر نہیں ہوتی، بلکہ یہ انگلی پر گیند کی طرح درخشاں اور خوب صورت نظر آتے ہیں۔ حسب ذیل الفاظ کو مرثیے کے مصرعوں میں دیکھئے اور میر انیس کے فن کے کمال کی داد دیجئے۔

صف میں ہوا جو نعرہ ”قد قامت الصلوٰۃ“
”بسم اللہ“ آگے جیسے ہو یوں تھے شہ حجاز
”یا جی یا قدیر“ کی تھی ہر طرف پکار
”سبحان ربنا“ کی صدا تھی علی العموم
”ہا کہ“ انصح الفصحی“ ہے انہیں کا جد
دنیا سے اٹھ گیا وہ ”قیام“ اور وہ ”قعود“
ان کے لئے تھی بندگی ”واجب الوجود“
خم گردنیں تھیں سب کی ”خضوع و خشوع“ میں
کچھ گل فقط نہ کرتے تھے ربِ علا کی ”حمد“
بیت العتیق، دین کا مدینہ، جہاں کی جاں

سب آیتیں تھیں مصحف ناطق کے نور کی
 ”روح القدس“ کی طرح دعائیں تھیں عرش پر
 جلوہ تھا تابہ ”عرش معلیٰ“ حسین کا
 مصحف کی لوح تھی کہ مصلیٰ حسین کا

میر انیس الفاظ کے بادشاہ تھے۔ منظر کشی جب خود منظر بن جائے تو اُسے ”مرقع کشی“ کہتے ہیں۔ انیس الفاظ کے ذریعے سبہ بُعدی (Three dimensional) کیفیت پیدا کرتے تھے۔ چنانچہ سننے والے کو منظر دکھائی دینے لگتا۔ خود فرماتے ہیں۔

خون برستا نظر آئے جو دکھاؤں صف جنگ
 دکھلا دوں ہر ورق میں، مرقع لڑائی کا
 مصرعہ ہر اک دکھائی برش ذوالفقار کی
 قلم فکر سے کھینچوں جو کسی بزم کا رنگ
 شمع تصویر پہ گرنے لگیں آ آ کے پتنگ
 رزم ایسی ہو کہ دل سب کے پھڑک جائیں ابھی
 بجلیاں تیغوں کی آنکھوں میں چمک جائیں ابھی
 وہ مرقع ہو کہ دیکھیں اسے گراہل شعور
 ہر ورق پہ کہیں سایا نظر آئے کہیں نور

میر انیس دشت و در، سبزہ و صحرا، چشمہ و دریا، ریگستان و نخلستان وغیرہ ہر جگہ کی نسبت سے وہاں کی آب و ہوا، چرند پرند اور جانوروں کا ذکر کرتے ہیں۔ میر صاحب کی منظر کشی کی باریک بینی انہیں دوسرے شعرا سے جدا کرتی ہے۔ اس ایک مریضے میں میر انیس نے پچیس سے زیادہ قسم کے جانوروں کا ذکر کیا ہے ہے جن کے نام یہ ہیں۔ شیر۔ دراج۔ کبک۔ تیبو۔ طاؤس۔ مرغان۔ قمریوں۔ کوکو۔ ساہی، چیونٹی۔ ہرن۔ پروانہ۔ مچھلیوں۔ سمندر۔ چیتے۔ نہنگ۔ اونٹ۔ گھوڑے۔ عقاب۔ بلبل، گرگ۔ گاؤ۔ اژدر۔ شاہین اور سمیرغ وغیرہ

خاص بات یہ ہے صرف ان جانوروں کے نام بحر اور وزن کی نسبت یا بھرتی کے لئے نہیں پختے بلکہ ان سے مربوط خصوصیات کو مضمون شعر سے ایسا ربط دیا کہ اس میں نئی کیفیت پیدا ہو گئی۔ اسی کو قادر لکھامی اور معجز بیانی کہتے ہیں۔ اس

مرثیہ سے ہم نمونہ کے طور پر چند مثالیں پیش کرتے ہیں۔ حضرت علی اکبر کی اذان کے بارے میں فرماتے ہیں ۔
 شے صدا میں بگھڑیاں جیسے پھول میں ”بلبل“ چمک رہا ہے ریاض رسولؐ میں
 قمریوں کا ہجوم اور کوکو کی بولی کی آواز سے فائدہ اٹھا کر کہتے ہیں ۔

وہ قمریوں کا چار طرف سرو کے ہجوم
 ”کوکو“ کا شور نالہ ”حق سرہ“ کی دھوم

مچھلیوں کو اس لئے انتخاب کیا کہ ان کے بدن کے پولکوں پر ذرہ کا گمان ہوتا ہے۔ امام حسینؑ کی تلوار کے خوف
 سے مچھلیوں نے بھی جسم پر ذرہ بہن رکھی تھی۔ نہنگ (Whale) جو سمندر کی تہہ میں زندگی کرتے ہیں وہ بھی آپ
 کی تلوار کے خوف سے چھپ گئے تھے۔

ہر چند مچھلیاں تھیں ذرہ پوش سر بسر منہ کھولے جھپتی پھرتی تھیں لیکن ادھر ادھر
 تھے تہہ نشین نہنگ مگر آب تھے جگر

سب جانتے ہیں کہ بھوکا شیر اپنے شکار پر کس طرح حملہ آور ہوتا ہے۔ چناں چہ حضرت علی اکبرؑ کے حملے کو اس
 تشبیہ دینے کے لئے ”شیر“ کا انتخاب کیا

آفت تھی حرب و ضرب علی اکبر دلیر

غصے میں جھپنے صید پہ جیسے گرسنہ شیر

یا اس شعر سے بھی لطف اندوز ہو جائیے ۔

چیونٹی بھی ہاتھ اٹھا کے یہ کہتی تھی بار بار

اے دانہ کش ضعیفوں کے رازق ترے ثار

شعر میں حسن ادا کی جدت ملاحظہ ہو۔ جہاں وقت سحر ہر چیز خدا میں مصروف ہے وہاں چیونٹی بھی دعا میں
 محو نظر آتی ہے۔ چیونٹی کو روز سبھی لوگ دیکھتے ہیں۔ یہ اتنی حقیر شے ہے کہ سیکڑوں کی تعداد میں روز پامال ہوتی جاتی
 ہے۔ لیکن باوجود حقیر ہونے کے انیس کے یہاں اس کی بھی وقعت ہے۔ ذرا اس Observation کی وسعت کو
 دیکھئے کہ ہم لوگ اکثر و بیشتر چیونٹیوں کو پچھلے پاؤں قائم رکھتے ہوئے اور اگلے پاؤں اٹھاتے ہوئے کسی دانے کو
 لے جاتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ لیکن یہ کبھی ذہن میں نہ آیا ہوگا کہ اس انداز کا استعمال ایسی شان و شوکت اور
 دلاویزی سے کیا جاسکتا ہے۔ ایک اور جگہ چیونٹی کو ذی حیات سمجھ کر فرماتے ہیں ۔

کسی کا دل نہ کیا ہم نے پامال کبھی
چلے جو راہ تو چوٹی کو بھی بچا کے چلے
اوپر کے بند (چوٹی بھی.....) کی ٹیپ بھی لا جواب ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ گویا انیس ایک ماہر حیوانات یعنی
Zoologist بھی تھے۔ ملاحظہ ہو۔

طاہر ہوا میں محو ہرن سبزہ زار میں
جنگل کے شیر ہونک رہے تھے کچھار میں
پرندوں کے ماہروں نے شاہین (عقاب) کے حملہ پر تفصیل سے گفتگو کر کے اس کے بجلی کی طرح کے حملے کی
رفتار اتنی تو بے میل فی گھنٹہ بتائی ہے۔ مرثیہ کے ذیل کے شعر میں امام حسینؑ کا تیز رفتاری سے دشمن کی فوج پر حملہ
کرنا اس سے بہتر انداز میں نظم نہیں کیا جاسکتا۔

آئے حسین یوں کہ عقاب آئے جس طرح آہو یہ شیر شرزہ غاب آئے جس طرح
کبک کی چال دل فریب ہے اور یہ جھومتا ہوا سینہ تان کر چلتا ہے۔ اسی لئے امام مظلوم کے گھوڑے کی شان
جس میں چال اور رفتار کو بڑی اہمیت حاصل ہے انیس نے کبک کو اسی لئے انتخاب کیا۔

ع سارا چلن خرام میں کبک دری کا ہے
انیس کا کمال تشبیہات کے میدان میں خاص طور سے نمایاں ہے جس کو ہم تشبیہات کے ذیل میں بیان کریں
گے۔ یہاں تو صرف یہ بتانا چاہتے ہیں کہ مشابہت کے لئے جو چیزیں انیس ڈھونڈ کر لاتے ہیں ان کی تعریف نہیں
کی جاسکتی۔ امام حسینؑ پر اتنے تیر لگے تھے کہ تمام جسم مبارک تیروں سے بھر پور تھا۔ ایسے موقع پر انیس کا کمال یہ
ہے کہ اس عظیم ہستی کی تصویر کشی میں ایک ایسے حقیر حیوان کو سامنے لاتے ہیں کہ اس کی طرح کا کوئی دوسرا حیوان
موجود نہیں۔ اس طرح تشبیہ سے مضمون پورا ہو جاتا ہے۔

یوں تھے خدنگ ظل الہی کے جسم پر جس طرح خار ہوتے ہیں ساہی کے جسم پر
یہاں یہ بات بھی خارج از محل نہیں کہ ایک اور موقع پر اسی حالت کو میر صاحب نے آفتاب اور کرنوں سے
تشبیہ دی لیکن یہ شعر اوپر بیان کئے گئے شعر کی کیفیت کا حامل نہیں۔

یوں برچھیاں تھیں چار طرف اس جناب کے
جیسے کرن نکلتی ہے گرو آفتاب کے

اُردو شاعری میں رزم نگاری کے میدان کے شہسوار میر انیس ہی ہیں۔ کچھ شعرا نے میر انیس کے بعد ان ہی کے کلام سے فائدہ اٹھا کر کامیاب تجربات کئے۔ لیکن پھر بھی میر انیس کے کینوس (Canvass) سے باہر نکل نہ سکے۔ ویسے بھی ہم نقل کو اصل سے مقایسہ کرنے کے قائل نہیں۔ میر انیس نے فارسی رزمیات تفصیل سے دیکھی تھیں۔ مقانیہ شاہ نامہ فردوسی کا مطالعہ ان کا محبوب مشغلہ تھا۔ فنون سپاہ گری سے واقف تھے خود بھی کچھ فنون سیکھے تھے۔ رزم نگاری میں یوں تو کئی درجن لوازمات، ہتھیار، ملبوسات اور حیوانات نظر آتے ہیں۔ لیکن ہم نے اختصار کی خاطر اس مرثیہ میں گھوڑوں کے نام، تیرکمان کے لوازمات، جنگ کے آلات اور اس کے مربوط سروسامان کے ناموں کو پیش کر کے یہ بتانے کی کوشش کی ہے کہ اگر میر انیس کو لفظوں کا شہنشاہ نہ کہیں تو پھر کسے کہیں؟

اس مرثیہ میں گھوڑے کے بیان میں صرف دو تین بند ہیں۔ لیکن ان ہی آٹھ نو اشعار میں دس سے زیادہ گھوڑے کے لئے نام انتخاب کئے۔ جیسے براق، فرس، دلدل، اسپ، توسن، ذوالجناح البلق، راہوار، سرنگ، گھوڑا اور ہرنے وغیرہ۔ جس مصرعہ میں رفتار دکھانا مقصود تھا تو اُسے براق کہہ دیا۔

ع۔ اُترا ہے پھر زمیں پہ براق آسمان سے

جہاں عظمت اور نسب دکھانا تھا دلدل اور ذوالجناح کہہ دیا۔

ع۔ تصویر ذوالجناح پہ تھی بوترا ب کی

ع۔ خوش خوتھا، خانہ زاد تھا دلدل نژاد تھا

جیسا کہ ہم ذکر کر چکے ہیں میر صاحب نے بحر اور وزن کی خاطر الفاظ اشعار میں نہیں رکھے وہ تو ایک ادنیٰ شاعر کا کلام ہے بلکہ وہ ہر لفظ کے باریک باریک فرق سے بخوبی واقف تھے۔

ذیل کے شعر میں حرف ”ز“ کی تکرار ہے۔ اگر اس مصرعہ ثانی میں ”گھوڑے“ کی جگہ انیس ”توسن“ یا ”فرس“ رکھ دیتے تو مضمون اور وزن میں فرق نہ ہوتا مگر شعر کی تمام شعریت ختم ہو جاتی۔ اس شعر کو ”گھوڑے“ کے لفظ کی جگہ ”توسن“ یا ”فرس“ رکھ کر پڑھئے اور خود فیصلہ کیجئے۔

دھالیں لڑیں سپاہ کی یا ابر گڑ گڑائے

غصے میں آکے ”گھوڑے“ نے بھی دانت کڑ کڑائے

اس لئے تو انیس نے کہا تھا۔

ع۔ اے حسن بیان خوبی گفتار دکھا دے

ع۔ اک پھول کا مضمون ہو تو سورنگ سے باندھوں

ع۔ ہر سخن موقع و ہر نکتہ مقامے دارد

اُردو، فارسی اور عربی میں گھوڑوں کے اسم عام کے ساتھ ساتھ ان کے اسم خاص بھی بیان کئے جو تلمیحات کے ذیل میں ایک ایک لفظ کے اندر پوری داستان کو سمیٹے ہوئے ہیں۔ جیسے ابلق، ذوالجناح، براق، دلدل وغیرہ جس کے استعمال سے میرا نیس ایک لفظ سے پوری داستان کی تشریح کر دیتے تھے۔ اسی لئے خود فرماتے ہیں ۔

ایک قطرے کو جودوں ببط تو قلزم کردوں

ماہ کو مہر کروں ذرہ کو انجم کردوں

اس مرثیہ میں صرف تیر کمان اور اس کے جزئیات کے لئے سترہ سے زیادہ الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔

تیر۔ ترکش (تیر رکھنے کا خول) برچھی۔ سنان (تیر کی نوک) سوفار (تیر کی چنگلی)

زہ (کمان کا چلہ) گوشہ (کمان کا سرا) زہ گیر (کمان کی زہ کو کھینچنے کا جھلہ) چلے۔ ترنگ

(تیر کے چھوٹے کی آواز) خدنگ (چھوٹا تیر) پیکان (تیر کی انی) سیسر (کمان کا فیہ یعنی زہ)

سری (تیر کا گز) ناوک (تیر) تین بھال (تین شاخوں والا تیر)

اس شعر میں ”برچھی کے پھل“ اور ”تیر اور تن“ سے جو موقع کشی کی ہے اس کی داد دئے بغیر کوئی ارباب فن نہیں رہ سکتا ۔

اٹھ بیٹھے جب تو زخموں سے برچھی کے پھل گرے

تیر اور تن میں گڑ گئے جب منہ کے پھل گرے

خدنگ باریک اور چھوٹے تیر کو کہتے ہیں۔ جس کو ساہی کے کانٹوں سے تشبیہ دی گئی ہے۔

یوں تھے خدنگ ظل الہی کے جسم پر

جس طرح خار ہوتے ہیں ساہی کے جسم پر

دشمن پر امان کی تلوار سے جو اثر ہوا اُس کا نقشہ اس شعر میں دیکھئے۔ یہاں پانچ الفاظ یعنی تیر۔ گوشہ۔ کماں۔

پیکان اور خدنگ استعمال ہوئے ہیں اور تیر جو خود میں پیوست تھے کئے، کمان کے کٹنے کی وجہ گوشے نہ رہے اور

خدنگ کے کٹنے سے اس کی نوک پیکان نہ رہی ۔

وہ تیر کٹ گئے جو در آتے تھے سنگ میں

گوشے نہ تھے کہاں میں نہ پیکاں خدنگ میں
سوفار یعنی تیر کی چٹکی ”۷“ کی طرح ہوتی ہے۔ میر صاحب فرماتے ہیں۔

ع سوفار کھول دیتے تھے منہ سہم سہم کے

اس مرثیے میں جنگی لوازمات کے ناموں کی تعداد پچاس سے زیادہ ہے۔ قاری تقریباً تمام لوازم حرب سے آگاہ ہو جاتا ہے۔ لشکر کے ساتھ صفوں، سپاہ، پروں، فوج، قلب، جناح، میمنہ، میسرہ، منجر پیک، عس، پہلوان، کارزار، جنگ، ظفر، شکست وغیرہ۔ ہتھیاروں میں تلوار، نیزہ، شمشیر، سپر ڈھال، زرہ، جوشن، تیر، خود کلغی، دستانے، تیغ، چھری، ترکش، نیچے، کانچی، آہن سنگ۔ گرز، خنجر وغیرہ قابل ذکر ہیں۔
ان مصرعوں میں زور بیان اور لفظوں کی گرج اور ذوالفقار کی برش دیکھئے۔

ع. قلب و جناح و میمنہ و میسرہ تباہ

ع. جہاں زمیں صفیں تہ و بالا پرا تباہ

ع. صف پر صفیں پروں پہ پرے پیش و پس گرے

ع. منجر پہ پیک پیک پہ مرکز عس گرے

اس مرثیے میں پرچم کے لئے علم، پھریرے، رایت، نشان، پنجا اور جھنڈا وغیرہ کے نام ملتے ہیں۔ چونکہ مرثیے میں علم حاصل کرنے کے لئے حضرت عون و محمد کے مکالمات پیش کئے ہیں اس لئے علم کی بلندی اس کی چمک، اس کے پھریرے کی دمک اور اس کی عظمت کو ظاہر کیا ہے۔

ع. رایت بڑھا کہ سردر یا ضارم بڑھا (علم کی بلندی اور اہمیت)

ع. پنجا ادھر چمکتا تھا اور آفتاب ادھر (چمک اور عظمت)

ع. اس کی ضیاء تھی خاک پہ، ضو اس کی عرش پر

ع. زرریزی علم پہ بھرتی نہ تھی نظر (پھریرے کی چمک دمک)

امام کے دشمنوں کے جھنڈوں کو یوں نظم کیا۔

کالے نشاں سپاہ سیہ رو میں کھل گئے

یقیناً اگر مرثیہ میں رزم نگاری نہ ہوتی تو اردو شاعری میں یہ کمی کیسے پوری ہوتی۔ میر انیس حقیقت میں رزم

نگاری کے عظیم شاعر ہیں۔

اس ایک مرثیہ میں جو اعداد ہندسہ استعمال ہوئے ہیں اُس کی گنتی اس طرح ہے۔ ایک۔ دو۔ تین۔ چار۔ پانچ۔ چھ۔ سات۔ آٹھ۔ نو۔ دس، بارہ، اٹھارہ۔ انیس۔ سو، ہزار۔ ہزاروں۔ لاکھ اور لاکھوں وغیرہ۔ میر انیس نے اس مرثیہ میں جن رنگوں کا ذکر کیا ہے اور جن سے ان کے اشعار رنگین ہیں وہ سفید، سرخ، سیاہ، سونلا، سبز، اودا، زرد، لال، کبود، زنگارگوں (نیلا) اور سبکین (چاندی کا رنگ) ہیں۔

اس مرثیے میں خوشبوؤں میں مشک، زباد، عطر، عود، عنبر اور سن بُو کے نام ملتے ہیں۔ ایک ہی مصرعہ میں تین قسم کی خوشبوئیں اس طرح استعمال کی ہیں۔

ع مشک و زباد و عطر میں کپڑے بے ہوئے

مرثیے کے چہرے میں صبح کی دلکشی کو بڑے ہی موثر انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ اس میں پنچالیس (45) سے زیادہ عنوانات سے وادی منیو اساس کو مزین کیا گیا ہے۔ جیسے سبزہ۔ درخت۔ پھول۔ برگ گل۔ سبد گل۔ گل۔ گلشن۔ گلاب۔ گل آفتاب۔ کاٹنا۔ فنجی۔ پتھری باغ۔ بہار۔ نسیم نخیل۔ بلبل۔ شاکوں۔ خوشبو۔ کلی۔ پتے۔ ثمر۔ شجر۔ مہک، خار۔ چمن۔ چنار۔ سبزہ زار۔ شبنم اور ہمارے الفاظ اس طریقہ سے استعمال کئے گئے ہیں کہ بقول شبلی اگر ”اوس“ کی جگہ شبنم اور صحرا کی جگہ جنگل رکھ دیا جائے تو شعر کا کمال ختم ہو جاتا ہے۔ جو لفظ جہاں رکھ دیا بس وہی اس کا موزوں مقام ہے اور یہ تمام کام ملک سخن کے بے تاج بادشاہ انیس نے بڑے نظم و نسق کے ذریعہ کیا ہے میر صاحب فرماتے ہیں ع ”ہر جا ہے ملک نظم میں نظم و نسق مرا“

صرف اس ایک مرثیے میں آسمان یا فلک کے مضمون کو چند جگہ باندھتے ہوئے کہیں گردوں۔ آسمان، سپہر بریں۔ آسمان دہم، چرخ، عرش، گنبد دوار، چرخ ایثر۔ فیاے لا جور داور کرۂ زمہرے جیسے تازہ اور شگفتہ الفاظ رقم کرتے ہیں۔ علمائے ادب کا خیال بہت درست ہے کہ ہزاروں جدید الفاظ یا نئی ترکیبات کے ساتھ ساتھ پرانے ذخائر کا استعمال میر انیس کے مرثیوں کی وجہ سے اردو ادب میں رواج پایا۔

سبک ہو چلی تھی ترازدے شعر
مگر ہم نے پلہ گراں کر دیا

میر انیس نے سچے اور باوقار الفاظ استعمال کر کے امام حسین اور ان کے رفیقوں کی سیرتوں میں اخلاق حسنہ کی انتہا ان کے اعمال و افعال کے ذریعہ سے دکھائی ہے۔ اس کی وجہ سے وہ حسن اخلاق کے محض خیالی معیار ہو کر نہیں

رہ گئے بلکہ لوگوں کے لئے قابل تقلید نمونے بن گئے۔ اس مرثیے میں امام حسین کے انصار اور اصحاب کے انسانی کردار اور اخلاقی صفات کو سات بندوں یعنی 21 (اکیس) اشعار میں بیان کیا گیا ہے جس سے قارئین اور سامعین کے دلوں میں ان کی عظمت اور ان سے محبت اور ہمدردی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ یہاں سترہ اشعار میں 49 اوصاف حمیدہ کو جمع کیا ہے جن میں تکرار اور تاقص نہیں بلکہ یہ ایک ایسا اخلاق و کردار کا گلدستہ معلوم ہوتا ہے کہ ان انسانوں پر فرشتوں کا گماں ہوتا ہے۔

ع حوروں کا قول تھا یہ ملک ہیں بشر نہیں

نماز گزار۔ وحید عصر۔ شہید۔ سرخ رو۔ خدا شناس۔ بے ہراس، حمد الہی۔ پر نور خوف و ہراس اور کدورت سے دور۔ فیاض۔ حق شناس۔ اولوالعزم۔ ذی شعور۔ کوش فکر۔ بذلہ سنج۔ ہنر پرور۔ غیور۔ حسن صوت۔ ساونت۔ بردبار۔ فلک مرتبت۔ دلیر۔ عالی منہن سلیمان۔ شیر۔ نیت سیر۔ دریادل۔ دہن کتاب بلاغت۔ زبان شہد فصاحت۔ ہنس مکھ شگفتہ رو۔ پرہیزگار۔ زاہد۔ ابرار۔ نیک خو۔ خاکسار وغیرہ

مرثیہ کی لسانی اہمیت کا تعین کرتے وقت یہ بھی ضروری ہے کہ اس کے تخلیقی سرمائے میں استفادہ شدہ ذخیرۃ الفاظ اور اسالیب بیان کا احتساب کیا جائے جس سے زبان کی قوت اظہار میں اضافہ ہوا ہے۔ مرثیہ کثیر الابعاد (Multidimensional style) ہونے کی وجہ سے اس میں لسانی اقدار کی بے پناہ قوت پیدا ہو گئی ہے۔

”سب ہیں وحید عصر یہ غل چار سو اٹھے

دنیا سے جو شہید اٹھے سرخ رو اٹھے“

یہ سن کے بستروں سے اٹھے وہ خدا شناس ایک اک نے زیب جسم کیا فاخرہ لباس

شانے محاسنون میں کیے سب نے بے ہراس باندھے عمامے، آئے امام زماں کے پاس

رنگین عبائیں دوش پہ، مکریم کسے ہوئے

مشک و زباد و عطر میں کپڑے بے ہوئے

انہی نے ان بندوں میں جو امام کے اصحاب، انصار اور رشتہ دار تھے حسن اخلاق اور حسن سیرت کو آشکار کیا ہے۔ فرماتے ہیں۔

سو کھے لبوں پہ حمد الہی، رُخوں پہ نور خوف و ہراس و رنج و کدورت دلوں سے دور

فیاض، حق شناس ، اولوالعزم، ذی شعور خوش فکر و بذلہ سنج و ہنر پرور و غیور
 کانوں کو حسن صوت سے حظ بر ملا ملے
 باتوں میں وہ نمک کہ دلوں کو مزا ملے
 ساونت ، بردبار ، فلک مرتبت ، دلیر عالی منش، سہا میں سلیمیاں ، وعا میں شیر
 گردانِ دہر اُن کی زبردستیوں سے زیر فاقوں میں دل بھی، چشم بھی اور نیتیں بھی سیر
 دنیا کو بیچ و پوچ سراپا سمجھتے تھے
 دریا دلی سے بحر کو قطرہ سمجھتے تھے
 تقریر میں وہ رمز و کنایہ، کہ لا جواب نکتہ بھی منہ سے گر کوئی نکلا، تو انتخاب
 گویا دہن کتابِ بلاغت کا ایک باب سوکھی زبانیں شہد فصاحت سے کام یاب
 لہجوں پہ شاعرانِ عرب تھے مرے ہوئے
 پستے لبوں کے وہ، جو نمک سے بھرے ہوئے!
 لب پر ہنسی، گلوں سے زیادہ شگفتہ رو پیدائشوں سے پیرہن یوسفی کی بو
 پرہیز گار و زاہد و ابرار و نیک خُو غلاماں کے دل میں جن کی غلامی کی آرزو
 پتھر میں ایسے لعل ، صدف میں گہر نہیں
 حوروں کا قول تھا ”یہ ملک ہیں، بشر نہیں“
 امام حسین کے اصحاب انصار اور عزیزوں کو صبح عاشور نماز فجر بجالانے کے لئے تیمم کرنا پڑا کیوں کہ تین دن سے
 خیموں میں پانی کا قطرہ بھی موجود نہ تھا۔ میرا نیس ان چہروں کو نورانی دکھانا چاہتے ہیں لیکن مشکل یہ ہے کہ چہرے
 خاک آلودہ ہیں۔ دیکھئے انیس نے اپنی معجز بیانی اور لسانی مہارت سے خاک آلود چہروں کو کس طرح تابناک بنا دیا۔
 پانی نہ تھا، وضو جو کریں وہ فلک جناب پرتھی رخنوں پہ خاک تیمم سے طرفہ آب
 باریک ابر میں نظر آتے تھے آفتاب ہوتے ہیں خاکسار غلام ابو تراب

مہتاب سے رخوں کی صفا اور ہو گئی!

مٹی سے آئینوں پہ جلا اور ہو گئی!

شخصیات کے نام، القاب اور کنیت۔ اس 196 بند کے مرثیہ میں امام حسین کا نام،

القاب اور کنیت وغیرہ 143 سے زیادہ بار استعمال ہوئے ہیں۔ حسین 31 بار اور شیرز صرف چار بار نظر آتا ہے۔ اس کے علاوہ چونٹھ سے زیادہ القاب اور کنیت سے امام حسین کو خطاب کر کے یا امام کا تعارف کر کے انیس اپنے ممدوح کی فضیلت اور اپنی قادر الکلامی کا ثبوت دیتے ہیں۔ امام زماں۔ شاہ گردوں رکاب۔ زہرا کا لال۔ فلک جناب۔ شاہ کیوان جناب۔ شاہ زماں۔ شاہ انس و جاں۔ شاہ حجاز۔ شاہ کائنات۔ شاہ سرفراز۔ شاہ فلک سریہ۔ سرور زماں۔ آسمان سریہ۔ خلق کے امیر۔ امام فلک وقار۔ شاہ بحر و بر۔ خیر النساء کا لال۔ سید۔ شاہ آسمان جناب۔ کیواں جناب، شاہ دیں۔ شاہ زمن۔ شاہ۔ امام فلک بارگاہ۔ عز و جاہ۔ شاہ دیں۔ زہرا کا لال۔ بندہ خدا۔ سرور قدسی خصال۔ آقائے خاص و عام۔ امام۔ شاہ ام۔ بیٹائی۔ شاہ فلک اساس۔ شاہ انس و جاں۔ شہنشاہ خوش خصال۔ مشکل کشا کلال۔ شاہ آسمان حشم۔ سردار خاص و عام، شاہ آسمان مقام۔ شاہ غیور۔ دین پناہ۔ شاہ عرش بارگاہ۔ مولا۔ آقا۔ ابن فاطمہ۔ حضرت، دو عالم کا بادشاہ۔ شاہ آسمان سریہ۔ فرزند فاطمہ۔ آسمان جناب۔ ابن بوتراٹ۔ خلف بوتراٹ۔ شاہ نام دار۔ ظل الہی۔ نبی کا نواسہ۔ نور چشم علی۔ اسد حق کا یادگار۔ شاہ حجاز وغیرہ۔

حضرت محمد کا نام لقب یا کنیت 36 بار نظر آتا ہے جو محمد، رسول، رسالت پناہ، امیر عرب، پیغمبر زماں، پیغمبر انام اور نبی پر مشتمل ہے۔

حضرت علی کا نام لقب یا کنیت 49 بار نظر آتا ہے جو علی۔ حیدر۔ بوتراٹ۔ شیر کردگار، علی ولی۔ شیر رب۔ جناب امیر۔ صفدر۔ خدا کے ولی۔ اسد ذوالجلال۔ مرتضیٰ۔ سردار حق شناس۔ اسد کردگار۔ مشکل کشا۔ شاہ لافٹی اور اسد حق کی تکرار میں نظر آتا ہے۔

اس کے علاوہ اس ایک مرثیے میں حضرت زینب کا نام 21 بار۔ حضرت فاطمہ 17 بار۔ حضرت علی اکبر 13 بار۔ حضرت عباس 12 بار۔ حضرت سکینہ، حضرت بانو پانچ پانچ بار۔ حضرت جعفر طیار چار بار۔ حضرت علی اصغر تین بار۔ روح الامین تین بار۔ امام حسن، امام باقر، حضرت قاسم، حضرت یوسف دو دو بار۔ حضرت خلیل حضرت سلیمان، حضرت یعقوب، حضرت داؤد کے علاوہ حضرت عقیل، حضرت مسلم، مالک اشتر، شہزادی کلثوم، ام البنین اور فطہ کے نام ایک ایک بار اس مرثیے میں لئے گئے ہیں۔ اس طرح کل 344 بار امام مظلوم حسین اور

آپ کے خاندان، اصحاب اور پیغمبر اسلام کے نام، القاب اور کنیتیں اس مرثیہ میں ملتی ہیں۔ چونکہ مرثیہ میں واقع نگاری میں مقابل کا بھی ذکر ضروری ہوتا ہے اس لئے دشمنان اور ظالمان میں سات نام نظر آتے ہیں جن میں مرحب، عنتر، ازرق شامی، بن کابل، پسر سعد، اعمور سلمیٰ اور ابن انس شامل ہیں۔

مرثیہ کا خاکہ۔ میر انیس ہر مرثیہ کا خاکہ پہلے ہی درست کر لیتے اور اس کے مطابق مرثیہ نگاری کرتے تھے۔ ہر مرثیہ میں عموماً تمام اجزائے ترکیبی یعنی چہرا، ماجرا، سراپا، رخصت، آمد، رجز، جنگ، شہادت اور بین شامل رہتے۔ اگرچہ ان اجزاء کو بعض مرثیوں میں مختصر کر دیتے اور بعض میں طول دیتے۔ چنانچہ اس مرثیہ میں حضرت علی اکبرؑ کی رخصت صرف ڈیڑھ بند میں لکھی۔ جب کہ مرثیہ ”کیا غازیان فوج خدا کام کر گئے“ میں اس شہزادہ کی رخصت ساٹھ بندوں میں لکھی۔ ڈاکٹر اعجاز حسین ”انیس کی زبان اور انتخاب الفاظ“ میں لکھتے ہیں: خاندانی روایات اور احتیاط کے تحت میر انیس کا خاندان زیادہ تر دہلی اسکول کا پابند تھا۔ مگر رہتے سہتے لکھنؤ اسکول کی بھی خاص خاص لسانی خوبیوں کو اپنانے کی کوشش کر رہا تھا۔ اس لحاظ سے انیس کے خاندان کی زبان مخصوص تھی، جس میں دلی کی سادگی اور پھر لکھنؤ کی صفائی و روانی کا امتزاج پیدا ہو گیا تھا۔ اس طرح زبان کا ایک ایسا نمونہ تیار ہو گیا تھا جو نہ کلینٹا دہلوی نہ خالصاً لکھنؤی تھا بلکہ دونوں اسکولوں کا مذاقی نچوڑ۔ اسی لئے انیس کبھی کبھی کہہ دیتے۔ صاحبو! یہ میرے گھر کی زبان ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ میر انیس کے خاندان نے اس سرمایہ میں اضافہ بھی کیا۔ کہا جاتا ہے کہ دور جدید سے پہلے جتنے الفاظ میر انیس نے اردو میں استعمال کئے کسی اور شاعر نے نہیں کئے۔ کیوں کہ موضوع بھی نسبتاً وسیع تر تھا اور ایسے مناظر و مواقع بھی آتے رہتے تھے جو عموماً دوسرے شاعروں کو پیش نہیں آتے تھے اس لئے ان کو الفاظ بھی نئے اور زیادہ کام میں لانے پڑتے تھے لیکن یہ کارنامہ کوئی بڑا کارنامہ نہ ہوتا اگر انیس بے کارو بے محل الفاظ کو جا بجا صرف کرتے۔ خوبی تو یہی ہے کہ انہوں نے حشو و زائد اور فضول الفاظ سے اتنا اجتناب کیا ہے کہ بعض وقت خیال ہوتا ہے کہ جیسے جیسے وہ الفاظ کی کمی محسوس کر رہے ہیں ان کا کلام تمام تر بھرتی کے الفاظ سے پاک ہے۔ فرماتے ہیں۔

بے جا نہیں مدح شہ میں غزا میرا

بھرتی سے کلام ہے معزا میرا

یہ سب تو تھا کہ الفاظ کا ذخیرہ میر انیس کے پاس عمدہ اور کثیر تھا۔ مگر محض اچھے الفاظ کا یکجا کر لینا کسی شاعر کو ممتاز شعرا کی صف میں نہیں لاسکتا جب تک اس کو استعمال پر وہ قابو نہ ہو جو ایک اعلیٰ پایہ کے مصور کو موقلم پر ہونا

چاہے۔ جب تک وہ کسی حیثیت کا مالک نہیں سمجھا جاسکتا۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو اوروں کو جانے دیجئے میرا نہیں کے خاندان ہی میں ان کے دوش بدوش ان کے باپ اور دوسرے بھائی بھی بیک وقت مرے کہہ رہے تھے۔ وہ بھی خدائے سخن سمجھے جاتے مگر ایسا نہیں ہوا۔ انیس موقع محل کے لحاظ سے ایسے الفاظ چن کر لاتے تھے جو پورے ماحول کے ترجمان ہو جائیں۔ اس نزاکت کو رو بہ کار لانے میں انیس نہ یہ دیکھتے تھے کہ دہلی اسکول اب اس کو ترک کر چکا ہے یا لکھنؤ اسکول کے اصول کے لحاظ سے اس لفظ یا محاورہ کا استعمال نامناسب ہوگا یا یہ لفظ ہندی کا ہے۔ اس کے مترادف عربی و فارسی کے الفاظ سامنے موجود ہیں۔ وہ صرف اس کو دیکھتے تھے کہ مفہوم کا زیادہ سے زیادہ ترجمان کون لفظ ہو سکتا ہے۔ کسی محاورہ یا لفظ سے مخصوص معانی کا پورا نقشہ نظروں کے سامنے آ سکتا ہے۔ یہ وہ جو ہر تھا جو صرف ایک بڑے شاعر کو نصیب ہو سکتا ہے۔ یہی وہ نازک پہلو ہے جو انیس کو دنیا کے بڑے فن کاروں میں جگہ دلانے کا سردار بناتا ہے۔

اس مرثیے کے خابے کا خلاصہ کچھ اس طرح ہے:

- 1۔ بند 1 سے 3 صبح عاشور امام حسین کا خطاب
- 2۔ بند 4 سے 9 اوصاف اصحاب امام
- 3۔ بند 10 امام کے اہلبیت
- 4۔ بند 11 سے 17 صبح کا منظر
- 5۔ بند 18 سے 21 امام کے خیمے اور دشت کا منظر
- 6۔ بند 22 سے 26 نماز سحر کی تیاری اور علی اکبر کی اذان
- 7۔ بند 27 سے 35 نماز گزاری
- 8۔ بند 36 سے 39 آغاز جنگ اور تاکید امام
- 9۔ بند 40 سے 42 جنگ کی تیاری
- 10۔ بند 43 سے 53 امام کا جنگی لوازمات اور ہتھیار سے آراستہ ہونا
- 11۔ بند 54 سے 71 عون و محمد کا علم کا طلب گار ہونا
- 12۔ بند 72 سے 76 حضرت عباس کا علمدار ہونا۔

- 13۔ بند 77 سے 78 حضرت عباسؓ کے تاثرات 3 بند
- 14۔ بند 79 سے 81 زوجہ حضرت عباسؓ کے تاثرات 3 بند
- 15۔ بند 82 سے 84 حضرت سکینہؓ سے گفتگو 3 بند
- 16۔ بند 85 سے 86 حضرت عباسؓ کا علم لے کر برآمد ہونا 2 بند
- 17۔ بند 88 سپاہ حسینیؑ کا آراستہ ہونا ایک بند
- 18۔ بند 89 سے 91 گھوڑے کی تعریف 3 بند
- 19۔ بند 92 علم کی تعریف ایک بند
- 20۔ بند 93 سے 95 ہاشمی جوانوں اور نو جوانوں کی تعریف 4 بند
- 21۔ بند 97 شروع جنگ رفیقانِ امام ایک بند
- 22۔ بند 98 اقربا اور عزیزوں کی جنگ ایک بند
- 23۔ بند 99 سے 100 جنگ عون و محمدؑ 2 بند
- 24۔ بند 101 جنگ حضرت قاسمؑ ایک بند
- 25۔ بند 102 سے 103 جنگ حضرت عباسؓ ایک بند
- 26۔ بند 104 جنگ حضرت علی اکبرؑ ایک بند
- 27۔ بند 105 سے 108 خاتمہ فوج حسینیؑ 4 بند
- 28۔ بند 109 سے 113 شہادت حضرت علی اصغرؑ 5 بند
- 29۔ بند 114 امام حسینؑ کا لباس اور اسلحہ ایک بند
- 30۔ بند 115 امام حسینؑ کا گھوڑا ایک بند
- 31۔ بند 116 سے 123 گرمی روز عاشور 8 بند
- 32۔ بند 124 سے 126 امام حسینؑ کی پیاس 3 بند
- 33۔ بند 127 سے 129 ابن سعد سے امام کا مقالہ 3 بند
- 34۔ بند 130 سے 131 امام کی جنگ کی تیاری 2 بند
- 35۔ بند 132 رجز امام حسینؑ ایک بند

- 36۔ بند 133 سے 152 امام حسینؑ کی شمشیر، شمشیر زنی، دشمن کی شکست 20 بند
 37۔ بند 153 سے 159 خوف جنگ 7 بند
 38۔ بند 160 سے 176 امام حسینؑ کی جنگ اور متعدد حملے 17 بند
 39۔ بند 177 سے 191 دشمنوں کا حملہ اور قتل امام مظلوم 15 بند
 40۔ بند 192 سے 196 حضرت زینبؑ کا بین 5 بند
 41۔ بند 197 مقطع ایک بند

مرثیہ کا اس طرح سے تجزیہ کر کے ہم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اغلب انیس کے مرثیوں میں یہی طرز بیان نظر آتا ہے۔ یہ طرز میر انیسؒ کا خاص طرز ہے۔ اگرچہ مرثیہ کے ڈھانچے میں چہرا، ماجرا، سراپا، رخصت، آمد، رجز، جنگ، شہادت اور بین اس کے اجزا ہیں لیکن بعض ناقدین نے اسے طرز مرثیہ کہہ کر اس کو میر ضمیر سے منسوب کیا ہے۔

دس میں کہوں سو میں کہوں یہ ورد ہے میرا

جو جو کہے اس طرز میں شاگرد ہے میرا

اگرچہ مرثیہ کے ڈھانچے کو میر ضمیر، میرزا فصیح، میر خلیق اور دلگیر کے زمانے میں تقویت حاصل ہوئی، لیکن ان عظیم مرثیہ گو شعرا سے پہلے بھی ایک حد تک مرثیہ کی ہیئت مقرر ہو چکی تھی۔ میر ضمیر کا طرز سراپا، رزمیہ مضامین اور منظر کشی میں شوکت الفاظ، صنعت گری اور معنی آفرینی کی نمائش ہے جس کے سچے مقلد مرزا دبیر ہیں۔ اپنی طرز بیانی پر انیسؒ کہتے ہیں۔

طرز بیان میں یہ فصاحت جو آئی ہے

اجداد با وقار سے میراث پائی ہے

روز مرہ شرفا کا ہو سلاست ہو وہی لب و لہجہ وہی سارا ہو منانت ہو رہی

سامعین جلد سمجھ لیں جسے صنعت ہو وہی یعنی موقع ہو جہاں جس کی ضرورت ہو وہی

لفظ بھی چست ہوں مضمون بھی عالی ہووے

مرثیہ درد کی باتوں سے نہ خالی ہووے

میر انیسؒ کے خاص طرز کی ایک اہم شناخت مرثیہ میں تسلسل بیان اور مسائل کا ایک دوسرے سے گہرا ربط ہے۔ ڈرامہ کی طرح ایک پلاٹ کے بعد دوسرا پلاٹ ایسا بدلتا ہے کہ اس میں کوئی وقفہ نہیں آتا۔ میر انیسؒ اپنے

سامعین کو ہمیشہ اپنے ساتھ رکھتے ہیں۔ اس طرح کے خاکے کے تجزیے سے اُن ناقدین کے جھوٹ اور مبالغہ آمیز بیانات کی بھی تردید ہوتی ہے جو لوگوں کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ڈاکٹر احسن فاروقی ”اُردو مرثیہ اور میر انیس“ میں لکھتے ہیں ”اگر میر انیس کے مرثیوں میں تلوار اور گھوڑے دونوں کی تعریفیں نکال دی جائیں تو ان کے مرثیوں کی ضخامت آدھی رہ جائے“ اس شاہکار مرثیے کو 588 اشعار میں صرف چار بند گھوڑے کی تعریف اور تقریباً بارہ بند خالص تلوار کی تعریف میں ہیں، یعنی تقریباً 48 اشعار ان موضوعات پر اس مرثیہ میں ملیں گے جو دوسرے مرثیوں کی نسبت زیادہ ہیں اور اس طرح سات فی صد سے بھی کم اشعار ان موضوعات پر ہیں۔ پروفیسر کلیم الدین احمد ”اُردو شاعری“ میں لکھتے ہیں ”سیرت نگاری تو اُردو شعراء میں سراسر مفقود ہے۔ انیس کے مرثیوں میں بھی اس کا وجود نہیں۔ وہ ہر فرد کی شخصیت کو الگ الگ واضح نہیں کرتے۔ سب ایک ہی رنگ میں رنگے ہوئے نظر آتے ہیں۔ ہر فرد میں وہی خوبیاں جو دوسروں میں پائی جاتی ہیں۔“ پروفیسر احتشام حسین اور ڈاکٹر مسیح الزماں نے اس اعتراض کا جواب پروفیسر کلیم الدین احمد کا محدود اور سرسری مرثیوں کا مطالعہ بتایا ہے جس کو ہم تفصیل سے اخلاق و کردار نگاری کے ذیل بیان کریں گے۔ یہاں ہم قارئین کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ اس خاکے کے تجزیہ سے مختلف شخصیتوں کو چن کر خود ہی فیصلہ کریں کہ اگرچہ یہ تمام اصحاب، انصار اور اقربا میں پسندیدہ خصائل مشترک ہیں پھر بھی انیس نے ان خصائل میں ایسے ایسے باریک پہلو پیدا کئے ہیں کہ ایک سے دوسرے کی شخصیت الگ محسوس کی جاسکتی ہے۔

ع اک پھول کا مضمون ہو تو سورنگ سے باندھوں

jabir.abbas@yahoo.com

مرثیہ کے منتخب اشعار

بہتر (72) جواہر

اس مرثیہ کے پانچ سواٹھاسی 1588 اشعار سے بہتر منتخب اشعار پیش کئے جا رہے ہیں جنہیں ہم نے ”بہتر جواہر“ سے موسوم کیا ہے۔

1- جب قطع کی مسافت شب آفتاب نے
جلوہ کیا سحر کے رخ بے حجاب نے

2- ہم وہ ہیں غم کریں گے ملک، جن کے واسطے
راتیں تڑپ کے کافی ہیں اس دن کے واسطے

3- رنگیں عبائیں دوش پہ کریں گے ہوئے
مشک و زباد و عطر میں کپڑے بے ہوئے

4- کانوں کو حسنِ صوت سے حظ بر ملا ملے
باتوں میں وہ نمک کہ دلوں کو مزا ملے

5- گویا دہن کتابِ بلاغت کا ایک باب
سوکھی زبانیں شہدِ فصاحت سے کام یاب

6- لہجوں پہ شاعران عرب تھے مرے ہوئے
پستے لبوں کے وہ جونمک سے بھرے ہوئے

7- باریک ابر میں نظر آتے تھے آفتاب
ہوتے ہیں خاکسار غلام ابو تراب

8- سب کے رخوں کا نور سپہر بریں پہ تھا
اٹھارہ آفتابوں کا غنچہ زمیں پہ تھا

9- ہیرے نخل تھے گوہر یکتا نثار تھے
پتے بھی ہر شجر کے جواہر نگار تھے

10- پھولوں سے سبز سبز شجر سرخ پوش تھے
تھالے بھی نخل کے سبد گل فروش تھے

11- خواہاں تھے زہر گلشن زہرا جو آب کے
شبنم نے بھر دیے تھے کنورے گلاب کے

12- طائر ہوا میں محو ہرن سبزہ زار میں
جنگل کے شیر ہو تک رہے تھے کچھار میں

13- بے چوہہ سپہر بریں جس کا سائبان
بیت العتیق دیں کا مدینہ جہاں کی جاں

14- دیکھا جو نور شمسہ کیواں جناب پر
کیا کیا ہنسی ہے صبح گل آفتاب پر

15- شے صدا میں پگھڑیاں جیسے پھول میں
بلبل چمک رہا ہے ریاض رسول میں

16- جلوہ تھا تا بہ عرش معلیٰ حسین کا
مصحف کی لوح تھی کہ مصطفیٰ حسین کا

17- قرآن کھلا ہوا کہ جماعت کی تھی نماز
بسم اللہ آگے جیسے ہو، یوں تھے شہہ حجاز

18- غم گردنیں تھیں سب کی خصوع و خشوع میں
سجدوں میں چاند تھے، مہ نو تھے رکوع میں

19- تھڑاے آسمان، ہلا عرش کبریا
شہپر تھے دونوں ہاتھ پئے طائر دعا

20- وہ خاکسار مجھ تضرع تھے فرش پر
روح القدس کی طرح دعائیں تھیں عرش پر

21- پر دانے تھے سراج امامت کے نور پر
رو کی سپر، حضور کرامت ظہور پر

- 22- شوکت میں رشک تاج سلیمان تھا خود سر
کلنی پہ لاکھ بار تصدق ہما کے پر
- 23- بانوئے نیک نام کی کھیتی ہری رہے
صندل سے مانگ بچوں سے گودی بھری رہے
- 24- مشک و غیر و عود اگر ہیں تو بیچ ہیں
سنبل پہ کیا کھلیں گے یہ گیسو کے بیچ ہیں
- 25- سرکو، ہٹو، بڑھو، نہ کھڑے ہو علم کے پاس
ایسا نہ ہو کہ دیکھ لیں شاہِ فلکِ اساس
- 26- مہندی تمہارا لال ملے ہاتھ پاؤں میں
لاؤ دہن کو بیاہ کے تاروں کی چھاؤں میں
- 27- سارا چلن خرام میں بک دری کا ہے
گھونگھٹ نئی دہن کا ہے، چہرہ پی کا ہے
- 28- اُڑتی تھی خاک خشک تھا چشمہ حیات کا
کھولا ہوا تھا دھوپ سے پانی فرات کا
- 29- مردم تھی سات پردوں کے اندر عرق میں تر
خس خانہ مژہ سے نکلتی نہ تھی نظر

30- گرچشم سے نکل کے ٹھہر جائے راہ میں
پڑ جائیں لاکھ آبلے پائے نگاہ میں

31- گرمی سے مضطرب تھا زمانہ زمین پر
بُھن جاتا تھا جو گرنا تھا وانہ زمین پر

32- گرداب پر تھا شعلہ جوالہ کا گماں
انگارے تھے حباب تو پانی شرفشاں

33- پانی تھا آگ گرمی روز حساب تھی
ماہی جو تیغ موج تک آئی کباب تھی

34- بھڑکی تھی آگ مکید چرخ اشیر میں
بادل چپے تھے سب کرۂ زمہریر میں

35- لازم ہے سوچے غور کرے پیش و پس کرے
جو ہو سکے نہ کیوں بشر اس کی ہوس کرے

36- ڈھالیں تھیں یوں سروں پہ سواران شوم کے
صحرا میں جیسے آئے گھٹا جھوم جھوم کے

37- کانچی سے اس طرح ہوئی وہ شعلہ خو جدا
جیسے کنار شوق سے ہو خوب رو جدا

38- مہتاب سے شعاع جدا، گل سے بو جدا
سینے سے دم جدا، رگ جاں سے لبو جدا

39- ظاہر نشانِ اسمِ عزیمت اثر ہوئے
جن پہ علی لکھا تھا وہی پر سپر ہوئے

40- اس آب پر یہ شعلہ فشانِ خدا کی شان
پانی میں آگ، آگ میں پانی خدا کی شان

41- غصہ میں شیرِ شرزہ صحرائے کر بلا
چھوڑے تھے گرگِ منزل و مادائے کر بلا

42- وہ شورِ صحیفہ فرسِ اہلق و سرنگ
وہ لوں وہ آفتاب کی تابندگی وہ جنگ

43- کثرتِ عرق کے قطروں کی تھی رونے پاک پر
موتی برستے جاتے تھے مقتل کی خاک پر

44- بالا قد و کلفت و تنومند و خیرہ سر
روئیں تن و سیاہ دروں آہنی کمر

45- دل میں ہدیٰ طبعیت بد میں بگاڑ تھا
گھوڑے پہ تھا شقی کہ ہوا پر پہاڑ تھا

46- بھاگی تھی موج چھوڑ کے گرداب کی سپر
تھے تہ نشیں نہنگ، مگر آب تھے جگر

37- دریائہ تھمتا خوف سے اس برق تاب کے
لیکن پڑے تھے پاؤں میں چھالے حباب کے

48- نقشہ کھینچے گا صاف صغ کار زار کا
پانی دوات چاہتی ہے ذوالفقار کا

49- ڈھالیں لڑیں سپاہ کی یا ابر گڑ گڑائے
غصے میں آکے گھوڑے نے بھی دانت کڑکڑائے

50- ماری جو ٹاپ ڈر کے ہٹے ہر لعیں کے پاؤں
ماہی پہ ڈگمگائے گاؤ زمین کے پاؤں

51- بد ہاتھ میں شکست، ظفر نیک ہاتھ میں
ہاتھ اڑ کے جا پڑا کئی ہاتھ، ایک ہاتھ میں

52- فیاض، حق شناس اوالعزم ذی شعور
خوش فکر و بذلہ سنج و ہنر پرور و غیور

53- لب پر ہنسی گلوں سے زیادہ شگفتہ رو
پیدا تنوں سے پیرہن یوسفی کی بو

54- صدقے سحر بیاض پہ بین السطور کی
سب آیتیں تھیں مصحف ناطق کے نور کی

55- حیدر کی فاطمہ کی حسین حسن کی بو
پھیلی ہوئی تھی چار طرف بچپن کی بو

56- لنتا تھا عطر وادی غنبر سرشت میں
گل جھومتے تھے باغ میں، رضواں بہشت میں

57- اکھڑا وہ یوں گراں تھا جو در سنگ سخت سے
جس طرح توڑے کوئی پتہ درخت سے

58- ان کی خوشی وہ ہے جو رضا منجبت کی ہے
لو بھائی لو علم یہ عنایت بہن کی ہے

59- رہ رہ کے اشک بہتے تھے روئے جناب سے
شبہم ٹپک رہی تھی گل آفتاب سے

60- بجلی گری پروں پہ شمال و جنوب کے
کیا کیا لڑے ہیں شام کے بادل میں ڈوب کے

61- بچے کو دفن کر کے پکارا وہ ذی وقار
اے خاک پاکِ حرمت مہمان نگاہ دار

62- آب خنک کو خلق ترستی تھی خاک پر
گویا ہوا سے آگ برستی تھی خاک پر

63- سرخی اڑی تھی پھولوں سے سبزی گیاہ سے
پانی کنوؤں میں اترتا تھا سائے کی چاہ سے

64- گرمی یہ تھی کہ زیت سے دل سب کے سرد تھے
پتے بھی مثل چہرہ مدقوق زرد تھے

65- اُس دھوپ میں کھڑے تھے اکیلے شہ ام
نہ دامن رسول تھا نہ سایہ علم

66- چاہوں جو انقلاب تو دنیا تمام ہو
اٹنے زمین یوں کہ نہ کوفہ نہ شام ہو

67- قرآن رحل زیں سے سرفراز گر پڑا
دیوار کعبہ بیٹھ گئی عرش گر پڑا

68- جنگل سے آئی فاطمہ زہرا کی یہ صدا
امت نے مجھ کو لوٹ لیا دا محمداً

69- ہر چند مچھلیاں تھیں زرہ پوش سر بسر
منہ کھولے چھتی پھرتی تھیں لیکن ادھر ادھر

70- یوں تھے خندنگِ ظلِ الہی کے جسم پر
جس طرح خار ہوتے ہیں سہاوی کے جسم پر

71- اب چھوڑو نہ دشتِ بلا میں حسین کو
یا فاطمہؑ چھپا لو ردا میں حسین کو

72- بس اے انیسِ ضعف سے لرزاں ہے بند بند
عالم میں یادگار رہیں گے یہ چند بند

نورتن

ان بہتر (72) جواہر کے نورتن یہ ہیں ۔

- 1- شے صدا میں پگھڑیاں جیسے پھول میں
بلبل چمک رہا ہے ریاضِ رسولؐ میں
- 2- خواہاں تھے زہرِ گلشنِ زہراً جو آب کے
شبّہم نے بھر دئے تھے کٹورے گلاب کے
- 3- سارا چلنِ خرام میں کبکِ دری کا ہے
گھونگھٹِ نئی دہن کا ہے چہرہ پری کا ہے
- 4- گرمی سے مضطرب تھا زمانہ زمین پر
بھن جاتا تھا جو گرتا تھا دانہ زمین پر
- 5- پانی تھا آگِ گرمی روزِ حساب تھی
ماہی جو سیخِ موج تک آئی کباب تھی
- 6- ظاہر نشانِ اسمِ عزیمت اثر ہوئے

- جن پر علی لکھا تھا وہی پر سپر ہوئے
7۔ ڈھالیں لڑیں سپاہ کی یا ابر گڑ گڑائے
غصہ میں آکے گھوڑے نے بھی دانت کڑکڑائے
8۔ قرآن رحل زیں سے سرفرش گر پڑا
دیوار کعبہ بیٹھ گئی عرش گر پڑا
9۔ جنگل سے آئی فاطمہ زہرا کی یہ صدا
امت نے مجھ کو لوٹ لیا وا محمدؐ

jabir.abbas@yahoo.com

شعر حاصلِ مرثیہ

جنگل سے آئی فاطمہؑ زہرا کی یہ صدا
امت نے مجھ کو لوٹ لیا وا محمدؐ

پانچواں باب

نمونہ جات مطبوعہ مراثنی

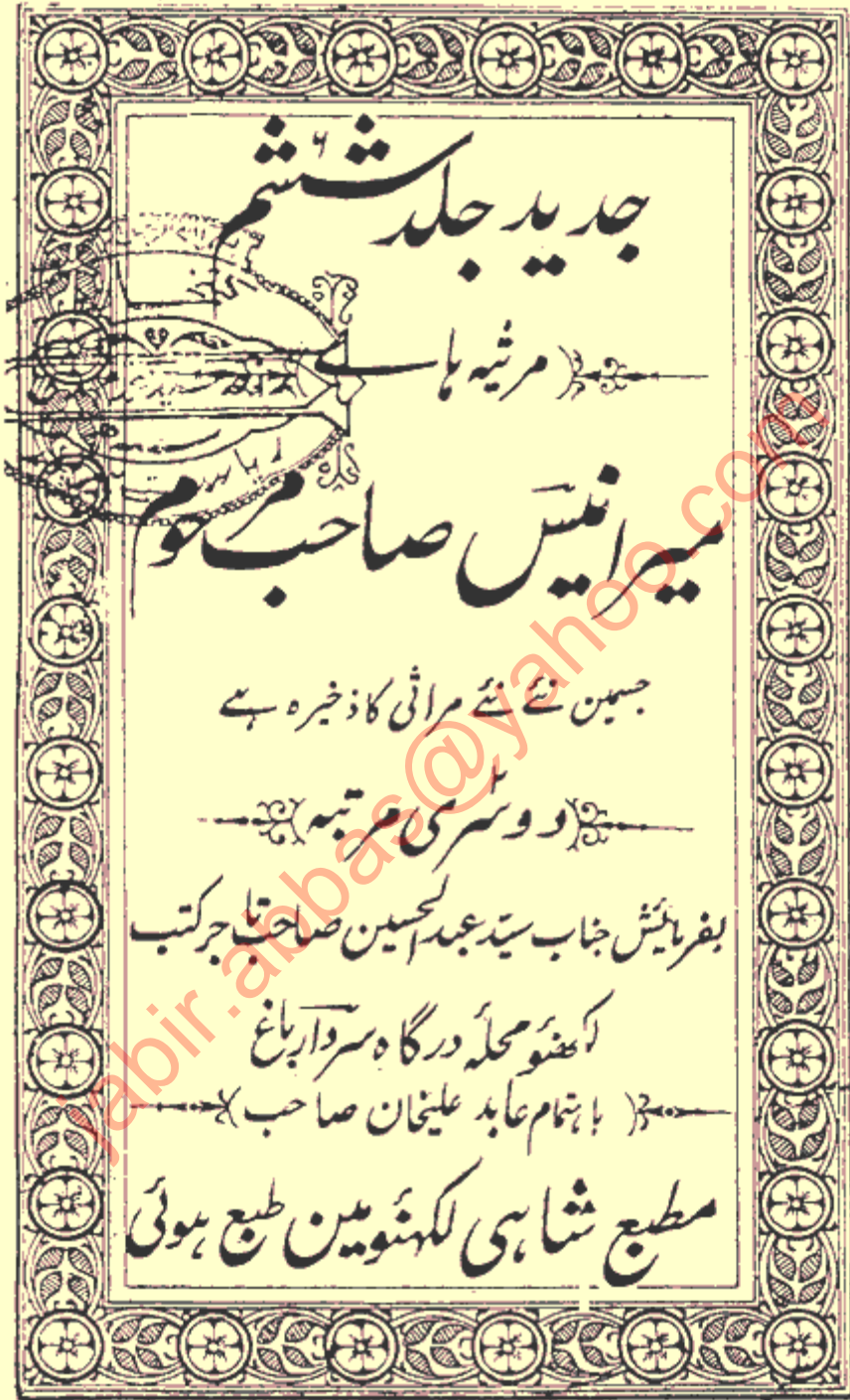
1۔ مرثیہ میر انیس (مطبوعہ نولکشور لکھنؤ)

2۔ نمونہ مطبع شاہی لکھنؤ

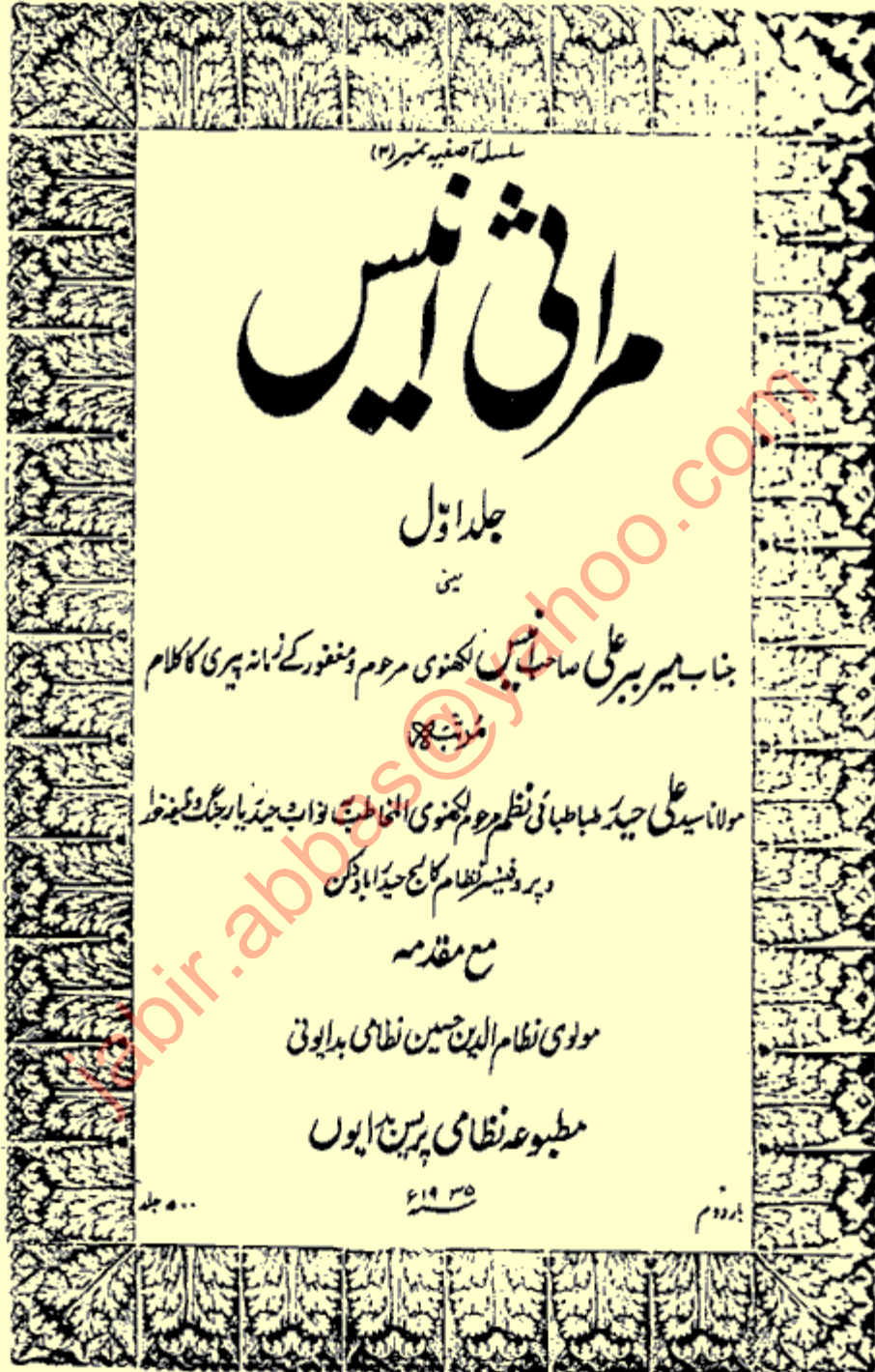
3۔ نمونہ مطبوعہ نظامی پریس بدایون



<p>۱۰۰ اے میری جان! میری جان! میری جان! میری جان! میری جان! میری جان! میری جان! میری جان! میری جان!</p>	<p>۱۰۱ اے میری جان! میری جان! میری جان! میری جان! میری جان! میری جان! میری جان! میری جان! میری جان!</p>	<p>۱۰۲ اے میری جان! میری جان! میری جان! میری جان! میری جان! میری جان! میری جان! میری جان! میری جان!</p>
<p>۱۰۳ اے میری جان! میری جان! میری جان! میری جان! میری جان! میری جان! میری جان! میری جان! میری جان!</p>	<p>۱۰۴ اے میری جان! میری جان! میری جان! میری جان! میری جان! میری جان! میری جان! میری جان! میری جان!</p>	<p>۱۰۵ اے میری جان! میری جان! میری جان! میری جان! میری جان! میری جان! میری جان! میری جان! میری جان!</p>
<p>۱۰۶ اے میری جان! میری جان! میری جان! میری جان! میری جان! میری جان! میری جان! میری جان! میری جان!</p>	<p>۱۰۷ اے میری جان! میری جان! میری جان! میری جان! میری جان! میری جان! میری جان! میری جان! میری جان!</p>	<p>۱۰۸ اے میری جان! میری جان! میری جان! میری جان! میری جان! میری جان! میری جان! میری جان! میری جان!</p>
<p>۱۰۹ اے میری جان! میری جان! میری جان! میری جان! میری جان! میری جان! میری جان! میری جان! میری جان!</p>	<p>۱۱۰ اے میری جان! میری جان! میری جان! میری جان! میری جان! میری جان! میری جان! میری جان! میری جان!</p>	<p>۱۱۱ اے میری جان! میری جان! میری جان! میری جان! میری جان! میری جان! میری جان! میری جان! میری جان!</p>



[illegible]



مرثیہ (۱۶)

۱	جب قطع کی مسافت شبِ فتاب نے دیکھا سوئے فلک شہِ گردوں کا بے	جلوہ کیا سحر کے رخ بے حجاب نے مُر کر صد ارفیقوں کو دی ہن جاب نے
۲	آخر حیراتِ حمد و ثناء سے خدا کرو ہاں غازیو بہ دن ہو جدال و قتال کا	اُٹھو فریضہ سحری کو ادا کرو یاں خوں بہے گا آج محمد کی آل کا
۳	چہرہ خوشی سے سنج ہو نہ رکے لال کا ہم وہ ہیں غم کریں گے ملک جن کے واسطے	گذری شبِ فراق دن آیا وصال کا راہ میں تریکے کاٹی ہیں اس دن کے واسطے
۴	یہ صبح ہو وہ صبحِ مبارک ہو جس کی شام کو تر پہ آبرو سے پہنچ جائیں تشنگم	یاں سے ہوا جو کوچ تو ہو خلد میں مقام لکھے خدا نماز گزاروں میں ان کا نام
۵	سب ہیں وحیدِ عصر پہ غل چار سو اٹھے یہ سن کے بستروں سے اٹھے وہ خدا شناس	دُنیا سے جو شہید اٹھے سر خرو اٹھے اک لکے زیبِ جسم کیا فاجرہ لباس
۶	شانے محاسنوں میں کیے سب نے بے ہر ہن گئیں عبا میں دُش پہ مکر میں کسے ہوئے	باندھے علمے آئے امامِ زمان کے پس شک و زباد و عطر میں کٹے بے ہوئے
۷	سو کھے لبوں پہ حیر الہی رخوں پہ نور فیاض حق شناس ازلو العزمِ ذمی تنو	خون و ہراس در سنج و کلدورت کوں کو خوش فکر و بزلہ سنج و ہنر پروردِ غفور
۸	کانوں کو حسنِ صوت سے حظِ ہر ملائے ساوِ نبتِ بردبار فلک مرتبتِ دلیر	باتوں میں ہنمک کہ دلوں کو مزلے عالی منشِ سبائیں ملیاں۔ و غا میں شیر
۹	گردانِ دہرائ کی زبردستیوں سے زیر دُنیا کو بیچ و پوچ سراپا نہ سمجھتے تھے	فاتے سے تین دن کے مگر زندگی سے سیر دریادلی سے بحر کو قطرہ سمجھتے تھے

مرثیہ (۱۶) کا متن

چھٹا باب

اشخاص مرثیہ

اس مرثیہ میں جن برگزیدہ ہستیوں اور فوج مخالف کے جن ظالموں کے نام آئے ہیں اُن کے نام کے ساتھ ان کی خصوصیات مختصر طور پر اس لئے پیش کی جا رہی ہیں کہ واقعہ کربلا کے واقعات کو سمجھنے میں آسانی ہو اور مطالب مضامین، محاسن اشعار اور اسالیب بلاغت کے نکات واضح ہو جائیں۔

1۔ **حضرت محمد مصطفیٰ**۔ رسول خدا۔ محمد ابن عبد اللہ۔ امام حسین کے نانا۔ خاتم الانبیاء۔ اس مرثیہ میں آپ کا نام لقب اور کنیت 38 سے زیادہ بار آیا ہے۔

2۔ **حضرت علیؑ**۔ امام علی ابن ابی طالب۔ امام حسین کے باپ۔ اس مرثیہ میں آپ کا نام، لقب اور کنیت 49 سے زیادہ بار نظر آتا ہے۔

3۔ **حضرت فاطمہ زہراؑ**۔ دختر رسول خدا۔ زوجہ علی مرتضیٰ۔ والدہ گرامی امام حسین۔ اس مرثیہ میں آپ کا نام لقب اور کنیت اکیس مقامات پر آیا ہے۔

4۔ **حضرت امام حسن**۔ امام دوم۔ حسن ابن علیؑ۔ امام حسین کے بڑے بھائی۔ حضرت قاسم کے والد۔ اس مرثیہ میں آپ کا نام دو بار نظر آتا ہے۔

5۔ **حضرت امام حسینؑ**۔ واقعہ کربلا کے ہیرو۔ رسولؐ کے نواسے۔ علیؑ اور فاطمہؑ کے بیٹے جو 10 محرم 61 ہجری بروز جمعہ اپنے اصحاب، انصار، اعزہ، اور بیٹوں کے ساتھ کربلا میں شہید ہوئے۔ اُس وقت آپ کی عمر 56 برس تھی۔ اس مرثیہ میں آپ کا نام کنیت اور لقب 43 بار نظر آتا ہے۔

6۔ **حضرت امام باقر**۔ آپ امام زین العابدین کے بیٹے اور پانچویں امام ہیں۔ کمسنی کی وجہ سے لڑائی میں شریک نہ ہو سکے۔ آپ کا نام اس مرثیہ میں دو بار آیا ہے۔

7۔ **حضرت عباسؑ**۔ امام حسین کے سوتیلے بھائی۔ ام البنین کے فرزند۔ فوج حسینی کے علم دار۔ شہادت

کے وقت آپ کی عمر چونتیس 34 برس تھی۔ آپ کا نام لقب اور کنیت بارہ جگہ نظر آتا ہے۔

8۔ **حضرت زینبؓ**۔ حضرت علیؓ کی بڑی بیٹی۔ عون و محمد کی ماں۔ امام حسینؑ کی بہن، آپ کا نام لقب اور کنیت یہاں 21 مقامات پر نظر آتا ہے۔

9۔ **حضرت شہر بانوؓ**۔ آپ امام حسینؑ کی پہلی زوجہ اور امام سجادؑ کی والدہ ہیں۔ آپ نوشیروان کی پوتی تھیں۔ اس مرثیہ میں آپ کا نام لقب اور کنیت پانچ بار آیا ہے۔

10۔ **حضرت مسلم ابن عقیلؓ**۔ آپ امام حسینؑ کے چچا زاد بھائی تھے جنہیں آپ نے اپنا سفیر بنا کر کوفہ بھیجا تھا جہاں کوفہ کے حکمران ابن زیاد نے آپ کو اور آپ کے دونوں فرزندوں کو جدا جدا شہید کر ڈالا۔ آپ کا نام دوبار آیا ہے۔

11۔ **حضرت ام کلثومؓ**۔ حضرت علیؓ کی چھوٹی بیٹی۔ آپ امام حسینؑ کے ساتھ کربلا میں تھیں۔ آپ کا نام دوبار آیا ہے۔

12۔ **حضرت علی اکبرؓ**۔ امام حسینؑ کے بچھے فرزند۔ آپ کی ماں کا نام ام الملیٰ تھا۔ آپ شکل و صورت، رفتار و گفتار، میں ہم شبیہ رسولؐ تھے۔ شہادت کے وقت آپ کی عمر اٹھارہ سال تھی۔ آپ کا نام اس مرثیہ میں تیرہ (13) بار آیا ہے۔

13۔ **حضرت علی اصغرؓ**۔ امام حسینؑ کے چھوٹے بیٹے۔ شہادت کے وقت آپ کی عمر صرف چھ مہینے تھے۔ آپ کی شہادت حرمہ بن کاہل کے سہ شعبہ تیر سے ہوئی۔ یہاں آپ کا نام تین بار آیا ہے۔

14۔ **حضرت سکینہؓ**۔ امام حسینؑ کی چھوٹی بیٹی جو حضرت رباب کے بطن سے تھیں۔ آپ کی عمر کربلا کے واقعہ کے وقت چار سال تھی۔ آپ کا انتقال شام کے قید خانہ میں ہوا۔

15۔ **حضرت ام البنینؓ**۔ یعنی بیٹوں کی ماں۔ آپ کی کنیت آپ کے چار بیٹوں کی نسبت سے تھی۔ حضرت عباسؑ آپ کے بڑے فرزند تھے۔ آپ کا نام ایک بار آیا ہے۔

16۔ **حضرت قاسمؓ**۔ امام حسنؑ کے فرزند۔ آپ کا سن شہادت کے وقت تیرہ برس کا تھا۔ روایت ہے کہ آپ کا عقد امام حسینؑ کی بیٹی کبریٰ سے ہوا تھا۔ آپ کربلا کے دولہا مشہور ہیں۔ آپ نے ازرق نامی پہلوان اور اس کے چار بیٹوں کو قتل کیا۔ آپ کا نام مرثیہ میں دوبار آیا ہے۔

17۔ **حضرت جعفر طیارؓ**۔ آپ حضرت علیؓ کے بھائی تھے۔ آپ کے جنگ میں دونوں ہاتھ قطع

ہونے پر طیارہ کا خطاب دیا گیا۔ اس مرثیہ میں آپ کا نام چار بار آیا ہے۔

18۔ **حضرت حمزہ**۔ آپ حضرت حمزہ شہید مشہور ہیں۔ آپ پیغمبر اکرم کے چچا تھے۔ یہاں آپ کا نام ایک بار آیا ہے۔

19۔ **حضرت عون و محمد**۔ یہ دونوں حضرت زینبؓ اور حضرت عبداللہ کے بیٹے ہیں جو کربلا میں شہید ہوئے۔ اس مرثیہ میں علم کا قضیہ انہی شہزادوں سے منسوب ہے۔

20۔ **حضرت فضا**۔ حضرت فاطمہؓ کی کنیز جنہوں نے امام حسینؓ کو پالا تھا۔ امام آپ کی عزت کرتے تھے۔ آپ کا نام ایک بار آیا ہے۔

21۔ **مالک اشتر**۔ آپ حضرت علیؓ کے سپہ سالار تھے۔ آپ بڑے جنگجو اور بہادر تھے۔ اس مرثیہ میں آپ کا نام ایک بار آیا ہے۔

22۔ **حضرت یوسف**۔ پیغمبر جن کا نام قرآن میں ہے۔ آپ حضرت یعقوب کے بیٹے تھے۔ آپ کا نام ایک بار آیا ہے۔

23۔ **حضرت داود**۔ آپ معروف پیغمبر تھے آپ کا حن پر سوز تھا۔ آپ کا نام ایک بار آیا ہے۔

24۔ **حضرت سلیمان**۔ آپ بھی مشہور اور اولوالعزم پیغمبر تھے۔ آپ کی سلطنت مشہور تھی۔ آپ کا نام ایک بار آیا ہے۔

25۔ **جم**۔ ایران کا بادشاہ جس کے پیالے میں ساری دنیا دکھائی دیتی تھی۔

26۔ **عبداللہ ابن زیاد**۔ کوفے کا حکمران جس نے یزیدی فوج کو اپنی نگرانی میں کربلا روانہ کیا۔

27۔ **عمر ابن سعد**۔ یزیدی فوج کا سپہ سالار۔

28۔ **حرملہ بن کاہل**۔ ماہر تیر انداز۔ جس کے سہ شعبہ تیر سے حضرت علیؓ اصغر شہید ہوئے۔

29۔ **سنان ابن انس**۔ جس کی برتھی سے حضرت علیؓ اکبر شہید ہوئے۔

30۔ **ازرق شامی**۔ نامور پہلوان جسے حضرت قاسم ابن حسنؓ نے اُس کے چار بیٹوں کے ساتھ قتل کیا۔

31۔ **اعور سلمیٰ**۔ جس ظالم نے امام حسینؓ کے سر پر تیغ سے حملہ کیا۔

32۔ **مرجب**۔ قلعہ خیبر کا مشہور پہلوان جو حضرت علیؓ کے ہاتھوں قتل ہوا۔

33۔ **عنتر**۔ قلعہ خیبر کا مشہور پہلوان جو حضرت علیؓ کے ہاتھوں قتل ہوا۔

ساتواں باب

مرثیہ پر اعتراضات

عبد الغفور نساخ - جہاں تک محاسن اور تعریضات کا تعلق ہے ہم نے بڑی احتیاط اور اعتدال کے ساتھ دلیلوں اور مثالوں سے واضح کرنے کی کوشش کی ہے۔ انصاف کا تقاضہ یہ ہے کہ تصویر کا دوسرا رخ یعنی اس مرثیہ پر کئے گئے اعتراضات اور اس کے نقائص کا بھی ذکر کیا جائے۔ سب سے پہلے اس مرثیہ کے چند اشعار پر عبد الغفور خان نساخ نے اعتراضات کئے جن کا جواب ممتاز شاعر منیر شکوہ آبادی نے ”سان دل خراش“ میں، منشی مرزا محمد رضا شاگرد نساخ نے ”رسالہ تطہیر الاوساخ نسخ النساخ“ میں، منشی مظفر علی ہنر نے ”رد نساخ و جواب انتخاب نقص“ میں سید مرتضیٰ امر دہوی نے ”گستاخی معاف در ایرادات اشعار نساخ میں اور مولوی آغا علی صاحب نے ”تفصیح“ میں تفصیل سے دئے ہیں جن کا ذکر طوالت کے پیش نظر یہاں ممکن نہیں۔ ”موازنہ انیس و دیر“ میں مولانا شبلی نے ان فوق الذکر کتابوں کے حوالے سے نساخ کے اعتراضات کا تشریف بخش جواب دینے کی کوشش کی ہے۔ اس مرثیہ کے بعض اشعار کو مصرعوں میں بے ربط تبا کر معنوی غلطی بنائی ہے۔

خواباں تھے زیب گلشن زہرا جو آب کے شبنم نے بھر دئے تھے کنورے گلاب کے
بد ہاتھ میں شکست، ظفر نیک ہاتھ میں ہاتھ جا کے جا پڑا گئی ہاتھ ایک ہاتھ میں
یہی نہیں بلکہ لفظی رعایت کی پابندی سے کلام میں سقم کی مثال میں اس مرثیہ کا وہ مصرعہ پیش کیا گیا جو اباب خن
کی بحث کا مرکز قرار پایا۔ اسی مصرعہ ”سایا کنوؤں میں اتر اٹھا پانی کی چاہ سے“ ایک ادبی بحث تقریباً چھ سال تک
جاری رہی کہ سایا کی جگہ پانی اور پانی کی جگہ سایا صحیح ہے یا نہیں۔

پروفیسر کلیم الدین احمد۔ پروفیسر کلیم الدین احمد نے اپنی تصنیف ”میر انیس“ میں اس
مرثیہ اور میر انیس کے کلام کے خلاف بہت زہرا گلا ہے جو کسی بھی صورت سے صحیح تنقید کے معیار پر نہیں اترتا۔
پروفیسر کلیم الدین احمد نے تقریباً (120) ایک سو بیس عمدہ اور نادر اشعار کو اپنی رکیک فکر کا نشانہ بنایا ہے، جسے کوئی

ذی شعور شخص قبول نہیں کر سکتا۔ ہم طوالت کو پیش نظر رکھتے ہوئے ان اشعار اور پروفیسر صاحب کی یادہ گوئی کو پیش نہیں کر سکتے۔ راقم اس کتاب کے جواب میں مستند حوالوں کے ذریعہ دندان شکن جواب لکھ رہا ہے جو پروفیسر صاحب کی خصوصانہ حرکات اور ادبی دہشت گری کو واضح کرنے میں سودمند ہوگا۔ شخص مذکور ہندوستانی سماج کی چھاپ پر اعتراض کرتے ہوئے اس شعر کو یوں پیش کرتا ہے۔ انیس کی ہیروین دعا مانگتی ہے۔

صندل سے مانگ بچوں سے گودی بھری رہے

یارب رسولؐ پاک کی کھیتی ہری رہے

اگر کلیم الدین احمد شاعر ہوتے تو معلوم ہوتا کہ شاعری منشی گری کا نام نہیں۔ شاعری بقال کی دکان پر دو دو چار کا حساب نہیں۔ انہیں میرا نہیں پر ہی نہیں بلکہ ان کے ناقدوں پر بھی اعتراض ہے اور ان کی تاویل اور مثالوں کے بارے میں لکھتے ہیں ’’وہ کوئی خامی دیکھتے ہیں یہ خامی Blunder کی حد تک کیوں نہ ہو وہ فوراً اس کی تاویل کرنے لگتے ہیں۔ جو مثالیں پیش کی گئی ہیں وہ تاویل ہے اور یہ تاویل Prostitution of Criticism کی حد تک پہنچ گئی ہے۔ کلیم صاحب اُردو داں افراد کو متاثر کرنے کے لئے چند انگریزی کے بے ربط اور بھونڈے الفاظ استعمال کرتے ہیں جیسا کہ اوپر کی عبارت سے ظاہر ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ خود Prostitutes of Critics ہیں اور اسی لئے تنقید میں اپنے دامن کو پاک نہ رکھ سکے۔ خود انہیں نے کہا تھا۔

ناحق ہے عداوت انہیں، اس تیغِ مداں سے

بے تیغ کئے جاتے ہیں شمشیرِ زباں سے

ویسے بھی بن جانس (Ben Johnson) نے صحیح کہا ہے:

"To Judge a poet is the faculty of a poet"

یعنی شاعر کو شاعر ہی پر کھ سکتا ہے۔

اسی طرح احسن فاروقی اور بعض دوسرے ادبی دہشت گردوں نے بھی ’’بدنام اگر ہوں گے تو کیا نام نہ ہوگا‘‘ کی مصداق بن کر اعتراضات کئے ہیں جن سے یہ پاکیزہ اوراق سیاہ کرنا کونکوں کی دلالی میں ہاتھ کالے کرنے کے برابر ہیں۔

آٹھواں باب

مرثیہ کے تجزیاتی نمونے

میر انیس کے بعض مرثیوں کا تجزیہ ہمارے ادب کا سرمایہ تصور کیا جاتا ہے۔ اگرچہ بیشتر تجزیے مختصر اور محدود موضوعات پر ملتے ہیں لیکن پھر بھی انیس کی مرثیہ نگاری کو سمجھنے میں بڑی حد تک مدد رساں ہیں۔ عموماً اغلب تجزیے کچھ پییدہ پییدہ اشعار کو منتخب کر کے تیار کئے گئے ہیں۔

جیسے ع۔ ”جب قطع کی مسافت شب آفتاب نے“ پر شاد عظیم آبادی ”جاتی ہے کس شکوہ سے زن میں خدا کی فوج“ پر نواب جعفر علی خاں آٹھ، ”جب کربلا میں داخلہ شاہ دیں ہوا“ پر ڈاکٹر اکبر حیدری اور ڈاکٹر عبدالسلام ندوی ”بمخدا فارس میدان تہور تھا خنجر“ پر شمس الرحمن فاروقی اور ڈاکٹر وحید اختر ”جب نوجواں پسر شد دیں سے جدا ہوا“ پر ڈاکٹر انیس اشفاق اور ع۔ ”واحشر تا کہ عہد جوانی گزر گیا“ پر احسن لکھنوی نے تبصرے کئے ہیں۔ لیکن سب سے عمدہ اور تفصیلی تنقیدی اور توضیحی تجزیہ انھارہ صفحات پر اس شاہکار مرثیہ ”جب قطع کی مسافت شب آفتاب نے“ پر پروفیسر سید مسعود حسن ادیب نے کرتے ہوئے لکھا کہ:

”اس مرثیے کے بارے میں یہ دعویٰ تو نہیں کیا جاسکتا کہ وہ ہر حیثیت سے اور تمام مرثیوں سے بہتر ہے مگر اس میں کچھ ایسی خصوصیات ضروری ہیں کہ اگر کوئی شخص انیس کا صرف ایک ہی مرثیہ پڑھنا چاہتا ہے تو اس کو اسی مرثیے کا مطالعہ کرنا چاہئے۔ اس مرثیے میں پورا معرکہ بکربلا مختصر پیش کیا گیا ہے۔ اس میں انیس کے ہر طرح کے کلام کے نمونے موجود ہیں اور انیس کی شاعری کے بیشتر محاسن جمع ہیں۔ مرثیہ کا جوڈھا چھا انیس کے وقت میں بن چکا تھا اس کے تقریباً تمام اجزاء اس مرثیہ میں پائے جاتے ہیں۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ جن لوگوں کو مرثیے کے متعلقات پر کافی اطلاع نہیں ہے۔ جنہوں نے مختلف مرثیہ گوئیوں کا کلام نہیں دیکھا اور خود انیس کے مرثیوں کا گہرا مطالعہ کر کے وہ زاویہ نگاہ اور وہ انداز فکر پیدا نہیں کر لیا ہے جو کلام انیس کے محاسن کو بخوبی سمجھنے کے لئے ضروری ہے وہ بھی اس مرثیے سے لطف اٹھا سکتے ہیں اور انیس

کی شاعری کے بلند مرتبے کا کسی قدر اندازہ کر سکتے ہیں“

میرے اس مرثیہ کو انتخاب کرنے کی ایک وجہ پروفیسر ادیب کا یہ رویہ تھا۔ چنانچہ اس تفصیلی تجزیہ کے بعد پروفیسر ادیب کے ہر لفظ کی تائید ہوتی ہے اور موصوف کا یہ کہنا کہ ”اس مرثیہ کی تفصیلی تنقید کے لئے تو ایک ضخیم دفتر بھی کافی نہیں“ کتنی صحیح بات معلوم ہوتی ہے۔ بقول پروفیسر ادیب ”انیس کے مرثیوں کی ترکیب پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہر مرثیہ کا پہلے خاکہ بنا لیتے تھے اور اسی کے مطابق ایک ہی بات کو کبھی تفصیل کے ساتھ بیان کرتے تھے کبھی اختصار کے ساتھ۔ چنانچہ ایک مشہور مرثیہ ”کیا غازیوں فوج خدا نام کر گئے“ میں حضرت علی اکبرؓ کی رخصت ساٹھ بندوں میں بیان کی گئی ہے جب کہ اس شاہکار مرثیہ میں امام حسینؑ اور ان کے کل عزیزوں کی رخصت صرف ڈیڑھ بند میں لکھی گئی ہے۔

اگرچہ میر انیس کے چند مرثیوں پر بعض اہل قلم حضرات نے تجزیاتی بیانات تحریر کئے ہیں جو ہمیں مختلف رسالوں اور کتابوں میں نظر آتے ہیں لیکن سب سے زیادہ اقتباسات اس مرثیہ کے ذیل ملتے ہیں۔ اس کتاب میں نمونہ کے طور پر مولوی سید اختر علی تلہری کا مضمون ”میر انیس کا ایک مرثیہ“ جو نیا دور دسمبر 1965ء میں شائع ہوا، مرزا جعفر حسین صاحب ایڈووکیٹ کا مضمون ”انیس کے تین بند“ جو آج کل نئی دہلی جولائی 1975ء میں شائع ہوا اور پروفیسر ادیب کے ”شاہکار انیس“ کے مقدمے سے اقتباسات کو شامل کر کے اس مرثیہ کی وسعت بیانی اور کلام کی معجز نمائی کو کسی حد تک ظاہر کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ جو جس نے بہت سچ کہا تھا ”تو مری اُردو زبان کا بولتا قرآن ہے“ چنانچہ اس قرآن کی مختلف تفسیریں یہاں پیش کی جاتی ہیں۔

مولوی سید اختر علی تلہری۔ اس وقت میرے پیش نظر انیس کا وہ مشہور مرثیہ ہے جس

کا آغاز یوں ہوتا ہے:

جب قطع کی مسافت شب آفتاب نے جلوہ کیا سحر کے رخ بے حجاب نے
دیکھا سوئے فلک شہ گردوں رکاب نے مژکر صدا رفیقوں کو دی اس جناب نے
آخر ہے رات ، حمد و ثنائے خدا کرو
اٹھو، فریضہ سحری کو ادا کرو

میں یہ کہنا نہیں چاہتا کہ ان کا یہ مرثیہ سب سے بہتر مرثیہ ہے لیکن اس میں بھی شک نہیں کہ ان کے بہترین خزانہ شعر کا یہ بھی ایک گہرے شب چراغ ہے جس کی ضیا سے ذوق کی آنکھوں کو نور اور دل کو سرور حاصل ہوتا ہے اور

ایسا ہونا بھی چاہئے تھا کیونکہ یہ زندگی کے ایسے حصہ میں لکھا گیا ہے جب کہ ان کی فکر سخن پورے شباب پر تھی اگرچہ عمر آخری منزل میں قدم رکھ چکی تھی۔

اس مرثیہ میں وہ تمام خصوصیتیں پائی جاتی ہیں جو انیس کی شاعری کے لئے امتیازی حیثیت رکھتی ہیں، ان میں کلمات کی سامعہ نواز فصاحت بھی ہے اور کلام کی اعجاز آفرین بلاغت بھی۔ اس جگہ ایک ”دفع دخل“ بھی ضروری ہے۔ کہا جاتا ہے کہ زیر نظر مرثیہ کے پہلے بند کا پہلا مصرع محل بحث ہے اسلئے کہ ”جب قطع کی سافت شب آفتاب نے“ میں جس کو سافت شب کہا گیا ہے اس پر ”شب“ کا اطلاق صحیح نہیں کیونکہ جب آفتاب موجود ہے تو اسے ”شب“ کیونکہ کہا جاتا ہے۔ مگر یہ اعتراض نتیجہ ہے فن بلاغت کے ”اعتبارات“ سے چشم پوشی کر لینے کا۔ ہم اپنے اعتبار سے جب کہ یہاں دن ہے اور سورج موجود ہے دوسرے حصے کو ”شب“ سے تعبیر کرنے میں فن معانی کے لحاظ سے بالکل حق بہ جانب ہیں گو اس کی حیثیت بالکل ”ادعائی“ ہے مگر یہ ادعائے معانی کا ایک دلپذیر نکتہ ہے جسے اکثر برتا جاتا ہے اور اس سے کلام میں دل پذیر حسن پیدا کیا جاتا ہے۔

علم ہیت کی اس حقیقت کو نظر انداز کرتے ہوئے کہ جب یہاں سورج نہیں ہے اور دوسری جگہ سورج موجود ہے تو وہاں دن ہوگا، ہم اس وقت جب ہماری دنیا میں دن ہے اپنی آنکھوں سے بہت دور دنیا کو رات ہی کے زیر نگین فرض کر سکتے ہیں۔ جناب پروفیسر مسعود حسن صاحب نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ ”یہ مصرع اس قدیم نظریے پر مبنی ہے کہ آفتاب زمین کے گرد گھومتا ہے اور شام کو لگا ہوں سے اوجھل ہو کر رات بھر گردش کر کے صبح کو پھر طلوع ہوتا ہے“

ترکیب الفاظ کا حسن، اس کا پیچیدگی و اغلاق سے پاک و صاف ہونا اور پھر تشبیہ کی حلاوتوں، استعارے کی لطافتوں اور ان سب کے آمیزہ سے اسلوب بیان میں دلآویز ندرت کا پیدا ہونا وہ خصوصیت ہے جو اس مرتبہ اور اس افراط کے ساتھ اردو کے کسی شاعر کو مشکل ہی سے نصیب ہو سکی اور جو مسلمہ طور پر انیس کی شاعری کے پائنام ہو چکی ہے۔ اس مقام پر اس سے بحث کی ضرورت نہیں ہے۔ البتہ ان چند باتوں کی طرف مختصر طور سے اشارے کرنا ہیں جو مرثیہ کے ڈھانچے میں فنی دلکشی پیدا کرنے سے تعلق رکھتی ہیں اور جو انیس کے تمام مرثیوں میں بالعموم اور اس مرثیہ میں بالخصوص پائی جاتی ہیں۔

ابتدا میں اردو کے مرثیے صرف جذبہ عقیدت کی تسلی کا سامان ہوتے تھے۔ ان میں فنی حسن پیدا کرنے کی کوئی کوشش نہیں کی جاتی تھی۔ ان کی کوئی خاص شکل بھی معین نہیں ہوئی تھی۔ ”بگڑا شاعر مرثیہ گو“ اسی دور کا ایک مقولہ

ہے جو اس صنف سخن کی طرف اس وقت کے عام رجحان کا ترجمان ہے۔ رفتہ رفتہ اس صنف نے مسدس کی شکل اختیار کی اور فنی ارتقاء کی منزلیں طے کر کے اس (صنف مرثیہ) کا ایک مخصوص ڈھانچہ بن گیا جس کے عام عناصر یہ تھے: چہرہ، سراپا، رخصت، آمد، رجز، جنگ، شہادت اور بین۔ اس ڈھانچہ میں دل کشی کا رنگ اس وقت تک پیدا نہیں ہو سکتا جب تک کہ شاعر کو واقعہ نگاری، منظر نگاری، سیرت نگاری جذبات نگاری اور مکالمہ نگاری میں کمال حاصل نہ ہو اور یہ کمال اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتا جب تک کہ شاعر کی فطرت کے خمیر میں شعریت کا ”بادہ طہور“ پورے طور سے جذب نہ ہو چکا ہو۔ انیس چونکہ مکمل طور سے حقیقی شاعر تھے اسی لئے ان جملہ مقامات سے وہ شاعرانہ تزک و احتشام کے ساتھ بکمال سربلندی گزرے ہیں۔ انیس کو خواہ کسی قسم کے نقشے اتارنا ہوئے خواہ کسی قسم کی تصویریں کھینچنا ہوئیں، نمایاں فنی کامیابی نے ان کا ساتھ کہیں نہیں چھوڑا۔ شعری عظمتیں ان کے قدم چومتی رہیں اور زبان و بیان کا وقار ان پر نثار ہوتا رہا۔

انیس کا کوئی مرثیہ لے لیا جائے۔ اس میں یہ تمام خوبیاں کم و بیش مل جائیں گی۔ جو مرثیہ اس وقت زیر نظر ہے خود اس میں ان تمام عناصر کے دل پذیر نمونے موجود ہیں۔ سطور ذیل میں انہیں مختصر طور سے پیش کیا جا رہا ہے۔

۱. واقعہ نگاری۔ مورخانہ واقعہ نگاری تو یہ ہے کہ مورخ کی نظر میں جن واقعات کا ظہور ہوا ہے انہیں ترتیب کے ساتھ کسی کمی زیادتی کے بغیر دیانت کے ساتھ درج کر دیا جائے۔ یہ بیان واقعہ خواہ کتنا ہی رد کھا پھیکا ہو لیکن اگر کسی واقعہ کے ضروری جزئیات صحیح صحیح ضبط تحریر میں آگئے ہیں تو مورخ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا۔ لیکن شاعرانہ واقعہ نگاری کی حیثیت دوسری ہے۔ اس میں اہم جزئیات واقعہ کو اجاگر کرنے کے ساتھ بیان کی دل کشی و دل آویزی کا بھی امکانی خیال رکھا جاتا ہے اگر یہ شرف پوری نہ ہوئی تو پھر کچھ نہ ہوا۔

میر انیس کے مذکورہ بالا مرثیے میں شاعرانہ واقعہ نگاری اعجاز کی حدوں کو چھو رہی ہے۔ اس کمال کا آغاز مرثیہ کے ابتدائی بند ہی سے ہو جاتا ہے۔

سپیدہ سحری نمودار ہو رہا ہے۔ حسین اور ان کے اصحاب باوقار جاں نثار اعزہ نماز کی صفیں درست کر رہے ہیں۔ نماز سے فراغت کے بعد جنگ کی تیاری کی جا رہی ہے۔ حسین کے پُر جگر اور پُر دل رفقاء جنگ میں ایک دوسرے پر سبقت کر رہے ہیں۔ شیرانہ تیوروں سے جنگ کر رہے ہیں اور خاک و خون میں لوٹ رہے ہیں۔ حسین صبر و ضبط کے ساتھ میدان جنگ سے ان کی لاشیں اٹھا اٹھا کر لاتے ہیں۔ ان تمام واقعات کو خالص مورخانہ طور سے بیان کرنا بھی اپنی ذاتی خصوصیات کی وجہ سے اثر انگیز ہے لیکن جب انیس ساقا در الکلام شاعرانہ جزئیات کی

تصویر میں تخیل کے مقلّم سے رنگ بھرتا ہے اور انہیں شعر کے قالب میں جلوہ گر کرتا ہے تو ان میں حیرت انگیز ڈرامائی شان پیدا ہو جاتی ہے اور تاثیر کا عالم ہی دوسرا ہو جاتا ہے۔ ذیل کے بند ملاحظہ ہو۔

وہ صبح اور وہ چھاؤں ستاروں کی اور وہ نور دیکھے تو غش کرے ارنی گوئے اوج طور
پیدا گلوں سے قدرت اللہ کا ظہور وہ جا بجا درختوں پر تسبیح خواں طیور
گلشن نخل تھے وادی مینو اساس سے

جنگل تھا سب بسا ہوا پھولوں کی باس سے

وہ دشت وہ نسیم کے جھونکے وہ سبزہ زار پھولوں پہ جا بجا وہ گہر ہائے آبدار
اٹھنا وہ جھوم جھوم کے شاخوں کا بار بار بالائے نخل ایک جو بلبل تو گل ہزار
خواہاں تھے زہر گلشن زہرا جو آب کے
شبنم نے بھر دیے تھے کٹورے گلاب کے

ناگہ چرخ پر خط انبیس ہوا عیاں تشریف جا نماز پہ لائے شہ زماں
سجا دے بچھ گئے عقب شاہ انس و جان صوت حسن سے اکبر مہرونے دی اذّاں
ہراک کی چشم آنسوؤں سے ڈبڈبا گئی
گویا صدا رسول کی کانوں میں آگئی

بیٹھے تھے جا نماز پہ شاہ فلک سریر ناگہ قریب آکے گرے تین چار تیر
دیکھا ہراک نے مڑ کے سوئے لشکر شریعباس اٹھے تول کے شمشیر بے نظیر
پردانے تھے سراج امامت کے نور پر
روکی سپر حضور کرامت ظہور پر

اللہ...ری سپاہ خدا کی شکوہ و شان جھکنے لگے جنود ضلالت کے بھی نشان
کریں کسے علم کے تلے ہاشمی جوان دنیا کی زیب، دین کی عزت، جہاں کی جان
ایک ایک دو دمان علی کا چراغ تھا
جس سے ملی بہشت کو زینت وہ باغ تھا

چمکی جو تیغ حضرت عباس عرش جاہ روح الامیں پکارے کہ اللہ کی پناہ

ڈھالوں میں چھپ گیا پسر سعد روسیہ کشتوں سے بند ہو گئی امن و اماں کی راہ
 جھپٹا جو شیر شوق میں دریا کی سیر کے
 لے لی ترائی تیغوں کی موجوں کو پیر کے
 آفت تھی حرب و ضرب علی اکبر دلیر غصے میں جھپٹے صید پہ جیسے گرسنہ شیر
 سب سر بلند پست، زبردست سب تھے زیر جنگل میں چارست ہوئے زخیبوں کے ڈھیر
 سران کے اترے تن سے جو تھے رن چڑھے ہوئے
 عباس سے بھی جنگ میں تھے کچھ بڑھے ہوئے

2۔ منظر نگاری۔ اس کی حدیں واقعہ سے اکثر مقامات پر مل جاتی ہیں لیکن ان کی باہمی حدیں الگ کرنے کیلئے منظر نگاری کو ”فطری مناظر“ کی مرقع کشی کے لئے مخصوص کر لیا جاتا ہے۔ سچ بات تو یہ ہے کہ مناظر فطرت کے کامیاب نقشے انارنا اور پھر اس زبان میں جس میں اس قسم کی دل پذیر شاعری کی مثالیں غنقا ہوں بے حد شوار گزار مرحلہ ہے۔ زیر نظر مرئیے میں مناظر کی تصویر کشی جس فطری انداز سے کی گئی ہے اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ اس مخصوص محاکات پر بھی شاعر کو کس قدر دست رس حاصل تھی۔ ماسبق میں جو بند نقل کئے گئے ہیں اگرچہ ان میں اس خصوصی نوعیت کی ماہرانہ تصویر کشی کی دل آویز مثالیں موجود ہیں مگر چند بند مزید توضیح کیلئے اور پیش کئے جاتے ہیں۔

وہ نور اور وہ دشت سہانا سا وہ فضا دراج و کبک و جہو و طاؤس کی صدا
 وہ جوش گل، وہ نالہ مرغان خوشنوا سردی جگر کو بخشتی تھی صبح کی ہوا

پھولوں سے سبز بنز شجر سرخ پوش تھے
 تھالے بھی نخل کے سید گل فروش تھے

وہ قمریوں کا چار طرف سرد کے ہجوم کوکو کا شور نالہ حق سرہ کی دھوم
 سبحان ربنا کی صدا تھی علی العموم جاری تھے وہ جو ان کی عبادت کے تھے رسوم
 کچھ گل فقط نہ کرتے تھے رب علا کی حمد

ہر خار کو بھی نوک زبان تھی خدا کی حمد

اللہ رے خزاں کے دن اس باغ کی بہار پھولے ساتے تھے نہ محمدؐ کے گلخزار

دولہا بنے ہوئے تھے، اجل تھی گلوں کا ہار جاگے وہ ساری رات کے وہ نیند کا خمار

راہیں تمام جسم کی خوشبو سے بس گئیں

جب مسکرائے پھولوں کی کلیاں بکس گئیں

3۔ سیرت نگاری۔ سیرت نگاری کے فرائض سے کما حقہ عہدہ برا ہونا بھی بہت ہی دشوار امر ہے۔ اس کیلئے سب سے پہلے تو اس کی ضرورت ہوتی ہے کہ جن افراد کی سیرت و کردار کی نقشہ کشی مطلوب ہو ان کے رجحانات و میلانات کے باریک سے باریک خط و خال نگاہوں کے سامنے ہوں۔ وہ اسے اچھی طرح سمجھ رہے ہوں کہ مخصوص حالات کے ظہور پذیر ہونے پر ان کی رفتار و گفتار کا اندازہ کیا ہوگا۔ ان کی ”نفسی قوتوں“ کا ظہور افراط و تفریط و اعتدال میں سے کون سا قالب اختیار کرے گا۔ اس صورت میں مختلف سیرتوں کی تصویروں میں یکسانی نہ پیدا ہوگی اور وہ ایک دوسرے سے جدا نظر آئیں گی اور ہر کردار اپنی الگ شخصیت رکھتا ہوا محسوس ہوگا۔ میر انیس نے زیر نظر مرثیہ میں بہت سے کردار پیش کئے ہیں مگر وہ سب ایک دوسرے سے ممتاز نظر آتے ہیں۔ جناب عون و محمد اکبر و عباس اور زینب کے کردار اس مرثیہ میں خاص طور سے نمایاں ہیں اور ایک دوسرے سے جدا۔ ذیل کے بند ملاحظہ ہوں۔ یہ ملحوظ رکھتے ہوئے کہ عون و محمد حضرت زینب کے بیٹے ہیں، حضرت جعفر طیار کے پوتے اور حضرت علی کے نواسے۔ ابھی بچے ہیں اور مرثیہ نگار کے بیان کے مطابق انہوں نے خور و سالی کی حد سے قدم آگے نہیں بڑھائے ہیں۔ انہیں فطرۃً یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ دادا اور نانا دونوں کی طرف سے وہ عہدہ علم داری کے زیادہ مستحق ہیں۔ حضرت زینب ان کی مادرانہ شفقت کے ساتھ چشم نمائی کرتی ہیں اور انہیں اس وقت کے فریضہ کی طرف توجہ دلاتی ہیں۔ عون و محمد میں سے ایک صاحبزادے ضرور حضرت زینب کے بطن سے تھے اور کمسن تھے اور دوسرے صاحبزادے حضرت زینب کے بطن سے نہیں تھے اور جوان تھے۔ اسی طرح ان کے علم کے حاصل کرنے کی جس دہی ہوئی خواہش کا اظہار کیا گیا ہے اور جس طریقہ سے حضرت زینب نے ان کی اس خواہش سے باز رہنے کی نمائش کی ہے وہ تاریخی حیثیت سے مستحکم نہ سہی مگر انیس نے مقتضائے وقت کے لحاظ سے جو گوشے پیدا کیے ہیں اور زبان حال سے جو کچھ کہا ہے اور ان باتوں سے جو اثر پیدا کیا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔ تحمیل کی یہ تادرہ کاری اور محاکات کی یہ بحر آفرینی بڑے سے بڑے ادب میں مشکل ہی سے نظر آسکتی ہے۔ ملاحظہ ہو۔

تھیار ادھر لگا چکے آقائے خاص و عام تیار ادھر ہوا علم سید الانام
کھولے سروں کو گرد تھیں سیدانیاں تمام روتی تھی تھامے چوب علم خواہر امام

تیغیں کمر میں دوش پہ شملے پڑے ہوئے
 زینب کے لال زیرِ علم آکھڑے ہوئے
 گردانے دامنوں کو قبا کے وہ گلغزار مرفق تک آسینوں کے اُلٹے بصدوقار
 جعفر کا رعب، دبدبہ شیر کرد گار بوٹا سے ان کے قد پہ نمودار و نامدار
 آنکھیں ملیں علم سے پھریرے کو چوم کے
 رائت کے گرد پھرنے لگے جھوم جھوم کے
 گہہ ماں کو دیکھتے تھے، کبھی جانبِ علم نعرہ کبھی یہ تھا کہ غارِ شہہ اُم
 کرتے تھے دونوں بھائی کبھی مشورے بہم آہستہ پوچھتے کبھی ماں سے وہ ذی حشم
 کیا قصد ہے علی دلی، کے نشان کا
 اماں کے ملے گا علم نانا جان کا
 بے مثل تھے رسول کے لشکر کے سب جواں لیکن ہمارے جد کو نبی نے دیا نشان
 خیبر میں دیکھتا رہا منہ لشکر گراں پایا مگر علی نے علم وقت امتحاں
 طاقت میں کچھ کی نہیں کو بھوکے پیاسے ہیں
 پوتے انہیں کے ہم ہیں، انہیں کے نواسے ہیں
 زینب نے تب کہا کہ تمہیں اس سے کیا ہے کام کیا دخل مجھ کو مالک و مختار ہیں امام
 دیکھو نہ کچھ بے ادبانہ کوئی کلام مجڑوں کی میں جو لوگے زباں سے علم کا نام
 لو جاؤ، بس کھڑے ہو الگ ہاتھ جوڑ کے
 کیوں آئے تم یہاں علی اکبر کو چھوڑ کے
 سرکوا ہٹو، بڑھو، نہ کھڑے ہو علم کے پاس ایسا نہ ہو کہ دیکھ لیں شاہِ فلک اساس
 کھوتے ہو اور آئے ہوئے تم مرے حواس بس قابل قبول نہیں ہے یہ التماس
 رونے لگو گے پھر جو برا یا بھلا کہوں
 اس ضد کو بچنے کے سوا اور کیا کہوں
 عمریں قلیل اور ہوں منصبِ جلیل اچھا نکالو قد کے بھی بڑھنے کی کچھ سبیل

ماں صدقے جائے گرچہ یہ ہمت کی ہے دلیل ہاں اپنے ہم سنوں میں تمہارا نہیں عدیل

لازم ہے سوچے غور کرے پیش و پس کرے

جو ہو سکے نہ کیوں بشر اس کی ہوس کرے

ان ننھے ننھے ہاتھوں سے اٹھے گا یہ علم چھوٹے قدوں میں سب سے سنوں میں سکھوں سے کم

نکلے تنوں سے سبط بنی کے قدم پہ دم عہدہ یہی ہے بس، یہی منصب، یہی حشم

رخصت طلب اگر ہو تو یہ میرا کام ہے

ماں صدقے جائے آج تو مرنے میں نام ہے

اس کے بعد والے متعدد بندوں میں حضرت زینب کی اپنے بچوں کو اسی شفقت آمیز چشم نمائی کی تصویر ہے۔

بچے ماں کی اس محبت آمیز نصیحت سے متاثر ہو کر بے ساختہ کہہ اٹھتے ہیں کہ آپ خفا نہ ہوں اب ہماری زبان پر علم کا نام تک نہ آئے گا۔ ملاحظہ ہو۔

ہاتھوں کو جوڑ جوڑ کے بولے وہ لالہ فام غصہ کو آپ تھام لیں اے خواہر امام

واللہ کیا مجال جو لیں اب علم کا نام کھل جائے گا لڑیں گے جو یہ باوفا غلام

فوجیں بھگا کے گنج شہیداں میں سوئیں گے

تب قدر ہوگی آپ کو جب ہم نہ ہوئیں گے

4۔ جذبات نگاری۔ مختلف واقعات و حالات سے دل پر جو مختلف کیفیتیں طاری ہوتی ہیں اور مختلف

اثرات جو اس کی سطح پر یکے بعد دیگرے متنوع اسباب و موثرات کے تحت ابھرتے ہیں ان کی دنیا بے پایاں ہے۔

ان کی کامیاب تصویر کشی اس وقت تک ممکن نہیں جب تک کہ شاعر کی قوت مشاہدہ زبردست طور پر دور رس نہ ہو۔

مرثیہ زیر نظر میں انیس کی جذبات نگاری کی تصویریں خاصی پُر اثر ہیں۔ صبح صادق کا وقت ہے۔ نماز کی تیاری ہو

رہی ہے۔ حضرت علی اکبر شہیدہ پیغمبر بہ صوت حسن اذان دے رہے ہیں۔ فطرت کی ہر نمایاں چیز اس سے متاثر ہو

رہی ہے۔ ناموس شاہ پر بھی اس کا پورا اثر پڑ رہا ہے۔ حضرت زینب کو اپنے اس بھیجے سے خصوصی محبت تھی۔ اپنے

اس عزیز لخت جگر کی اذان سن کر ان کی مادرانہ محبت و شفقت کے جذبات جو جو کروٹ لے رہے ہیں ان کی تصویر

جس انداز سے کھینچی ہے اور اس کے نازک خط و خال جس عنوان سے ابھارے ہیں اس کے پُر اثر ہونے کا اعتراف

ناگزیر ہے۔ فرماتے ہیں ۔

ناموس شاہ روتے تھے خیمہ میں زار زار چکی کھڑی تھی صحن میں بانوئے نامدار
 زینب بلائیں لے کے یہ کہتی تھی بار بار صدقے نمازیوں کے موزن کے میں ثار
 کرتے ہیں یوں ثنا و صفت ذوالجلال کی
 لوگو، اذان سنو مرے یوسف جمال کی
 یہ حسنِ صوت اور یہ قرأت بہ عُد و مد حقا کہ افصح الفصا ہے انہیں کا جد
 گویا ہے لحنِ حضرت داؤد باخرد یارب رکھ اس صدا کو زمانے میں تا ابد
 شعبے صدا میں پگھڑیاں جیسے پھول میں
 بلبل چمک رہا ہے ریاضِ رسول میں

اسی طرح جب امام حسین نے شہادت کا خونیں کفن پہن لیا ہے تو اس واقعہ کے سلسلے میں جو درد خیز و الم انگیز بند
 انیس نے لکھے ہیں وہ بھی ”جذبِ غم“ کی موثر تصویریں ہیں۔ ان کا ایک ایک مصرعہ حساس کلیجوں کے لئے برجمبی کا
 کام دیتا ہے۔

5۔ **مکالمہ نگاری**۔ مختلف افراد میں جو بات چیت ہوتی ہے اس کی تصویر یوں اتارنا کہ ”مکالمہ“
 کی فطری سادگی کو ذرا سا صدمہ نہ پہنچنے پائے، خاصا دشوار ہے۔ شعر میں اس کی دشواری کئی گنا بڑھ جاتی ہے۔
 انیس کا کمال اقتدار اس میدان میں بھی ناقابل انکار ہے۔ اس سلسلے میں مرثیے کے اُن بندوں پر ایک نظر پھر ڈال
 لینا چاہیے جن میں حضرت زینب اور ان کے فرزندوں کے علم کے سلسلے کے مکالمے درج ہیں۔

6۔ **تشبیہ کی ندرت**۔ انیس کے یہاں تشبیہوں اور استعاروں کی ندرت اور تازگی بھی اعجازِ آفرینی
 کی حد تک پہنچی ہوئی ہے۔ ذیل میں تین بند اس دعوے کے ثبوت میں پیش پیش کیے جا رہے ہیں۔
 لو پڑھ کے چند شعر رجز شاہ دیں بڑھے کبیتی کے تھام لینے کو روحِ الا میں بڑھے
 مانند شیرز کہیں ٹھہرے کہیں بڑھے گویا، علی اٹتے ہوئے آستیں بڑھے
 جلوہ دیا جری نے عروسِ مصاف کو
 مشکل کشا کی تیغ نے چھوڑا غلاف کو

کانھی سے اس طرح ہوئی وہ شعلہ خو جدا جیسے کنارِ شوق سے ہو ماہرو جدا
 مہتاب سے شعاع جدا، گل سے بو جدا سینے سے دم جدا رگ جاں سے لہو جدا

گرچا جو رعد ابر سے بجلی نکل پڑی

محل میں دم جو گھٹ گیا لیلیٰ نکل پڑی

آئے حسین یوں کہ عقاب آئے جس طرح کافر پہ کبریا کا عتاب آئے جس طرح

تابندہ برق سوئے سحاب آئے جس طرح دوڑا فرس، نشیب میں آب آئے جس طرح

یوں تیغ تیز کو ند گئی اس گروہ پر

بجلی تڑپ کے گرتی ہے جس طرح کوہ پر

تیسرے بند میں تشبیہ کی ندرت نقطہ کمال پر پہنچ گئی ہے۔ کافر پہ کبریا کا الخ قوت تخیل کی بلند پروازی کی آخری حد ہے۔ اسی بنا پر میرا یہ خیال ہے کہ دوسرا مصرعہ تیسرا مصرعہ ہے اور تیسرا دوسرا۔ چوتھے مصرعہ میں شبہ بدل گیا اس لئے نظم کا رشتہ ناہموار نہیں ہوتا۔

7. صنعتوں کا استعمال۔ میرانیس نے صنایع کا استعمال بھی کیا ہے اور بیشتر اس ماہرانہ انداز سے

کیا ہے کہ آپ کو احساس بھی نہیں ہوگا کہ یہاں کوئی صنعت بھی استعمال کی گئی ہے۔

ہاں غازیو یہ دن ہے جدال و قتال کا یاں آج خوں بے گامد کی آل کا

چہرہ خوشی سے سرخ ہے زہرا کے لال کا گزری شب فراق دن آیا وصال کا

ہم وہ ہیں غم کریں گے ملک جن کے واسطے

راتیں تڑپ کے کاٹی ہیں اس دن کے واسطے

چوتھے مصرعہ میں ”شب“ اور ”دن“، ”گزری“ اور ”آیا“ اسی طرح چھٹے مصرعہ میں ”راتیں“ اور ”دن“ میں صنعت ”تضاد“ ہے۔ مگر مصرعوں کی برجستگی ذہن کو اس طرف منتقل نہیں ہونے دیتی۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے کسی عروس زبیا رخسار کا ذاتی حسن ان زیوروں کا جائزہ لینے کی طرف متوجہ ہی نہ ہونے دے جن سے اسے افزائش جمال کیلئے آراستہ کیا گیا ہے۔

اس قسم کے بیسیوں مقامات مرثیہ زیر نظر میں مل سکتے ہیں۔ لیکن انصاف مقتضی ہے کہ اس کا بھی اقرار کیا جائے کہ اگرچہ انیس کی شاعری کی فطرت سلیم ان خارجی محسنات کی طرف مائل نہ تھی اور وہ زبردستی بہ تکلف ان کے برتنے کو پسند نہ کرتے تھے لیکن مذاق عصر انہیں کبھی کبھی اس راستے پر کھینچ ہی لاتا تھا اور وہ اس قسم کے مصرعے کہہ دیتے تھے ”خواہاں تھے زہر گلشن زہرا جو آب کے۔“ ”زہر“ اور ”زہرا“ میں صنعت تجنیس لفظی ہے مگر ”زہر“ پھولوں

کے معنی میں جہانیک اُردو کا تعلق ہے اجنبی ہے اور غالباً اس زمانے میں بھی اجنبی ہی ہوگا۔ عربی جاننے والے اس سے ضرور واقف ہوں گے مگر اسے عام واقفیت کی نشانی نہیں قرار دیا جاسکتا۔ بعض نسخوں میں ”زہر“ کے بجائے ”نخل“ ملتا ہے جو ”زہر“ سے یقیناً زیادہ اچھا ہوتا مگر چوتھے مصرعہ میں ”نخل“ کا لفظ آچکا ہے جس کا پانچویں مصرعہ میں فوراً ہی اعادہ حسن بیان کے فی الجملہ منافی ہے۔ چوتھا مصرعہ یہ ہے

”بالائے نخل ایک جو بلبل تو گل ہزار“

”ہزار کا لفظ بھی صنعت سے خالی نہیں ہے۔ بلبل سے ”ہزار“ کی مناسبت ظاہر ہے اور پھر ”گل“ تو موجود ہی ہے مگر یہاں کسی قسم کی آؤر محسوس نہیں ہوتی۔ اس مقام پر مقدمہ شعر و شاعری مطبوعہ انور المطالع لکھنؤ صفحہ ۱۵۶ سے مندرجہ ذیل عبارت کا نقل کرنا فائدے سے خالی نہیں۔

”اگرچہ سوسائٹی کے دباؤ..... نے میر انیس کو ہر جگہ جادۂ استقامت پر قائم نہیں رہنے دیا بلکہ اس دھڑپدیے کی طرح جسے مجلس کے بے مغزوں کو رہانے کے لئے کبھی کبھی بارہ ماسا اور چوبولے بھی لاپٹے پڑتے ہیں اکثر مبالغہ و اغراق کی آندھیوں کے طوفان اٹھانے پڑے۔ مگر اس قسم کی بے اعتدالیاں ان فوائد کے مقابلے میں جو ان کی شاعری سے اُردو زبان کو پہنچے نہایت بے حقیقت اور کم وزن ہیں“

مولانا حالی کی مندرجہ بالا رائے جو حقیقت کی ترجمان ہے کسی طرح نظر انداز نہیں کی جاسکتی۔ اس کے علاوہ میر انیس بہر حال انسان تھے۔ زبان و بیان کے بعض بعض مسائل ان سے ضرور ہوئے ہیں مگر ان سے انیس کے مراثی کی چمک دمک اور ان کے حسن و جمال میں کمی نہیں ہوتی۔ زیادہ سے زیادہ انیس کی شاعری کے چہرہ زیبا کا خال سیاہ قرار دے لیجئے“

مرزا جعفر حسین۔ پروفیسر سید مسعود حسن رضوی ادیب کا یہ فیصلہ ہے کہ انیس کا بہترین مرثیہ ہے ”جب قطع کی مسافت شب آفتاب نے“۔ اس فیصلہ کا احترام کرتے ہوئے میں اسی مرثیہ کے پہلے تین بندوں کو اپنے مضمون کا موضوع بنارہا ہوں۔

جب قطع کی مسافت شب آفتاب نے جلوہ کیا سحر کے رخ بے حجاب نے
دیکھا سوئے فلک شہ گردوں جناب نے مڑ کر صدا رفیقوں کو دی اُس جناب نے
آخر ہے رات حمد و ثنائے خدا کرو
اٹھو فریضہ سحری کو ادا کرو

قطع کرنے کے معنی ہیں کسی چیز کو درمیان سے کاٹ دینا قطع..... کی اصطلاح مشہور اور رائج ہے جس کے معنی ہیں کاٹنا اور چھانڈنا لیکن قطع کرنا صرف کاٹ دینے بالخصوص درمیان سے کاٹ دینے کے لئے بولا جاتا ہے۔ کلام قطع کرنا یعنی بیچ میں بات کاٹ دینا مستقل ہے۔ اس طرح اس مصرع کا یہ مطلب ہوا کہ رات کاٹنے نہیں کنتی تھی۔ آفتاب نے درمیان سے کاٹ دی۔ یعنی رات ختم نہیں ہوئی تھی اور ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی کہ ناگاہ آفتاب نے طلوع ہو کر اس کو درمیان سے کاٹ دیا۔ امام حسین اور ان کے اصحاب و اقربا کے تاثرات زمین آسمان پر چھائے ہوئے تھے۔ آسمان بھی متاثر تھا اور رات بھی گویا کہ ارض و سما کی سانس رُک ہوئی تھی۔ مابتاب زمین کر بلا کی طرف نظر جمائے ہوئے تھا اور آفتاب کو بھی حاضر باشی میں غلبت تھی۔ آفتاب جو سب سے زیادہ طاقتور محرک تھا دخل اندازی کر کے طلوع ہو گیا اور مسافتِ شب قطع کر دی۔

یہ بات بھی غور طلب ہے کہ مسافت کے معنی ہیں فاصلہ۔ لیل و نہار کے فاصلے شمس و قمر طے کرتے ہیں نہ کہ شب و روز۔ مسافتِ شب کے قطع ہونے کا نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ طوالتِ شب کو قطع کر دیا گیا۔ اس لئے یہ سوچنا پڑتا ہے کہ انیس نے شب کے ساتھ مسافت کا تخیل کیوں پیش کیا؟ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ امام زمانہ چونکہ اُسی روز ایک ایسا اقدام کرنے والے تھے جو روزِ قیامت تک بے عدیل و بے نظیر کارنامہ قرار پانے والا تھا اور جس کے شواہد وہ واقعات و حالات تھے جو چھ سات روز قبل سے رونما ہو رہے تھے اس لئے کائنات لرزہ برآمد تھی۔ مناظرِ فطرت کا نکتہ رس اور صاحبِ بصیرت شاعر اس بحث میں کہاں پر مسکتا تھا کہ شمس و قمر متحرک ہیں یا ارض و سما۔ اُس نے صرف یہی محسوس کیا کہ مصیبت کی گھڑیاں بہت کٹھن ہوتی ہیں جو کاٹنے نہیں کنتی ہیں۔ لہذا آفتاب نے طلوع ہو کر مسافتِ شب کو قطع کر دیا۔

”مسافت“ اور قطع کی” کہہ کر اس عظیم المرتبت شاعر نے مصائب و آلام کی شدتوں، اذیت و تکلیف کی لامتناہی گھڑیوں اور اسی قسم کے دوسرے حالات کی طرف ایک مصرع میں اشارہ کر کے جس قدرت خیال کی مثال پیش کی ہے وہ اُردو ادب میں بمشکل کہیں اور نظر آئے گی۔ مصرع پڑھتے رہیے، غور کرتے جائیے اور بار بار سوچئے۔ لطف میں اضافہ ہی ہوتا جائے گا۔

آفتاب کا مسافتِ شب کو قطع کرنے کے بعد بادی النظر میں یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ سورج نکل آیا اور صبح ہو گئی۔ لیکن انیس اتنی پیش پا افتادہ بات نہیں کہتے۔ وہ سحر کے رُخ بے حجاب کو جلوہ گر کرتے ہیں۔ تیسرا مصرع یہی پتہ دیتا ہے کہ اگر صرف سپیدہ سحری کا ظہور امام کو متاثر کر رہا تھا تو سوئے فلک دیکھنے کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ تمام دشت

و در پر روشنی چھا گئی ہوگی۔ فلک کی طرف دیکھنا اور رُخ بے حجاب جلوہ گر ہونا ہی یہ ظاہر کرتا ہے کہ امام کی نظر اس نور حقیقی پر پڑی جو پردہ سحر میں مستور تھا۔ خدا پرستوں نے طلوع صبح میں انوار الہی کو جلوہ گر ہوتے ہوئے دیکھا ہے بلند پایہ شاعروں نے اس اور اک کو طرح طرح سے نظم کیا ہے کوئی کہتا ہے کہ۔

ہم ایسے اہل نظر کو ثبوت حق کے لئے
اگر رسول نہ ہوتے تو صبح کافی تھی

میر تقی میر کے ایسے خدا ترس اور برگزیدہ شاعر نے کہا ہے کہ

اس وقت ہے دعاء و اجابت کا وصل میر اک نالہ تو بھی پیش کش صبح گاہ کر
ظاہر ہے انیس کی یہ صبح بھی کچھ ایسی ہی تھی جس کو امام نے طلوع ہوتے ہوئے دیکھا اور جس سحر کے رُخ بے حجاب کی جلوہ گری نے امام کے اس اقدام میں جو وہ اُس روز کرنے والے تھے، انہماک اور جوش پیدا کر دیا۔
پہلے دونوں مصرعوں میں الفاظ کی ترکیب نے دو علحدہ علحدہ کیفیتیں پیدا کر دی ہیں ”مسافت شب“ اور قطع کرنے کا تخیل ایک گداز پیدا کرتا ہے جو اندوہ و الم کا لازمی نتیجہ ہے۔ لیکن رُخ سحر کا بے حجاب نہ جلوہ گر ہونا دلوں میں نور اور آنکھوں میں خشکی مرمت کرتا ہے۔ انیس نے ڈرامائی انداز میں پہلے مصرع سے جو سوز و گداز پیدا کر لیا تھا اس کو خشکی و طمانیت سے فوراً دوسرے مصرع میں تبدیل کر دیا اور یہی ان کی شاعری کا کمال اور ان کے کمال کا معجزہ ہے۔

تیسرے مصرع کو اگر غور سے دیکھا جائے اور توجہ سے سوچا جائے تو کچھ عجیب حقیقت نظر آتی ہے۔ امام کی نظر اُس روشنی پر نہیں تھی جو معمولی آنکھیں دیکھ سکتی تھیں اور دیکھ رہی تھیں۔ وہ نور حقیقی کا مشاہدہ کر رہے تھے جس کے لئے توجہ تام کی ضرورت تھی۔ انیس نے اسی بھرپور توجہ کی تصویر ”دیکھا سوائے فلک“ کہہ کر پیش کی ہے۔ یہ سچ ہے کہ پیدا کرنے والے کا جلوہ ہر طرف ہے۔ لیکن ہم اپنے معبود کی درگاہ میں جب دعائیں کرتے ہیں تو آسمان ہی کی طرف اپنے ہاتھ بلند کرتے ہیں۔ یہی حکم شرعی بھی ہے اور امام کا عمل بھی اسی کے مطابق تھا۔ اس لئے آسمان ہی کی طرف دیکھنا عین حکمت تھا۔ اسی کے ساتھ یہ بات بھی نظر انداز نہیں کی جاسکتی کہ ہر انسان مصیبت و محن میں آسمان ہی کی طرف دیکھتا اور ادھر ہی رُخ کر کے فریاد کرتا ہے۔ یہی مقتضائے فطرت انسانی ہے۔ امام حسین کیلئے وہ دن عظیم مصائب کا تھا۔ اس لئے اس تیسرے مصرع میں اُسی سوز و گداز کی طرف پھر اشارہ ہے جس کا حوالہ پہلے مصرع میں ملتا ہے۔ آسمان کی طرف دیکھنے والے امام کو ”شہ گردوں جناب“ کہنا انیس کا کارنامہ ہے۔ یہ مخاطب ظاہر کرتا ہے کہ امام کو آسمانوں سے بھی اتنی ہی واقفیت تھی جتنی زمین سے تھی۔ وہ آسمانوں کا حال بھی اسی طرح

جانتے تھے جیسا کہ اُن کو دنیا کے معاملات کا علم تھا۔ اس لئے آسمان کی جلوہ گری جتنا اُن پر روشن اور آشکار تھی اس کو صرف وہی سمجھ سکتے تھے۔ انیس نے صرف ایک لفظ دیکھا اور اس کے استعمال میں معنویت کوٹ کوٹ کے بھردی ہے۔ اس کے علاوہ ”شہ گردوں جناب“ میں امام کی جلالت قدر کا بھی اعلان ہے۔ انیس کا ہیر واپنی تمام نیکی و مظلومی سمیت ایک جلیل القدر اور برگزیدہ ہستی ہے اور اس کی عظمت و احترام کا پاس و لحاظ رکھنا ہر مقام اور ہر محل پر ضروری بھی ہے۔

آسمان کی طرف دیکھنے اور انور الہی کے جلوے کا مشاہدہ کرنے کے بعد جذبہٴ عبودیت جوش میں آنا ضروری تھا۔ لیکن چونکہ یہ شخصیت امام کی ہے جس کے منصب میں تبلیغ اور تعلیم داخل ہے، اس لئے امام کے لئے یہ بھی ضروری تھا کہ دوسروں کو بھی اللہ کی یاد دلائیں اور عبادت خدا کی طرف آمادہ کریں۔ اس ارادہ اور نیت کی وضاحت کیلئے شاعر بے بدل نے صرف ایک فقرہ ”مُرکز“ استعمال کیا۔ اس فقرہ میں معنویت بھی ہے اور ڈرامائی انداز بھی انتہائی موثر طریقہ پر پیش کیا گیا ہے۔ ساتھ ہی ساتھ اپنے ساتھیوں کو ”رفیق“ کہہ کر امام نے پکارا ہے۔ امام اپنے اصحاب سے بیحد محبت فرماتے تھے اور اصحاب اُن پر اپنی جانیں نثار کرنے کے لئے آمادہ تھے۔ امام و ماموم کے درمیان اس پر خلوص رشتہٴ مودّت و اخلاص کو دیکھتے ہوئے بالخصوص اُس وقت جب نماز کی دعوت دی جا رہی ہو ”رفیق“ سے بہتر لفظ تلاش کرنا ناممکن ہے۔ انیس نے تقاضائے وقت اور حفظِ مراتب کے تمام مراحل کو پیش نظر رکھتے ہوئے اپنے خیالات کے اظہار کے لئے جو لفظ جس مقام پر استعمال کیا ہے وہ جواہر پارے کی طرح صوفشانی کر رہا ہے۔

ان چار مصرعوں کے بعد بیت ہے جو پورے بند کا مقصد اور خیالات کی زنجیر میں آخری سنہری کڑی ہے۔ بات صرف اتنی کہی گئی ہے کہ رات ختم ہو چکی اب اٹھو اور خدا کی حمد و ثنا کرو اور فریضہٴ سحری ادا کرنے کی تلقین کرنا امام کا تبلیغی فریضہ تھا، لیکن پھر بھی فریضہٴ ادائی ایک خشک ذمہ داری ہے جس میں عقیدہٴ لذت اور وجدان پیدا کرتا ہے۔ اس ذمہ داری کی طرف توجہ دلانے کے لئے پھر بھی وہ لہجہ اور وہ الفاظ ضروری ہوتے ہیں جو سننے والے کو اپنی طرف متوجہ کر لیں۔ انیس نے پہلے مصرع میں ”آخر ہے رات“ اور دوسرے میں ”اٹھو“ کہہ کر وہ لذت، وہ حلاوت، وہ انہماک اور وہ خلوص پیدا کر دیا ہے کہ اُن الفاظ کو اس بیت میں جان فصاحت کہے بغیر چارہ ہی نہیں ہے۔ یہ نہیں کہتے کہ سحر ہو گئی ہے یا یہ کہ وقت نماز صبح آ گیا۔ یہ بھی نہیں کہتے کہ سوچے اب اٹھو یا یہ کہ اٹھو کب تک سوؤ گے بلکہ مستعمل فقروں کو نظر انداز کر کے کہتے ہیں ”آخر ہے رات“ یہ بات لفظاً صحیح ہے لیکن یہ بھی تو ایک حقیقت تھی کہ اُن نماز

گزاروں کی زندگی میں وہ آخری رات تھی۔ اس حقیقت سے وہ خود بھی واقف تھے۔ اس پس منظر میں مصرع پڑھے اور سر دھنتے رہے۔ کسی آدمی کو یہ کہہ کر جگانا کہ بس اٹھو تمہاری زندگی کی آخری رات ختم ہوگئی اُس کے دنیائے خیالات و جذبات میں ہیجان و تلاطم پیدا کر دے گا۔ لیکن یہ کہنا کہ ”آخر ہے رات حمد و ثنائے خدا کرو“ ایک برگزیدہ اور خدا پرست ہستی کے دل کو مرنے کا یقین ہوتے ہوئے بھی سکون بخشنے گا اور وہ رضائے الہی میں مرجانا گوارا کر لے گا۔ انسانیت، شرافت اور محبت کی نظر میں صرف یہی طرز تکلم پسندیدہ اور قابل قدر قرار پاتا ہے۔

چھٹے مصرع میں ”اٹھو“ کا مزا الفاظ میں بیان کرنا ناممکن ہے۔ بظاہر یہ لفظ اُس آدمی یا اُن آدمیوں کو مخاطب کر کے بولا جاتا ہے جو لیٹے یا سو رہے ہوں۔ امام کے رفقاء نے ساری رات عبادت الہی میں کاٹی تھی۔ وہ یقیناً اُس وقت بھی جاگ ہی رہے ہوں گے۔ اس لئے ماننا پڑتا ہے کہ اس مقام پر سوتے اور لیٹے ہوئے لوگوں سے مخاطب نہیں بلکہ ”اٹھو“ کا لفظ خلوص و انہماک کے جذبات سے متاثر ہو کر استعمال ہوا ہے۔

جس طرح ”آخر ہے رات“ کے ساتھ حمد و ثنائے خدا کرو“ کو ایک خاص معنویت حاصل ہے اسی طرح ”اٹھو“ کے بعد ”فریضہ سحری کو ادا کرو“ بھی ایک مخصوص عبادت کی طرف اشارہ ہے اور یہ لفظ اسی عبادت میں انہماک پیدا کرانے کیلئے بولا گیا ہے۔ امام کے رفقاء عبادت گزار تھے۔ ان کو نماز سے خلوص اور عبادت الہی سے شغف تھا۔ ان مقدس مشاغل کی طرف سے توجہ دلانا اور صبح ہوتے ہی نماز صبح کی طرف متوجہ کرنا یقیناً سعی حاصل کے برابر تھا۔ اس لئے ہم یہ سوچنے پر مجبور رہیں کہ اس بیت میں حمد و ثنائے خدا اور فریضہ سحری کو ادا کرنے کے فقرے کن کن مقاصد اور اغراض کو اپنے پیکر الفاظ میں سمیٹے ہوئے ہیں۔ یہ مسئلہ بظاہر ایک دشوار منزل ہے۔ لیکن انیس خود ہی مشکل پیدا کرتے ہیں اور خود ہی اس کو آسان سے آسان تر بنا دیتے ہیں۔ ان سوالات کے جوابات کے لئے، جو بیت کے یہ دو فقرے ہمارے دماغ کو سوچنے پر آمادہ کرتے ہیں۔ آنے والے دو بند ملا حظہ فرمائیے:

ہاں غازیو! یہ دن ہے جدال و قتال کا یاں خوں نہبے گا آج محمد کی آل کا
چہرہ خوشی سے سرخ ہے زہرا کے لال کا گزری شب فراق دن آیا وصال کا
ہم دہ ہیں غم کریں گے ملک جن کے واسطے
راتیں تڑپ کے کاٹی ہیں اس دن کے واسطے

دن بھر کے آنے والے مصائب اور آلام سے اپنے ساتھیوں کو مطلع کرنا ہے، ساتھ ہی ساتھ یہ بھی خیال رکھنا ہے کہ بہادر ساتھیوں کے حوصلے اگر بڑھیں اور شوق جنگ میں شدت ہو تو جذبہ حصول شہادت میں بھی کمی نہ ہونے

پائے۔ اس موضوع پر امام حسین کو مکالمہ کرتا ہے جو فصیح الفصحی ہیں۔ لیکن موضوع کلام سخت اور دشوار گزار ہے۔ فلسفہ پیر کے مایہ ناز مقرر مارک اینٹی کی چرب زبانی انیس کے ہیرو کے شایان شان نہیں اور نہ بروٹس کی فلسفہ آفرینی کا یہ محل ہے۔ حسین کا ایسا مردم شناس اور بلند پایہ و سنجیدہ ادیب، اپنے ہوشمند اور جلیل القدر ساتھیوں سے مخاطب ہوتا ہے جہاں نہ جذبات کو حرکت میں لانے کی ضرورت ہے اور نہ کسی دنیاوی یا اخروی منفعت کا سہارا لینا ہے۔ حق شناس حسین اپنے حقیقت پرست ساتھیوں کو مخاطب کرتے ہیں جس کی ترجمانی انیس کی زبان سے اس طرح ہوتی ہے۔

سب سے پہلے یہ واضح کر دیا جاتا ہے کہ آج کا دن جدال و قتال کا ہے۔ جن رفیقوں کو فریضہ سحری ادا کرنے کی تلقین کی جا رہی ہے۔ انہیں کو غازیوں کے لقب سے پکارا جا رہا ہے اور جدال و قتال کی بشارت دی جاتی ہے۔ یعنی یہ کہ یہ جدال و قتال بھی عین عبادت الہی ہے۔ اس کے فوراً بعد یہ بھی واضح کر دیا جاتا ہے کہ یہ معرکہ تمہارے خلاف ہی نہیں ہے بلکہ یہاں آج محمد کی آل کا خون بہے گا۔ یہ نہیں کہا کہ میرا خون بہے گا اور میں محمد کا نواسہ ہوں۔ یہ کہا جاتا تو اس شہادتِ عظمیٰ کی فضیلت میں دوسروں کو شریک رکھنے کا شرف مشکوک ہو جاتا۔ محمد کی آل کہہ کر حسین نے اپنے سارے عزیزوں کو اپنی مرتبت میں برابر کا شریک کر لیا۔ تیسرا مصرع جان تغزل ہے۔ اس مقام پر صرف اس کیفیت کا ذکر ہے جو حسین کی ذات سے مخصوص تھی۔ جہاں زہرا کا لال کہا گیا وہاں لال کے ساتھ سرخی کی نسبت مرثیہ میں گل رنگی اور درد میں حلاوت پیدا کرتی ہے۔ مورخین نے لکھا ہے کہ روزِ عاشورہ امام حسین پر مصائب میں جتنی شدت بڑھتی جاتی تھی۔ آپ کا چہرہ سرخ سے سرخ تر ہوتا جاتا تھا۔ انیس نے وقت سحری اس آنے والی کیفیت کی نشاندہی کر دی اور تیسرے مصرع کے بعد فوراً اسی کیفیت کو معراجِ کمال تک پہنچا دیا۔ یعنی یہ کہ چہرہ پر سرخی جو خوشی کی علامت ہے، اس لئے ہے کہ شبِ فراق گزر گئی اور معشوقِ حقیقی کے وصال کا دن آگیا۔ امام حسین کی ساری زندگی کو شبِ فراق سے تعبیر کر کے محبت کا بلند ترین معیار قائم کیا ہے۔ اسی چوتھے مصرع سے بیت کا تسلسل ہے۔ فرماتے ہیں کہ جب راتیں تڑپ تڑپ کے کاٹ ڈالیں تب یہ دن آیا لہذا ساری خوشی بر محل ہے۔ لیکن چونکہ یہ کارنامہ ایک خوں چکاں سانحہ ہے اس لئے یہ بھی فرما دیا کہ ”ہم وہ ہیں غم کریں گے ملک جن کے واسطے“ فنِ خطابت ہو یا علمِ انفس کے درسیات، ہر نہج سے اس مصرع کی بلاغت تعریف سے بالاتر ہے۔ پہلے مصرع میں نمازیوں کو مخاطب کیا، دوسرے مصرع میں محمد کی آل تک تذکرہ محدود ہوا، تیسرے چوتھے مصرعوں میں یہ ذکر سٹ کر امام حسین کی ذات تک آگیا۔ چھٹا مصرع بھی چوتھے مصرع کی کیفیت کا ایک تہہ ہے لیکن پانچویں مصرع میں ”ہم“ کہہ کر امام حسین نے اپنے تمام ساتھیوں کو جن میں اعز اوقارب، رفقاء، سبھی شامل تھے یکساں طور پر شریک کر لیا۔

حمد و ثنای باری تعالیٰ اور فریضہ سحری ادا کرنے کی تلقین کے لئے یہی ایک بند کافی وزن رکھتا ہے لیکن انیس کے پر پرواز آگے بڑھتے ہیں۔ فرماتے ہیں ۔

یہ صبح ہے وہ صبح مبارک ہے جس کی شام یاں سے ہوا جو کوچ تو ہے خلد میں مقام
کوثر پہ آبرو سے پہنچ جائیں تشنہ کام لکھے خدا نماز گزاروں میں سب کے نام

سب ہیں وحید عصر یہ غل چار سو اٹھے

دنیا سے جو شہید اٹھے سرخرد اٹھے

انیس کو الفاظ اور ان کے استعمال پر پورا پورا قابو تھا۔ اسی بند کو دیکھئے کہ بادی النظر میں معلوم ہوتا ہے کہ جگہ جڑے ہوئے ہیں۔ پھر غور کیجئے کہ ہر ہر لفظ محل استعمال میں مخصوص معنویت کا حامل ہے۔ چنانچہ پہلے مصرع میں صبح کے ساتھ شام، دوسرے میں کوچ کے بعد مقام، تیسرے مصرعے میں کوثر، آبرو اور تشنہ کام، چوتھے میں نام لکھنے کا محاورہ اور بیت میں وحید عصر، شہید اور سرخرد، کے الفاظ نہ صرف مزادیتے ہیں، فصاحت و بلاغت کی بہترین مثالیں ہیں بلکہ اسی کے ساتھ معنی و مطالب سے بھی مالا مال ہیں۔ یہی ایک بند انیس کو خدائے خن مان لینے کے لئے کافی ہے۔ اردو زبان کی لطافت، فارسی کی شیرینی، سیرت نگاری کی معیاری مثال اور فن شعریت کے جواہر، سب ہی کچھ اس ایک بند میں موجود ہیں۔ آئیے اب کسی قدر تفصیل سے مطالعہ کیا جائے۔

نماز صبح کا وقت ہے، امام حسین نے اپنے رفیقوں کو عبادت الہی کے لئے آمادہ کیا ہے، سب کی زندگی کا یہ آخری دن ہے، یہ بھی بتا چکے ہیں کہ یہ دن جدال و قتال کا ہے اور وہ خود مع اپنے تمام اقارب و انصار کے شہید کر دیئے جائیں گے، ایسی خبریں سننے کے بعد معمولی انسانوں کے دل فطری طور پر دھڑکنے لگتے ہیں۔ لیکن امام کے ساتھی آزمودہ کار مجاہد تھے اور وفا شعار کی پیکر بھی۔ اُن کی وفا کے چرچے اب تک ہوتے ہیں اور ہمیشہ ہوتے رہینگے۔ ایسے اصحاب باصفا اور شہسواران میدان و غنا کو جوش شجاعت دلانے کی ضرورت نہیں تھی۔ اُن کو اگر ہو سکتی تھی تو صرف اتنا جاننے کی فکر ہوگی کہ اُن کی شہادت کا مال کیا ہوگا؟ امام نے اُن کے اسی تجسس کو پورا کر کے ہر فکر سے آزاد کر دیا۔ فرماتے ہیں کہ آج کی صبح ایسی ہے جس کی شام مبارک ہے، یہ قافلہ روانہ ہوگا تو سیدھا جنت میں جائے گا۔ امام حسین اپنے ساتھیوں کو جنت کی بشارت دیتے ہیں اور کچھ دعائیں بھی دیتے ہیں۔ وہ دعائیں یہ ہیں (۱) تشنہ کام آبرو کے ساتھ کوثر پہ پہنچ جائیں۔ یعنی یہ کہ یہ سارے رفقاء جو تین دن کے بھوکے پیاسے ہیں آبرو سے کوثر پہ پہنچ جائیں۔ پیاسوں کو پانی کی حاجت ہے، لہذا پانی ملے اور وہ بھی آبرو کے ساتھ۔ آبرو مرکب لفظ ہے۔ آب اور رو

سے، آب کے معنی پانی ہیں جس کو پیاسوں سے مناسبت ہے۔ لیکن اس مقام پر آب کے معنی چمک ہے۔ جو ”رو“ سے مل کر عزت کے معنی میں مستعمل ہے۔ پھر اس دعا میں اس بات کا بھی شائبہ ہے کہ یہ پیا سے اسی طرح پیا سے شہید ہوں اور اپنی آبرو پوری طرح برقرار رکھتے ہوئے کوثر پر پہنچ جائیں۔ ان کی دوسری دعا یہ ہے کہ میرے ان سب رفیقوں کے نام خدا نماز گزاروں میں لکھے۔ نماز پڑھنا ایک فعل حسنہ ہے لیکن نماز گزار ہونا بالکل دوسری چیز ہے۔ اس کا تعلق ایمان، ایقان، عقیدہ اور عمل سے ہے۔ نماز گزار ہونے میں بہت سے خصوصیات شامل ہوتی ہیں۔ ہر شخص نماز پڑھتا اور پڑھ سکتا ہے لیکن نماز گزار اسی کو کہیں گے جس کا ایمان مستحکم ہو اور جس کے عمل میں خلوص ہو، انیس نے اس منزل کو اور بلند کر دیا ہے۔ ہم نماز گزار ہو بھی جائیں لیکن یہ ضروری نہیں کہ خدا بھی ہم کو نماز گزاروں میں شامل کر لے۔ یوں تو سب ہی اُس کے بندے ہیں لیکن اُس بندے کا کیا کہنا جس کو خدا خود اپنا بندہ کہے۔ اسی طرح منزلت اُسی نماز گزار کی ہے جس کو خدا نماز گزار مان لے۔ امام نے اپنے رفقا کو یہی دعا دی ہے کہ خدا تم سب کو نماز گزار مانے اور نماز گزاروں کی فہرست میں تمہارے نام لکھے جائیں۔ یہ دعا امام کی زبان سے دلو کر انیس نے امام اور اُن کے رفقا کی سیرت کا بہترین مرقع پیش کیا ہے۔ تیسری دعا جو سلسلہ بیان کو معراج کمال تک پہنچاتی ہے۔ بیت میں ہے۔

اسی مقام پر ضمنیہ تذکرہ بے محل نہ ہوگا کہ متقدمین سائقین نے مرثیہ گوئی کے لئے کسی مخصوص صنف شاعری کا تعین نہیں کیا تھا۔ بعض نے دو مصرعوں کی بیتوں، میں بعض نے مثلث میں اور بعض شعرا نے چار مصرعوں میں قطعات کی شکل میں مرثیے کہے ہیں۔ آخر میں مسدس کی شکل اختیار کی گئی جس کو انیس نے چار چاند لگا دیئے۔ مسدس میں بیت یعنی پانچواں اور چھٹا مصرع کہنا مشکل ہے۔ کیونکہ بیت کی تعریف ہے کہ پہلے چار مصرعوں سے تسلسل اور تیسرے یا چوتھے مصرع سے ربط ہو۔ معنی کے اعتبار سے بیت میں اصل مفہوم معراج کمال تک پہنچ جانا چاہیے۔ انیس کو بیت کہنے میں زبردست ملکہ حاصل تھا۔ یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ اُن کے یہاں جتنی پخت اور بلند جہتیں ہیں اُن کی مثال کسی دوسری جگہ نہیں ملتی۔ زیرِ نظر بند کی بیت ہی کو لے لیجئے۔ امام کا اپنے اصحاب کو کوثر پر آبرو کے ساتھ پہنچ جانے اور خدا کا نماز گزاروں میں اُن سب کا نام لکھنے کی دعائیں دینے کے بعد کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ آگے کیا کہا جاسکتا ہے۔ مگر انیس نے سلسلہ کلام کو آگے بڑھایا اور بہت بلند کر دیا۔ اس بیت کو پڑھ کر یہ بات سامنے آگئی کہ نجاتِ اخروی کے ساتھ فلاح و نیک نامی دنیا بھی ضروری ہے اور یہ فلاح و نیک نامی صحیح معنوں میں انیس کو حاصل ہے جو پاک و پاکیزہ اور عالی مرتبت ہیں۔ امام اپنے اصحاب کو دعا دیتے ہیں کہ تم کو دنیا میں

وحید عصر ہونے کی شہرت حاصل ہو اور اس دنیا سے ہر ہر شہید سرخرو اٹھ جائے۔ اب اُن الفاظ کی لذت اور معنویت پر بھی ایک طائرانہ نظر ڈال لی جائے تاکہ انیس کی فصاحت بیانی کا بھی کچھ اندازہ ہو سکے۔

پانچویں مصرع میں ”وحید عصر“ بجد معنی خیز الفاظ ہیں۔ عصر کے معنی، شام، ہیں۔ قرآن مجید میں منجملہ دوسری قسموں کے عصر کی بھی قسم کھائی گئی ہے۔ اسی وقت امام حسین درجہ شہادت پر فائز ہوئے تھے اور کربلا کی وہ غیر متوازن جنگ جس میں ایک طرف ریگ صحرا کی طرح دشمنوں کی تعداد لا تعداد تھی اور دوسری طرف امام کے چھوٹے بڑے سب ساتھی صرف بہتر تھے۔ اور جو بظاہر شکست لیکن حقیقتاً فتح تھی، اسی وقت عصر ختم ہوئی تھی۔ ایسی ساعت کو جتنا بھی محترم قرار دیا جائے صحیح ہوگا۔ انیس نے انہیں حالات کے تحت لفظ ”عصر“ کو اپنایا اور اصحاب حسین کو ”وحید عصر“ قرار دیا۔ عصر کے معنی ”زمانہ“ بھی ہیں۔ وحید عصر بمعنی نایاب روزگار۔ زمانہ کی بہترین ہستیاں۔ اصحاب حسین یقیناً اپنی آپ مثال تھے لیکن امام حسین انیس کی زبان میں اُن کو یہ دعا دیتے ہیں کہ ”سب ہیں وحید عصر یہ غل چار سواٹھے“ فضیلت کی منزل صرف فضیلت مان لینے پر ختم نہیں بلکہ یہ تمنا ہے کہ چار سواٹھ فضیلت کا اعلان بھی ہو، دنیا بھر میں دھوم مچ جائے اور ایک ایک کی زبان سے یہ بالا اعلان کہا جائے کہ یہ سب وحید عصر ہیں۔ ”غل چار سواٹھے“ کی لذت اور چاشنی کے مزے دل لے سکتا ہے۔ زبان بیان کرنے سے قاصر ہے۔ کونامی اور کونامی پر دنیا بھر کی مہر تصدیق اور پھر اس کا اعلان ایک مصرع میں معنویت کا سمندر لہریں مار رہا ہے۔

کونامی کی اس اعلا ترین فضیلت پر بھی انیس کا وجدانی ذوق تسکین حاصل نہیں کرتا۔ وہ چھٹے مصرع میں نجات اخروی کو بھی سمیٹ لیتے ہیں۔ عبادت میں رنگ شہادت بھرنے کی گلکاری اسی ایک بیت میں پوری تابانی کے ساتھ ضوفشاں ہے۔ امام حسین کی زبان سے یہ دعا کہ ”دنیا سے جو شہید اٹھے سرخرو اٹھے“ اصحاب حسین کی سیرتوں کو معراج کمال پر پیش کرتی ہے۔ شہید وہ ہے جو خدا کی راہ میں اپنی جان نثار کر دے۔ شہید ہو جانا ہی انسان کی اعلا ترین منزلت ہے، لیکن اصحاب حسین کے لئے شہادت کے ساتھ سرخروئی کی فضیلت بھی شامل ہے۔ کیونکہ امام کی یہی دعا ہے۔ ظاہر ہے کہ جو شہید ہوگا اس کا چہرہ اپنے خون سے یقیناً رنگین ہوگا۔ اس طرح شہید کے لئے سرخ رو ہونا لازمی ہے۔ مگر ”دنیا سے جو شہید اٹھے“ کہہ کر یہ مطلب ادا کیا گیا ہے کہ امام حسین نے اپنے اصحاب کو دنیا میں کونام اور آخرت میں عالی مرتبت ہونے کی دعائیں دی تھیں۔ فن شعر کا یہ کمال ہے کہ مسدس میں ہر مصرع کے بعد دوسرا مصرع بلند اور چست ہوتا جائے یہ بند اس فنیت کے اعلیٰ ترین کمال کی واضح مثال ہے۔

آخر میں یہ بات بھی کہنے میں آتی ہے کہ چھٹے مصرع میں لفظ ”جو“ کا استعمال قابل غور اور اس کی معنویت قابل

لحاظ ہے۔ امام حسین کے ساتھیوں میں جو سب کے سب میدانِ کربلا میں روزِ عاشورہ شہید ہوئے، اُن کے فرزند، بھائی بھتیجے، بھانجے اور دیگر اقرباء کے علاوہ اُن کے دوست، اصحاب، انصار سب شامل تھے۔ انہیں جاں نثاروں میں ایک عیسائی مذہب صحابی اور غلام بھی تھے۔ ان تمام رفیقوں میں مختلف قبیلوں کے نمائندے تھے۔ متعدد شیوخ اور سردار تھے، کم سن بچے بھی اور بوڑھے بھی جن میں ایک چھ ماہ کا شیرخوار بچہ بھی تھا اور ایک ایسا بوڑھا مجاہد بھی جس نے میدانِ جنگ کا رخ کرنے کے قبل اپنی آنکھوں کے اوپر سے پلکیں اٹھا کر ماتھے پر پٹی باندھی اور جھکی ہوئی کمر کو پٹکے سے خوب کس کر باندھا تھا، تب اس قابل ہوا تھا کہ گھوڑے کی پشت پر سوار ہو سکے۔ اس بہتر افراد پر مشتمل مختصر سپاہ کے لیڈر امام حسین تھے جن کی نظر میں دنیا کے تمام انسان بحیثیت انسان کے برابر کا درجہ رکھتے تھے اور جو اپنے رفقا میں بلا امتیاز نوع و نسل، بلا تفریق مذہب و ملت اور بلا لحاظ سن و سال سب ہی سے یکساں طور پر محبت فرماتے تھے۔ امام کے اس نظریے اور اس طریق کار کی وضاحت انیس نے اپنی حریانی سے صرف ایک لفظ ”جو“ استعمال کر کے پوری طرح فرمادی ”دنیا سے جو شہید اٹھے“ کی میزان میں ہر شہید امام کی دعاؤں سے فیضیاب ہونے کا یکساں طور پر مستحق قرار پاتا ہے۔ ایک لفظ ”جو“ میں خیالات اور نظریات کی دنیا کھینچ کر آگئی ہے۔

پروفیسر مسعود حسن رضوی

مرحوم نے شاہکار انیس میں جو بصیرت افروز، مقدمہ مرثیہ کے متن کے بارے میں لکھا ہے ذیل میں انہی کے الفاظ میں اس کا اقتباس درج کیا جاتا ہے:-

”پچھلی رات ہے۔ امام حسین اپنے رفیقوں کو نماز کے لئے اٹھاتے ہیں۔ شہادت کے شوق میں خود سرور ہیں اور اپنے انصار کو بھی نوید شہادت سے سرور کرتے ہیں۔ وہ بستر سے اٹھتے ہیں۔ کنگھی کرتے ہیں۔ اچھے اچھے کپڑے پہنتے ہیں۔ طرح طرح کے عطر لگاتے ہیں۔ یہاں شاعر انصار حسین کے انسانی محاسن اور اخلاقی صفات بیان کرتا ہے۔ امام حسین کے عزیز اٹھارہ بنی ہاشم خیمے سے باہر نکلتے ہیں۔ اب صبح ہو رہی ہے۔ اس موقع پر کچھ آل رسول کی مدح اور کچھ خیمہ حسین کی تعریف ہے۔ اب نماز صبح کا وقت آ گیا ہے۔ حضرت علی اکبر اذان دیتے ہیں۔ یہاں شاعر اس اذان کا اثر انسان و حیوان و حجر پر دکھاتا ہے۔ خیمے میں اذان کی آواز جاتی ہے۔ سب بیہاں اپنے اپنے طور پر متاثر ہوتی ہیں۔ اب اقامت ہوتی ہے۔ نمازی صفیں باندھ کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ شاعر نماز کی صفوں، نمازیوں اور اُن کی نماز کی تعریف کرتا ہے۔ نماز ختم ہوتی ہے۔ انصار امام حسین سے مصافحہ کرتے ہیں اور شہادت کی خوشی میں ایک دوسرے سے گلے ملتے ہیں۔ اس کے بعد کوئی شکر کا سجدہ ادا کرتا ہے کوئی

قرآن کی تلاوت کرتا ہے۔ کوئی دعا پڑھتا ہے۔ کوئی خدا کی حمد میں مصروف ہے۔ کوئی رسولؐ کی نعت میں اور امام حسینؑ سب کے لئے خدا سے رحم کی التجا کرتے ہیں۔ ادھر امام حسینؑ اور ان کے انصار عبادت میں مصروف ہیں ادھر یزیدی لشکر جنگ کے لئے صف کشی کر رہا ہے۔ لشکر کا سپہ سالار ابن سعد دریا کے پہرہ داروں کو تاکید کر رہا ہے کہ مرتے دم بھی حسینؑ کو پانی نہ دینا۔ ابھی امام حسینؑ جاننا ہی پر تشریف فرما ہیں کہ لشکر مخالف میں چند تیرا کر گرتے ہیں۔ امام اپنے صاحبزادے علی اکبرؑ سے کہتے ہیں کہ تم جا کر بی بیوں سے کہہ دو کہ بچوں کو لے کر صحن سے ہٹ جائیں۔ اتنے میں خاندان رسالت کی وفادار کنیز فضہؓ آ کر خبر دیتی ہیں کہ خیمے کے اندر بھی تیرا رہے ہیں۔ امام اٹھتے ہیں اور انصار کو جہاد کے لئے تیار ہو جانے کا حکم دے کر خیمے میں تشریف لے جاتے ہیں۔ حضرت عباسؑ خیمے کے دروازے پر پہنچنے لگتے ہیں۔ تیروں کا آنا جنگ کا پیام تھا اس لئے بی بیوں میں بہت اضطراب پیدا ہو جاتا ہے۔ حضرت زینبؑ دعائیں مانگنے لگتی ہیں۔ امام حسینؑ سب کو تسکین دیتے ہیں اور رسولؐ کے تبرکات طلب فرماتے ہیں۔ رسولؐ کا لباس پہنتے ہیں اور حضرت علیؑ اور حضرت حمزہؓ کے ہتھیار لگاتے ہیں۔ اب رسولؐ کے لشکر کا علم سجا جاتا ہے۔ حضرت زینبؑ کے صاحبزادے عونؑ و محمدؑ علم کے پاس آ کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ ان کے دادا حضرت جعفرؑ اور نانا حضرت علیؑ دونوں لشکر رسولؐ کے علمدار رہ چکے ہیں۔ اس بنا پر وہ خود کو وراثتاً اس علم کا مستحق سمجھتے ہیں اور اپنی مادر گرامی سے اپنی سفارش کی درخواست کرتے ہیں۔ وہ اس بات پر ناراض ہوتی ہیں اور فرماتی ہیں کہ آج تو مرنے میں نام ہے۔ امام حسینؑ یہ گفتگو سن کر حضرت زینبؑ کے پاس آتے ہیں اور عونؑ و محمدؑ کی ہمت و جرأت کی تعریف کر کے اپنی بہن سے فرماتے ہیں اب تم جسے کہو اسے دیں فوج کا علم۔ وہ حضرت عباسؑ کی خوبیاں بیان کر کے ان کو علمداری کیلئے سب سے بہتر قرار دیتی ہیں۔ امام حسینؑ حضرت عباسؑ کو بلوا کر علم دیتے ہیں اور کہتے ہیں ”لو بھائی لو علم یہ عنایت بہن کی ہے۔“ یہاں شاعر علمداری کا منصب ملنے پر حضرت عباسؑ، حضرت زینبؑ، زوجہ عباسؑ اور حضرت سکینہؓ کے دلی تاثرات دکھاتا ہے۔ اتنے میں حضرت قاسمؑ آ کر خبر دیتے ہیں کہ دشمنوں کی کثیر فوج بڑھتی چلی آتی ہے۔ یہ سن کر حضرت عباسؑ علم لئے ہوئے خیمہ سے نکلتے ہیں اور امام حسینؑ کی مختصر فوج ان کو علم داری کی مبارک دیتی ہے اور علم کے آگے ہولیتی ہے۔ اب امام حسینؑ حرم سرا سے باہر تشریف لاتے ہیں اور گھوڑے پر سوار ہوتے ہیں۔ اس مقام پر انیس دو بندوں میں گھوڑے کی اور ایک بند میں علم کی تعریف کرتے ہیں۔ حسینی فوج کر بلا کے میدان میں پہنچ گئی۔ یہاں شاعر چار بندوں میں ہاشمی جوانوں اور بچوں کے شاندار حسن کی تعریف کچھ اپنی زبان سے اور کچھ حوروں کی زبان سے کرتا ہے۔ اب فوج مخالف کی طرف سے تیرا آتے ہیں۔ امام حسینؑ آگے بڑھ

کر تمام حجت کرتے ہیں اور اس کے بعد جنگ شروع ہو جاتی ہے۔ پہلے رفیق میدان میں آتے ہیں اور داد شجاعت دیتے ہیں۔ اس کے بعد عزیز جہاد کے لئے نکلتے ہیں۔ ظہر کے وقت تک حسینی فوج کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ امام حسین سب شہیدوں کی لاشیں مقتل سے اٹھالائے تھے۔ اب انہیں لاشوں کے بیچ میں تنہا کھڑے ہوئے ہیں۔ دشمن فتح کے باجے بجارہے ہیں اور امام کا دل دکھانے کے لئے شہیدوں کے نام لے لے کر پکار رہے ہیں۔ آپ اپنے خیمے کے دروازے پر تشریف لاتے ہیں اور اپنی بہن زینبؓ سے فرماتے ہیں کہ علی اصغرؑ کو لے آؤ۔ ایک مرتبہ اس چاند کو اور دیکھ لوں۔ آپ کی آواز سن کر سب بی بیاں دوڑ پڑتی ہیں۔ حضرت شہر بانو علی اصغرؑ کو لئے ہوئے آتی ہیں۔ آپ بچے کو زانو پر بٹھا کر پیار کرتے ہیں۔ اسی اثنا میں ایک تیرا کر بچے کی گردن پر لگتا ہے اور وہ تڑپ کر ختم ہو جاتا ہے۔ امام حسین بچے کو خاک کے سپرد کر کے فوج مخالف کا رخ کرتے ہیں۔ شاعر ایک بند میں آپ کی شان دکھاتا ہے اور ایک بند میں آپ کے گھوڑے کی تعریف کرتا ہے۔ اب شاعر گرمی کی شدت بیان کرتا ہے۔ امام حسین اس شدت کی دھوپ میں کھڑے ہوئے ہیں۔ پیاس سے زبان میں کانٹے پڑ گئے ہیں۔ ادھر لشکر مخالف میں پانی کی ریل پیل ہے۔ چندو پرند سیراب ہو رہے ہیں۔ زمین پر چھڑکاؤ کیا جا رہا ہے۔ ابن سعد سر پر چتر زر لگائے ہوئے ہے۔ خادم پچھلے جھل رہے ہیں۔ وہ امام حسین سے کہتا ہے کہ اب بھی اگر آپ یزید کی بیعت کر لیں تو آپ کو پانی مل سکتا ہے۔ امام حسین جواب میں فرماتے ہیں کہ اب پانی کی مجھے طلب نہیں۔ اگر میں حکم دوں تو ظلیل اللہ میرے لئے کھانا لے کر آئیں اور کوثر مجھے پانی پلائے اور اگر میں انقلاب چاہوں تو دنیا ختم ہو جائے۔ زمین اس طرح الٹ جائے کہ نہ کوفہ باقی رہے نہ شام۔ ابن سعد سے یہ کہہ کر امام حسین نے غصہ میں ذوالفقار کی طرف جو نگاہ کی تو ابن سعد خوف سے پیچھے ہٹ گیا۔ فوج مخالف سے تیرے لئے گئے۔ سیاہ نشان کھل گئے۔ فوجی باجے بجنے لگے۔ نیزہ بردار سواروں نے گھوڑے بڑھائے۔ امام حسین نے رجز پڑھا، تلوار نکالی اور دشمنان دین پر حملہ کر دیا۔ یہاں شاعر تلوار کی تعریف کرتا ہے۔ پندرہ بندوں میں تلوار کی تعریف کرنے کے بعد شاعر امام حسین کی جنگ کے بیان میں تیرہ بند اور لکھتا ہے۔ ان اٹھائیس بندوں میں تنہا امام حسین کا پوری یزیدی فوج سے مقابلہ کرنا دکھایا گیا ہے۔ بڑی گھمسان کی لڑائی ہو رہی ہے۔ زمین تل رہی ہے، سر قلم ہو رہے ہیں، صفوں پر صفیں کٹ کٹ کر گر رہی ہیں۔ ڈھالوں کے پرچے اڑ رہے ہیں۔ زمرہوں کی کڑیاں بکھری پڑی ہیں۔ کسی کے حواس ٹھکانے نہیں ہیں۔ بھاگڑ پڑی ہوئی ہے۔ الامان کا شور بلند ہے۔ امام حسین کی جنگ سے فوج مخالف اس قدر عاجز اور خوف زدہ ہو جاتی ہے کہ سب دہائی دینے لگتے ہیں اور علی اکبر کی روح کا واسطہ دے کر رجم کی التجا کرتے ہیں۔ امام حسین ہاتھ

روک لیتے ہیں۔ ابن سعد اپنی فوج کو غیرت دلاتا ہے۔ دو پہلو ان مقابلے کے لئے نکلتے ہیں۔ ایک کو اپنی تلوار پر ناز ہے، دوسرے کو اپنے گرز پر۔ دونوں امام حسین کے ہاتھ سے قتل ہوتے ہیں۔ امام حسین کی جنگ سے ان کی ہیبت ساری دنیا پر چھا جاتی ہے۔ اتنے میں ایک غیبی آواز اس جنگ کی مدح کرتی ہے اور امام حسین کو یہ مژدہ دیتی ہے کہ خدا نے تم کو کائنات پر غالب کیا اور تمہاری ذات پر جہاد کا خاتمہ ہو گیا۔ وہی ندائے غیب یا دل کی آواز کہتی ہے کہ اب جنگ موقوف کرو۔ عصر کی نماز کا وقت آ گیا ہے۔ وہی آواز کہتی ہے کہ پیاس کی حالت میں اتنے بڑے انبوه سے کسی نے ایسی جنگ نہیں کی۔ اب امت کے کام کی طرف توجہ کرنا چاہئے۔ اس غیبی آواز کو سن کر امام حسین تلوار میان میں رکھ لیتے ہیں۔ دشمنوں کی فوجیں یہ دیکھ کر پلٹ پڑتی ہیں۔ تیروں، تلواروں اور نیزوں کا منیہہ برسنے لگتا ہے۔ اور سینکڑوں زخم کھا کر امام حسین گھوڑے سے گرتے ہیں۔ حضرت زینبؓ خیمے سے باہر نکل آتی ہیں اور حالت اضطراب میں اپنے بھائی کو ڈھونڈتے ہوئے جب قتل گاہ میں پہنچتی ہیں تو امام حسین کے سر کو نیزے کی نوک پر بلند دیکھتی ہیں اور اس سر سے خطاب کر کے بین کرتی ہیں۔ امام کا سر حضرت زینب کو یزید یوں کے مظالم پر صبر و شکر کرنے کی تلقین کرتا ہے اور سیکینہ کا خاص طور پر خیال رکھنے کی وصیت کرتا ہے۔ اصل مرثیہ ختم کرنے کے بعد انیس نے ایک بند اور لکھا ہے جس میں بتایا ہے کہ یہ مرثیہ پیری اور ضعیفی کے عالم میں کہا گیا اور پیشین گوئی کی ہے کہ یہ کلام ہر طبقہ میں مقبول ہوگا اور یہ مرثیہ دنیا میں یادگار رہے گا۔“

اس شاہکار مرثیہ کی اہمیت اور اس کی شہرت کا عالم یہ تھا کہ صرف مرثیہ اور اس کے بند ہی نہیں بلکہ اس کے مصرعوں پر بھی مفصل بحث و مباحثہ کیا گیا۔ چنانچہ اس مرثیہ کے بند (117) کے آخری مصرع پر مسلسل آٹھ سال بحث جاری رہی اور آخر کار بحث نام تمام رہی۔ مذکورہ مصرعہ ”پانی کنوؤں میں اتر اٹھا سائے کی چاہ سے“ کے بارے میں محمد عسکری صاحب کا ایک مراسلہ ”قومی آواز“ لکھنؤ کی اشاعت مورخہ 28 جولائی 1968ء میں چھپا تھا کہ ان کے پاس ایک قدیم قلمی مرثیہ کا نسخہ ہے جس میں زیر نظر مصرعوں ہے ”سایا کنوئیں میں اتر اٹھا پانی کی چاہ سے“۔ اس ادبی بحث میں کہ کنوئیں میں ”پانی“ اتر اٹھا یا کہ ”سایا“ اتر اٹھا تقریباً دو سو سے زیادہ افراد نے شرکت کی اور ہر شخص نے اس مضمون پر اپنی اپنی فکر اور صلاحیت کی نسبت سے اظہار خیال کیا، جس سے پتہ چلتا ہے کہ مصرعوں میں بلندی تخیل اور ندرت معنی کو کچھ اس طرح سمویا گیا ہے کہ بلند پرواز طائر خیال بھی اس کا نظارہ پوری طرح سے نہیں کر سکتا۔ اگر ان مکاتیب اور مضامین کو یکجا کیا جائے تو اس مصرعہ پر پوری ایک کتاب تالیف کی جاسکتی ہے۔

مرثیہ کے تجزیہ کا طریقہ کار

میر انیس کی شاعری کی خصوصیات کو سمجھنے کے لئے ان کے مرثیہ کو کئی طرح سے پڑھنا ہوگا کیونکہ مرثیہ ایک ایسی منفرد نظم ہے جس کا ہر بندہ نہ صرف خود ایک چھوٹی نظم ہے بلکہ ہر بند کا ہر مصرعہ تفہیم اور تشریح کرنے والے کے لئے ایک مکمل نظم ہے۔ اسی لئے تو غالب کے ہم عصر مولف ”گلشن بے خار“ نواب مصطفیٰ خان شیفتہ نے جب ”آج شیر پہ کیا عالم تہائی ہے“ سنا تو کہا کہ میر انیس نے بے خود تمام مرثیہ کہا کیوں کہ یہ مطلع کا مصرعہ ہی پورا مرثیہ ہے۔ اس میں لفظ ”کیا“ میں کائنات کی تہائی کو سمویا گیا ہے۔

پس معلوم ہوا کہ ہمد ازیر نظر مرثیہ جو 196 بند پر مشتمل ہے بذات خود ایک واحد نظم ہوتے ہوئے اپنے دامن میں 196 مختلف نظمیں یا پانچ سواٹھاسی (588) مختصر نظموں کو احاطہ کیا ہوا ہے اس لئے ہم نے اس مرثیہ کو ہر مصرعہ اور ہر بند کی آزادانہ تشریح کی ہے۔ ہمیں میر انیس کے مرثیے کو مکمل سمجھنے کے لئے پہلے ہر مصرعہ اور ہر بند کو آزادانہ پڑھنا اور سمجھنا ہوگا، پھر تمام مرثیہ کو ایک واحد کی طرح پڑھ کر سمجھنا ہوگا۔ یہی نہیں بلکہ مرثیہ کے ہر لفظ کو واقعہ کر بلا کے سیاق و سباق میں دیکھنا پڑے گا۔ میر انیس کا ہر مرثیہ شاعری کے فن کا کارنامہ ہے۔ مرثیے میں الفاظ کا استعمال صرف معلومات فراہم کرنے کیلئے نہیں بلکہ جیتی جاگتی ذہنی تصویریں اور جذباتی کیفیتیں پیدا کرنے کیلئے ہے۔ مرثیہ کا تجزیہ کرتے وقت ایک لفظ کی اکائی اور دوسرے مفہوم کی اکائی کو دیکھنا پڑے گا۔ اگرچہ یہ دونوں اکائیاں الگ الگ وجود نہیں رکھتیں پھر بھی ان کی نوعیت الگ الگ ہے اور یہ ایک چیز کے دو رخ ہیں یعنی کوئی لفظ کسی مفہوم کے بغیر نہیں ہوتا اور کوئی مفہوم کسی لفظ کے بغیر تحریر نہیں ہوتا سچ تو یہ ہے کہ اگر ان دونوں اکائیوں میں مطابقت اور مناسبت نہ ہو تو فن عظیم نہیں ہو سکتا۔ مرثیہ میں بند اور بند میں مصرعے اور مصرعوں میں الفاظ ہیں۔ انہی الفاظ کی ترتیب سے خیال کی اکائیاں بنتی ہیں۔ الفاظ کیوں کہ صرف مفہوم نہیں بلکہ اپنے اندر صوتی علامتی اور جمالیاتی پہلو بھی رکھتے ہیں۔ یعنی ان میں تصویر اور تاثیر بھی ہوتی ہے۔ ان میں رنگ مہک اور چہک بھی ہوتی ہے اور ان سے حسی تصورات بیدار ہوتے ہیں اس لئے شاعر ان کے صحیح استفادہ سے صحیح عکاسی کر سکتا ہے۔ ان الفاظ کا انتخاب

ایک طرح کا عدسہ (Lense) کا انتخاب ہے اگر (Lense) ٹھیک ہوگا تو شاعر کا مشاہداتی ذہن یا کیمرا اُسے فوکس (Focus) یا ذوم (Zoom) کر کے تصویر صاف اور ہو، ہو کھینچے گا ورنہ نقش دھندلا اور بے اثر ہوگا۔ میر صاحب فرماتے ہیں ۔

مضمون میں تناسب الفاظ لا جواب
تصریح بھی فصیح کنایہ بھی انتخاب

میر انیس کے مرثیہ کو اچھی طرح سے سمجھنے اور اس کے محاسن کو پرکھنے کے لئے اس کے ہر مصرعہ اور ہر بند کو فصاحت، بلاغت، علم بیان کے تشبیہات، استعارات، مجاز مرسل، کنایات، صنائع لفظی، صنائع معنوی روزمرہ، محاورات، تمثیلات، آہنگی اور صوتی کیفیات، اخلاقی، آفاقی، سماجی اور معاشراتی اقدار اسلوب، حسن بیان، ترتیب و تسلسل، اعتدال و تخیل، انتخاب الفاظ و حسن بندش، روانی، شگفتگی، صفائی، عمدگی، زود گوئی کے ساتھ ساتھ مرثیہ میں منظر نگاری، واقعہ نگاری، تمثیل نگاری، جدت نگاری، المیہ بیان، حفظ مراتب کا خیال اور سماجی عناصر کا تفصیل سے جائزہ لینا پڑے گا جس کو ہم نے اس مرثیہ کے ذیل میں کسی حد تک کیا ہے۔ یہاں یہ بھی وضاحت لازم ہے کہ اوپر بیان کئے گئے مطالب کے حدود ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہیں۔ یعنی ان کو مکمل طور پر خانوں میں تقسیم نہیں کیا جا سکتا، اسی لئے مختلف علمائے ادب نے انہیں مختلف طریقوں سے بیان کیا ہے۔

ڈاکٹر نیر مسعود نے ج کہا ہے کہ ”میر انیس نہ شکسپر ہند ہیں نہ تو فردوسی ہند نہ تو ہومر ہند بلکہ میر انیس میر انیس ہیں۔ ان کے مرثیے نہ تو صرف رزمیہ نظمیں ہیں نہ تو ڈراما ہیں اور نہ تو طویل بیانیہ نظم بلکہ صرف مرثیے ہیں۔ اس لئے میر انیس کے تقابلی اور سمجھنے کے لئے میر انیس کے کلام ہی سے مدد لینی چاہیے“

مرثیے کے شرائط و لوازم اور تقاضے کچھ اور ہیں جس کو سمجھے بغیر مرثیے کی ادبی اور مذہبی اقدار اور مرثیہ نگاری کی عظمت کو سمجھا نہیں جا سکتا۔ اسی لئے آج لوگ میر انیس کی وہ تحسین نہیں کر پاتے اور ان کی شاعری کے بارے میں وہ رائے نہیں قائم کر پاتے جس کے وہ مستحق ہیں۔

آج سے تیس سال قبل پروفیسر انور سدید نے کتنی سچی بات کہی کہ ”اس سے بڑھ کر میر انیس کے کلام کی قدر ناشناسی کی دلیل کیا ہوگی کہ ان کے فن کی تحسین موازنہ انیس اور دبیر سے آگے بڑھ نہ سکی“

میر انیس کے مرثیوں کو پرانے مرثیوں کی میزان پر تولنا میر صاحب کے ساتھ زیادتی ہے۔ انیس مرثیہ کا شاعر فردا ہے۔ انیس کا آہنگ اور رنگ سب سے جدا ہے اور آج ڈیڑھ صدی گزرنے پر بھی کوئی ممتاز مرثیہ گو ان کے

وسیع کیونوں سے باہر نکل نہ سکا۔ انیس کا فرمان تا ابد جاری رہے گا۔ بقول جوش ملیح آبادی ۔

تیری ہر موج نفس روح الا میں کی جان ہے
تو مری اُردو زباں کا بول قرآن ہے

خود انیس کہتے ہیں ۔

اک فرد پرانی نہیں دفتر میں ہمارے بھرتی ہے نئی فوج کی لشکر میں ہمارے
بخش ہے رضا جائزہ فوج خن کی لو ہر طرفی پڑ گئی مضمون کہن کی
میر انیس کی شاعری کی خصوصیت بیان کرنے کیلئے ہم تفصیل سے ان مطالب کو مختلف موضوعات کے عنوانات
کے تحت ذکر کریں گے۔

فصاحت۔ فصاحت کی تعریف یہ ہے کہ لفظ میں جو حرف آئیں ان میں تافر نہ ہو۔ الفاظ ثقیل اور نالائوس نہ
ہوں اور قواعد صرفی کے خلاف نہ ہوں۔ یعنی الفاظ سربلغ الفہم ہوں اور زبان پر آسانی سے جاری ہو سکیں اور اہل زبان
کے محاوروں اور روزمرہ کے مطابق ہوں۔ الفاظ شستہ سبک اور شیریں ہوں۔ اگر جملہ ہے تو اس میں تعقید نہ ہو۔

حقیقت میں فصاحت الفاظ سے تعلق رکھتی ہے اور لفظ فصیح ہوتے ہیں۔ اگرچہ فصیح الفاظ سادہ آسان اور
کثیر الاستعمال ہوتے ہیں لیکن ان میں ابتداء نہیں پایا جاتا۔ موقیانہ اور بازاری الفاظ سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہوتا۔
فصاحت بلاغت کی طرح ایک صورت حال ہے۔ اس کا تصور زیادہ تر سہمی ہے۔ اس کی بنیاد روزمرہ اہل
زبان پر ہے جو بدلتا رہتا ہے۔ اس لئے فصاحت کے بارے میں کوئی دلیل لانا یا اصول قائم کرنا تقریباً ناممکن ہے۔
فصاحت کا تصور زمانے کے ساتھ بدلتا رہتا ہے اور الفاظ بھی زمانے کے ساتھ فصیح یا غیر فصیح بنتے رہتے ہیں۔

مولانا شبلی موازنہ میں لکھتے ہیں ”میر انیس کے کمال شاعری کا بڑا جوہر یہ ہے کہ باوجود اس کے انہوں نے اُردو
شعرا میں سب سے زیادہ الفاظ استعمال کئے اور سیکڑوں مختلف واقعات بیان کرنے کی وجہ سے ہر قسم اور ہر درجے
کے الفاظ ان کو استعمال کرنے پڑے تاہم ان کے پاس غیر فصیح الفاظ نہ ہونے کے برابر ہیں۔ اکثر جگہ عربی فارسی
کے الفاظ جو اُردو زبان میں کم مستعمل ہیں ضرورت کے تحت لانے پڑے لیکن اس قسم کے الفاظ جہاں آئے فارسی
ترکیبوں کے ساتھ آئے ہیں جن سے ان کی غراہت کم ہو گئی۔ میر انیس کے کلام کا بڑا خاصہ یہ ہے کہ وہ ہر موقع پر فصیح
سے فصیح الفاظ ڈھونڈ کر لاتے ہیں۔“

شاہ عظیم آبادی کہتے ہیں ”اُردو زبان میں میر انیس مرحوم کی فطری فصاحت نے بھی وہی کام کیا جو فارسی میں

فردوسی نے کیا۔ ان کی دل چسپ ترکیبیں اور موثر الفاظ مدقوں تک زبان سے بھلائے نہ بھولیں گی۔ انیس کو اپنی فصاحت پر بڑا ناز تھا۔ کبھی اس کمال کے حصول کی دعا کرتے ہیں تو کبھی اپنی فصاحت پر ناز کرتے ہیں تو کبھی اس کا شکر ادا کرتے ہیں۔

ع عاشق ہو فصاحت بھی وہ دے حسن بیان کو
ع نمک خوان تکلم ہے فصاحت میری
ع یہ فصاحت یہ بلاغت یہ سلاست ہے کمال
ع پھولا ہوا فصاحت الفاظ کا چمن
تجھ پہ شہ کی نظر لطف و عنایت ہے انیس
یہ فصاحت یہ بلاغت یہ سلاست ہے انیس

الفاظ ایک قسم کا سر ہیں۔ ان میں غنایت اور Organic Rhythm ہوتا ہے۔ سروں کے مجموعہ کا نام راگ ہے اور الفاظ کے حسن صوت کا نام آہنگ۔ شعر میں غنایت اور موسیقی کو زیادہ کرنے کے لئے ایک قادر الکلام فطری شاعر مصرعہ میں وہی الفاظ جمع کرتا ہے جس کے آہنگ میں ہم آہنگی موجود ہوتی ہے۔ یعنی الفاظ کی شیرینی، لطافت، شکستگی اور روانی اس وقت تک قائم رہتی ہے جب تک اس کے گرد و پیش کے الفاظ میں مناسبت ہو۔ اس ٹیکنیک کے ذریعہ غیر مانوس الفاظ کو مصرعوں میں ایسا بٹھایا جاتا ہے کہ وہ سادہ سُستہ اور سبک الفاظ بن جاتے ہیں۔ اس مرثیہ میں صد ہا ایسے الفاظ ہیں جو غراہت رکھتے ہوئے بھی مانوس بن گئے۔ جیسے وحید عصر، جلال و قتال، شہد فصاحت، حمد الہی، ارنی گوے اوج طور، تسبیح خوان، صنعت تر صبح وادی مینوا ساس، خیمہ زنگارگوں، بیت العقیق، چرخ ہفتہا، فصیح الفصحی، عین الکمال، بین السطور، محو تضرع، ظلم و تعدی، سید الانام، شہ ام، راحت رساں، اسد ذوالجلال، خطوط شعاع، جنود ضلالت، لوزی، روح الامین، حرمت مہمان، درخ پوش، چہرہ مدقوق، شعلہ جوالہ، کرۂ زمہریہ، عزیمت اثر، امت خیر الورا، شیر شرزہ صحرا، گریز آگریز، گنبد دوار اور ظل الہی وغیرہ وغیرہ۔ یہ الفاظ خود ثقیل غیر مانوس اور ادا ہیں لیکن میر انیس کی بندش اور اس پر ان الفاظ کے مصرعوں میں نشست نے ان کی غراہت کو کم کر دیا اور یہ الفاظ فصیح اور فصیح تر ہو گئے۔ نہ جانے کتنے ہزاروں الفاظ کو میر انیس نے تراش کر صیقل کر کے مانوس اور فصیح بنا دیا۔ اگر انیس کے مرثیوں سے ایسے الفاظ چنیں تو ایک ضخیم فرہنگ بن سکتی ہے۔ میر انیس کے فن کے اثر سے ثقیل اور گراں الفاظ نرم اور سبک ہو جاتے تھے اور بعض کھر درے الفاظ قیمتی پتھر کی طرح مصرعوں

میں جڑ جاتے تھے۔ اس مرثیے کے چند شعر اور بعض مصرعوں سے ہمارے بیان کی تائید ہوتی ہے۔

ع یہ کُسن صوت اور یہ قرأت یہ شد و مد
ع حقا کہ افصح الفصحا ہے انہیں کا جد
ع وہ نو دئی کہ جس کی طلاق دلوں کو بھائے
ع صف میں ہوا جو نعرۂ قد قامت المصلوۃ
ع قائم ہوئی نماز اٹھے شاہ کائنات
ع وہ قمریوں کا چار طرف سرو کے جہوم
ع کوکو کا شور نالہ حق سزۂ کی دھوم
ع سبحان ربنا کی صدا تھی علی العموم
”یا حی یا قدی“ کی تھی ہر طرف پکار جہیل تھی کہیں، کہیں تسبیح کردگار
بے چوبہ سپہریں جس کا سائبان بیت العقیق دیں کا مدینہ جہاں کی جان
ع وہ دشت اور وہ خیمہ زنگاروں کی شان
ع دیکھے تو غش کرے اپنی گوے اوج طور
وہ خاکسار محو تضرع تھے فرش پر روح القدس کی طرح دعائیں تھیں عرش پر
ع مرفق تک آستینوں کو اٹکے بہ صد وقار
راحت رساں مطیع نمودار نام دار جرار یادگار پیر فخر روزگار
تھے دو طرف جو دو علم اس ارتقا کے الجھے ہوئے تھے تار خطوط شعاع کے
بھڑکی تھی آگ گنبد چرخ ایثر میں بادل چھپے تھے سب کرد زہریے میں
ظاہر نشان اسم عزیمت اثر ہوئے جن پر علی لکھا تھا وہی پر سہر ہوئے
قلب و جناح و میمنہ و میسرہ تباہ گردن کشان امت خیر الوارا تباہ
بالا قدو کلفت و تنو مند و خیرہ سر روئیں تن و سیاہ دروں آہنی کمر
ذہالیں لڑیں سپاہ کی یا ابر گز گزائے غصے میں آکے گھوڑے نے بھی دانت کڑ کڑائے
اس مرثیہ میں حضرت علی اکبرؑ کی اذان کی تعریف میں میر انیس نے تمام مصرعوں میں خاص تناسب و توازن

کے لفظوں کو بندش کی صفائی، نفسیت کی خوبی سے شگفتہ، روان اور صوتی آہنگ سے ہم کنار کر کے اشعار میں ایسی غنایت اور موسیقی بھر دی کہ سننے اور پڑھنے والے کو شعری نغمگی کا صاف احساس ہونے لگا۔ مصرعوں کے اندر لفظوں میں آواز کا اثر صاف سنائی دیتا ہے۔ صوت اور صدا کی مصرعوں میں تکرار بھی الّا اپ Rhythm کو ظاہر کر رہی ہے۔

ع۔ حسن صوت سے اکبر مہ رونے دی ازاں

ہر اک کی چشم آنسوؤں سے ڈبڈبا گئی گویا صدا رسول کی کانوں میں آگئی
انجاز تھا کہ دلبر شبیر کی صدا ہر خشک وتر سے آتی تھی تکبیر کی صدا
ع۔ یہ حسن صوت اور یہ قرأت یہ شہود
ع۔ یا رب رکھ اس صدا کو زمانے میں تا ابد

شعبے صدا میں پتھریاں جیسے پھول میں بلبل چمک رہا ہے ریاض رسول میں
میر انیس کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ الفاظ کو مصرعوں میں ایسا جماتے تھے۔ جیسے ایک مشاق جوہری
زیور آلات میں قیمتی جواہرات کو۔ ”آب حیات“ میں محمد حسین آزاد نے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ میر انیس نے ذوق کے
ایک شعر کو فرمایا کہ ”صاحب کمال کی یہ بات ہے کہ جو لفظ جس مقام پر اُس نے بٹھا دیا ہے اُسی طرح پڑھا جائے تو
ٹھیک ہے نہیں تو شعر رتبہ سے گر جاتا ہے“

میر انیس کے کمال شاعری کا ایک راز یہ بھی ہے کہ وہ مضامین کی نوعیت کے لحاظ سے الفاظ استعمال کرتے
ہیں۔ میر صاحب ایک قادر الکلام شاعر تھے جن کے سنج سخن میں بے شمار نادر، شگفتہ، سلیس اور تازہ الفاظ موجود
تھے۔ بقول ڈاکٹر اعجاز حسین ”انیس کو زبان پر وہ قدرت حاصل ہے جو خالق کو مخلوق پر۔ جن الفاظ سے جس موقع پر
وہ کام لینا چاہتے ہیں وہ خادمانہ اطاعت کے ساتھ حکم بجالاتے ہیں“

کہتے ہیں کہ سعدی سے رزم اور فردوسی سے بزم، ننھ نہ سکی مگر میر انیس نے دونوں کو نبھایا کیونکہ وہ اُس نکتہ سے
واقف تھے جو ان دونوں میدانوں میں کامیابی کا ضامن تھا۔ اس لئے تو خود کہتے ہیں۔

ع۔ بزم کا رنگ جدا، رزم کا میداں ہے جدا

قلم فکر سے کھینچوں جو کسی بزم کا رنگ شمع تصویر پہ گرنے لگیں آ آ کے پتنگ
رزم ایسی ہو کہ دل سب کے پھڑک جائیں ابھی بجلیاں تیغوں کی آنکھوں میں چمک جائیں ابھی

ع۔ ہر خن موقع و ہر نکتہ مقامے دارد

روز عاشور کی صبح کا دلکش منظر اس مرثیہ میں عجیب شگفتہ الفاظ کے گلدستہ سے تیار کیا گیا ہے۔ شاید انیس کے ذہن نے دشت کر بلا کو امام کے حضور سے گلستان کا نمونہ بنادیا ہو جیسا کہ انہوں نے کسی اور مرثیہ میں کہا تھا

جب کر بلا میں داخلہ شاہ دیں ہوا

دشت بلا نمونہ خلد بریں ہوا

صبح کی منظر کشی کرتے ہوئے میر انیس نے جو الفاظ استعمال کئے ہیں ان میں سبزہ کی لہک، پھولوں کی مہک، شبنم کی جھلک، مرغان صبح کی خوش نوائی، درختوں کی گل فردشی، قمریوں کا جھوم اور کوکو کے شور نے قاری کے حواس خستہ کو ایسا متاثر کیا جیسے وہ گلشن کی سیر کر رہا ہے۔ یہ کیفیت ان مصرعوں میں صرف اسی لئے پیدا ہو گئی کہ جن لفظوں کو ان مناظر کے بیان کرنے کے لئے منتخب کیا گیا ان سے بہتر الفاظ اس بحر اور راگ کے لئے موجود نہیں۔

ع۔ وہ صبح اور وہ چھاؤں ستاروں کی اور وہ نور

ع۔ وہ جا بجا درختوں پر تسبیح خواں طیور

ع۔ جنگل تھا سب بسا ہوا پھولوں کی باس سے

تھنڈی ہوا میں سبزہ صحرا کی وہ لہک شرمائے جس سے اطلس رنگاری فلک

وہ جھومنا درختوں کا پھولوں کی وہ مہک ہر برگ گل پہ قطرہ شبنم کی وہ جھلک

وہ نور اور وہ دشت سہانا سا وہ فضا دراج و کبک و تیبو و طاؤس کی صدا

پھولوں سے سبز سبز شجر سرخ پوش تھے تھالے بھی نخل کے سپد گل فردش تھے

وہ دشت وہ نسیم کے جھونکے وہ سبزہ زار پھولوں پہ جا بجا وہ گہرے آب دار

اٹھنا وہ جھوم جھوم کے شاخوں کا بار بار بالائے نخل ایک جو بلبل تو گل ہزار

وہ قمریوں کا چار طرف سرو کے جھوم کوکو کا شور ہلہ ”حق سبزہ“ کی دھوم

اب گرمی کا زور بیان دیکھئے۔ گرمی کے ان آٹھ بندوں سے صرف چند شعر نمونے کے طور پر پیش کرتے ہیں۔

ان الفاظ سے جو حرارت گرمی اور بے حواسی قاری یا سامع پر طاری ہوتی ہے وہ مبالغہ کو بھی حقیقت سمجھنے لگتا ہے۔

گرمی کا بیان یوں شروع ہوتا ہے ۔

گرمی کا روز جنگ کی کیوں کر کروں بیاں ڈر ہے کہ مثل شمع نہ جلنے لگے زباں

آب خشک کو خلق ترستی تھی خاک پر گویا ہوا سے آگ برستی تھی خاک پر

کالا تھا رنگ دھوپ سے دن کا مثال شب

خود نہر علقمہ کے بھی سوکھے ہوئے تھے لب

ع۔ کھولا ہوا تھا دھوپ سے پانی فرات کا

ع۔ پتھر پگھل کے رہ گئے تھے مثل موم خام

سرخ اڑی تھی پھولوں سے سبزی گیاد سے پانی کنوؤں میں اترتا تھا سائے کی چاہ سے

ع۔ پتے بھی مثل چہرہ مدقوق زرد تھے

ع۔ خس خانہ مژہ سے نکلتی نہ تھی نظر

گرچشم سے نکل کے ٹھہر جائے راہ میں پڑ جائیں لاکھ آبلے پائے نگاہ میں

گرمی سے مضطرب تھا زمانہ زمین پر بھٹن جاتا تھا جو گرتا تھا دانہ زمین پر

پانی تھا آگ گرمی روز حساب تھی مای جو سچ موج تک آئی کباب تھی

میر انیس کو مرثیوں میں ہر قسم کے مناظر، ہر قسم کے کردار، رزم و بزم، مدح و ذم، صلح و جنگ، شادی و غم اور

ولادت و شہادت غرض ہر قسم کے جزئیات کو نظم کرنا پڑا۔ لیکن انہوں نے ہر قسم کے لفظ کو اس واقعہ، منظر، کردار یا

مکالمہ کی نسبت سے استعمال کیا۔ یعنی الفاظ کو ان کے مراتب کے لحاظ سے استعمال کیا۔ اسی لئے میر انیس ملک

فصاحت کے حکمران مانے جاتے ہیں۔ کسی مقام پر خود فرماتے ہیں

ع۔ یہ دوات و خامہ ہے ملک فصاحت کا نشان

ع۔ کون کہتا ہے کہ ہم طبل و علم رکھتے نہیں

ع۔ نمک خوان نکلم ہے فصاحت میری

اور اسی خوان تکلم کو لذیذ رکھنے کے لئے مغلط، گنجلگ، تعقید اور تافر کلمات سے پرہیز بھی کرتے ہیں۔

ع۔ توبہ تافر کلمات اور یہ دہن

ع۔ لفظ مغلط نہ ہوں گنجلگ نہ ہو تعقید نہ ہو

الطاف حسین حالی لکھتے ہیں ”شعر کی ترتیب کے وقت اول مناسب الفاظ کا انتخاب کرنا اور پھر ان کو ایسے طور پر

ترتیب دینا کہ شعر سے معنی مقصود سمجھنے میں مخاطب کو تڑد باقی نہ رہے اور خیال کی تصویر ہو، بہو آنکھوں کے سامنے

پھر جائے اور باوجود اس کے اس ترتیب میں ایک جادوئی ہو جو مخاطب کو مسح کرے۔ اس مرحلے کا طے کرنا جس قدر دشوار ہے اسی قدر ضروری بھی ہے۔ جن لوگوں کو یہ قدرت ہوتی ہے انہیں ایک ایک لفظ کی قدر و قیمت معلوم ہوتی ہے۔ وہ خوب جانتے ہیں فلاں لفظ جذبات پر کیا اثر رکھتا ہے اور اس کے اختیار یا ترک کرنے سے کیا خاصیت بیان میں پیدا ہوتی ہے۔ حقیقت امر یہ ہے کہ عام شعرا تھوڑی سی جستجو کے بعد کسی لفظ پر قناعت کر لیتے ہیں لیکن میر انیس جیسا عظیم شاعر جب تک زبان کے تمام کنوئیں نہیں جھانک لیتا کسی لفظ پر قناعت نہیں ہوتا۔ میر انیس خود فرماتے ہیں۔

ع۔ جو نکلے منہ سے لفظ وہ قدرت خدا کی ہو

اس مرثیہ میں امام حسینؑ کے مقابل دو نامور شامی پہلوانوں کی تصویر کشی دیکھئے اور میر صاحب کے انتخاب الفاظ کی داد دیجئے۔

بالا قد و کلفت و تومند و خیرہ سر روئیں تن و سیاہ دروں آہنی کمر
دل میں بدی طبیعت بد میں بگاڑ تھا گھوڑے پہ تھا شقی کہ ہوا پر پہاڑ تھا
ساتھ اس کے اور اسی قد و قامت کا ایک بل آنکھیں کبود رنگ سید ابروؤں پہ بل
بدکار و بدشعار و بستم گار و پردنیل جنگ آزما بھگائے ہوئے لشکروں کے دل
امام حسینؑ کے اصحاب و انصار کے لئے ان الفاظ کا استعمال کتنا خوب صورت اور کامل ہے۔ گویا یہ الفاظ ان ہی محاسن اور اوصاف کے لئے خلق کئے گئے ہیں۔

فیاض، حق شناس، اولوالعزم، ذی شعور خوش فکر و بذلہ سنخ و ہنر پرور و غیور
ساوت بردبار، فلک مرتبت دلیر عالی منش سبا میں سلیمان و غا میں شیر
لب پر ہنسی گلوں سے زیادہ شگفتہ رو پرہیز گار و زاہد و ابرار و نیک خو
اب ذرا حضرت عباسؑ کے اوصاف دیکھئے۔

”عاشق، غلام، خادم، دیرینہ، جاں نثار فرزند، بھائی، زینت پہلو، وفا شعار
راحت رساں، مطیع، نمودار، نامدار جزار، یاد گار پدر، فخر روز گار

صفر ہے، شیر دل ہے، بہادر ہے نیک ہے

بے مثل سینکڑوں میں، ہزاروں میں ایک ہے“

امام حسینؑ کے اصحاب اور انصار کے اوصاف میں کے قریب یہاں بیان کئے گئے اور حضرت عباسؑ کے بھی اوصاف تقریباً اتنے ہی اس ایک بند میں نظم کئے گئے۔ اگر انصاف سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ ایک صفت بھی مشترک الفاظ سے ظاہر نہیں کی گئی، جب کہ احسن فاروقی میر انیس پر اعتراض کر کے کہتے ہیں کہ کردار سازی تو اصلاً جدا جدا نہیں بلکہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ایک ہی طرح کے مضامین پر مختلف مقامات پر الگ الگ نام چسپاں کر دئے گئے ہیں۔ اوپر دئے گئے اشعار فاروقی صاحب کی غلط بیانی کی سند ہیں۔

میر انیس کے کلام کا ایک طرز یہ بھی ہے کہ ان کے شعر کے اجزاء اصلی ترتیب پر قائم ہوتے ہیں۔ یعنی الفاظ مصرعوں میں اس طرح ترتیب دئے گئے ہیں جیسے عام بول چال میں ہوں۔ مثلاً فاعل مفعول مبتداء خبر اور متعلقات فعل جس ترتیب سے گفتگو میں ہوتے ہیں۔ شبلی لکھتے ہیں ”نظم کا سب سے بڑا کمال یہی ہے کہ اگر اس کو نثر کرنا چاہیں تو نہ ہو سکے اور یہ اسی وقت ہو سکتا ہے جب شعر میں الفاظ کی وہی ترتیب باقی رہے جو نثر میں عموماً ہوا کرتی ہے۔ جہاں تک ہم کو معلوم ہے یہ صنعت میر انیس صاحب سے زیادہ کسی کے کلام میں نہیں پائی جاتی۔ اگرچہ وہ اشعار اس صنعت میں پیش کئے جاسکتے ہیں لیکن ہم صرف چند مصرعوں پر اکتفا کریں گے۔

- ع۔ اٹھو فریضہ سحری کو ادا کرو
ع۔ راتیں تڑپ کے کاٹی ہیں اس دن کے واسطے
ع۔ وہ باغیوں کے ہاتھ سے جنگل میں لٹ گیا
ع۔ یا رب مسافروں کی جماعت پہ رحم کر
ع۔ اکبر سے مز کے کہنے لگے سرور زماں
ع۔ ٹھنڈی ہوا کے واسطے بچے ترستے ہیں
ع۔ کیوں آئے تم یہاں علی اکبر کو چھوڑ کر
ع۔ سرکو، ہٹو، بڑھو، نہ کھڑے ہو علم کے پاس
ع۔ اب تم جسے کہیں اُسے دیں فوج کا علم
ع۔ لو بھائی لو علم یہ عنایت بہن کی ہے
عباس اب علم لئے باہر نکلتے ہیں ٹھہرو بہن سے مل کے گلے ہم بھی چلتے ہیں
ع۔ گرتے تھے اور سنبھالنے والا کوئی نہ تھا

ع۔ زینبؑ نکل حسینؑ تڑپتا ہے خاک پر

ع۔ یہ فصل اور یہ بزم عزا یاد گار ہے

کیا ان مصرعوں کی نثر کی جاسکتی ہے اور اگر کوشش بھی کی جائے تو اصلی مصرعوں سے کس قدر مختلف ہوگی۔ انگریز کا مشہور شاعر ملٹن کہتا ہے اچھے شعر کی خوبی یہ ہے کہ وہ سادہ ہو یعنی صاف اور عام فہم ہو۔ جوش سے بھرا ہوا ہو۔ یعنی قدرتی چشمے کی طرح آمد بن کر خود بہ خود پھوٹے اور اصلیت پر مبنی ہو۔ یعنی جو بات ظاہر کرے وہ خود اس کے یا لوگوں کے عقیدے میں موجود ہو۔ اگر ہم ان تینوں شرطوں پر میر صاحب کا کلام پرکھیں تو ہمیں ان کا سارا کلام ان ہی خوبیوں سے بھرپور نظر آئے گا۔ سادگی کی مثالیں اوپر دی جا چکی ہیں۔ جوش اور آمدی اشعار کی کمی میر صاحب کے ہاں نہیں اس لئے مشتے از خروارے اس مرثیے سے چند اشعار پیش کرتے ہیں۔

لجوں پہ شاعرانِ عرب تھے مرے ہوئے پستے لبوں کے وہ جونمک سے بھرے ہوئے
باریک ابر میں نظر آتے تھے آفتاب ہوتے ہیں خاکسار غلام ابوتراب
سب کے رُخوں کا نور پہنہا بریں پہ تھا اٹھارہ آفتابوں کا غنچہ زمیں پہ تھا
خواہاں تھے زہر گشن زہرا جو آب کے شبنم نے بھر دئے تھے کنورے گلاب کے
دیکھا جو نور شمسہ کیواں جناب پر کیا کیا ہنسی ہے صبح گل آفتاب پر
قراں کھلا ہوا کہ جماعت کی تھی نماز ہم اللہ آگے جیسے ہو یوں تھے شہد جہاز
پروانے تھے سراجِ امامت کے نور پر روکی سپر حضور کرامت ظہور پر
جب ایسا بھائی ظلم کی تیغوں میں آڑ ہو پھر کس طرح نہ بھائی کی چھاتی پہاڑ ہو
بانوئے نیک نام کی کھیتی ہری رہے صندل سے مانگ بچوں سے گودی بھری رہے
فتح و ظفر قریب ہو، نصرت قریب ہو زیب اس کی تجھ کو، ضربِ نرد کو نصیب ہو
اکھڑا وہ یوں گراں تھا جو در سنگ سخت سے جس طرح توڑ لے کوئی پٹا درخت سے

اک اک کی جنگ مالکِ اشتر کی جنگ تھی

طاقت دکھا دی شیروں نے زینبؑ کے شیر کی

جھپٹا جو شیر شوق میں دریا کی سیر کے لے لی ترائی تیغوں کی موجوں کو پیر کے
چاہوں جو انقلاب تو دنیا تمام ہو اگلے زمین یوں کہ نہ کوفہ نہ شام ہو

ظاہر نشانِ اسمِ عزیمت اثر ہوئے جن پر علی لکھا تھا وہی پر سپر ہوئے
 رکتا تھا ایک وار نہ دس سے نہ پانچ سے چہرے سیاہ ہو گئے تھے اس کی آنچ سے
 گھوڑوں کی جست و خیز سے اٹھا غبارِ زرد گردوں میں مثلِ شیشہٴ ساعت بھری تھی گرد
 ذیل کے اشعار شاید اُن افراد کے لئے جو امام حسینؑ کو مافوق بشریت اور منصبِ الہیہ کے قائل نہیں مانتے
 مبالغہ آمیز ہوں لیکن یہ اشعار اس لئے حقیقت پر مبنی ہیں کہ شاعر انیس اور سامع عزادار دونوں کو یقین ہے کہ یہ امام
 سے ہو سکتا ہے۔

ماری جو ٹاپ ڈر سے ہٹے ہر لعین کے پاؤں ماہی پہ ڈگمگائے گاؤں زمیں کے پاؤں
 کہہ دوں تو خوان لے کے خود آئیں ابھی خلیل چاہوں تو سلبیل کو دم میں کروں سبیل
 گر جم کا نام لوں تو ابھی جام لے کے آئے اکوثر یہیں رسول کے احکام لے کے آئے
 میرا نیتس کے کلام کے بارے میں یہ بھی مشہور ہے کہ ان کا کلام روزمرہ سے خالی نہیں ہوتا۔ پروفیسر حامد حسن
 قادری مختصر تاریخِ مرثیہ میں لکھتے ہیں ”میرا نیتس کا کلام کہیں سے پڑھو تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ باتیں کر رہے ہیں“
 روزمرہ اہل زبان کی بول چال کو کہتے ہیں۔ روزمرہ میں الفاظ زیادہ استعمال ہونے کی وجہ سے صاف شستہ سبک
 اور مانوس ہوتے ہیں اس لئے اس کے استعمال سے شعر صاف شگفتہ سربلغ الفہم اور عام فہم بن جاتا ہے۔
 خود میرا نیتس فرماتے ہیں

مرغان خوش الحان چمن بولیں کیا مر جاتے ہیں سُن کے روزِ مَرّہ میرا
 روزِ مَرّہ شرفا کا ہو سلاست ہو وہی

اگرچہ روزمرہ کے کئی شعر سادگی اور انتخابِ الفاظ کے ذیل میں بیان کئے جا چکے ہیں اس لئے ہم صرف یہاں
 چند مثالوں پر اکتفا کریں گے اور اُن مصرعوں کی تکرار نہیں کریں گے۔

ع۔ بس قابل قبول نہیں ہے یہ التماس
 ع۔ لو اب تو ذوالفقار کو ہم روک لیتے ہیں
 ع۔ اے ابنِ سعد لکھ لے ظفر مرے نام پر
 ع۔ کیا آگ لگ گئی تھی جہانِ خراب کو
 ع۔ ٹھہرو بہن سے مل کے گلے ہم بھی چلتے ہیں

ع۔ مگڑوں گی میں جو لوگے زباں سے علم کا نام
 ع۔ اس ضد کو بچنے کے سوا اور کیا کہوں
 ع۔ نرنے میں تین دن سے ہے مشکل کشا کا لال
 ع۔ میں لٹ رہی ہوں اور تمہیں منصب کا ہے خیال
 ع۔ تھبر و ذرا بلائیں تو لے لے یہ نوحہ گر
 ع۔ بچو یہ کیا کہا کہ جگر پر جھری لگی
 ع۔ چلے پھسپی نے یاد کیا ہے حضور کو
 ع۔ عباس! فاطمہ کی کمائی سے ہوشیار

اتنے سوار قتل کئے تھوڑی دیر میں دؤں کے گھوڑے چھپ گئے لاشوں کے ڈھیر میں
 اندا کسی شہید کا جب نام لیتے تھے تھرا کے دونوں ہاتھوں سے دل تھام لیتے تھے
 ع۔ بھاگو کہ شیر گونج رہا ہے ترائی میں
 ع۔ یا فاطمہ! چھپا لو ردا میں حسین کو

بلاغت۔ فصاحت کی طرح بلاغت بھی ایک صورت حال ہے۔ بلاغت ایک تصور ہے جو زبان کو خوبی اور
 حسن سے استعمال کرنے سے وجود میں آتی ہے۔ بلاغت کے لغوی معنی تیز زبانی کے ہیں۔ اس کے اصطلاحی معنی
 کلام کو دوسروں تک مرحہ کمال کے ساتھ پہنچانا ہے۔ بلغ کلام کی ایک شرط یہ بھی ہے کہ اظہار مطلب کے لئے کم
 از کم الفاظ استعمال کئے جائیں۔ جرمنی کا عظیم نثر نگار اور فلسفی نٹشے لکھتا ہے ”میری سب سے بڑی تمنا یہ ہے کہ میں
 دس جملوں میں وہ باتیں کہہ جاؤں جو ہر شخص ایک پوری کتاب میں بیان کرتا ہے“۔ حالی بلغ شعر کی مثال دیتے
 ہوئے ”مقدمہ شعر و شاعری“ میں غالب کا یہ شعر۔

جب میکدہ چھٹا تو پھر اب کیا جگہ کی قید مسجد ہو، مدرسہ ہو، کوئی خانقا ہو
 کے بارے میں لکھتے ہیں۔ اس شعر میں ازراہ تہذیب اس کام کا ذکر نہیں کیا جس کے کرنے کے لئے
 مسجد و مدرسہ و خانقاہ کو مساوی قرار دیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ میکدہ جہاں حریفوں کے ساتھ شراب پینے کا لطف تھا
 جب وہی چھٹ گیا تو سب جگہ پی لینا برابر ہے۔ مسجد وغیرہ کی تخصیص ازراہ شوخی کی گئی ہے اور شراب پینے کی
 تصریح نہ کرنا مقصد بلاغت ہے۔ جس عمل کے بارے میں (یعنی شراب) یہ شعر ہے اس کا ذکر نہیں ہے۔ شراب

کا نام لینا تو دور رہا پینے کا لفظ بھی استعمال نہیں کیا گیا۔ اس طرح پورا شعر بلاغت کی اعلیٰ مثال بن جاتا ہے۔“
علامہ شبلی موازنہ میں لکھتے ہیں کہ ”علمائے معانی نے بلاغت کی تعریف یہ کی ہے کہ کلام اقتضائے حال کے موافق ہو اور فصیح ہو۔ یعنی کس قسم کے مضامین کو کیوں کر ادا کرنا چاہیے۔ بلاغت کا اصل تعلق مضامین ہی سے ہے نہ کہ الفاظ سے۔“ جب کہ فصاحت کا تعلق الفاظ سے ہے۔ دوسرے ناقدین نے اس تعریف پر اعتراض کرتے ہوئے کہا ہے کہ بلیغ الفاظ کے بغیر بلیغ معنی کیسے پیدا ہو سکتے ہیں۔ کلام میں بلاغت کی کیفیت کس طرح پیدا کی جائے۔ اس کیلئے بعض علوم کا رآمد ہیں جن کو علوم بلاغت کہا جاتا ہے۔ ان میں علم بیان (Discourse or Rhetoric) جس کے ذریعہ ایک ہی بات کو کئی طرح سے ادا کر سکتے ہیں۔ علم بدیع جس میں الفاظ کے معنوی اور صوری حسن اور ان کے استعمال کا ذکر ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ علم عروض، علم قافیہ، علم تاریخ گوئی بھی علوم بلاغت میں شامل ہیں۔

میر انیس اور مرزا دبیر کے بارے میں یہ فقرہ مشہور ہو گیا تھا کہ میر صاحب کے پاس فصاحت زیادہ اور مرزا کے پاس بلاغت زیادہ ہے۔ شبلی لکھتے ہیں کہ یہ فقرہ جس قدر مشہور ہے اسی قدر بلکہ اس سے زیادہ غلط اور بے معنی ہے۔ بلاغت کی پہلی شرط یہ ہے کہ کلام فصیح ہو اس لئے فصاحت و بلاغت کو باہم حریف قرار دینا اجتماع النقصین ہے۔ الفاظ فصیح ہوتے ہیں اور ان کے معنی بلیغ۔ بلاغت الفاظ ابتدائی درجے کی بلاغت ہے اور اصلی درجے کی بلاغت معانی کی بلاغت ہے۔ میر انیس کے کلام میں بلاغت الفاظ کی گہری چھاپ ہے لیکن ان کے کمال کا اصلی جوہر معانی بلاغت میں کھلتا ہے۔ میر انیس کی واقعہ نگاری مقتضائے حال کے موافق ہے۔ یہ واقعات اس طریقے سے بیان کئے گئے ہیں کہ واقع کی صورت آنکھوں میں پھر جاتی ہے“
اسی لئے تو میر انیس کہتے ہیں:

ع۔ ناطقہ بند ہیں سن سن کے بلاغت میری
ع۔ یہ فصاحت یہ بلاغت یہ سلاست یہ کمال
ع۔ دریائے معانی سے بڑھاطع رواں کو
لفظوں میں یوں ہے معنی روشن کی آب و تاب جس طرح عکس آئینے میں جام میں گلاب
اس مرثیے کے چند اشعار یہاں بلاغت کے ذیل میں پیش کئے جاتے ہیں۔
دیکھا جو نور شمس کیواں جناب پر کیا کیا ہنسی ہے صبح گل آفتاب پر

جلوہ تھا تا بہ عرش معلیٰ حسین کا مصحف کی لوح تھی کہ مُصلیٰ حسین کا
شعبے صدا میں پگھڑیاں جیسے پھول میں بلبل چپک رہا ہے ریاض رسول میں
پردانے تھے سراج امامت کے نور پر رو کی سپر حضور کرامت ظہور پر
اس شعر میں بلاغت یہ ہے کہ انصار، اصحاب اور اقرباء امام مظلوم پر دانہ وار شمع امامت پر قربان ہونے کے لئے
بے تاب ہیں۔ روز عاشور اصحاب امام کے جذبات کا اظہار بھی ان بلیغ معنی خیز لفظوں میں موجود ہے۔

بانوئے نیک نام کی کھیتی ہری رہے صندل سے مانگ بچوں سے گودی بھری رہی
اس شعر میں عمدہ بلاغت یہ ہے کہ کسی عورت کو سہاگ اور اس کے بچوں کے زندہ رہنے کی دعا سے بڑھ کر کوئی
دعا نہیں ہو سکتی ہے۔

کیا قصد ہے علی ولی کے نشان کا اماں کسے ملے گا علم تانا جان کا
اس شعر کے پہلے مصرع میں بچوں کی نفسیاتی حالت کو اور علم لینے کی خواہش کو بڑے ہی بلیغ طریقے سے نظم کیا گیا۔
حمزہ کی ڈھال تیغ شہ لافقا کی تھی بر میں زرہ جناب رسول خدا کی تھی
حضرت امام حسین زرہ پہن کر یہ بتاتے ہیں کہ میں نواسہ اور وارث رسول ہوں۔ علی کی تلوار اور حمزہ کی ڈھال سجا کر
یہ دکھاتے ہیں کہ علی اور حمزہ کی طرح جو صدر اسلام کے عظیم مجاہد تھے انہیں بھی کر بلا میں بڑا جہاد کرنا ہے۔

چاہوں جو انقلاب تو دنیا تمام ہو اگلے زمین یوں کہ نہ کوفہ نہ شام ہو
یہاں امام حسین یہ بتانا چاہتے ہیں کہ آپ امام کون و مکان ہیں اور اگر آپ چاہیں تو ایک اشارے سے زمین کو
الٹ سکتے ہیں۔

غالب کیا خدا نے تجھے کائنات پر بس خاتمہ جہاد کا ہے تیری ذات پر
یہاں بلاغت یہ ہے کہ درحقیقت امام فاتح ہیں اگرچہ قتل کئے جائیں گے اور یہ ایسا عظیم مجاہد ہے جس کی
شہادت اور قربانی کو ذبح عظیم قرار دیا گیا ہے۔ اس لحاظ سے امت اسلامیہ کا یہ آخری جہاد ہے کہ ان حالات میں
پھر جہاد نہ ہوگا۔

پیاسا لڑا نہیں کوئی یوں اثر دہام میں اب اہتمام چاہیے امت کے کام میں
اس شعر کی بلاغت یہ ہے کہ اس کے مصرعہ دوم میں اگرچہ لفظ شہادت یا قتل استعمال نہ ہوا لیکن شہادت کی طرف
اشارہ ہے۔ اگر ان شدید مصائب اور اس عظیم جنگ کے بعد امام حسین کی جان بچ جاتی تو یزیدی سیرت سے بے

زاری پیدا نہ ہوتی۔ یزیدی حکومت کی بنیاد متزلزل نہ ہوتی اور امت اسلامیہ تباہی سے محفوظ رہتی۔ اس مصرعہ ثانی میں لفظ ”اب“ بہت بلیغ ہے اور ندائے غیب یہ ہے کہ اب سر دینے کا مناسب وقت آیا ہے۔

جنگل سے آئی فاطمہ زہرا کی یہ صدا امت نے مجھ کو لوٹ لیا وا محمد
اس شعر کے دوسرے مصرعہ میں بلا کی بلاغت ہے۔ حضرت فاطمہ زہرا امام حسین کی شہادت پر اپنے والد ماجد پیغمبر اکرم کا نام لے کر یہ بتا رہی ہیں کہ مشکل کے وقت اور مصیبت کے زمانے میں بیٹی اپنے باپ کا سہارا لیتی ہے اور یہاں امت کے لفظ میں بھی بڑے معنی ہیں کہ قاتلان حسین اسلامی لبادہ اوڑھے ہوئے تھے وہ اسلام کے نام پر بانی اسلام کے نواسے جو اسلام کے حقیقی پاسدار تھے تہ تیغ کر رہے تھے۔

شیخ امام بخش ناسخ اس گراں خدمت سے واقف تھے اور اس کا نتیجہ ان کی زبان کی شگفتگی، بختگی اور روانی میں دیکھ رہے تھے اس لئے ان کے گھر کی زبان کو اردو ادب کی مستند ترین زبان کہتے تھے۔ میر انیس نے اس مرثیہ میں چھ سو سے زیادہ محاورات استعمال کئے۔ کئی جدید محاورات سے اردو کے خزانہ کو مالا مال کیا اور قدیم محاورات میں نئی جان پھونکی۔ یادگار انیس میں امیر احمد علوی نے کئی جدید اور قدیم الفاظ اور محاورات جو میر انیس کی وجہ سے اردو ادب میں درخشاں تارے بن کر چمکے ان کو مختصر فہرست میں جمع کیا ہے۔ ڈاکٹر فرمان فتح پوری میر انیس حیات اور شاعری میں لکھتے ہیں۔ ”لیکن ضرورت ہے اس موضوع پر الگ سے کام کر کے ایسے الفاظ اور محاورات، روزمرہ ضرب المثل، تلمیحات، اصطلاحات، تشبیہات، استعارات، فقرات کی ایک ایسی جامع فہرست یا فرہنگ مرتب کی جائے جو میر انیس کی معرفت سے اردو میں داخل ہوئے ہیں“

”لکھنؤ کے دبستان شاعری“ میں ڈاکٹر ابوللیث صدیقی رقم طراز ہیں کہ ”میر انیس شروع سے آخر تک اپنی خاندانی روایات پر نظر رکھتے تھے۔ یہ بات تو بہت واضح ہے کہ وہ بعض الفاظ اور محاورات کو اہل لکھنؤ کے برعکس دہلی کے عین مطابق بولتے تھے“

”آب حیات“ میں محمد حسین آزاد لکھتے ہیں بعض اوقات میر انیس کہتے تھے۔ ”صاحبو! یہ میرے گھر کی زبان ہے حضرات لکھنؤ اس طرح نہیں فرماتے“۔ یعنی اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ وہ اپنے تئیں لکھنؤ کا باشندہ نہیں سمجھتے تھے۔ ”تاریخ ادب اردو“ میں رام بابو سکسینہ لکھتے ہیں۔ ”انیس کو صحت محاورہ کا حد درجہ خیال رہتا تھا۔ اردو میں سینکڑوں نئے محاورے ان کے دم سے آئے اور سینکڑوں پرانے محاوروں کا صحیح استعمال بھی انہوں نے سکھایا۔“

محمد رضا مجتہد شاگرد ناسخ اپنی معرکہ الآرا کتاب ”تطہیر الادب من النسخ والنساج“ (صفحہ 139) مطبع شعلہ طور کانپور

1296ھ میں لکھتے ہیں کہ:-

”میر انیس مرحوم اور ان کے والد میر خلیق مرحوم اور ان کے دادا میر حسن مرحوم اپنے اپنے زمانے میں ممتاز و منتخب فصحاء اہل زبان میں تھے۔ جو وہ کہہ گئے وہی محاورہ خاص سمجھنا چاہئے“

میر انیس نے محاورے کی صحت و لطافت اور بیان کی سادگی اور سلاست کی طرف زیادہ توجہ دی۔ ان کے گھر میں کئی پشتوں سے شاعری کا چرچا تھا اور لکھنؤ کے سارے باکمال ان کے خاندان کی زبان سیکھنا فخر سمجھتے تھے۔ انیس نے جو کچھ سیکھا خلیق سے سیکھا اور جو کچھ وہ کہہ گئے محاورہ ہے سند زبان ہے۔ بقول پروفیسر ادیب مرحوم میر انیس کے دونوں بھائی اور ان کے بیٹے، پوتے اور پرپوتے سب مرثیہ گوئی میں اپنے اپنے زمانے میں استاد سمجھے جاتے تھے۔ ہندوستانی مسلمانوں کے آخری دور تمدن کا یہ بھی ایک زمانہ ہے جو معجزہ سے کم نہیں کہ ایک ہی نسل میں سات (7) پشتوں تک مسلسل شعرو شاعری اعلیٰ سے اعلیٰ معیار پر قائم رہی۔ دنیا کے کسی تمدن میں اس کی مثال ملنا محال ہے۔ خصوصاً میر انیس نے آفتاب فصاحت و بلاغت کو ترقی دے کر انتہائی عروج تک پہنچا دیا۔ ان کے ہر ہر لفظ اور محاورے کے آگے بڑے بڑے اساتذہ نے سر تسلیم خم کر دیا ہے۔

میر انیس نے ادب کے گھر میں جنم لیا تھا۔ انیس کی شاعری اس وقت شروع ہوئی جب آتش و ناسخ کا دور دورہ تھا اس لئے جو شاعری کا معیار تھا جس کو مایہ ناز کارنامہ سمجھا جاتا تھا اس کی خصوصیات عموماً بہ حیثیت مجموعی یہ تھیں۔ بیان کے لحاظ سے سطحی مضامین رنگیں قافیہ پیمائی، رعایت لفظی، تصنع، تشبیہ اور استعاروں کی بھرمار، کہیں صحت زبان پر زیادہ گہری نظر نہ تھی۔ یہ بات صحیح ہے کہ وقت اور ماحول کے ساتھ ساتھ زبان بھی بدلتی جاتی ہے۔ کچھ الفاظ متروک ہو کر علحدہ ہو جاتے ہیں اور ان کی جگہ تروتازہ الفاظ لیتے ہیں۔ چنانچہ دو صدی قبل کی شری کی کتابیں اور بہت سے شاعری کے نمونے آج تشریح اور شرح کے محتاج ہیں کیونکہ یہ زبان عام لوگوں کی اور آج کے ماحول کی زبان نہیں۔ شاید اس راز سے میر انیس واقف تھے چنانچہ انہوں نے اپنے اس مرثیے کے بارے میں فرمایا تھا۔ ”عالم میں یادگار ہیں گے یہ چند بند“۔ اس لئے اس کا بھی بندوبست کر لیا تھا۔ میر انیس جانتے تھے کہ جو الفاظ محاورات میں باندھے جائیں گے ان پر وقت اور زمانہ کا اثر نہ ہوگا اور وہ ہر دور اور ہر زمانے میں تروتازہ و شگفتہ و فہم اور عام فہم رہیں گے۔ اسی لئے آپ نے اپنے مرثیوں کو محاورات کا خزانہ بنا دیا۔ نئے الفاظ اور محاورات سے اردو ادب کے ذخیرہ کو مالدار بنانے کا سہرا بھی میر انیس ہی کے سر ہے۔ محاورات روزانہ ہماری زندگی میں بے تکلف بولے جاتے ہیں اور بعض محاورات کے معنی مختلف اور متضاد بھی ہوتے ہیں جن کے استعمال کے لئے قادر الکلامی ضروری ہے۔

اس ایک مرثیہ میں چھ سو سے زیادہ محاورات نظر آتے ہیں۔ مرثیہ کے دقیق تجزیہ سے یہ پتہ چلتا ہے کہ میر صاحب روزمرہ فصاحت، بلاغت، محاورات، تمثیلات، تلمیحات، تشبیہات استعارات ضائع معنوی اور لفظی کے علاوہ گفتگو ہی نہیں کرتے۔ زیر نظر مرثیہ محاوروں سے بھرا ہوا ہے۔ ہم صرف چند محاورے بطور مثال پیش کریں گے۔

راتیں تڑپ کے کاٹی ہیں اس دن کے واسطے (تڑپ کے کاٹنا)
 دنیا سے جو شہید اٹھے ”سرخ رو اٹھے“ (سرخ رواٹھنا)
 رنگیں عبائیں دوش پہ کس کے ہوئے (کمر کسنا)
 تقریر میں وہ رمز و کنا یہ کہ لا جواب (لا جواب ہونا)
 گرگر کے جدے کر گئے تیغوں کی چھاؤں میں (تیغوں کی چھاؤں)
 تھڑاے آسمان ہلا عرش کبریا (آسمان کا تھڑانا۔ عرش کا ہلنا)
 گرمی میں ساری رات یہ گھٹ گھٹ کے روئے ہیں (گھٹ گھٹ کر رونا)
 پھر کس طرح نہ بھائی کی چھاتی پہاڑ ہو (چھاتی پہاڑ ہونا)

بانوئے نیک نام کی کھیتی ہری رہے

صندل سے مانگ بچوں سے گودی بھری رہے

اس ایک شعر میں چار محاورے استعمال ہوئے ہیں (نیک نام ہونا۔ کھیتی ہری رہنا۔ صندل سے مانگ بھرنا۔ گودی بھری رہنا)

پھولے سماتے تھے نہ محمدؐ کے گل عذار (پھولے نہ ماننا)
 زینبؓ بلائیں لے کے یہ کہتی تھی بار بار (بلائیں لینا)
 پیٹا منہ اپنا زینبؓ عصمت پناہ نے (منہ پیٹنا)
 خیبر میں دیکھتا رہا منہ لشکر گراں (منہ دیکھنا)
 ہاتھوں کو جوڑ جوڑ کے بولے وہ لالہ فام (ہاتھ جوڑنا)
 چھاتی بھر آئی ماں کی کہا تھام کر جگر (چھاتی بھر آنا)
 گر شیر ہو تو پھینک دیں آنکھیں نکال کر (آنکھیں نکال کر پھینک دینا)
 گھوڑا بڑھا کے آپ نے حجت بھی کی تمام (حجت تمام کرنا)

تمہارے دونوں ہاتھوں سے دل تمام لیتے تھے (ہاتھوں سے دل تھامنا)
 چہرے سیاہ ہو گئے تھے اس کی آنچ سے (چہرہ سیاہ ہونا)
 پیاسا جو ہو وہ پانی سے ٹھنڈا کرے جگر (جگر ٹھنڈا کرنا)
 چٹایا ہاتھ مار کے زانو پہ ابن سعد (زانو پر ہاتھ مارنا)
 پانی بھر آیا منہ میں ادھر ذوالفقار کے (منہ میں پانی بھر آنا)
 غصے میں آکے گھوڑے نے بھی دانت کڑکڑاے (دانت کڑکڑانا)
 دکھلا دی ماں کے دودھ کی تازی مرہا (دودھ کی تازی دکھانا)
 بس اے انیس ضعف سے لرزاں ہے بند بند (بند بند لرزنا)

جدید الفاظ اصطلاحات اور ترکیبات۔ ہم یہ تو نہیں کہہ سکتے کہ میرانیس کے مرثیوں کی بدولت کتنے جدید تازہ الفاظ کا جنم ہوا اور وہ کب اردو کے ذخیرہ میں شامل ہوئے کیوں کہ اس موضوع پر اب تک کوئی قابل قدر تحقیقی کام نہیں ہوا۔ اردو زبان کا ذخیرہ اور اس میں دبستان خلیق اور انیس کا حصہ آج تک یہ خواب شرمندہ تعبیر نہیں ہوا ہے۔ انیس کے عہد تک کے اردو کے ذخیرہ کو آج کے ادبی خزانوں سے مقابلہ کرتے وقت میرانیس کا قطعہ خود سند بن کر سامنے آ جاتا ہے۔

مری قدر کر اے زمین سخن تجھے بات میں آساں کر دیا
 سبک ہو چلی تھی ترازوے شعر مگر ہم نے پلہ گراں کر دیا
 کسی اور مقام پر کہتے ہیں۔

کسی نے تری طرح سے اے انیس
 عروس سخن کو سنوارا نہیں

بلبل نے ایسے نغمہ رنگیں سنے نہیں دامن میں ہیں وہ گل جو کسی نے چنے نہیں
 جدید پراثر و معنی آفریں بندشیں کتنی ہیں یہ مسئلہ بھی تحقیقی طلب ہے۔ میرانیس کے دو سو کے قریب مرثیے، سو سے زیادہ سلام، چھ سو کے قریب رباعیات آج زور طباعت سے آراستہ ہو کر ہر مقام پر دستیاب ہیں۔ وہ ادارہ جات جو اردو کی ترقی کے ضامن ہیں اور یہ امر ان کی بقا اور ترقی کے لئے حیاتی ہے۔ صرف اس ایک مرثیے میں کل اضافات 587 سے زیادہ ہیں جن میں ایک اچھی تعداد نئی ترکیبات کی ہے۔ ہم صرف چند نئی ترکیبات کو بطور نمونہ پیش کرتے ہیں۔

(شہد فصاحت)	سوکھی زبانیں شہد فصاحت سے کام یاب
(صوت حسن)	صوت حسن سے اکبر مہ رونے دی اذان
(خیمہ زنگارگوں)	وہ دشت اور وہ خیمہ زنگارگوں کی شان
(گردان دہر)	گردان دہر اُن کی زبردستیوں سے زیر
(گوئے اوج طور)	دیکھے تو عیش کرے ارنی گوئے اوج طور
(وادی مینو)	مینا کیا تھا وادی مینو سواد پر
(زہر گلشن زہرا)	خواہاں تھے زہر گلشن زہرا جواب کے
(فلکت شعرا)	عاجز ہے فلکت شعرائے ہنر شکار
(نور شمس)	دیکھا جو نور شمس کیواں جناب پر
(ریشک پردہ پشمان حور عیس)	پردے تھے ریشک پردہ پشمان حور عیس
(محو تفرغ)	وہ خاکسار محو تفرغ تھے خاک پر
(حضور کرامت)	روکی سپر حضور کرامت ظہور پر
(سرور قدسی خصال)	دستانے پہنے سرور قدسی خصال نے
(چہرہ مدقوق)	پتے بھی مثل چہرہ مدقوق زرد تھے
(پائے نگاہ)	پڑ جائیں لاکھ آبلے پائے نگاہ میں
(مکبند چرخ ایثر)	بھڑکی تھی آگ مکبند چرخ ایثر میں
(عروس مصاف)	جلوہ دیا جری نے عروس مصاف کو
(فوج ضلالت)	ہوش اڑ گئے تھے فوج ضلالت نشان کے
(تغ بے دریغ)	اس تغ بے دریغ کا جلوہ کہاں نہ تھا
(پورا مصرعہ)	بالا قد و کلفت و نومند و خیرہ سر
(مرغ وہم)	دہشت سے ہوش اڑے ہوئے تھے مرغ وہم کے
(رحل زیں)	قرآن رحل زیں سے سرفرش گر پڑا
(جنود ضلالت)	جھکنے لگے جنود ضلالت کے بھی نشان

ماہی جو سیخ موج تک آئی کباب تھی (سیخ موج)
وہ شورِ صیغہ فرس البق و سرنگ (شورِ صیغہ فرس)
گویا حباب ہو گئے تھے نقطہ حیات (نقطہ حیات)
زرریزی علم پہ ٹھہرتی نہ تھی نظر (زرریزی علم)
کانورِ صبح ڈھونڈتا پھرتا تھا آفتاب (کانورِ صبح)

jabir.abbas@yahoo.com

دسواں باب

معجز بیانی

میر انیس ایک عظیم شاعر تھے اس لئے ان کی شاعری بھی عظیم ہے۔ اُن میں شاعری میں کمال حاصل کرنے کی تمام قوتیں بدرجہا حسن موجود تھیں۔ بقول حالی ان قوتوں میں ایک وہی ہے جس کا نام تخیل ہے اور دوسری دقتوں میں جو کسی ہیں مطالعہ فطرت اور الفاظ پر قدرت ہے۔ قوت تخیل وہ ملکہ ہے جس کو شاعر ماں کے پیٹ سے اپنے ساتھ لاتا ہے۔ یہ قوت جتنی اعلیٰ درجہ کی ہوگی اُسی قدر شاعری بھی اعلیٰ درجہ کی ہوگی۔ اسی قوت تخیل کے ذریعہ ایک شاعر کچھ الفاظ میں ایسے خیال کو سمیٹ دیتا ہے جو کئی جلد کتابوں میں بیان نہیں ہو سکتا۔ ذہن میں جو تجربات اور معلومات کا ذخیرہ پہلے سے مہیا ہوتا ہے اُس کو یہ قوت اچھوتی ترتیب دے کر ایک نئی صورت بخشی ہے اور یہ پھر اس کو الفاظ کے ایسے دل کش پیرائے میں ظاہر کرتی ہے تو شعر بنتا ہے۔ قوت تخیل ہر شخص میں یکساں نہیں ہوتی اور جس شخص میں ہوتی وہ ہمہ وقت یکساں نہیں رہتی بلکہ اس کا اثر کبھی کم اور کبھی زیادہ ہوتا ہے۔ کسی نے خوب کہا ہے

نہیں ممکن کہ کلک فکر لکھے شعر سب اچھے

برستا ہے بہت نیساں گہر ہوتے ہیں کم پیدا

اگر یہ قوت تخیل غضب کی ہو اور پھر مشاہدہ اور تجربہ جو باریک بینی علم اور مطالعہ سے زیادہ ہو تو وہ شخص بڑا شاعر ہوتا ہے۔ یہی چیز میر انیس کے کلام میں موجود تھی۔ چنانچہ جیسے ہی اچھوتا طائر خیال فضا کے ذہن میں ظاہر ہوتا۔ میر صاحب کی قوت تخیل اسے الفاظ کا پیکر دے کر گلشن سخن میں اتار دیتی تھی۔

مثال کے طور پر درختوں کے تنوں کے اطراف جو پھول گرے ہوتے ہیں یا گلاب کے پھولوں پر جو شبنم کے قطرے پڑے ہوتے ہیں یا درختوں کے پتوں پر جو اوس کے قطروں کی چمک سورج کی شعاع سے پیدا ہوتی ہے اُس کو کس خوب صورتی سے نظم کیا جو بیان سے باہر ہے۔

پھولوں سے سبز سبز شجر سُرخ پوش تھے تھالے بھی نخل کے سبد گل فروش تھے

خواہاں تھے زہرِ مکشَن زہرِ آبِ جو آب کے شبنم نے بھر دے تھے کنورے گلاب کے
ہیرے نخل تھے گوہرِ یکتا ثار تھے پتے بھی ہر شجر کے جواہر نگار تھے
شاعری میں کمال کی دوسری کسی قوتِ مطالعہ کائنات ہے۔ یعنی شاعر جتنا دقیق اور باریک بینی سے مناظر
قدرت اور فطرت انسانی کا مطالعہ کرے گا وہ ذہن میں ذخیرہ کی صورت میں حواسِ خمسہ کے دروازوں سے جمع ہوگا
اور اسی سالہ کو لے کر اُس کی قوتِ متخیلہ دنیاے سخن میں کہیں سنگِ مرمر کا تاج محل تو کہیں لال پتھر کا لال قلعہ تو کہیں
مٹی کے قودوں سے بی بی کا مقبرہ تعمیر کرتی ہے۔

اس سرچے میں جہاں جن، انس، چہند، پرند، نباتات، جمادات غرض کائنات کی ہر چیز کو میرا نیس خدا کی تسبیح اور
حمد میں مصروف پاتے ہیں وہاں ان کی باریک بینی چوٹی کی حرکت کو بھی دقیق نظر سے دیکھتی ہے جب وہ اپنے
سامنے کے پیر میں دانہ لے جاتے وقت زمین پر نہیں ٹگتی۔ بس ادھر ذہن میں یہ طائر خیال پرواز کیا ادھر اُسے
الفاظ کے پیکر میں ڈھال کر یوں ظاہر کیا۔

چوٹی بھی ہاتھ اٹھا کے یہ کہتی تھی بار بار ”اے دانہ کش ضیعفوں کے رازق ترے ثار“
عاشور کی نماز صبح میں امام اور ان کے پیچھے نماز پڑھنے والوں کی تصویر کشی ملاحظہ کیجئے۔
قرآن کھلا ہوا کہ جماعت کی تھی نماز، بسم اللہ آگے جیسے ہو، یوں تھے شہ جاز
نمازیوں کے رکوع، سجود اور قنوت کو کن کن تشبیہات سے آراستہ کر کے پیش کرتے ہیں۔
سجدوں میں چاند تھے، مہ نو تھے رکوع میں

شہ پر تھے دونوں ہاتھ لئے طائر دعا ہاتھ اُن کے جب قنوت میں اٹھے سوے خدا
شاعری میں کمال حاصل کرنے کی تیسری قوت شعر کی ترتیب کے وقت مناسب الفاظ کا استعمال ہے۔ میرا نیس
مترادف الفاظ کے باریک سے باریک فرق سے بھی واقف تھے۔ وہ معمولی شاعروں کی طرح ہر لفظ پر قناعت نہیں
کرتے بلکہ مترادف لفظوں پر جب تک دقیق نظر نہ ڈالتے کسی لفظ کا انتخاب نہیں کرتے تھے، اسی لئے وہ لفظ انگوٹھی
میں نگینہ کی طرح بیٹھتا۔ میرا نیس کا سینہ لفظوں کا گنج اور معانی کا سرچشمہ تھا۔ ہم الفاظ اور ان کے استعمال پر پہلے
بحث کر چکے ہیں اس لئے یہاں تکرار ضروری نہیں سمجھے۔

اعلیٰ تخیل، وسیع مطالعہ، فطرت اور الفاظ پر کامل اختیار نے میرا نیس کے کلام کو معجز نما بنا دیا۔ اگر ڈاکٹر عبدالرحمان
بجنوری مراٹھی انیس کا گہرا مطالعہ کرتے تو ہندوستان کی الہامی کتابوں کو دود کے بجائے تین لکھتے۔ یعنی دید مقدس۔

دیوان غالب اور مرثی میر انیس۔ ابوالکلام آزاد نے صحیح لکھا تھا۔ دنیائے ادب کو اردو ادب کی جانب سے غالب کی غزلیں اور انیس کے مرثیے تحفہ سمجھنے چاہیں۔ اگرچہ اردو عربی اور فارسی زبان کے مقابلے میں کمزور، محدود اور کم عمر زبان ہے لیکن میر انیس نے اپنے تخیل کی بلندیوں سے اس محدود زبان میں وہ وسعت پیدا کر دی کہ اردو مرثیہ فارسی اور عربی مرثیوں سے بہت آگے بڑھ گیا۔ خدای بہتر جانتا ہے اگر میر انیس فارسی میں مرثیہ کہتے تو کس منزلت پر ہوتے۔ وہ اکثر کہا کر کے تھے کہ افسوس جو دل میں ہوتا ہے وہ پورے طور پر قلم سے ادا نہیں ہوتا۔ جیسا کہنا چاہتا ہوں ویسا نہیں ہوتا۔ میر حامد علی کہتے ہیں آپ کا کلام اس پائے کا تو ہوتا ہے اب اس سے بہتر اور کیا ہو؟ مگر میر انیس پھر فرماتے تھے کہ اس کو میر ادل ہی جانتا ہے کہ جو کچھ کہنا چاہتا ہوں وہ ٹھیک طور پر ادا نہیں ہوتا۔

اس تمہید کے ساتھ ہم اس مرثیہ میں منظر نگاری، واقعہ نگاری، مرقع نگاری، کردار نگاری، جذبات نگاری، رزم نگاری، ڈراما نگاری، نفسیات نگاری، جدت نگاری، تمثیل نگاری، تسلسل اور ہم آہنگی، حفظ مراتب، اعلیٰ انسانی اقدار، سماجی عناصر اور المیہ مضامین کی اہمیت اور عظمت کو اشعار سے ثابت کرنے کی کوشش کریں گے۔

منظر نگاری۔ حکیم ارسطو نے اپنی تالیف بوطیقا (Poetics) میں شاعری کا مقصد اور اس کا ماحصل ”نقائی“ یا Imitation بتایا ہے۔ یعنی وہ واقعات، مناظر اور کیفیات جن کا ہم نے مشاہدہ کیا ہے اُس کی ہو بہو تصویر کشی کی جائے۔ چنانچہ منظر کشی بھی اسی تصویر کاری کا ایک جزو ہے جسے مقبولیت اس لئے زیادہ حاصل ہوئی کہ منظر کشی کے نظارے ذہن پر جذبات اور واقعات کی تصویروں کی نسبت جلد نقش ہو جاتے ہیں۔ مناظر قدرت کی مصوری میں یورپ کے شاعروں خاص طور پر ڈوسوتھ کے بعد شاعروں نے جس شگفتگی اور دل کشی سے کام لیا اس کی بہترین مثال اردو ادب میں صرف میر انیس کے مرثیوں میں نظر آتی ہے۔ انیس نے اپنے مشاہدہ سے ان مناظر کی جو منظر کشی کی ہے ان کے نقش آج بھی تروتازہ ہیں۔ وقت کے سیلاب سے یہ تصاویر دھندلی نہ ہو سکیں کیوں کہ انیس اپنے موقلم سے صرف اُن الفاظ کو استعمال کر رہے تھے جن کے رنگ لعل و یا قوت و زمر کی طرح ذاتی تھے۔

لفظوں میں یوں ہے معنی روشن کی آب و تاب

جس طرح عکس آئینہ میں جام میں گلاب

انیس کی منظر کشی کی تصویریں اس لئے زندہ معلوم ہوتی ہیں کہ وہ اُن میں سہ بعدی (Three Dimensional) یعنی لمبائی، چوڑائی اور گہرائی کا تصور پیدا کرتے ہیں اور پھر ان سہ بعدی تصاویر میں اپنی

صنعت کاری اور معجز کلامی سے حرکت پیدا کرتے ہیں۔ جس کی وجہ سے ان کے تراشے ہوئے پیکر قاری یا سامع کے ذہن میں مدتوں محو نہیں ہوتے۔ اس مرثیہ کے اٹھارہ بندوں میں روز عاشورہ نماز صبح کو بڑے ہی دلکش انداز اور بڑی ہی تفصیل سے پیش کیا گیا۔ اذان سے لے کر سلام و درود، مناجات و دعا اور نماز کے اختتام پر نمازیوں کے مصافحہ تک کو اس طرح دکھایا گیا ہے کہ ہر پڑھنے والے کو ایسا احساس ہوتا ہے کہ گویا وہ بھی اس نماز میں شامل ہے۔ ان اٹھارہ بندوں میں نماز جماعت کے تمام جزئیات کو نظم کیا گیا ہے جس کی وجہ سے نماز کے تمام ارکان کے نام ہی نہیں بلکہ ان کی مناسبت سے دلکش اور اچھوتے مضامین بھی بڑے پُر تاثیر طور پر بیان ہوئے۔

روز عاشور اپانی موجود نہ تھا اس لئے نمازیوں نے تنہم کیا۔ نورانی چہرے جو خاک کی پیٹ میں آئے تو فرماتے ہیں
 قاسم سا گل بدن علی اکبر سا خوش جمال اک جا عقیل و مسلم و جعفر کے نونہال
 سب کے دلوں کا نور سپر بریں پہ تھا اٹھارہ آفتابوں کا غنچہ زمیں پر تھا
 جن لوگوں نے مرثیوں کا مطالعہ نہیں کیا وہ اردو شاعری میں منظر کشی کو یورپ کے فن کاروں کے مقابلے میں بیچ جانتے ہیں۔ وہ متوسطین اور متاخرین کی مثنویات اور موجودہ دور کی نظموں کو منظر نگاری کی سند میں پیش کرتے ہیں۔ یقیناً اگر مثنویات اور موجودہ نظموں کو یورپ کے شاہکاروں سے مقابلے میں پیش کریں تو ان کی منظر کشی کی کوئی قدر و قیمت نہ ہوگی۔ لیکن اگر مرثیوں میں موجود منظر کشی کی اردو ادب جلوہ نمائی کرے تو یہ دنیائے ادب کے آسمانِ سخن پر آفتاب بن کر نمودار ہوگی۔ صبح کا منظر ایک دلکش اور دل فریب منظر ہے ادبیات دنیا کے بعض عظیم شاعروں نے اس کو نظم کیا ہے۔ اردو شاعری کا دامن بھی اس سے خالی نہیں لیکن جس طرح میر انیس نے صبح کی منظر کشی کی ہے کوئی اور شاعر ان کے مقابل میں نظر نہیں آتا۔ نمونے کے طور پر صبح کی منظر کشی میں چند مصرعوں کو یہاں پیش کرتے ہیں۔

وہ صبح اور وہ چھاؤں ستاروں کی اور وہ نور
 وہ جاہ جا درختوں پہ تسبیح خواں طیور
 ٹھنڈی ہوا میں سبزہ صحرا کی وہ لہک
 ہر برگ گل پہ قطرہ شبنم کی وہ جھلک
 پھولوں سے سبز سبز شجر سرخ پوش تھے
 اٹھنا وہ جھوم جھوم کے شاخوں کا بار بار
 بالائے نخل ایک جو بلبل تو گل ہزار

وہ قمریوں کا چار طرف سرو کے ہجوم کوکو ”کا شور“ نالہ حق سزا کی دھوم
انیس منظر نگاری کے دوران سننے اور پڑھنے والے کو ایک منظر کے اندر ہی دوسرے منظر کے نظارے کے لئے
آمادہ کر دیتے ہیں اور یہ عمل اس خوبصورتی سے ہوتا ہے کہ ذہن کے کیوس پر پہلا عکس کچھ دھندلا سا ہو جاتا
ہے اور دوسرا نظارہ آہستہ آہستہ گہرا ہوتا جاتا ہے۔ اس مرثیہ میں جہاں انیس صبح کی نیچرل عکاسی کر رہے ہیں وہیں
پر ایک ایسی نماز جماعت کی مرقع کشی بھی کر رہے ہیں جو تاریخ اسلام کی عظیم جماعت کی نماز ہے۔ انیس کو پہلے اس
جماعت کے سردار کا مقام اور اس کی عظمت اور اس کے افراد کا تعارف کچھ اس طرح کرنا ہے کہ یہ برگزیدہ ہستیاں
فرشتہ صفات کی حامل رہتی ہوئی بھی انسانی کردار اور اخلاق کی وہ بلند مرتبہ شخصیتیں باقی رہیں جو دوسرے انسانوں
کیلئے قابل تقلید بن سکیں۔ امام حسین کے خیمے کی عظمت ملاحظہ فرمائے۔

وہ دشت اور وہ خیمہ زنگاروں کی شان گویا زمین پہ نصب تھا اک تازہ آسمان
بے چوبہ سپہر بریں جس کا سائبان بیت العتیق دیں کا مدینہ جہاں کی جان
اللہ کے حبیب کے پیارے اسی میں تھے
سب عرش کبریا کے ستارے اسی میں تھے

گروں پہ ناز کرتی تھی اُس دشت کی زمیں کہتا تھا ”آسمان دہم“ چرخ ہفتیمیں
میر انیس نے دو بندوں میں خیمہ امام حسین کی عظمت بیان کرتے ہوئے اس نیلے رنگ کے خیمے کو زمین پر
آسمان، بیت العتیق، دنیا کی جان، مرکز دین اور آسمان دہم کہا ہے جس میں اہلبیت رسول مقیم تھے اور ایسا
معلوم ہوتا تھا کہ فلک کے تمام تارے اور عرش کبریا کے تمام ستارے اس میں جمع ہو گئے ہیں۔
اعلیٰ ترین منظر کشی کے ساتھ اگر ادائیگی بھی عالی ہو تو اُس کا اثر دوآتشہ ہو جاتا ہے۔ شاد عظیم آبادی کہتے ہیں
”جب میر صاحب نے“ وہ دشت“ کو سریلی اور بلند آواز میں کھینچا تو وسعت دشت آنکھوں میں پھر گئی۔ میر انیس
کی جو بات تھی کلمجہ کے اندر اتری چلی جاتی تھی۔“

منظر کشی کے دوران بھی انیس نص مرثیہ سے ایک لحظہ کے لئے غافل نہیں ہوتے کیونکہ ان کے شعر کے مطابق۔
دبدبہ بھی ہو مصائب بھی ہوں تو صیف بھی ہو دل بھی محفوظ ہوں رقت بھی ہو تعریف بھی ہو
چنانچہ جہاں صبح کی منظر کشی میں جلیل اور تسبیح کے ساتھ ساتھ پرند اور چہند کو مست دکھاتے ہیں وہیں ایک مصرعہ
پر تشبیہ کر کے اہلبیت رسول کی مصیبت اور دشمنوں کے ہاتھوں اس چمن محمدی کی بربادی کا ذکر کرتے ہیں۔

” یا نجی یا قدیر“ کی تھی ہر طرف پکار جلیل تھی کہیں، کہیں تسبیح کردگار
طاثر ہوا میں محو ہرن سبزہ زار میں جنگل کے شیر ہو تک رہے تھے کچھار میں
تصنیب منظر کشی میں دیکھئے۔

کانٹوں میں اک طرف تھے ریاض نبی کے پھول
خوش بو سے جن کی غلد تھا جنگل کا عرض و طول

اللہ رے خزاں کے دن اس باغ کی بہار پھولے ساتے تھے نہ محمدؐ کے گل عذار
ماہ عزا کے عشرۂ اول میں لٹ گیا وہ باغیوں کے ہاتھ سے جنگل میں لٹ گیا
پھر انیس تفصیل کے ساتھ نماز جماعت کی مرقع کشی کرتے ہیں جس کو ہم ”سلسل اور ہم آہنگی“ کے عنوان کے
تحت بیان کریں گے۔ نواب امداد امام آثر ”انیس کی شاعری“ میں لکھتے ہیں۔

طاثر ہوا میں محو ہرن سبزہ زار میں
جنگل کے شیر ہو تک رہے تھے کچھار میں

اس شعر کی نسبت میرا گمان ہے کہ شاید میر صاحب خود اس شعر کی تمام خوبیوں سے واقفیت نہیں رکھتے تھے۔ اس
شعر سے وہی شخص حسب مراد متلذذ ہو سکتا ہے جو علم حیوانات سے باخبر ہے۔ ماننا چاہیے کہ صبح کے وقت طیور کو ہوا
کے ساتھ محویت رہتی ہے۔ یہ محویت طیور کو ہوا کے ساتھ دوپہر اور شام کو نہیں ہوتی اس کی وجہ یہ ہے کہ طیور قبل اس
کے وہ تلاش رزق میں اڑیں اپنے بازوؤں کو پرواز کے قابل بنا لیتے ہیں۔ دوسرے ہرن کو سبزہ زار کے ساتھ
محویت ہوتی ہے وہ بیشتر سبزہ زار ہی میں رہتی ہے۔ اس قسم کے ہرن شب میں چری نہیں کرتی اور چری کے عوض
رات بھر جنگلی کرتی ہیں۔ پس صبح ہوتے ہی چری میں مشغول ہو جاتی ہیں چونکہ صبح کو ان کو بھوک شدت کے ساتھ
پیدا ہو جاتی ہے اور بھوک ان کو سبزہ زار کے ساتھ محویت پیدا کر دیتی ہے۔ مصرع دوم میں ”جنگل کے شیر“ کی قید لگا
دی۔ جاننا چاہئے کہ شیر دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک کا مسکن پہاڑ ہوتا ہے اور دوسرے کا جنگل۔ عادات اور خواص
میں یہ دونوں شیر موافقت نہیں رکھتے۔ پہاڑی شیر رات بھر تلاش رزق میں۔ ادھر ادھر پھر کر صبح کو پہاڑ کے کسی غار
میں جو اس کا مسکن ہوتا ہے جا چھپتا ہے اور شام تک سو رہتا ہے۔ یہ شیر سے کوئی تعلق نہیں رکھتا مگر جو جنگل کا شیر ہوتا
ہے وہ دن کچھار ہی میں بسر کرتا ہے اور صبح کو ہونکا کرتا ہے۔

اس سرئید میں منظر کشی کا کمال یہ بھی ہے کہ عاشورا کی دوپہر جب حسینی فوج کا خاتمہ ہو گیا اور حسینؑ یکہ و تنہا رہے

گئے تو شاعر نے ناگہاں گرمی کا بیان شروع کیا اور بڑی تفصیل سے تشبیہات استعارات، تمثیلات، محاورات، صنائع معنوی اور صنائع لفظی اور کئی ایسی صنعتیں جن کے ابھی تک نام نہیں فائدہ اٹھاتے ہوئے آٹھ بندوں میں گرمی کی وہ منظر کشی کی کہ اردو ادب میں اس کی مثال ملنا نہ صرف دشوار ہے بلکہ ناممکن ہے۔ یہاں گرمی کے موضوع کو بیان کرتے ہوئے گرمی سے مربوط تقریباً تمام نکات اور لوازمات کو ایسا بیان کیا ہے کہ اس میں مزید اضافہ کا امکان نظر نہیں آتا۔ زبان کا شمع کی طرح جلنا، لوں اور حرارت کے الاماں، آب خنک کو خلق کا ترسنا، ہوا سے آگ برسنا، آفتاب کی حدت، تب و تاب کی شدت، دھوپ کا کالا رنگ، نہر کے لبوں کا سوکھنا، جہابوں کا تپنا، فرات کے پانی کا کھولنا، سمندر کا مچھلیوں کے ساتھ رہنا، پتھروں کا پگھلنا، پھولوں اور سبزیوں سے رنگوں کا اڑنا، سایا کا کنویں میں اُترنا، نخل چنار کا جلنا، شاخوں کا کاٹنا ہونا۔ پتوں کا زرد ہونا، مردم کا عرق میں تر ہونا، نگاہ کے پاؤں میں آبلے پڑنا، زمین کو بخار آنا، دانوں کا بھن جانا، جوالہ، انگارے، شرر کے ساتھ پانی کا آگ، موج کا سیخ اور مابی کا کباب ہو جانا، برق کا بادلوں میں چھیننا، بھنگوں کا سمندر کی تہوں میں رہنا، چرخ ایٹر میں آگ کا بھڑکنا اور کرہ زمہریر میں بادلوں کا چھیننا اپنی آپ مثال ہے۔

چونکہ یہ منظر کشی معجز بیانی ہے اس لئے تمام آٹھ بند یہاں پیش کئے جاتے ہیں۔

گرمی کا روز جنگ کی کیوں کر کروں بیاں ذر ہے کہ مثل شمع نہ جلنے لگے زباں
وہ لوں کہ الحذر وہ حرارت کہ الاماں دن کی زمیں تو سرخ تھی اور زرد آسماں
آب خنک کو خلق ترستی تھی خاک پر
گویا ہوا سے آگ برستی تھی خاک پر

وہ لوں، وہ آفتاب کی حدت، وہ تاب و تب کالا تھا رنگ دھوپ سے دن کا مثال شب
خود نہر علقہ کے بھی سوکھے ہوئے تھے لب خیمے جو تھے جہابوں کے، پتے تھے سب کے سب
اڑتی تھی خاک، خشک تھا چشمہ حیات کا
کھولا ہوا تھا دھوپ سے پانی فرات کا

جھیلیوں سے چار پائے نہ اٹھتے تھے تا بہ شام مسکن میں مچھلیوں کے سمندر کا تھا مقام
آہو جو کاہلے تھے، تو چیتے سیاہ فام پتھر پگھل کے رہ گئے تھے مثلِ موسمِ خام
سرخنی اڑی تھی پھولوں سے، سبزی گیہا سے

پانی کنوؤں میں اترتا تھا سائے کی چاہ سے
 کوسوں کسی شجر میں نہ گل تھے، نہ برگ و بار ایک ایک فخل جل رہا تھا صورت چنار
 ہنستا تھا کوئی گل، نہ لہکتا تھا سبزہ زار کانٹا ہوئی تھی سُوکھ کے ہر شاخ باروار
 گرمی یہ تھی کہ زیت سے دل سب کے سرد تھے
 پتے بھی مثلِ چہرہ مدقوق زرد تھے
 آبِ رواں سے منہ نہ اٹھاتے تھے جانور جنگل میں چھپتے پھرتے تھے طائر ادھر ادھر
 مردم تھی سات پردوں کے اندر عرق میں تر خس خانہ مژہ سے نکلتی نہ تھی نظر
 گر چشم سے نکل کے ٹھہر جائے راہ میں
 پڑ جائیں لاکھ آبلے پائے نگاہ میں!
 شیر اٹھتے تھے نہ دھوپ کے مارے کچار سے آہو نہ منہ نکالتے تھے سبزہ زار سے
 آئینہ مہر کا تھا مگدر غبار سے گردوں کو تب چڑھی تھی زمیں کے نجاہ سے
 گرمی سے مضطرب تھا زمانہ زمین پر
 بھٹن جاتا تھا، جو گرتا تھا دانہ زمین پر
 گرداب پر تھا شعلہ جوالہ کا گماں انگارے تھے حباب، تو پانی شرر فشاں
 منہ سے نکل پڑی تھی ہر اک موج کی زباں تہ میں تھے سب نہنگ، مگر تھی لبوں پہ جاں
 پانی تھا آگ، گرمی روزِ حساب تھی
 مابی جو سیخ موج تک آئی، کباب تھی
 آئینہ فلک کو نہ تھی تاب و تب کی تاب چھپنے کو برق چاہتی تھی دامنِ سحاب
 سب سے سوا تھا گرم مزاجوں کو اضطراب کافور صبح ڈھونڈتا پھرتا تھا آفتاب
 بھڑکی تھی آگ کنبہ چرخِ ایثر میں
 بادل چھپے تھے سب کرہ زمہریر میں
 یہاں گرمی کا بیان مبالغہ تک پہنچ کر بھی سننے اور پڑھنے والے کے لئے حقیقت معلوم ہوتا ہے۔ مبالغہ خود فنِ شعر
 میں صنعت مانا جاتا ہے۔ ان آٹھ بندوں میں دو عالم کی گرمی کو بیان کر کے تمام گرمی کو صرف ایک مصرعہ سے تشبیہ

کر کے امام مظلوم کے سر پر کھڑا کر دیتے ہیں۔ یہ ہے میرا نئیس کا فن۔ میرا نئیس کی دعا درگاہ رب العزت میں مستجاب ہوئی۔
ع نظم میں رونے کی تاثیر عطا کر یا رب

اُس دھوپ میں کھڑے تھے اکیلے شہِ اُم (۱۲۲) نہ دامنِ رسول تھا، نہ سایہ علم
شعلے جگر سے آہ کے اُٹھتے تھے دم بہ دم اودے تھے لب، زبان میں کانٹے، کمر میں خم
بے آب تیسرا تھا جو دن میہمان کو

ہوتی تھی بات بات میں لکنت زبان کو

دقیق نیچر کا مطالعہ منظر کشی کی جان ہے۔ مچھلیوں کی جلد کو کس نے نہیں دیکھا؟ پانی میں سانس لیتی ہوئی مچھلیوں کے منہ کو کسی نے نہیں دیکھا؟ نہگ سمندروں کی گہرائیوں میں ہوتے کس نے نہیں سنا۔ موج گرداب، بہتا دریا اور پانی پر بلبلوں کو ہر شخص دیکھتا ہے لیکن جب میرا نئیس نے اسے دیکھا تو دوسرے ہی رنگ میں دیکھا چنانچہ ان مشاہدات کو حسن تعلیل کے زیور سے آراستہ کر کے پیش کیا تو وہ کلام کا حسن اور تجلیل بن گئے۔

ہر چند مچھلیاں تھیں زرہ پوش سر بسر منہ کھولے چھتی پھرتی تھیں لیکن ادھر ادھر
بھاگی تھی موج چھوڑ کے گرداب کی سپر تھے تہہ نشیں نہگ مگر آب تھے جگر
دریا نہ تھمتا خوف سے اس برق تاب کے

لیکن پڑے تھے پاؤں میں چھالے حباب کے

بعض تنقید نگاروں نے میرا نئیس کی اس مبالغہ آرائی پر اعتراض کیا ہے لیکن بزرگ علمائے ادب جن میں شبلی، نظم طباطبائی، مسعود حسن ادیب، ڈاکٹر عبدالرحمان بجنوری اور احتشام حسین شامل ہیں وہ تخیل کے کذب کو روک رکھتے ہیں اور نظامی کے اس شعر سے استدلال کرتے ہیں۔

در شعر بیچ و در فن او زان اکذب اوست احسن او
اگر شعری تخیل بالکل سچائی کے مطابق اور مماثل ہو جائے تو پھر شعریت باقی نہیں رہتی۔

دندان تو جملہ در ہانند پشمان تو زیر ابروانند
نظم طباطبائی کہتے ہیں ”شعر کو خلاف واقعہ سمجھنا خدا گواہ ہے کو تاہ نظری ہے“ حقیقت یہ ہے کہ میرا نئیس کو مورخ کی حیثیت سے نہیں بلکہ ایک فطری عظیم شاعر کی طرح دیکھنا چاہئے۔

ڈاکٹر اکبر حیدری اپنے ایک مضمون ”مرثیہ بخط انہیں“ (مطبوعہ طلوع انکار کراچی بابت جون 1998ء) میں لکھتے ہیں کہ

”انہیں اردو کے عظیم رزم نگار (Epic Poet) ہیں اور اس فن میں یکتا دہتا تھے۔ وہ خالص شاعر تھے۔ شاعر اور مورخ میں فرق ہے۔ مورخ واقعات گزشتہ کو جو حقیقتاً وقوع پذیر ہوتے ہیں ان کو مختصر ترین الفاظ اور اشاروں اشاروں میں پیش کرتا ہے۔ برعکس اس کے ایک قادر الکلام شاعر بیک جنبش قلم قرین قیاس ناممکنات کو خلاف قیاس ممکنات پر ترجیح دیتا ہے۔ یعنی وہ مبالغہ آمیز واقعات کی اس ترتیب اور حسن سلیقہ سے منظر کشی کرتا ہے کہ قارئین کو یقین ہو جاتا ہے کہ ایسے واقعات ضرور رونما ہوئے ہونگے، جب کہ اصلیت میں ان کی کوئی حقیقت نہیں ہوتی ہے۔

بعض نگاہ غلط انداز ناقدین میر انہیں پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ انہوں نے مرثیوں میں مبالغہ سے کام لیا ہے۔ شاید وہ یہ بات بھول جاتے ہیں کہ انہیں اصل میں شاعر ہیں نہ کہ مورخ۔ مورخ مبالغہ آرائی سے گریز کرتا ہے۔ سچا مورخ وہی کہلاتا ہے جو کتب تواریخ میں غیر جانبدار ہو کر اصل واقعات کی نشاندہی کرتا ہے۔ فن تنقید نگاری کے بانی ارسطو نے شاعر (رزم نگار) کے لئے یہ لازم و ملزوم قرار دیا کہ وہ مبالغہ (The Element of Wonderful) سے قارئین کو محفوظ کرے۔ وہ یوں بچا میں لکھتا ہیں کہ:-

" The Poet should prefer probable impossibilities to improper possibilities"

انہیں کے اکثر و بیشتر مرثیے رزمیہ (EPIC) اصولوں کے تحت آتے ہیں۔ انہیں نے ماحول کے گرد و پیش حالات سے متاثر ہو کر مبالغہ کے لئے ایک نئی راہ نکالی اور بحیثیت شاعر اپنی قوت تخیل سے قارئین کی لطف اندوزی کے لئے ایسے واقعات بھی بیان کئے کہ جن کا کوئی وجود نہیں تھا۔ لیکن پڑھنے والا ان کو درست سمجھتا ہے۔ ذیل میں انہیں کے صنعت مبالغہ کی ایک خوبصورت مثال پیش کی جاتی ہے۔

گرداب پر تھا شعلہ جوالہ کا گماں انکارے تھے حباب تو پانی شرر فشاں
منہ سے نکل پڑی تھی ہر اک موج کی زباں تہہ میں تھے سب جنگ مگر تھی لبوں پہ جاں
پانی تھا آگ مگر روزِ حساب تھی
ماہی جو تیغ موج تک آئی کباب تھی

اس بند میں شاعر نے اس گرمی کی شدت کا اثر بیان کیا جو صحرائے کربلا میں روز عاشورا رونما ہوا تھا۔ اس کا حال

کتب تواریخ کے علاوہ احادیث میں بھی ملتا ہے۔ یعنی بھوک، پیاس اور لشکر اعدا کے علاوہ امام عالی مقام کا مقابلہ دھوپ کی تپش کے ساتھ بھی تھا۔ ہم نے ہندوستان کے کچھ گرم علاقے بھی دیکھے ہیں جہاں گرم ہوائیں چلتی ہیں اور پابہ نہ چلنے والوں کے چھالے پڑ جاتے ہیں۔ شدت گرمی سے پانی کھولا ہوا محسوس ہوتا ہے۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ اوپر کے بند کے بارے میں بھارت کے سابق چیف جسٹس اور نائب صدر جمہوریہ ہند جسٹس محمد ہدایت اللہ مرحوم نے ستمبر 1983ء میں کشمیر یونیورسٹی کے جلسہ تقسیم اسناد (Convocation) کے موقع پر اپنے ایڈرس میں کشمیر اور ہندوستان کی آب و ہوا کے بارے میں انیس اور عرتی کا موازنہ کیا اور عرتی کا یہ شعر پیش کیا۔

ہر سوختہ جانے کہ بہ کشمیر در آید

گر مرغ کباب است کہ بال و پر آید

”یعنی اگر کوئی ”مرغ کباب“ وارد کشمیر ہو جائے تو اس کے نئے بال و پر نکل آئیں گے۔ برعکس اس کے ہندوستان میں ایسی گرمی پڑتی ہے کہ اگر مچھلی تیرے آب سے ابھرنے کی کوشش کرتی ہے تو وہ سب کا کباب بن جاتی ہے۔ یہاں انیس نے موج کو انگاروں پر رکھے ہوئے سب کے ساتھ تشبیہ دے کر کمال فن کا اظہار کیا ہے“

ڈاکٹر عبدالرحمان بجنوری نے صحیح کہا ہے کہ ”کتاب قدرت ایک تاریک کتاب ہے۔ جس کے اوراق پر سوائے شعرا کے کوئی روشنی نہیں ڈال سکتا۔ اس ضیا میں ہر شے ایک نئی تصنیف اور صورت میں مشاہدہ ہوتی ہے لیکن روشنی شعشعہ برق کی مثال دم زدن میں غائب ہو جاتی ہے اور پھر وہی ظلمت چھا جاتی ہے۔ اس روشنی میں ہر رگ سنگ میں خون شہیداں اور ہر شرر سنگ میں جلوہ یزداں نظر آتا ہے۔ یہ کوئی شاعرانہ دورغ یا فریب نظر نہیں بلکہ مشاہدہ حقیقت ہے۔ جب شعرا گرد و پیش کے مناظر اور واقعات کو دور از کار اور فوق الفطرت طور پر بیان کرتے ہیں تو وہ بیان اُن کے عینی اور یقینی نظارے پر مبنی ہوتا ہے“

پروفیسر مسعود حسن ادیب لکھتے ہیں کہ ”انیس کی گرمی کی شدت کا بیان اس قدر طولانی اور اتنا مبالغہ آمیز کسی دوسری جگہ نہیں لکھا۔ اس بیان میں جو مبالغہ کیا گیا ہے وہ جاہد جانلو کی حد تک پہنچ گیا ہے مگر با کمال شاعر نے مبالغہ کے ساتھ اصلیت کی آمیزش اس ہوشیاری کے ساتھ کر دی ہے اور دونوں کو اس طرح دوش بدوش لے چلا ہے کہ گرمی کی شدت کا حقیقی احساس قدم قدم پر ہوتا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ حسن بیان قدرت تشبیہات، جدت استعارات، حسن تعلیل وغیرہ اتنی خوبیاں اس بیان میں بھر دی ہیں کہ سامعین پر ایک حیرت سی طاری ہو جاتی ہے اور ان کو مبالغہ اور اصلیت میں امتیاز کرنے کا ہوش نہیں رہتا۔ مبالغہ کلام کی صنعتوں میں شمار کیا جاتا ہے اور اس میں

شک نہیں کہ یہ مقام اس صنعت کی بے مثل مثال ہے“

اس مرثیہ کے گرمی کے بیان میں انیس نے اُن صنعتوں کو استعمال کیا جن سے کلام کا حسن بڑھتا ہے۔ بعض مصرعوں میں کئی کئی صنعتیں موجود ہیں اور بعض جگہ ایک صنعت کے اندر کئی کئی صنعتیں بھری ہوئی ہیں مگر وہ صنعتوں کو اتنا ابھرنے نہیں دیتے کہ سامع کے ذہن کو معنی سے ہٹا کر اپنی طرف متوجہ کر لیں۔ ہم نے صنعتوں کے بارے میں تفصیل سے محاسن مرثیہ میں بحث کی ہے۔ یہاں صرف اتنا ہی کہنا چاہتے ہیں کہ بقول پروفیسر ادیب، صنعتوں کے استعمال میں میر انیس اپنا جواب نہیں رکھتے تھے، لیکن ان کا اصل کمال تو اس سادگی میں ظاہر ہوتا ہے جس پر ہزار صنعتیں ٹار ہیں۔

ڈاکٹر سلام سندیلوی نے ”مراثی انیس میں منظر نگاری“ بیان کرتے ہوئے لکھا کہ ”میر انیس کی منظر نگاری میں یہ زبردست خالی ہے کہ اس میں تضاد ملتا ہے۔“ ریگستان میں چمن کا ہونا ممکن نہیں۔ جب چمن نہیں تو مرغان چمن ذکر خدا کیسے کریں گے۔ میر انیس نے جنگل میں سرخ زرد پھولوں کا جو ذکر کیا ہے یہ بھی غیر فطری بیان ہے۔ ریگستان میں سرخ و زرد پھول کیسے لگ سکتے ہیں۔ میر انیس نے یہ بھی کہا ہے کہ ”وہ بارور درخت وہ صحرا وہ سبزہ زار“ ریگستان میں بارور درخت اور سبزہ زار ہونا ممکن نہیں۔ میر انیس یہ بھی فرماتے ہیں ”شبنم کے وہ گلوں پہ گہر ہائے آبدار“ ریتی میں گل کہاں سے آئے ”پھولوں سے سب بھرا ہوا دامن کو ہمار“ ریگستان کے میدان میں کوئی کوہسار نہیں۔ اس کے علاوہ ایک جگہ میر انیس نے فرات کو نہر کہا ہے۔ ”نہر فرات بیچ میں تھی مثل کبکشاں“ مگر فرات نہر نہیں بلکہ ایک دریا ہے۔ میر انیس فرماتے ہیں ”تھے طائروں کے غول درختوں پہ بے شمار“ کوکو وہ قریوں کی وہ طاؤس کی پکار“ ریگستان میں درخت کہاں جن پر طائروں کے غول بیٹھے ہوئے تھے۔ قری سرو پہ بیٹھتی ہے اور ریگستان میں سرو کا درخت کیسے ہوگا ”وغیرہ وغیرہ۔“

راقم کی نظر میں ڈاکٹر سندیلوی کے تمام اعتراضات کا جواب دینے سے بہتر خاموشی ہے۔ لیکن سرسری طور سے چند نکات کی توضیح ضروری بھی ہے۔ نہر فرات سے مراد ”نہر علقمہ“ ہے جس کو کئی مرثیوں میں انیس نے استعمال کیا ہے۔ کربلا میں دریائے فرات نہیں بلکہ نہر علقمہ گزرتی ہے چنانچہ ”نہر فرات بیچ میں تھی مثل کبکشاں“ سے مراد فرات کی نہر جس کا نام علقمہ ہے وہ بیچ میں کبکشاں کی طرح تھی۔ یہ ہے نتیجہ ایک دوسرے پڑھ کر اظہار نقد کرنے کا۔ اگر ڈاکٹر سندیلوی میر صاحب کے کئی مرثیے پڑھتے تو ان کو معلوم ہو جاتا کہ میر انیس نہر فرات اور دریائے فرات کے نام اور جغرافیہ سے واقف تھے۔ ڈاکٹر صاحب کو کیا عراق کے دشت اور نخلستانوں کا علم ہے جن میں درخت، چمن،

گلکاریاں جھیلیں۔ چشے۔ سبزہ۔ چرند۔ پرند۔ درند۔ پہاڑی سلسلے اور ریگستان سب ملتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ کیا قمری سرو کے سوا کسی اور درخت پر نہیں بیٹھ سکتی۔ کیا کوکو اور ”طاؤس“ عراق کی سرزمین پر اپنی بولی بھول جاتے ہیں؟ کیا ریگستان میں نخلستان نہیں ہوتے اور نخلستان میں درخت نہیں ہوتے اور درختوں پر پرندے نہیں بیٹھتے؟ اگر جواب نہیں دیں تو ضرور عراق اور حجاز کے ریگستان کا سفر کریں۔ ویسے بھی میر انیس جغرافیہ کے معلم نہیں تھے بلکہ فطری عظیم شاعر تھے اور بقول شکی نعمانی ”شاعری میں اصلیت اور واقفیت کا لحاظ صرف اس لحاظ سے دیکھا جاتا ہے کہ شاعر ان باتوں پر یقین رکھتا ہے یا نہیں۔ اگر وہ ان باتوں پر یقین رکھتا ہے تو اس کی شاعری بالکل اصلی ہے۔ ڈاکٹر وزیر آغا نے ”میر انیس اور صبح عاشورہ“ کے مضمون میں اسی موضوع پر تفصیلی روشنی ڈالتے ہوئے بتایا ہے کہ ”میر انیس نے صبح عاشورہ میں جس حیات نو کا جلوہ دکھایا ہے وہ جن کی جملہ علامات کے ساتھ وارد ہوئی ہے جس سے یہ گمان ہو سکتا ہے کہ میر انیس نے جب ”صحرا“ کے بیان میں ایک سرسبز و شاداب خطہ ارضی کی تصویر پیش کی جہاں طاؤس کا رقص بھی ہے اور پھولوں کی مہک بھی اور جہاں جھومتے ہوئے درخت بھی ہیں اور فرش خاک پر تھمیں سبزہ بھی بچھا ہوا ہے تو ان سے ایک واقعاتی غلطی سرزد ہوئی۔ لیکن اگر اس بات کو ملحوظ رکھا جائے کہ انہوں نے قطعاً غیر شعوری طور پر جن اور اس کی علامات سے تخلیق نو کے عمل کو پیش کرنے کا اہتمام کیا تو ان کا یہ اقدام بڑی حد تک فطری نظر آتا ہے۔ دراصل صبح عاشورہ کا یہ سارا منظر تخیل کی زبان میں ایک ایسی نئی اور منور دنیا کے خلق ہونے کی نوید دے رہا ہے جو ہوا پھول شبنم مہک اور جست۔ غرض کہ ان تمام عناصر سے مل کر مرتب ہوگی جو سورج کی اولین شعاع کے لمس سے جاگ اٹھتے ہیں۔ مختصراً یہ کہ صبح عاشورہ تخلیق کائنات کے واقعہ کی باز آفرینی ہے اور یہی اس کا سب سے بڑا وصف ہے۔ غرضیکہ ڈاکٹر سندیلوی کا بیان غیر متوازن اور غیر سنجیدہ ہے۔ ڈاکٹر صاحب انیس کو شاعر کم اور مورخ زیادہ سمجھتے ہیں، جبکہ انیس خالص شاعر ہیں اور مورخ نہیں انیس کا مبالغہ ارسطو کی بوطیقا کے عین مطابق ہے۔ انیس کے معترضین کو Poetics کا مطالعہ کرنا چاہئے۔

واقعہ نگاری۔ حقیقت یہ ہے کہ اردو زبان میں واقعہ نگاری کی بنیاد صرف مرثیہ گوئیوں نے ڈالی ہے اور اس کو میر انیس نے معراج کمال تک پہنچایا جس کی نظیر فارسی میں بھی ملنا مشکل ہے۔ معمولی طور پر کسی واقعہ کو نظم کرنا بڑی شاعری نہیں بلکہ واقعہ کے تمام جزئیات اور حالات کی کیفیات کو نظم کرنا صحیح شاعری ہے جس کے لئے شاعر کو نہ صرف قادر الکلام ہونا ضروری ہے بلکہ شاعر کو فطرت کا بڑا نکتہ داں ہونا چاہئے۔ میر انیس چونکہ فطرت کے بڑے راز داں تھے اس لئے چھوٹے سے چھوٹا نکتہ ان کی نظر سے نہ سکا اور اس کے ساتھ زبان پر کامل قدرت ان کو کسی

بھی حالت کو نظم کرنے میں دشواری کا باعث نہ ہوئی۔

مرثیہ میں میر انیس کی واقعہ نگاری دراصل ”سین“ کا درجہ رکھتی ہے۔ واقعہ نگاری میں ہر واقعہ انفرادی حیثیت رکھتا ہے اس کے برخلاف ”سین“ اس کیفیت کا نام ہے جو متعدد واقعات کے مجموعہ سے بنتا ہے۔ یہ میر انیس کے مرثیے میں سین نگاری کا کمال ہے کہ ایک واقعہ سے دوسرے واقعہ کا جوڑ اس حسن سے ملایا جاتا ہے کہ جوڑ معلوم نہیں ہوتا بلکہ اس جوڑ سے شعر کی تاثیر دو چند ہو جاتی ہے۔ اس مرثیہ میں انیس نے حضرت عون و محمد اور علم کے قضیہ کو بڑی تفصیل سے تئیس (33) بندوں میں بیان کیا ہے۔ اگرچہ انیس نے بعض مرثیوں میں جزوی طور پر اس قضیہ کو بیان کیا ہے۔ لیکن اس میں بڑے خاص نفسیاتی، جذباتی، اخلاقی اقدار کو پیش نظر رکھتے ہوئے خوبصورت مکالمہ نگاری کے ساتھ بیان کیا ہے جن کا ذکر جدا جدا عناوین کے تحت ہوگا۔ اگرچہ یہ سب عناوین الگ الگ ہوتے ہوئے بھی ایک دوسرے سے اس طرح پیوست ہیں کہ ان کو پوری طرح ایک دوسرے سے جدا نہیں کیا جاسکتا۔ اسلئے ہم اجمالی طور پر یہاں صرف چند اشعار پیش کریں گے۔

میر انیس واقعہ نگاری میں تسلسل کو بہت اہمیت دیتے ہیں۔ انہوں نے جس روایت کو نظم کیا اس میں حضرت زینبؓ کے بیٹے عون اور محمد خود کو علم لشکر حسینی کا حق دار سمجھتے ہیں کیوں کہ ان کے دادا جعفرؓ طیار اور نانا حضرت علیؓ صدر اسلام میں علمدار تھے اور اس کی سفارش کے لئے اپنی ماں سے درخواست کرتے ہیں تو حضرت زینبؓ ناراض ہو کر فرماتی ہیں کہ تم کو منصب اور علم کی خواہش ہے۔ جب کہ آج تو مرنے میں نام ہے۔ آخر میں امام عون و محمد کی تعریف کر کے حضرت زینبؓ سے فرماتے ہیں ”بہن جس کو تم کہو گے ہم اس کو علمدار کریں گے۔“ چنانچہ حضرت زینبؓ حضرت عباسؓ کو علم کا مستحق قرار دیتی ہیں اور امام حسینؓ حضرت عباسؓ کو علم سپرد کر کے فرماتے ہیں۔

ع. لو، بھائی لو، علم یہ عنایت بہن کی ہے

تینیں کمر میں دوش پہ شملے پڑے ہوئے

زینب کے لال زیر علم آکھڑے ہوئے

گردانے دامنوں کو قبا کے وہ گل عذار مرفق تک آستینوں کو اٹلے پہ صد وقار

جعفر کا رعب، دبدبہ شیر کردگار بونا سے ان کے قد، پہ نمودار و نام دار

آنکھیں ملیں علم کے پھریرے کو چوم کے

رایت کے گرد پھرنے لگے جھوم جھوم کے

گہہ ماں کو دیکھتے تھے، کبھی جانبِ علم نعرہ کبھی یہ تھا کہ ”نثارِ شہِ اُمّ“
 کرتے تھے دونوں بھائی کبھی مشورے بہم آہستہ پوچھتے کبھی ماں سے وہ ذی حشم
 کیا قصد ہے علی ولی کے نشان کا
 اماں، کسے ملے گا علم نانا جان کا؟

کچھ مشورہ کریں جو شہنشاہِ خوش خصال ہم محق ہیں، آپ کو اس کا رہے خیال
 پاس ادب سے عرض کی ہم کو نہیں مجال اس کا بھی خوف ہے کہ نہ ہو آپ کو ملال
 آقا کے ہم غلام ہیں اور جاں نثار ہیں

عزت طلب ہیں، نام کے امیدوار ہیں
 بے مثل تھے رسولؐ کے لشکر کے سب جواں لیکن ہمارے جد کو نبیؐ نے دیا نشان
 خیبر میں دیکھتا رہا منہ لشکرِ گراں پایا مگر علیؑ نے علمِ وقتِ امتحان
 طاقت میں کچھ کی نہیں، گو بھوکے پیاسے ہیں

پوتے انہیں کے ہم ہیں، انہیں کے نواسے ہیں
 زرخیز میں تین دن سے ہے مشکل کشا کا لال اماں کا باغ ہوتا ہے جنگل میں پامال
 پوچھا نہ یہ کہ ”کھولے ہیں کیوں تم نے سر کے بال؟“ میں لٹ رہی ہوں اور تمہیں منصب کا ہے خیال!

غم خوار تم مرے ہو، نہ عاشقِ امام کے
 معلوم ہو گیا مجھے، طالب ہو نام کے
 زینبؓ کے پاس آ کے یہ بولے شہہِ زمیں
 ”کیوں تم نے دونوں بیٹوں کی باتیں سنی بہن؟“

نودس برس کے سن میں یہ جرأت یہ دلولے! بچے کسی نے دیکھے ہیں ایسے بھی من چلے
 اقبال کیونکر ان کے نہ قدموں سے منہ ملے؟ کس گود میں بڑے ہوئے، کس دودھ سے پلے

بے شک یہ ورثہ دارِ جنابِ امیرؑ ہیں
 پر کیا کروں کہ دونوں کی عمریں صغیر ہیں“

اب تم جسے کہو، اسے دیں فوج کا علم کی عرض ”جو ملایح شہ آساں حشم“
فرمایا ”جب سے اٹھ گئیں زہرائے باکرم اس دن سے تم کو ماں کی جگہ جانتے ہیں ہم
مالک ہو تم، بزرگ کوئی ہو، کہ خرد ہو

جس کو کہو، اسی کو یہ عہدہ سپرد ہو“

بولی بہن کہ ”آپ بھی ٹولیں کسی کا نام ہے کس طرف توجہ سردار خاص و عام؟
قرآن کے بعد ہے تو ہے بس، آپ کا کلام مگر مجھ سے پوچھتے ہیں شہ آساں مقام
شوکت میں، قد میں، شان میں ہم سر کوئی نہیں
عباس نام دار سے بہتر کوئی نہیں“

آنکھوں میں اشک بھر کے یہ بولے شہ زمن ہاں، تھی یہی علی کی وصیت بھی، اے بہن!
اچھا، بلائیں آپ، کدھر ہے وہ صف شکن؟“ اکبر، چچا کے پاس گئے سن کے یہ سخن
کی عرض ”انتظار ہے شاہ غیور کو
چلے، پوچھی نے یاد کیا ہے حضور کو“

عباس آئے ہاتھوں کو جوڑے حضور شاہ ”جاؤ بہن کے پاس“ یہ بولا وہ دیں پناہ
زینب وہیں علم لیے آئیں بہ عزد جاہ بولے نشان کو لے کے شہ عرش بارگاہ
”ان کی خوشی وہ ہے، جو رضا و نعت کی ہے
لو بھائی، لو علم، یہ عنایت بہن کی ہے“

مرقع نگاری۔ منظر نگاری۔ واقعہ نگاری جب کمال کے درجے پر پہنچ جاتی ہے تو اسے مرقع نگاری کہتے
ہیں۔ اس مرثیہ میں انیس نے چند اشعار گھوڑے کی ذاتی خوبیوں اور اس کی تعریف میں بیان کئے ہیں۔ صبح عاشورا
گھوڑا آمادہ بہ جنگ ہے۔ یہ تروتازہ اور مست ہے لیکن غصہ میں ہے اس لئے اس کی آنکھیں طقوں سے باہر نکلتی
معلوم ہوتی ہیں۔ دشمن سے باخبر ہے اس لئے وہ چلتے ہوئے ایک لمحہ ٹھہر کر اپنے کانوں کے رخ کو موڑ کر دشمن کے
رخ کو جاننے کی کوشش کرتا ہے اور اسی حالات کے مطابق اپنی وضع چال، جوڑوں کی حرکات اور رفتار بدلتا ہے۔

مرقع نگاری دیکھئے ۔

غصے میں آنکھریوں کے ایلنے کو دیکھئے بن بن کے جھوم جھوم کے چلنے کو دیکھئے
ساچے میں جوڑ بند کے ڈھلنے کو دیکھئے تھم کر کنوتیوں کے بدلنے کو دیکھئے
سارا چلن خرام میں کبک دری کا ہے
گھونگھٹ نئی دلہن کا ہے چہرہ پری کا ہے

یہی گھوڑا عا شورا کی دو پہر غیظ و غضب میں ڈوبا ہوا ہے۔ اس پر امام زمانہ جہاد کے لئے سوار ہیں۔ حملے پر حملے
ہور ہے ہیں۔ گھوڑا زخمی ہے۔ اس کے اعصاب اور وجدان پر قہر و غضب چھایا ہوا ہے۔

ڈھالیں لڑیں سپاہ کی، یا ابر گڑ گڑائے غصے میں آکے گھوڑے نے بھی دانت کڑکڑائے
ماری جو ٹاپ ڈر سے بٹے ہر لعین کے پاؤں مانی پہ ڈمگ گئے گاؤ زمیں کے پاؤں
آتا تھا وہ کہ اسپ شہ دیں پلٹ پڑا ثابت ہوا کہ شیر گرسنہ پلٹ پڑا
میر انیس نے ایک ہی گھوڑے کی دو وقتوں میں دو جدا گانہ تصویریں کھینچی ہیں۔ یقیناً شاعرانہ مصوری اسی کا نام
ہے اور انتخاب شاعرانہ اس کو کہتے ہیں۔ یہی کہتے ہیں:

”شاعری درحقیقت مصوری ہے اور یہ ظاہر ہے کہ ماذیات اور محسوسات کی تصویر کھینچنا اس قدر دشوار نہیں
جس قدر غیر محسوسات اور غیر مادی اشیاء کا نقشہ اتارنا مشکل ہے۔ ماذیات اور محسوسات یعنی ایک درخت
کی تصویر کھینچنا ہو تو مصور کا یہ کمال ہے کہ ہر چیز یعنی ٹہنیاں، پھل، پھول پتے ہر چیز کا نقشہ پورا کھینچ
دے۔ لیکن رنج، غم، جوش، محبت، غیظ، بے قراری، بے تابی، مسرت جو مادی چیزیں نہیں ہیں آنکھ ان کو
محسوس نہیں کر سکتی لیکن دل پر ان کا اثر ہوتا ہے اور یہ اثر سب پر یکساں نہیں ہوتا اس لئے ان کی ہو بہ ہو
تصویر اتارنا مشکل ہے۔ میر انیس کا اصل جوہر یہیں آکر کھلتا ہے اور یہیں ان کی شاعری کی حد ان کے ہم
عصروں سے بالکل الگ ہو جاتی ہے“

انیس کی مرقع کشی میں صرف ایک عالی عربی گھوڑے کی تصویر سامنے نہیں آتی بلکہ گھوڑے کی ذاتی خوبیاں جیسے
جرار۔ سبک رو۔ بردبار۔ خوش خو۔ خانہ زاد، جواد۔ دلدل نژاد۔ وفا شعار اور رستم درخ پوش وغیرہ سامع کے دل میں
گھوڑے کے مقام اور منزلت کو زیادہ کرتے ہیں۔ انیس یہی نہیں بلکہ گھوڑے کی مستانہ چال کو کبک دری، تیز روی
کو براق، پاکھر کو نئی دلہن کے گھونگھٹ اور چہرے کو پری۔ جیسے اچھوتے مضامین کی تشبیہات اور استعارات سے

بھی رقم کرتے ہیں ۔

رسم تھا درع پوش کہ پاکھر میں راہوار جرّار بردبار سبک رو وفا شعار
کیا خوش نما تھا زین طلا کار و نقرہ کار اکیسر تھا قدم کا جسے مل گیا غبار
خوش خوشھا خانہ زاد تھا دلدل نژاد تھا
شیر بھی تھی تھے فرس بھی جواد تھا

میر انیس کا ہر مرثیہ ایک خاص انداز اور خاص شکل رکھتے ہوئے بھی ایک خاص خصوصی چھاپ رکھتا ہے۔ اگر غم اور الم کا بیان جگر خراش ہے تو شادی اور خوشی کے مضامین فرحت خیز۔ صبح کا سماں ہو کر رات کی اداسی، دریا کا گھاٹ ہو کہ تیغ کی کاٹ، گھوڑوں کی جست و خیز ہو کہ میدان کا رزار، ہر چیز کی ایک نئی تصویر کھینچ دی اور حقیقت کا مرقع بنا کر کھڑا کر دیا۔ اسی لئے تو مولانا حامد حسن قادری نے تاریخ مرثیہ گوئی میں لکھا ”انیس کے مرثیوں کی کسی جلد کو اٹھا کر دیکھو تو حیران رہ جاؤ گے۔ جس بات کو بیان کرتے ہیں اس حسن و خوبی سے کہ اس سے بڑھ کر تصور میں نہیں آتی خود انیس فرماتے ہیں ۔

قلم فکر سے کھینچوں جو کسی بزم کا رنگ شمع تصویر پہ گرنے لگیں آآ کے پتنگ
وہ مرقع ہو کہ دیکھیں اسے گراہل شعور ہر ورق میں کہیں سایا نظر آئے کہیں نور
تسلسل اور ہم آہنگی: بیانیہ شاعری میں مختلف واقعات کا تسلسل بیان شاعر کی عظمت اور
شاعری پر گرفت کا ضامن ہوتا ہے
خود انیس نے کہا تھا ۔

ع نظم ہے یا دُر شہوار کی لڑیاں ہیں انیس
ع جو ہری بھی اس طرح موتی پر و سکتا نہیں
یہ انیس کی شاعرانہ تعلی نہیں بلکہ اپنی نظم پر صحیح ریویو ہے۔ آٹھ دس اشعار کی نظم میں سلسلہ برقرار کرنا ہے اور چھ سو
اشعار کو اس طرح سے ترتیب دینا کہ ”ایک ایک لڑی نظم ثریا سے ہو عالی“ دوسری بات ہے۔ انیس کا مرثیہ مطلع سے
مقطع تک سامع اور قاری کو اس طرح اپنے ساتھ رکھتا ہے کہ وہ ایک لحظہ کے لئے بھی دور نہیں ہوتا کیوں کہ ذہن
میں جو ایک شعر سے دوسرے شعر کا ربط برقرار رہتا ہے وہ آئندہ آنے والے اشعار کا یوں منظر بنا دیتا ہے کہ تو جب کسی
اور طرف جا ہی نہیں سکتی۔ اس مرثیہ کے چہرے میں اٹھارہ بندوں میں امام حسینؑ کی جماعت کی نماز کے جزئیات کو

نظم کیا گیا ہے جو ایک دوسرے سے اس طرح مربوط ہیں جیسے ایک ہار میں پھول اور کلیاں۔ اور اگر کچھ درمیان مصرعوں کو نکال بھی دیا جائے تو پھر بھی ”ہار“ کی طرح نظم کی ترتیب باقی رہتی ہے۔ ہم یہاں ان اشعار کے 78 مصرعوں میں صرف 28 مصرعوں کو پیش کرتے ہیں جس سے پڑھنے والے کو نظم کے تمام واقعات حالات اور کیفیات کا پورا پتہ چل جاتا ہے جو میر انیس کے مرثیہ کے تسلسل کی اہم دلیل ہے۔

- 1- پانی نہ تھا وضو جو کریں وہ فلک جناب
- 2- پر تھی رگوں پہ خاک تہتم سے طرفہ آب
- 3- ناگاہ چرخ پر خط استہض ہوا عیاں
- 4- تشریف جانماز پہ لائے شہ زماں
- 5- صوت حسن سے اکبر مہ رونے دی اذواں
- 6- گویا صدا رسول کی کانوں میں آگئی
- 7- شے صدا میں پگھڑیاں جیسے پھول میں
- 8- ببل چمک رہا ہے ریاض رسول میں
- 9- صف میں ہوا جو نعرۂ قد قامت الصلوٰۃ
- 10- قائم ہوئی نماز اٹھے شاہ کائنات
- 11- قرآن کھلا ہوا کہ جماعت کی تھی نماز
- 12- بسم اللہ آگے جیسے ہو یوں تھے شہ حجاز
- 13- باہم مکبروں کی صدا کہیں وہ دل پسند
- 14- خوف خدا سے کانپتے تھے سب کے بند بند
- 15- خم گردنیں تھیں سب کی خضوع و خشوع میں
- 16- سجدوں میں چاند تھے مہ نو تھے رکوع میں
- 17- ہاتھ ان کے جب قنوت میں اٹھے سوئے خدا
- 18- خود ہو گئے فلک پہ اجابت کے باب وا
- 19- دنیا سے اٹھ گیا وہ قیام اور وہ قعود

20- وہ عجز وہ طویل رکوع اور وہ سجود

21- فارغ ہوئے نماز سے جب قبلہ امام

22- آئے مصافحہ کو جوانانِ تشنہ کام

23- تسبیح ہر طرف تہہ افلاک انہیں کی ہے

24- جس پر درد پڑھتے ہیں یہ خاک انہیں کی ہے

25- سجدے میں شکر کے تھا کوئی مرد باخدا

26- پڑھتا تھا کوئی حزن سے قرآن کوئی دعا

27- مولا اٹھا کے ہاتھ یہ کرتے تھے التجا

28- یارب مسافروں کی جماعت پہ رحم کر

تسلل اور ہم آہنگی کے علاوہ ان بندوں میں شاعر نے حضرت علی اکبرؓ کی اذان کی کیفیت اور اس کا اثر انسان، حیوان، شجر اور حجر پر دکھا کر خیمہ میں بی بیوں کو متاثر کیا ہے۔ پروفیسر ادیب کے قول کے مطابق اذان اور نماز کا ایسا دلکش مرقع اور کہیں نہیں ملتا۔ منظر نگاری میں جزئیات کا سلسلہ وار بیان میر صاحب کا کمال ہے۔ اس مرقعے میں امام حسینؑ کے اہل بیت، انصار اور اصحاب نے جس طرح نماز صبح عاشورا پڑھی اس کا ذکر قاری کو اس کی مرقع کشی میں گم کر دیتا ہے اور وہ خود بھی دشتِ کربلا میں اس جماعت میں شریک ہو جاتا ہے۔ اس مرقع کشی کا مزا تو مرقعے میں اس کے تمام بندوں کو پڑھنے میں ہے لیکن یہاں ہم صرف یہ بتانے کے لئے کہ میر انیس نے کس طرح جزئیات نماز کو بیان کرنے کے لئے ان اشعار کو ایک دوسرے سے ربط دے کر ان میں تسلسل برقرار رکھا اور کن کن الفاظ کو استعمال کیا۔ یہاں ان کا اجمالی ذکر کرتے ہیں جو یہ ہیں:

خط انبیس۔ اذان۔ مؤذن۔ جانماز۔ سجادے۔ وضو۔ تیم۔ نماز۔ جماعت۔ صف۔ مضلی۔ قد قامت الصلوۃ۔ تکبیر۔ تکبیروں۔ بسم اللہ۔ حمد۔ قیام۔ قرأت قعود۔ رکوع۔ سجود۔ قنوت۔ تسبیح۔ درود۔ سجدہ شکر۔ نعت۔ مناجات۔ مصافحے۔ معافچے۔ عجز۔ خضوع۔ خشوع۔ بندگی۔ خوف خدا۔ تضرع۔ دعا۔ قرآن۔ آیتیں۔ مصحف۔ ناطق اور لحن داؤد وغیرہ۔

رزم نگاری: اردو کی اصناف شاعری میں مرثیہ ہی وہ واحد صنف سخن ہے جو رزمیہ کے جملہ عناصر رکھتا ہے۔ میر انیس اور مرزا دبیر آسمانِ رزم نگاری کے آفتاب اور مہتاب بن کر مرثیہ کی دنیا میں ظاہر ہوئے اسی لئے شعر

و ادب کے عالموں نے انہیں دنیا کے دیگر ممتاز رزم نگاروں جیسے ہومر، ورجل، و المیکی، دیاس، فردوسی ڈانٹے اور ملٹن سے تقابل کر کے ان اردو کے ممتاز مرثیہ نگاروں کو ان سے کئی قدم آگے بتایا ہے۔ شکی نے موازنہ میں رزم نگاری پر بحث کرتے ہوئے لکھا کہ ”رزمیہ کے مضامین یعنی لڑائی کی تیاری۔ معرکے کا زور و شور۔ تلاطم۔ ہنگامہ خیزی۔ بل چل۔ شور و غل۔ نقاروں کی گونج۔ ناپوں کی آواز۔ ہتھیاروں کی جھنکار۔ تلواروں کی چمک دمک۔ نیزوں کی لچک۔ کمانوں کا کڑکنا۔ نقیبوں کا گر جتنا پھر بہادروں کا میدان جنگ میں جانا۔ مبارز طلب ہونا۔ باہم معرکہ آرائی کرنا۔ لڑائی کے داؤں بچ دکھانا اس کے ساتھ اسلحہ جنگ اور دیگر سامان جنگ کی الگ الگ تصویر کھینچی جائے۔“

مرثیہ میں رزمیہ یا Epic کے یہ عناصر ہوتے ہوئے بھی یہ مضامین جدا ہیں۔ ہومر اور ورجل کے رزمیہ مضامین میں سفاکی، بے دردی اور غیر انسانی جذبات کو قوم پرستی کے جذبہ کے تحت سراہا گیا۔ و المیکی اور دیاس کے رزم ناموں میں انسانی ہمدردی اور عدم تشدد کے ساتھ ساتھ آریائی قوم کی برتری کو صحیح اور حق بجانب بتایا گیا۔ فردوسی کے شاہ نامے میں رزم نگاری کے ساتھ قومیت اور عصیت کا عنصر نظر آتا ہے۔ لیکن میر انیس کے مرثیوں میں سفاکی اور جارحیت کے بجائے شجاعت اور مظلومی کو سراہا گیا ہے۔ مرثیوں میں قوم پرستی کے بجائے انسانیت اور حسن اخلاق اور روحانیت کو مقصد شاعری بنایا گیا ہے۔ پروفیسر اختتام حسین مقدمہ مراٹھ انیس میں لکھتے ہیں کہ ”کسی عظیم رزمیہ کے لئے عظیم واقعہ کا ہونا ضروری ہے۔ رزمیہ کی ساری باتیں کسی نہ کسی حیثیت سے مرثیے میں پائی جاتی ہیں بلکہ یہ کہا جاتا ہے کہ امام حسین کی شخصیت کی عظمت اور واقعہ کربلا کی غیر معمولی نوعیت نے شاعر کی صلاحیتوں کو رو بہ کار آنے میں مدد دی۔“ جہاں تک میر انیس کی رزم نگاری کا تعلق ہے بقول پروفیسر ادیب۔ میر انیس نے رزمیہ شاعری کی تقریباً ساری شرطیں پوری کر دی ہیں۔“

میر انیس نے فیض آباد اور لکھنؤ کے ادبی ماحول میں پرورش پائی۔ فون سپاہ گری میں دسترس حاصل کی۔ شاہ نامہ فردوسی کا مطالعہ کر کے اپنے خیالات اور فن شاعری کا منبع و مخزن اور سرچشمہ بنایا اور رزم نگاری میں اپنے ذاتی تجربات اور مشاہدات کی تصویریں ایسی کھینچی کہ بقول خود

ع۔ دکھلا دوں ہر ورق میں مرقع لڑائی کا

ع۔ خوں برستا نظر آئے جو دکھاؤں صف جنگ

سطریں نہیں ورق پہ صفیں کار زار کی مصرع ہر اک دکھائے برش ذولفقار کی
رزم ایسی ہو کہ دل سب کے پھڑک جائیں ابھی بجلیاں تیغوں کی آنکھوں میں چمک جائیں ابھی

یہ مرثیہ اس لحاظ سے بھی منفرد ہے کہ اس میں تقریباً اسی ہند رزم سے تعلق رکھتے ہیں۔ رزمیہ مضامین میں سپاہی کا جنگی لباس پہننا، ہتھیار سجانا اور میدان جنگ میں آنا معمولی مضامین ہیں۔ لیکن یہ میر صاحب کی قادر الکلامی اور معجز بیانی ہے کہ ان مسائل کو نظم کرتے ہوئے ایسے مطالب کی طرف ذہن کو موڑتے ہیں کہ مضمون کا حرف پوری داستان معلوم ہوتا ہے۔ ذیل کے مصرعوں میں حضرت علیؑ کی ذوالفقار اور حضرت حمزہؑ کی ڈھال اس لئے باندھے ہیں کہ یہ دونوں ہستیاں کفار اور منافقین سے جہاد میں مصروف رہی تھیں اور اب امام حسینؑ کو بھی اسلام کا سب سے بڑا جہاد کرنا ہے۔

حمزہ کی ڈھال تیغ شہ لافتا کی تھی بر میں زورہ جناب رسولؐ خدا کی تھی
رزم نگاری بھی ایک قسم کی منظر نگاری اور واقع نگاری ہے جس میں رزمیہ خصوصی مضامین نظم ہوتے ہیں۔ لیکن جب رزم نگاری سہ بعدی (Three dimensional) کیفیت حاصل کر لیتی ہے تو وہ مرقع نگاری بن جاتی ہے جس کی مثالیں میر انیس کے مرثیے میں فراوان نظر آتی ہیں۔ لشکر حسینیؑ کی میدان میں آمد دیکھئے۔

گھوڑوں کی لیس سواروں نے باگیں، علم بڑھا رایت بڑھا کہ سرورِ یاض ارم بڑھا
پھولوں کو لے کے باد بہاری پہنچ گئی بستان کربلا میں سواری پہنچ گئی
علم سپاہ کا نشان ہے۔ ایک طرف دشمن کے پریم کو میر صاحب نے ایک ہی مصرع میں جھکا دیا۔
ج۔ جھکنے لگے جنوہ خلالت کے بھی نشان

دوسری طرف علم حسینیؑ کی بلندی کو ”سرورِ یاض ارم“ ”رایت بڑھا کہ سرورِ یاض ارم بڑھا“ اور ”چند کی چمک دمک کو اس طرح نظم کیا کہ آفتاب اس کے سامنے کم نور ہو گیا۔ علم کی ڈھنی اور ان سے منعکس ہونے والی شعاعوں سے جو اچھوتے خیالات نظم کئے ہیں ان کا جواب اردو شاعری میں ملنا مشکل ہے۔

پیچہ ادھر چمکتا تھا اور آفتاب ادھر اُس کی ضیا تھی خاک پر ضو اس کی عرش پر
زر ریزی علم پہ ٹھہرتی نہ تھی نظر دولہا کا رخ تھا سونے کے سہرے میں جلوہ گر
تھے دو طرف جو دو علم اُس ارتفاع کے
الجھے ہوئے تھے تار، خطوط شعاع کے

گھوڑوں کی جست و خیز، ان کے سڈول بدن کی پھرتیاں، ان کی رفتار اور حرکات کو چند بندوں میں بہت ہی خوب صورت انداز میں باندھا ہے جو رزم نگاری کا اہم جز تصور کیا جاتا ہے۔ تکرار اور توارد سے بچنے کے لئے ہم

صرف دو تین مثالوں کو پیش کریں گے۔

اترا ہے پھر زمیں پہ براق آسمان سے (رفقار)
 سارا چلن خرام میں کبک دری کا ہے (چال)
 گھونگھٹ نئی دہن کا ہے چہرہ پری کا ہے (صورت)
 بالا دوی میں اس کو ہما پر بھی فوق ہے (جست و خیز)
 رستم تھا درغ پوش کہ پاکھر میں راہوار (لباس)
 جزار بردبار سبک رو وفا شعار (خصوصیات)
 غصے میں آکے گھوڑے نے بھی دانت کڑکڑائے (غصہ)

اس مرثیہ میں میر انیس نے پنتالیس بندوں میں امام حسینؑ کی جنگ لکھی جو امام کی امامت، جلالت، روحانیت، حقانیت، شجاعت، عدم تشدد، نفس مطمئنہ کے ذکر کے ساتھ بیان کی گئی ہے۔ امام کی جنگ اتنی مفصل کسی اور مرثیے میں نظر نہیں آتی۔ پہلے پندرہ بند میں تلوار کی تعریف، جس میں تلوار چلانے والے کی بھی تعریف شامل ہے۔ پھر تیرہ بندوں میں امامؑ کی شمشیر زنی اور آخری سترہ بندوں میں شدید جنگ کو نظم کر کے آخر میں بین اور شہادت پر بیس بند لکھے گئے ہیں۔ تلوار کا ذکر یوں شروع ہوتا ہے۔

جلوہ دیا جری نے عروس مصاف کو
 مشکل کشا کی تیغ نے چھوڑا غلاف کو

میر انیس نے اس مرثیہ میں امام حسینؑ کی تلوار کی چمک کی روشنی میں اسلامی اور غیر اسلامی خلط ملط کو ایسا جدا اور ایک دوسرے سے صاف علاحدہ دکھایا کہ پھر کسی کو حق سے باطل کو جدا کرنے میں دشواری نہ رہی۔ ذوالفقار کی تیزی اور کاٹنے کی خیر کو شر سے، عدل کو ظلم سے اور اسلام کو ففاق سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جدا کر دیا۔

تلوار کا میان سے جدا ہونا ایک معمولی عمل ہے لیکن مصور قدرت، شاعر فطرت میر انیس کے لئے یہ عمل تغزل اور تخیل کی آماج گاہ بن جاتا ہے۔ یہاں تلوار کا میان سے جدا ہونا، عشق سے معشوق، مہتاب سے روشنی، گل سے بو اور رگ سے لہو کا جدا ہو جانا بن جاتا ہے۔ تلوار کا میان سے نکلی یا ابر سے بجلی یا محمل سے لیلا۔ علامہ ثعلبی نے لکھا ہے کہ ”مثنوی کے محاسن میں ایک یہ بھی ہے کہ وہ لڑائی کے بیان میں غزل کے الفاظ استعمال کرتا ہے جن کی پہلی کوئی نظیر نہیں ملتی اور ان میں وہ منفرد ہے۔“ اردو شاعری میں رزمیہ بیان میں غزل کے عشقیہ الفاظ میر انیس کے مرثیوں

میں فراوان نظر آتے ہیں ۔

کاٹھی سے اس طرح ہوئی وہ شعلہ خو جدا جیسے کنار شوق سے ہو خوب رو جدا
مہتاب سے شعاع جدا ، گل سے بو جدا سینے سے دم جدا رگ جاں سے لبو جدا
گر جا جو رعد ابر سے بجلی نکل پڑی
محمل میں دم جو گھٹ گیا لیلیٰ نکل پڑی

تلوار کی چمک کو کئی طرح سے بیان کیا ہے اور نئے نئے رزمیہ مضامین باندھے گئے ہیں ۔

یوں تیغ تیز کو ندگی اس گردہ پر بجلی تڑپ کے گرتی ہے جس طرح کوہ پر
گرمی میں برق تیغ جو چمکی شرر اُڑے جھونکا چلا ہوا کا جو سن سے تو سر اڑے
آئی چمک کے غول پہ جب سر گرا گئی سیل آئی زور شور سے جب گھر گرا گئی
اللہ رے تیزی و برش اس شعلہ رنگ کی چمکی سوار پر تو خبر لائی تنگ کی
اس آب پر یہ شعلہ فشانہ خدا کی شان پانی میں آگ آگ میں پانی خدا کی شان
خاموش اور تیز زبانی خدا کی شان استادہ آب میں یہ روانی خدا کی شان
چمکی تو الامان کا غل چار سو ہوا جو اس کے منہ پر آگیا بے ابرو ہوا
رکتا تھا ایک وار نہ دس سے نہ پانچ سے چہرے سیاہ ہو گئے تھے اس کی آنچ سے
چمکی جو فرق پر تو نکل آئی تنگ سے رکتی نہ تھی سپر سے نہ آہن نہ سنگ سے
خالق نے منہ دیا تھا عجب آب و تاب کا خود اس کے سامنے تھا پھپھولا حباب کا
غل تھا کہ برق گرتی ہے ہر درع پوش پر بھاگو خدا کے قہر کا دریا ہے جوش پر
بجلی گری جو خاک پر تیغ جناب کی آئی صدا زمین سے یا بوزلب کی
انیس کے مرثیوں میں ذوالفقار علی بن کر سننے والوں کو یہ بتاتی ہے کہ جنگ کربلا اسلام کی عظیم ترین جنگوں میں
شمار ہوتی ہے اور یہاں اس کے جوہر پوری طرح یوں آشکار ہوئے کہ ہاتف کی ندا آئی ہے۔

آئی ندائے غیب کہ شہید مرحبا اس ہاتھ کے لئے تھی یہ شمشیر مرحبا
یہ آبرو یہ جنگ یہ توقیر مرحبا دکھلا دی ماں کے دودھ کی تاثیر مرحبا
غالب کیا خدا نے تجھے کائنات پر

بس خاتمہ جہاد کا ہے تیری ذات پر
تلوار کے مضمون پر انیس نے ”پانی“ اور ”آب“ سے عجیب مطالب نکالے ہیں جو میر صاحب کے خدائے سخن
ہونے کی دلیل ہیں

آپہنچا اس کے گھاٹ پہ جو مر کے رہ گیا دریا لہو کا تیغ کے پانی سے بہہ گیا
نقشہ کھینچے گا صاف صفِ کار زار کا پانی دوات چاہتی ہے ذوالفقار کا
واں سے وہ شور بخت بڑھا نعرہ مار کے پانی بھر آیا منہ میں ادھر ذوالفقار کے
لہرائی جب اتر گیا دریا چڑھا ہوا نیروں تھا ذوالفقار کا پانی بڑھا ہوا
تلوار کے بندوں کو پڑھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ میر صاحب فنونِ سپاہ گری خصوصاً شمشیر زنی کے قاعدوں اور
اصطلاحوں سے اچھی طرح واقف تھے۔ ارسطو بطریقاً میں کہتا ہے ”رزمیہ شاعری کی مسرت زبان کی آرائش، روانی
اور راگ (بحر) کے انتخاب سے پیدا کی جاتی ہے“

اس کے علاوہ رزمیہ عناصر کی تصویر کشی میں بندش الفاظ، تشبیہات اور استعارات سے زیادہ شاعر کی قدرتِ زبان،
قادر الکلامی اور اندازِ بیان کو بہت دخل حاصل ہے۔ یہ تمام کیفیات میر صاحب کے پاس موجود ہیں۔ چونکہ میر
صاحب کو جن کرداروں کو پیش کرنا تھا وہ حقیقی اور صحیح کردار تھے اس لئے ان کی رزم نگاری اور بھی دلکش اور حقیقی ہو گئی۔
ذیل کے اشعار سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ میر صاحب کو میدانِ جنگ میں جو ساز و سامان استعمال ہوئے
تھے اُن سے کامل واقفیت تھی۔ صفیں اور ان سے مربوط اصطلاحات کو ایسا نظم کرتے ہیں جیسے میر صاحب خود سپہ
سالار رہے ہوں۔

جوشن پہن کے حضرت عباس نامور دروازے پر ٹہلنے لگے مثلِ شہر
شوکت میں رشک تاج سلیمان تھا خود سر کلنی پہ لاکھ بار تصدقِ بہا کے پر
ع۔ دستانے دونوں فتح کے مسکن ظفر کے گھر

حمزہ کی ڈھال تیغِ شہ لافنا کی تھی بر میں زرہ جناب رسولِ خدا کی تھی
قلب و جناح و میمنہ و میسرہ تباہ گردن کشانِ اُمت خیر الورا تباہ
صف پر صفیں پروں پہ پرے پیش و پس گرے اسوار پر سوار، فرس پر فرس گرے
اٹھ کر زمیں سے پانچ جو بھاگے تو دس گرے مخبر پہ پیک، پیک پہ مر کر عس گرے

ع۔ پٹیاں کدھر ہے تیر کا سو فار ہے کدھر
 مردم کی کش مکش سے کمانوں کو تھایہ ڈر گوشوں کو ڈھونڈتی تھیں زمیں پر جھکے سر
 ترکش سے کھینچے تیر کوئی یہ جگر نہ تھا سیر پہ جس نے ہاتھ رکھا تن پہ سر نہ تھا
 ع۔ دو کر کے خود زین پہ جوش سے آگئی۔

اس مرثیہ میں امام کی شمشیر زنی کو جس انداز سے میر انیس نے پیش کیا ہے اس کا مقام فردوسی کے شاہ نامے کے کرداروں سے بہت عالی اور قابل مقایسہ نہیں ہے۔

جس پر چلی وہ تیغ دو پارہ کیا اُسے کھینچتے ہی چار ٹکڑے دو پارہ کیا اُسے
 داں تھی جدھر اجل نے اشارہ کیا اُسے سختی بھی کچھ پڑی تو گوارا کیا اُسے
 نہ زیں تھا فرس پہ نہ اسوار زین پر
 گڑباں زرہ کی بکھری ہوئی تھیں زمین پر
 منہ کس طرف ہے تیغ زلوں کو خبر نہ تھی سر گر رہے تھے اور تنوں کو خبر نہ تھی
 ہاتھ اور پاؤں سے مضامین کی آرائش دیکھئے۔

دشمن جو گھاٹ پر تھے وہ دھوئے تھے جاں سے ہاتھ گردن سے سر الگ تھا جدا تھے عنان سے ہاتھ
 توڑا کبھی جگر کبھی چھیدا سناں سے ہاتھ جب کٹ کے گر پڑیں تو پھر آئیں کہاں سے ہاتھ
 اب ہاتھ دست یاب نہیں منہ چھپانے کو
 ہاں پاؤں رہ گئے ہیں فقط بھاگ جانے کو

بد ہاتھ میں شکست ظفر نیک ہاتھ میں ہاتھ اُڑ کے جا پڑا کئی ہاتھ ایک ہاتھ میں
 اس مرثیہ میں تلو اور گرمی کے مضامین کو بعض مورخین اور تنقید نگاروں نے مبالغہ اور بعید حقیقت کہہ کر میر انیس
 کی معجز نمائی پر خاک ڈالنے کی کوشش کی ہے۔ ہم ان کے جواب میں مولانا شبلی نعمانی کے بیان کو موازنہ انیس و دبیر
 سے پیش کرتے ہیں ”شاعری میں اصلیت اور واقفیت کا لحاظ تاریخی حیثیت سے نہیں کیا جاتا بلکہ صرف یہ دیکھا جاتا
 ہے کہ شاعر کو ان باتوں کا یقین ہے یا نہیں۔ اگر وہ ان باتوں پر یقین رکھتا ہے ان کے اثر سے لبریز ہے اور جس قدر
 اس کے دل پر اثر ہے اُسی جوش کے ساتھ اس کا اظہار بھی کرتا ہے تو اس کی شاعری بالکل اصلی ہے۔ انیس کو قطعی
 یقین ہے کہ امام حسینؑ تمام عالم کے کاروبار کے مالک ہیں۔ جن، شجر، حجر اور سب ان کے محکوم ہیں۔ ان کا غیظ میں

آنا پروردگار کو غیظ میں آنا ہے، اس صورت میں اگر ان کی حملہ آوری سے زمین و آسمان دہل جائیں اور دنیا متزلزل ہو جائے تو استعجاب کی کیا بات ہے“

گر جم کا نام لوں تو ابھی جام لے کے آئے کوثر یہیں رسول کے احکام لے کے آئے
روح الامیں زمیں پہ مرا نام لے کے آئے لشکر ملک کا فتح کا پیغام لے کے آئے
چاہوں جو انقلاب تو دنیا تمام ہو
اللے زمین یوں کہ نہ کوفہ نہ شام ہو

میر انیس کے پاس مرثیوں میں وصفیہ شاعری کا وہ حصہ جس میں مخالف طاقتوں کو ایک دوسرے کے مقابلے میں پیش کیا جاتا ہے بڑا اہم اور متاثر کرنے والا ہوتا ہے۔ اس میں صرف وہی شاعر کامیاب ہوتا ہے جو قادر الکلام اعجاز بیان اور لفظوں کا خالق ہو۔ شبلی موازنہ میں لکھتے ہیں ”بلاغت کا ایک نازک موقع وہاں پیش آتا ہے جہاں حریف و مخالف کا ذکر کرنا ہوتا ہے۔ اگر دشمن کو حقیر اور ذلیل ثابت کیا جائے تو اُس کے مقابلے میں فتح مند کا مرتبہ گھٹ جاتا ہے اور اگر شان و شوکت دکھائی جائے تو مذہبی خیال کے خلاف ہوتا ہے۔ ایسے مشکل موقعوں کو میر انیس نے جس کمال سے طے کیا ہے کوئی دوسرا شاعر شاید ہی کر سکے“

اس مرثیہ میں دوشامی پہلوانوں کی تصویر کشی اور ان کے صفات کا ذکر جس خوبی سے کیا گیا ہے اس کی توضیح اور تشریح کے بغیر دونوں بندوں کو یہاں پیش کیا جاتا ہے جو ادب پر بیان کئے گئے، مطالب کو روشن کرنے کے لئے کافی ہیں۔ میر انیس کا ان اشعار میں یہ کمال بھی مخفی ہے کہ جس پہلوان کو اُس کی تلوار زنی پر ناز تھا اُسے امام نے اپنی تلوار سے دو کٹڑے کئے اور جس پہلوان کو گرز پر بھروسہ تھا امام نے اُسے گرز سے ہی واصل جہنم کیا۔

بالا قد و کلفت و تنو مند و خیرہ سر روئیں تن و سیاہ دروں آہنی کر
ناوک پیام مرگ کے ترکش اجل کا گھر تنہیں ہزار ٹوٹ گئیں جس پہ وہ سپر
دل میں بدی طبعیت بد میں بگاڑ تھا
گھوڑے پہ تھا شقی کہ ہوا پر پہاڑ تھا
ساتھ اُس کے اور اسی قد و قامت کا ایک یل آنکھیں کبود، رنگ سیہ ابرؤں پر بل
بدکار و بد شعار و ستم گار و پُردغل جنگ آزما بھگائے ہوئے لشکروں کے دل
بھالے لئے کسے ہوئے کمریں ستیز پر

نازاں وہ ضرب گرز پہ یہ تیغ تیز پر
نیزہ ہلا کے شاہ پہ آیا وہ خود پسند مشکل کشا کے لال نے کھولے تمام بند
تیر و کماں سے بھی نہ ہوا کچھ وہ بہرہ مند چلہ ادھر کھنچا، کہ چلی تیغ سر بلند
وہ تیر کٹ گئے، جو در آتے تھے سنگ میں
گوشتے نہ تھے کماں میں نہ پیکاں خدنگ میں

ظالم اٹھا کے گرز کو آیا جناب پر طاری ہوا غضب خلعِ بوتراب پر
مارا جو ہاتھ، پاؤں جما کر رکاب پر بجلی گری شقی کے سر پر عتاب پر
بد ہاتھ میں شکست، ظفر نیک ہاتھ میں
ہاتھ اُڑ کے جا پڑا کئی ہاتھ ایک ہاتھ میں

کچھ دست پاچہ ہو کے چلا تھا وہ نابکار پنچے سے پر اجل کے کہاں جا سکے شکار
واں اس نے بائیں ہاتھ میں لی تیغ آب دار یاں سر سے آئی پشت کے فقروں پہ ذوالفقار
قربان تیغ تیز شہ نام دار کے
دو کڑے تھے سوار کے، دورا ہوار کے

پھر دوسرے پہ گرز اٹھا کر پکارے شاہ ”کیوں ضرب ذوالفقار پہ تو نے بھی کی نگاہ
سرشار تھا شرابِ تلکمر سے روسیہ جاتا کہاں، کہ موت تو رو کے ہوئے تھی راہ
غل تھا، اُسے اجل نے بڑھایا جو گھیر کے
”لو، دوسرا شکار چلا منہ میں شیر کے“

کردار و اخلاق نگاری۔ جرمن کے مشہور شاعر گوٹے کہتا ہے ”ادب میں کوئی صنف اس وقت تک
عظیم نہیں بن سکتی جب تک کہ اُس کا موضوع عظیم نہ ہو۔“ چنانچہ اس رو سے اردو شاعری میں مرثیہ ہی ایک ایسی
صنف ہے جس کا موضوع عظیم ہے یعنی شہادت حسین علیہ السلام۔ یہ سچ ہے کہ اگر کوئی تخلیق کار اپنی تخلیق میں کسی
ایسے کریکڑ کو جگہ دیتا ہے جس کی تاریخی اور مذہبی حیثیت ہے تو اُس کی دشواریاں اس لئے زیادہ ہو جاتی ہیں کہ وہ ان
کریکڑوں کے بارے میں اُس تصور سے باہر نہیں نکل سکتا جو عام تصور بن کر لوگوں کے دل و دماغ پر چھایا ہوتا
ہے۔ فردوسی نے شاہ نامہ میں کہا ہے۔

منم ساختم رستم داستان
وگر نہ یلے بود درسیتاں

یعنی میں نے داستان میں اپنے قلم سے رستم کو رستم بنایا ورنہ وہ تو سیستان کے علاقہ میں ایک نیم وحشی شخص سمجھا جاتا تھا۔ یعنی فردوسی کی فرضی کردار سازی کی وجہ سے رستم رستم بنا۔ مگر اس کے برخلاف مرثیہ میں میر انیس کو ان برگزیدہ ہستیوں کے کردار اخلاق اور واقعات نظم کرنے پڑے جن کی حیثیت پہلے سے ہی مشخص تھی۔ ان بلند پایہ کرکڑوں کی کردار نگاری کی منزلت کو نظم کرنے میں اپنی عجز و خاکساری اور مجبوری کا اظہار یوں کرتے ہیں۔

میں کیا ہوں مری طبع ہے کیا اے شہ شاہان خُستان و فردوق ہیں یہاں عاجز و حیران
شرمندہ زمانے سے گئے وائل و بجاں قاصر ہیں سخن فہم و سخن سخ و سخن دان

کیا مدح کف خاک سے ہو نور خدا کی

لکنت یہیں کرتی ہیں زبانیں فصحا کی

یہی نہیں بلکہ انیس درگاہ ایزدی میں ان بلند ہستیوں کے حالات، واقعات اور مقامات کو نظم کرنے کے لئے الہامی مدد کے منتظر ہیں۔

متبدی ہوں مجھے توفیق عطا کر یارب

شوق مداحی شبیر عطا کر یارب

سلب گو ہر ہو وہ تقریر عطا کر یارب

نظم میں رونے کی تاثیر عطا کر یارب

کبھی فرماتے ہیں۔

توفیق کا مبداء ہے توجہ کوئی دم کر گمنام کو اعجاز بیانوں میں رقم کر

حضرت کے ذاکروں میں مجھے نیک نام کر اس مرثیہ کو گلشن دارِ سلام کر

مولانا حالی مقدمہ شعر و شاعری صفحہ 212 پر لکھتے ہیں۔ زہیر ابن ابی سلمیٰ جو صدر اسلام کا شاعر تھا اس کے بارے میں حضرت عمر کہا کرتے تھے انہ اشعر الشعرا لانہ لا یمدح الا مستحقا۔ یعنی وہ افضل ترین شاعر ہے کیوں کہ وہ اس کی مدح کرتا ہے جو مستحق مدح ہو۔ یعنی حضرت عمر کے قول کے مطابق بھی میر انیس افضل الشعراء ہیں کیوں کہ میر انیس کے مدوح محمد و آل محمد سے بڑھ کر کون بندوں میں مدح و ثنا کا لائق ہو سکتا ہے جن

کی مذاہجی میں انیس نے ساری زندگی صرف کردی۔ ”پانچویں پشت ہے شیر کی مذاہجی میں“

جاری زباں پر نہ کوئی اور حرف ہو مذاہجی علی میں مری عمر صرف ہو
میر انیس اسے مولا کی دین سمجھتے تھے اور اس کا صلہ جاگیر خلد سمجھتے تھے۔

تجھ پہ شہ کی نظر لطف و عنایت ہے انیس یہ فصاحت یہ بلاغت یہ سلاست ہے انیس
کم ہے عوض اس کا جو کوئی کوہ طلا دے آقا تجھے اس مرثیہ گوئی کا صلہ دے
حاسد سے کچھ غرض ہے نہ اس کا گلا مجھے جاگیر خلد لینا ہے اس کا صلہ مجھے

کر بلا کا واقعہ حق و باطل کی جنگ تھی۔ ایک طرف حق کے ماننے والے جن کے اوصاف، اخلاق اور کردار اعلیٰ اور بے مثال، تو دوسری طرف باطل کے پیرو جو برائیوں اور رذالت کے نمائندے تھے اور ان کے کردار بھی اسی طرح کے تھے، چنانچہ ایسے کرداروں کو تنقیدی نظر یہ میں Flat یا غیر تغیری کردار کہتے ہیں جو حالات اور حوادث سے گزرتے ہوئے بھی تبدیل نہیں ہوتے۔ ایسی کردار سازی کی مثالیں دنیا کے تقریباً ہر ادب میں نظر آتی ہیں اور ان میں کوئی خاص حرکت نہیں ہوتی۔ یہ میر انیس کی معجز بیانی ہے کہ انہوں نے ان کرداروں میں ایک تیسری سمت ایسی تراشی کہ ان میں حرکت پیدا ہو گئی۔ اوصاف حمیدہ کو اس طرح سے پیش کیا کہ وہ آفاقی اقدار ہوتے ہوئے بھی انسانی کردار کی اعلیٰ جھلک معلوم ہونے لگی اور اس طرح سے وہ لوگوں کے لئے قابل تقلید بن گئی اور شیطان اور گمراہ قوتوں میں وہ نکات نکالے کہ ان سے دور رہنے کی تمنا ہر ذی شعور شخص کے دل میں پیدا ہو گئی۔

ایک طرف بقا سے اسلام کی خاطر امام حسین اور ان کے اصحاب تین دن کی بھوک پیاس میں اطاعت الہی میں مصروف ہیں۔

سو کھے لبوں پہ حمد الہی رخوں پہ نور
فیاض حق شناس اولوالعزم ذی شعور
خوش فکر و بذلہ سنج و ہنر پرور و غبور
ساونت بردبار فلک مرتبت دلیر
دنیا کو بیچ و پوچ سراپا سمجھتے تھے
لب پر ہنسی گلوں سے زیادہ شگفتہ رو
پر ہیز گار زاہد و ابرار و نیک خو

حوروں کا قول تھا یہ ملک ہیں بشر نہیں
 ان نیک ہستیوں کے لئے پانی دشمن نے بند کر رکھا تھا اس لئے انہیں خاک کا تیمم کرنا پڑا۔
 پرتھی رگوں پہ خاک تیمم سے طرفہ آب
 ہوتے ہیں خاکسار غلام ابو تراب
 یہی نہیں بلکہ امام کے عزیز۔

قاسمؒ ساگل بدن علی اکبر ساخوش جمال
 اک جا عقیل و مسلم و جعفر کے نونہال
 بلکہ ”اٹھارہ آفتابوں کا غنچہ زمیں پر تھا“۔ تمام بنی ہاشم پیاسے تھے لیکن امت کی بھلائی اور دین اسلام کی
 حفاظت کی خاطر۔

وہ خاکسار محو تقزع تھے خاک پر
 ع۔ سجدے میں شکر کے تھا کوئی مرد با خدا
 ع۔ نعت نبیؐ کہیں تھی، کہیں حمد کبریا

خیمہ حسینیؑ میں بھوک اور پیاس کا ایسا غلبہ ہے کہ
 ع۔ باقر کہیں پڑا ہے سیکھ کہیں ہے غش
 رسولؐ کا نواسہ علیؑ کا بیٹا فاطمہؑ کا لخت جگر امام زمانہؑ جو اخلاق و کردار اور اوصاف حمیدہ کا حامل ہے اس کا حال۔
 اُس دھوپ میں کھڑے تھے اکیلے شہ ام نہ دامن رسولؐ تھا نہ سایہ علم
 شعلے جگر سے آہ کے اٹھتے تھے دم بدم اودے تھے لب زبان میں کانٹے، کمر میں خم
 بے آب تیرا تھا جو دن مہمان کو
 ہوتی تھی بات بات میں لکنت زبان کو
 لیکن اس کیفیت اور حالت میں امام مظلوم مصروف خیر اور نجات انسان تھے۔

پیاسا لڑا نہیں کوئی یوں اثر دہام میں اب اہتمام چاہئے امت کے کام میں
 انیس جب تصویر کا یہ رخ دکھاتے ہیں تو اس کے ساتھ ساتھ اس کے برعکس ظلم و تعدی اور حیوانی صفات کا بھی
 مظاہرہ کرتے ہیں۔

زاری تھی التجا تھی مناجات تھی ادھر واں صف کشی و ظلم و تعدی و شور و شر
 کہتا تھا ابن سعد یہ جا جا کے نہر پر گھاٹوں سے ہوشیار ترائی سے باخبر
 دو روز سے ہے تشنہ دہانی حسین کو
 ہاں مرتے دم بھی دیجو نہ پانی حسین کو
 دیکھئے نواسہ رسولؐ اور اس کا ششماہی علیؑ اصغرؑ پیاس سے جان بلب ہے لیکن۔
 گھوڑوں کو اپنے کرتے تھے سیراب شہ سوار آتے تھے اونٹ گھاٹ پہ باندھے ہوئے قطار
 پینے تھے آب نہر پرند آکے بے شمار سگے زمیں پہ کرتے تھے چھڑکاؤ بار بار
 پانی کا دام و دود کو پلاتا ثواب تھا
 اک ابنِ فاطمہ کے لئے قحط آب تھا

سر پر لگائے تھا پسر سعد چتر زر فرزند فاطمہ پہ نہ تھا سایہ شجر
 انیس دونوں کریکڑوں کو انسانیت کی داد گاہ میں پیش کر رہے ہیں کہ کسی بھی مذہب و ملت میں اس قسم کا ظلم روا
 نہیں کہ پانی کا چھڑکاؤ تو کیا جائے لیکن اعلیٰ ترین انسان اور ان کے بچے پانی کے لئے بلک بلک کر جان دیں۔ یہ
 کردار نگاری میں ایسی جہت ہے جہاں عقل اور منطق کے ساتھ ایسے زاویے ابھارے جاتے ہیں کہ ان کرداروں
 کو متحرک بنا دیتے ہیں اور ان میں بوریت نہیں ہونے پاتی۔ یہ ہے میرا نئیس کی معجز بیانی کا اثر۔
 ڈاکٹر احسن فاروقی میرا نئیس کی کردار اور اخلاق نگاری پر اعتراض کرتے ہوئے کہتے ہیں۔
 (۱) میرا نئیس امام حسینؑ اور ان کے رفقا کی تعریف کرتے ہیں۔ مدح سرائی میں مبالغہ آمیز ادراک کا عنصر غالب ہے۔
 (ب) ان مرثیوں کے مطالب ایک دوسرے پر چسپاں ہو سکتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ میرا نئیس ایک دوسرے
 کو کمتر دکھانا مذہب کے منافی سمجھتے تھے۔

(ج) یہ مرثی اور کچھ بھی ہوں مگر اپیک EPIC نہیں کیوں کہ اس میں کہیں بھی انسانی عظمت واضح نہیں ہوتی۔
 ڈاکٹر فاروقی کی یہ غلط بیانی ادبی دہشت گردی ہے۔ ایثار قربانی عزم اور بہادری کی عالی ترین مثالیں واقعہ کربلا
 میں قدم بہ قدم نظر آتی ہیں جب کسی مغربی رپورٹر نے مہاتما گاندھی سے ان کے ایثار، عزم، قربانی اور دلیرانہ
 جدوجہد کے بارے میں سوال کیا تھا کہ یہ اقدار کس سے سیکھی تو گاندھی جی نے کہا تھا میرا پیشوا امام حسینؑ ہے۔
 My Master is Husain۔ یہاں ہم کہہ سکتے ہیں کہ حضرت فاروقی سے کافر گاندھی کی وسعت نظر زیادہ اور

صحیح معلوم ہوتی ہے۔ انسانی اخلاقی اقدار کو اجاگر کرنے میں مرثیوں اور مخصوص میرانہیں کے مرثیوں نے جو خدمات انجام دی ہیں اُس کے معترف شبلی۔ حالی، آزاد، امداد امام اثر، نظم طباطبائی، حسرت، جوش، مولانا جوہر، چودھری نظیر الحسن، امجد اشہری، احسن لکھنوی، پروفیسر ادیب، سرتیج بہادر سپرو اور کئی دوسرے ادیب، شاعر، مورخ نقاد اور تمام باشعور افراد ہیں۔ حالی مقدمہ شعر و شاعری میں لکھتے ہیں ”مرثیے کو اگر اخلاق کے لحاظ سے دیکھا جائے تو بھی ہمارے نزدیک اردو شاعری میں اخلاقی نظم کہلانے کا مستحق صرف انہیں لوگوں (انہیں دہیر وغیرہ) کا کلام ٹھہر سکتا ہے بلکہ جس اعلیٰ درجے کے اخلاق ان لوگوں نے مرثیے میں بیان کئے ہیں ان کی نظیر فارسی بلکہ عربی شاعری میں بھی ذرا مشکل سے ملے گی“

پروفیسر ادیب کہتے ہیں ”اخلاقی شاعری کے اعتبار سے انہیں کے مرثیوں کا پایہ بہت بلند ہے۔ ان کے تمام کلام میں بلند اخلاقی کی ایک لہر دوڑی ہوئی ہے۔ جن اخلاق فاضلہ کی تعلیم انہیں کے مرثیوں سے ہوتی ہے وہ اخلاق و نصائح کی کسی کتاب سے یا واعظ و پند کے ذریعہ سے ممکن نہیں۔ نفس انسانی کی انتہائی شرافت کے نقشے جن موثر پیرایوں میں کھینچے ہیں ان کا جواب ممکن نہیں اور ان کو انتہائی رذالت کی تصویر کے مقابلے میں رکھ کر ان کے اثر کو اور بھی قوی کر دیا ہے۔“ امام حسین آخری وقت حضرت زینب کو وصیت کر رہے جب وہ زیرِ خنجر ہیں۔ کیا اس سے بلند اخلاقی معیار ہو سکتا ہے؟

گھر لوٹنے کو آئے گی اب فوج نابکار
کہیں نہ کچھ زباں سے بجز شکر کردگار
میرانہیں کے اس مرثیہ میں درس اخلاق نمایاں ہے۔ اخلاق کی اقدار جن میں خدا شناسی، خود شناسی، ایمان و وفا، تسلیم و رضا، رحم و کرم، بخود دوسخا، صبر و قناعت، بے ثباتی، عشق و محبت، ایثار و قربانی، صبر و استقلال، شہادت اور شرافت نفس کے نمونے تمام مرثیہ کے کیونوں پر اس طرح لکھے گئے ہیں جنہیں کوئی مٹا نہیں سکتا۔ کیوں کہ یہ عوام کے دلوں پر ثبت ہو چکے ہیں۔ یقیناً میرانہیں کو آفاقی اور مثالی کردار کی پیشین ملی تھیں، فطرت نے مصوری ان میں بھردی تھی، ان کی زبان کوثر سے ڈھلی ہوئی تھی۔ چنانچہ اخلاقی قد ریں آسمان کی طرح بلند ہو کر اعصاب پر چھا گئیں۔

امام حسین کہیں اپنے رفیقوں کو خدا شناسی کا سبق دے رہے ہیں۔

آخر ہے رات حمد و ثنائے خدا کرو
اتھو فریضہ سحری کو ادا کرو
تو کہیں ولولہ شہادت کو ابھار رہے ہیں۔

ع۔ دنیا سے جو شہید اٹھے سرخ رو اٹھے

اصحاب حسین کی نظروں میں دنیا کو بے ثبات بتاتے ہیں۔

دنیا کو بیچ پوچھ سراپا سمجھتے تھے دریا دلی سے بحر کو قطرہ سمجھتے تھے
تمام اوصاف حمیدہ ان افراد میں بھر کر انسان کامل کی تصویر بتاتے ہیں۔ جو تمام بنی نوع انسان کے لئے
بلا تفریق مذہب و ملت قیمتی اقتدار ہیں۔

سو کھے لبوں پہ حمد الہی، رخوں پہ نور خوف و ہراس درخ کدورت دلوں سے دور
فیاض حق شناس اولوالعزم ذی شعور خوش فکر و بذلہ سنج و ہنر پرور و غیور
ساونت برد بار فلک مرتبت دلیر عالی منش سبا میں سیلماں و غامیس شیر
تقریر میں وہ رمز و کنایہ کہ لا جواب نکتہ بھی منہ سے گر کوئی نکلا تو انتخاب
پرہیزگار زاہد و ابرار و نیک خو

کیا اس سے بڑھ کر مرثیہ کی اخلاقی آموزش کے آگے اردو شاعری کی کوئی صنف مثال پیش کر سکتی ہے۔

”مذہب اور شاعری“ میں ڈاکٹر سید اعجاز حسین لکھتے ہیں۔ اردو کے مرثیہ میں مذہب نے اخلاقیات کا ذخیرہ
اتنا زیادہ جمع کر دیا کہ ہمارے اخلاقی شاعری کی سطح ہمیشہ سے زیادہ بلند نظر آنے لگی۔ قدم قدم پر راست بازی
خوف خدا، عبادت گزاری مردانگی انسانی ہمدردی بہادری قول و فعل سے برابر سامنے آتی رہتی ہیں۔

حسین اور رفیقان حسین کی سیرتوں میں اخلاق حسنہ کی انتہا اس حسن سے دکھائی ہے اور ان کے اعمال و خصائل
ایسے دکھائے ہیں کہ وہ حسن اخلاق کے محض خیالی معیار ہو کر نہیں رہ گئے بلکہ قابل تقلید نمونے بن گئے ہیں۔ ایسی
اخلاقی بلندی کا ایک نتیجہ یہ بھی ہے کہ انیس کے کلام میں وقار اور تمکین کی ایک خاص شان نظر آتی ہے۔ اگر میر انیس
کے مرثیہ انسانی اقتدار کو ابھارنے اور اچھے انسان تراشنے کے لئے بے کار اور بے سود ہیں تو کیا چوما چائی غزلیں،
ہجویات، بذلہ گوئی اردو شاعری میں انسانی اقتدار کو سنوارنے کی ضامن ہیں؟ ڈاکٹر فاروقی کے اعتراض ”مدح سرائی
میں مبالغہ آمیز اور اک کا عنصر“ کے بارے میں ہم حالی کی گفتگو کو پیش کرتے ہیں، اصلیت پر مبنی ہونے سے یہ مراد
نہیں ہے کہ ہر شعر کا مضمون حقیقت نفس الامری یعنی واقفیت پر مبنی ہو بلکہ یہ مراد ہے کہ جس بات پر شعر کی بنیاد رکھی گئی
ہے وہ واقعیت میں یا لوگوں کے عقیدے میں یا محض شاعر کے عندیہ (ارادہ) میں فی الواقع موجود ہو۔

چنانچہ میر انیس کے ذاتی عقیدے اور ان کے معاشرے کے لوگ اس بات پر کامل یقین رکھتے تھے کہ امام حسین
یہ تمام قدرت رکھتے تھے اور یہ غلط بینی اور مبالغہ نہیں بلکہ شاعر کے عندیہ میں فی الواقع موجود ہے۔ ڈاکٹر فاروقی کے

اس پر یقین نہ رکھنے سے شعر کی اصلیت اور اس کی ماہیت میں کوئی فرق نہیں آسکتا۔ میرا نیت لکھتے ہیں۔

گر جم کا نام لوں تو ابھی جام لے کے آئے کوثر یہیں رسول کے احکام لے کے آئے
روح الامیں زمیں پہ مرا نام لے کے آئے لشکر ملک کا فتح کا پیغام لے کر آئے

چاہوں جو انقلاب تو دنیا تمام ہو

اُلٹے زمین یوں کہ نہ کوفہ نہ شام ہو

ڈاکٹر فاروقی کی طرح پروفیسر کلیم الدین احمد بھی ”اُردو شاعری“ میں لکھتے ہیں ”سیرت نگاری تو اُردو شعراء میں سراسر مفقود ہے۔ انیس کے مرثیوں میں بھی اس کا وجود نہیں۔ وہ ہر شخص کی شخصیت کو الگ الگ واضح نہیں کرتے۔ سب ایک ہی رنگ میں رنگے ہوئے نظر آتے ہیں۔ ہر فرد میں وہی خوبیاں جو دوسروں میں پائی جاتی ہیں“ ڈاکٹر مسیح الزماں ان اعتراضات کے جواب میں لکھتے ہیں ”براہ راست مرثیوں کا گہرا مطالعہ کئے بغیر اس کے خصوصیات اور حدود پر تنقیدی نگاہ ڈالنے سے کردار نگاری کے سلسلے میں لوگوں کو ایک اور غلط فہمی ہوئی ہے۔ انیس کے مرثیوں کا اگر غور سے مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ باوجود امام حسینؑ کے سب ساتھیوں میں تمام پسندیدہ خصائل مشترک ہیں۔ پھر بھی انہوں نے ان خصائل میں ایسے ایسے باریک پہلو پیدا کئے کہ ان کی شخصیتیں ایک دوسرے سے الگ محسوس کی جاسکتی ہیں۔ ادیب لکھتے ہیں۔ ”یہ کہنا سراسر غلط ہے کہ انیس کے مرثیوں میں ایک ہی قسم کے مضامین نظم ہوتے ہیں یعنی کریکٹروں میں کوئی فرق نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ انیس جس موقع پر جو کام جس شخص سے لیتے ہیں اور جو بات لکھواتے ہیں وہ اس کے لئے موزوں ہوتی ہے۔ یہ صفت انیس کے کلام میں اس قدر نمایاں ہے۔ لکھنو کے جہلا کی زبان پر یہ جملہ جاری ہے کہ ”میرا نیت کے یہاں حفظ و مراتب بہت ہوتا ہے۔“ مرثیوں کے فیض سے لکھنو کے جہلا کی تنقید ڈاکٹر فاروقی اور کلیم الدین احمد سے صحیح معلوم ہوتی ہے۔ اس موقع پر راقم صرف یہی کہہ سکتا ہے۔ ”بریں علم و دانش بایں گریست“

سراپا مرثیہ کا اہم جزو ہے۔ ہم اپنے دعویٰ کو ثابت کرنے کے لئے اس مرثیہ میں اصحاب حسینؑ اور بنی ہاشم کے چند افراد کے اور اوصاف سراپا کے کچھ شعر پیش کریں گے تاکہ معلوم ہو کہ انیس نے ہر ایک کے لئے الگ الگ صفات اور تصاویر پیش کئے ہیں۔

امام کے اصحاب اور انصار

رنگیں عبائیں دوش پر کمریں کسے ہوئے

مٹک و زیاد و عطر میں کپڑے بے ہوئے
 ع۔ سوکھے لبوں پہ حمد الہی رخوں پر نور
 ع۔ پیٹے لبوں کے وہ جونمک سے بھرے ہوئے
 ع۔ لب پر ہنسی گلوں سے زیادہ شگفتہ رو
 ع۔ مہتاب سے رخوں کی صفا اور ہو گئی

حضرت عون و محمدؑ

ع۔ تنغیں کر میں دوش پہ شملے پڑے ہوئے
 ع۔ گردانے دامنوں کو قبا کے وہ گل عذار
 ع۔ مرقع تک آستینوں کو الٹے بہ صد و قار
 ع۔ جعفرؑ کا رعب دہدہ شیر کردگار
 ع۔ بوٹا سے ان کا قد پہ نمودار و نام دار

حضرت علی اکبرؑ

ع۔ صوت حسن سے اکبرمہ رونے دی ازاں
 ع۔ گویا صدا رسولؐ کی کانوں میں آگئی
 ع۔ لوگو ازاں سُنو مرے یوسف جمال کی
 ع۔ بلبل چپک رہا ہے ریاض رسولؐ میں
 ع۔ عین الکمال سے تجھے بچے خدا بچائے
 ع۔ ہم شکل مصطفیٰؐ ہے یہی عرش احتشام
 ع۔ ہم جانتے تھے حسن سے خالی ہے اب جہان
 ع۔ پیدا کیا ہے حق نے عجب حسن کا جوان

حضرت عباسؑ

جوشِ پیم کے حضرت عباسؑ نام در دروازے پہ ٹہکنے لگے مثل شیرِ ز

پرتو سے رخ کے برق چمکتی تھی خاک پر تلوار ہاتھ میں تھی سپر دوش پاک پر
 دستانے دونوں فتح کے مسکن ظفر کے گھر وہ رعب الاماں وہ جہور کہ الہدز
 شوکت میں قد میں شان میں ہم سر کوئی نہیں عباس نام دار سے بہتر کوئی نہیں
 کیا صرف اس ایک مرثیہ کے چند سراپا خاکوں میں فرق نہیں؟ پروفیسر احتشام حسین نے صحیح کہا ہے ”جب
 کرداروں کے متعلق ناواقفیت ہو اور اشاروں کنایوں اور استعاروں کی زبان سمجھ میں نہ آئے اس وقت یہ سمجھنا کہ
 شاعر کردار نگاری میں ناکام رہا ہے۔ شاعر کے ساتھ نا انصافی ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ میر انیس نے کرداروں کی
 ظاہری اور باطنی، جذباتی اور ذہنی کیفیات اور نفسیات کا لحاظ ہی نہیں رکھا اور بنے بنائے کرداروں کو بنی بنائی
 شکلوں میں بغیر کدو کاوش کے پیش کر دیا ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو ان کرداروں کا عمل ہمیں متاثر نہ کرتا۔ شاید ان کے
 کرداروں کے جان دار ہونے کا ایک بڑا سبب یہ بھی ہے کہ میر انیس نے یہ عقیدہ رکھتے ہوئے کہ امام حسین اور ان
 کے ساتھی الوہی شان رکھتے تھے۔ عام طور سے کردار کے انسانی پہلوؤں پر زور دیا ہے“

کئی نقادوں نے کہا ہے کہ مرثیہ میں جو واقع ہے وہ سرزمین عرب سے تعلق رکھتا ہے۔ اس کے تمام کردار عربی
 ہیں لیکن میر انیس نے ان کو ہندوستانی لباس میں پیش کیا ہے جو حقیقت کے خلاف ہے۔ علمائے ادب نے جن کی
 مرثیہ پر گہری نظر ہے اس کا تشفی بخش جواب دیا ہے جو ہمارے اس مضمون سے خارج ہے۔ لیکن یہاں ہم اجمالی
 طور پر یہ کہنا چاہتے ہیں کہ میر انیس اردو کے شاعر تھے اور مرثیہ ہندوستان افراد کے لئے لکھ رہے تھے۔ چنانچہ اگر
 اس کو صرف عربی ماحول کا رنگ دیتے تو اس کا اثر کم ہوتا اور یہ اخلاق اور کردار عوام کی تقلید سے دور ہو جاتے۔ بعض
 افراد کا یہ خیال کہ اہل بیت کو روتا دھوتا بتایا گیا ہے یہ اہلبیت رسالت کی شان کے خلاف ہے اور عربی مزاج کے
 منافی ہے صحیح نہیں۔ ہر قوم اور ہر کلچر میں جہاں ماں اپنے بچوں کو کسی عظیم مقصد کے بچانے کے لئے میدان جنگ
 بھیجے گی وہ ان کی بہادری اور جرات کو بڑھانے کے لئے پہلے بزرگوں کے قصے سنائے گی۔ ان کی جنگ دیکھ کر فخر
 کرے گی۔ لیکن ان کی شہادت پر ضرور روے گی۔ اگرچہ وہ عربی ہو یا ہندوستانی، کیوں کہ بہر حال وہ ”ماں“
 ہے۔ اگر انصاف سے دیکھا جائے تو بعض ہندوستانی رسومات کو مضمون کرنے سے مرثیہ میں ایک خاص کیفیت پیدا
 ہو گئی ہے اور اس کا اثر دو چند ہو گیا۔ ایک ہندوستانی ماں کے جذبات ملاحظہ فرمائیے۔

بانوئے نیک نام کی کھیتی ہری رہے صندل سے مانگ بچوں سے گودی بھری رہے
 تو اپنی مانگ کوکھ سے ٹھنڈی رہے سدا

مہندی تمہارا لال ملے ہاتھ پاؤں میں
سہرا الٹ کے یوں کوئی دُلبہا نہیں لڑا
میری طرف سے کوئی بلائیں تو لینے جائے

سوال یہ ہے کہ ان مصرعوں سے مرعے کے واقعہ پر کیا منفی اثر ہوا؟

میر انیس نے ہندوستانی لباس میں عربی اقدار پیش کر کے ہندوستانی معاشرے کی بعض خامیوں کو دور کرنے کی کوشش بھی کی ہے۔ اگر یہ اقدار ہندوستانی لب و لہجہ میں نہ ہوتے تو ہندوستانی معاشرے کے لئے قابلِ تھکید نہ ہوتے۔ تمام تراثیہ اور خاص کر ہندوستانی معاشرے میں سوتیلے رشتے بدنام ہیں۔ اس معاملے میں تعصب اور غلو اتنا زیادہ ہے کہ اگر سوتیلی ماں اس کی سوتیلی اولاد سے کتنی بھی محبت کرے دنیا اور دوسرے رشتے دار اس محبت پر یقین نہیں کرتے چنانچہ اگر سوتیلی ماں جان بھی دے دے تو دنیا اُسے مکرو فریب ہی سمجھتی ہے۔ لیکن خاندان رسالت کے ان رشتوں کو جب انیس نے اپنے مرثیوں میں نمایاں کیا تو وہ برصغیر کے فرسودہ معاشرے کے لئے عالی ترین قربانی اور ایثار کی مثالیں بن گئے۔ حضرت عباس اور حضرت امام حسین کے درمیان محبت و خلوص، حضرت زینب کا عباس جیسے بھائی پر فخر و مباہات کرنا حضرت ام البنین جو حضرت عباس کی والدہ ماجدہ تھیں اپنے تئیں حضرت فاطمہ کی کنیز کہنا اور اپنے چاروں فرزندوں کو امام حسین پر قربان کرنا ایسی اعلیٰ مثالیں ہیں جو ان رشتوں میں محبت اور اخوت کا جذبہ ابھار سکتی ہیں۔ بعض مرثیوں میں حضرت عباس اور امام حسین کی محبت کو انیس نے کچھ اس طرح پیش کیا ہے۔

ظنی سے اے عشق امام دوسرا تھا شہ اس پہ فدا تھے وہ شہ دیں پہ فدا تھا
حضرت عباس فرماتے ہیں ۔

میں ہوں غلام آپ کے ادنیٰ غلام کا آقا مجھے خیال ہے بابا کے نام کا
میں عاشق فرزند رسول دوسرا ہوں سو بار جو زندہ ہوں تو سو بار فدا ہوں
حضرت ام البنین نے حضرت عباس کو مدینہ میں رخصت کرتے ہوئے فرمایا۔

میں نے اُسے یہ کہہ کے تھا چھاتی سے لگایا شہزاد کے قدموں پہ جو سر تو نے کنایا
تو دودھ بھی بخشوں گی دعا بھی تجھے دوں گی جاں اپنی بچائی تو کبھی نام نہ لوں گی
زوجہ حضرت عباس کہتی ہیں ۔

آتا ہے غیظ جب تو نہ کھاتے نہ پیتے ہیں یہ تو فقط حسین کے صدقے میں جیتے ہیں
 زیر بحث مرثیہ میں حضرت عباسؓ علم ملنے پر
 منہ کر کے سُوئے قبر علیؓ پھر کیا خطاب ذرے کو آج کر دیا مولانا آفتاب
 سرتن سے ابن فاطمہؓ کے رو برو گرے شیر کے پسینے پہ مرا لہو گرے
 سوال یہ ہے کہ کیا یہ اقدار مکمل ہندوستانی ہیں۔ کیا ان اقدار سے معاشرے کی خامیوں کو دور نہیں کیا جاسکتا؟
 کیا ان واقعات کو ہندوستانی لباس اور لب و لہجہ میں پیش کرنے سے مرثیے کے نص کو کوئی نقصان پہنچ سکتا ہے؟ سچ تو
 یہ ہے کہ اگر عربی کردار کو سونی صد عربی رکھا جاتا تو مرثیہ سننے والوں کے دل و دماغ پر اپنی اجنبیت کی وجہ سے وہ اثر
 پیدا نہ کر سکتا اور اردو مرثیہ کا حال بھی فارسی مرثیے سے بہتر نہ ہوتا۔

جذبات نگاری۔ علمائے تنقید نے شاعری کو مصوری سے زیادہ کامل اور مشکل اس لئے بتایا کہ مصوری
 میں صرف خارجی مادی محسوسات کو ظاہر کیا جاتا ہے جبکہ شاعری میں جذبہ شامل ہونے کی وجہ سے داخلی کیفیات کی
 بھی عکاسی کی جاتی ہے۔ چنانچہ جذبات نگاری بھی ایک قسم کی منظر نگاری، واقعہ نگاری اور مرقع نگاری ہے جس میں
 خارجی لوازمات کے ساتھ ساتھ داخلی کیفیات جو انسان کی اندرونی دنیا میں تغیرات فراہم کرتے ہیں ان کی بھی عکاسی
 ہے۔ میر انیس نے کوئی قصہ ایجاد نہیں کیا اور نہ کردار تخلیق کئے۔ کیونکہ ان کا وجود پہلے ہی سے موجود تھا۔ جو چیز انیس
 نے اپنے تخیل اور فکر سے تخلیق کی وہ جذبات کی وہ تصویریں تھیں جنہیں انہوں نے ایک مقررہ حد میں رہتے ہوئے
 مرثیوں کے صفحات سے انسانوں کے ذہنوں پر منتقل کیں جو آج بھی سننے والے کو ایک خاص ماحول میں پہنچا دیتی
 ہے۔ یعنی آج بھی ذہنوں میں جذبات نگاری کی زندہ تصاویر مرثیے کی بدولت تروتازہ ہیں۔ اگرچہ میر انیس کے
 مرثیے جذبات نگاری سے بھرے پڑے ہیں لیکن ہم صرف نمونہ کے طور پر چند مثالیں پیش کریں گے۔

حضرت علی اکبرؓ ہم شکل رسولؐ تھے۔ وہ صورت سیرت رفتار، گفتار اور اطوار میں حضور ختمی مرتبتؐ سے بہت
 مشابہ تھے اس لئے انہیں ہم شبیہ نبیؐ کہتے تھے۔ جب روز عاشور علی اکبرؓ نے نماز صبح کی اذان دی تو اس مصیبت
 کے دن سب کو رسول کریمؐ یاد آ گئے۔ ان کا دور جو رحمت و برکت کا زمانہ تھا نظروں میں پھرنے لگا۔ رسولؐ کے
 اہلبیتؑ رونے لگے۔ زینبؓ پھوپھی ہیں۔ علی اکبرؓ کو پالا اور پروان چڑھایا۔ اذان سن کر دل سے دعا نکلتی ہے۔
 چونکہ علی اکبرؓ میدان میں ہیں اور وہ خیمے کے اندر اس لئے وہیں سے جذبات کا اظہار کرتی ہیں جو سچائی کی حدوں
 سے ہم کنار ہے۔

ع۔ صوتِ حسن سے اکبرمہ رونے دی اذال
 ہر اک کی چشم آنسوؤں میں ڈبڈبا گئی گویا صدا رسولؐ کی کانوں میں آگئی
 ع۔ لوگو اذال سُنو مرے یوسف جمال کی
 ع۔ بلبل چپک رہا ہے ریاضِ رسولؐ میں
 ع۔ یا رب رکھ اس صدا کو زمانے میں تا ابد
 میری طرف سے کوئی بلائیں تو لینے جائے عین الکمال سے تجھے بچے خدا بچائے
 اس مریچے میں جب حضرت عباسؓ کو غلام سپاہِ حسینیؑ سو نپا گیا تو اس اعزاز کو ملنے سے زوجہ حضرت عباسؓ خوش
 ہوئیں اور حضرت عباسؓ سے بزرگوں کے سامنے بات کئے بغیر حضرت زینبؓ اور امام کا شکر یہ ادا کیا۔ اس برتاؤ پر
 حضرت زینبؓ نے دعا دی اور پھر زوجہ عباسؓ نے جس طرح اپنی اندرونی کیفیت اور جذبات کا اظہار کیا اُس کی
 مثال ملنا مشکل ہے ۔

یہ سن کے آئی زوجہ عباسؓ نامور شوہر کی سمت پہلے کنکھیوں سے کی نظر
 یس سبطِ مصطفیٰ کی بلائیں بہ چشمِ تر زینبؓ کے گرد پھر کے یہ بولی وہ نوحہ گر
 فیضِ آپ کا ہے اور تصدقِ امام کا
 عزتِ بڑھی کینز کی رتبہ غلام کا
 زوجہ حضرت عباسؓ کا شوہر کی طرف کنکھیوں سے دیکھنا، نگاہوں سے امام کی بلائیں لینا، حضرت زینبؓ کے
 گرد پھرنا، خود کو کینز اور حضرت عباسؓ کو غلام کہنا، جذباتِ درونی کیفیت کا نچوڑ ہے۔ اس پر فوراً زینبؓ بھابھ کو
 سینے سے لگا کر اُس کے سہاگ کی دعا دیتی ہیں۔ اس کے جواب میں امامؑ کے وجود اور حضرت علیؑ اکبر کی شادی کی تمنا
 اور اپنی ساس کا ذکر کر کے زوجہ عباسؓ پھر اپنے جذبات کا اظہار کرتی ہے۔

سر کو لگا کے چھاتی سے زینبؓ نے یہ کہا تو اپنی مانگ کو کھ سے ٹھنڈی رہے صدا
 کی عرض مجھ سی لاکھ کینز ہوں تو فدا بانوے نامور کو سہاگن رکھے خدا
 بچے جنیں ترقی اقبال و جاہ ہو
 سائے میں آپ کے علی اکبرؑ کا بیاہ ہو
 اس گفتگو کو میرا نیس نے جس شعر پر تمام کیا ہے اس میں سولہ اردو الفاظ ہیں۔ کوئی بھی عربی اور فارسی کا لفظ

نہیں۔ یہاں محاروں میں دعائیں ہیں۔

مہندی تمہارا لال ملے ہاتھ پاؤں میں لاؤ دُلبہن کو بیاہ کے تاروں کی چھاؤں میں
اس واقعہ میں جذبات نگاری کے ساتھ مکالمہ نگاری بھی نظر آتی ہے۔ چنانچہ جیسا کہ ہم پہلے بھی کہہ چکے
ہیں ان اقدار کو الگ الگ خانوں میں تقسیم کرنا مشکل ہے اور ایک ہی شعر کئی صفات کا حامل ہے اور اس کا مقام
ایک سے زیادہ خانوں اور عناوین کے تحت ہو سکتا ہے۔

اس مرثیے میں عون و محمدؐ اور علم کے قضیہ میں واقعہ نگاری، مکالمہ نگاری، تسلسل اور کردار نگاری کے ساتھ ساتھ
جذبات نگاری کی جو مثالیں ہیں وہ بھی کم نہیں۔ علم کی امیدواری زینب کو پسند نہ آئی۔ فرماتی ہیں۔
غم خوار تم مرے ہو نہ عاشق امام کے معلوم ہو گیا مجھے طالب ہو نام کے
عون و محمدؐ نے جو جواب دیا، وہ بھی ملاحظہ کریں اسے بچوں کی کم سنی نیکی ہے۔

غصے کو آپ تھام لیں اے خواہر امام
واللہ کیا مجال جو لیں اب علم کا نام
فوجیں بھگا کے گنج شہیداں میں سوئیں گے تب قدر ہوگی آپ کو جب ہم نہ ہوئیں گے
اس جملے نے ماں کے دل پر ایسا اثر کیا کہ ماما کے جذبات ابھرے جس کو انیس نے کسی قدر پھنسل طریقے
سے نظم کیا ہے۔ یہ ہے عمدہ جذبات نگاری۔

یہ کہہ کے بس ہٹے جو سعادت نشاں پر چھاتی بھر آئی ماں کی کہا تھام کر جگر
دیتے ہو اپنے مرنے کی پیارو مجھے خبر ٹھہرو ذرا بلائیں تولے لے لے یہ نوحہ گر
کیا صدقے جاؤں ماں کی نصیحت بری لگی
بچو یہ کیا کہا کہ جگر پر چھری لگی

میر انیس نے اپنے ایک مرثیہ میں کہا تھا ”پتھر کا دل نہیں ہے یہ دل ہے پدر کا دل“
ہم اس مرثیہ میں حضرت علی اصغرؑ اور حضرت علی اکبرؑ کی شہادت کا اثر اور حسینؑ کے جذبات کو انیس کی زبان
میں بیان کر کے یہ بتانا چاہتے ہیں کہ انیس ان ہستیوں کو انسانی جذبات سے یوں آراستہ کر دیتے کہ مصائب کا اثر
بڑھ جاتا ہے۔ روز عاشور ظہر کے وقت جب سپاہ حسینیؑ سوائے حضرت علی اصغرؑ ختم ہو گئی تو۔

مقتل سے آئے خیمے کے در پر شبہ زمن اصغر کو گاہوارے سے لے آؤ اے بہن

پھر ایک بار اس منہ انور کو دیکھ لیں

یہاں یہ سمجھیں کہ اس پیاسے ششما ہے کو امام پانی پلانے کے لئے لے جا رہے ہیں اور شائد کوئی شخص کچھ
قطرے پانی کے بے شیر کے حلق میں ڈال دے۔ چنانچہ ۔
خیسے سے دوڑے آل محمدؐ برہنہ سر اصرار کو لائیں ہاتھوں پہ بانوئے نوحہ گر
منہ سے ملے جو ہونٹ تو چونکا وہ سیم بر

غم کی چھری چلی جگر چاک چاک پر بٹھا لیا حسین نے زانوئے پاک پر
برہنہ سر دوڑنا، منہ سے ہونٹ تلگتے ہی پانی کا جام سمجھ کر بچے کا چونکنا اور اس عمل کو دیکھ کر ایک بے کس باپ کے
جگر پر چھری کا چلنا جذبات نگاری کی انتہا ہے۔

بچے سے ملتفت تھے شہ آسماں سریر بس دفعتاً نشانہ بنی گردن صغیر
جس دم تڑپ کے سر گیا وہ طفل شیرخوار چھوٹی سی قبر تیغ سے کھودی بہ حال زار
بچے کو دفن کر کے پکارا وہ ذی وقار ”اے خاک پاک حرمت مہمان نگاہ دار“
ایک باپ اپنے لخت جگر کو اپنے ہاتھوں سے قبر میں رکھ رہا ہے۔ اس کی اندرونی جذباتی کیفیت کا کسی کو علم
نہیں۔ یہاں انیس ان داخلی تلاطم کو لفظوں میں اس طرح ظاہر کرتے ہیں کہ اس سے بہتر اظہار مشکل ہے۔
پہلے پہل چھنا ہے یہ ماں کی کنار سے واقف نہیں ہے قبر کی شب ہائے تار سے
اے قبر ہوشیار مرے گل غدار سے گردن چھدی ہوئی ہے، بچانا فشار سے
ہم شکل مصطفیٰ حضرت علی اکبرؑ کے بارے میں مشہور ہے کہ امام حسینؑ فرماتے تھے جب بھی میرا دل چاہتا کہ
نانا کی زیارت کروں تو میں علی اکبرؑ کا چہرہ دیکھ لیتا تھا۔

اس مرثیہ میں انیس نے حضرت علی اکبرؑ کی جنگ اور شہادت میں دو تین شعر سے زیادہ نہیں لکھے۔ لیکن ایک
خاص موقع پر جب امام حسینؑ کے حملے سے دشمن پناہ مانگ کر حضرت علی اکبرؑ کا واسطہ دے رہا تھا کہ ”اب رحم واسطہ
علی اکبرؑ کی روح کا“ تو امامؑ نے تلواریں روک لی۔ انیس نے اس واقعہ کی جذبات نگاری خوب کی ہے۔

اکبر کا نام سن کر جگر پر لگی سناں آنسو بھر آئے روک لی رہوار کی عنان
مڑ کر پکارے لاش پسر کو شبہ زماں تم نے نہ دیکھی جنگ پدراے پدرا کی جاں
قسمیں تمہاری روح کی یہ لوگ دیتے ہیں لو اب تو ذوالفقار کو ہم روک لیتے ہیں

نفسیات نگاری۔ داخلی واردات جوتحت الشعور یا لاشعور طور پر ذہن میں ابھرتے ہیں اور ایک طرف جذبات اور دوسری طرف اخلاق سے مربوط ہوتے ہوئے بھی خود ایک جداگانہ شناخت رکھتے ہیں۔ انسانی ذہن کے محرکات تسلیم کئے جاتے ہیں۔ نفسیات نگاری کے لئے دقیق مطالعہ، ریزہ بنی اور قادر الکلامی ضروری ہیں۔ تعجب ہے کہ ناقدین نے اس عظیم پہلو پر بہت کم روشنی ڈالی جب کہ میر انیس کی طرز مرثیہ گوئی میں یہ عنصر بہت غالب ہے۔ سب جانتے ہیں کہ انیس بین کے مضامین کو خفیف لیکن پراثر طریقے سے بیان کرتے تھے۔ انیس جانتے تھے کہ سخت اور شدید مصائب زیادہ غم کی کیفیت پیدا کر دیتے ہیں اور اس میں آدمی رونا بھول جاتا ہے۔ اس کے علاوہ وہ مایوسی شکست اور یاس نہیں بلکہ جوش اور ولولے پیدا کرتے تھے۔ وہ پہلے فضائل سے دل کو شاد اور پُر احساس بنا دیتے اور پھر مصائب کے نشتر اُس میں دیتے جس کا اثر زیادہ اور طولانی ہوتا۔

اس مرثیہ میں روز عاشورا نماز کے بعد ابھی اصحاب انصار اور رشتہ دار امام مظلوم خاک کر بلا پر بیٹھے ہیں کہ چند تیر دشمن کی طرف سے امام کے قریب گرتے ہیں۔ انیس کی نفسیات نگاری دیکھئے سب افراد مڑ کر دیکھتے ہیں کہ تیر کہاں گرے، پھر فوراً حضرت عباسؑ جو علمدار ہیں شمشیر لے کر اٹھ کھڑے ہوتے ہیں اور اصحاب اور انصار امام کو گھیرے میں لے لیتے ہیں تاکہ کوئی تیر امام تک نہ پہنچے۔ یہ تمام حرکات لاشعوری طریقے سے اس لئے انجام ہوئے کہ فرزند زہراؑ کی حفاظت شعور اور لاشعور میں ایسی ہی ہوئی ہے کہ کچھ سوچنے کی گنجائش اور ضرورت نہیں۔

بیٹھے تھے جانماز پہ شاہ فلک سریر نامگ قریب آ کے گرے تین چار تیر
دیکھا ہر اک نے مڑ کے سوئے لشکر شریہ عبا بن اٹھے تول کے شمشیر بے نظیر

پروانے تھے سراج امامت کے نور پر

روکی سپر حضور کرامت ظہور پر

جیسے ہی تیر آنا شروع ہوئے امام کو فکر ہوئی کہ خیموں میں پیہیاں اور بچے ان کا نشانہ نہ ہو جائیں کیونکہ نفسیات کا تقاضا ہے کہ پہلے اہل وعیال اور چھوٹے بچوں کی حفاظت کا بندوبست کیا جائے۔ اس لئے امام نے حضرت علی اکبرؑ کو مامور کیا تاکہ خیموں کے اندر جا کر اطلاع دیں۔

تم جا کے کہہ دو خیمے میں یہ اے پدر کی جاں بچوں کو لے کر صحن سے ہٹ جائیں بی بیاں

غفلت میں تیر سے کوئی بچہ تلف نہ ہو ڈر ہے مجھے کہ گردن اصغر ہدف نہ ہو

اب انیس خیمے کے اندرونی حالات اور مصیبتوں کو بیان کر کے اس موقع پر سننے والوں کے جذبات کو اور ان

کے نفسیات کو یوں متاثر کر دیتے ہیں کہ ان کی آنکھوں میں آنسو آ جاتے ہیں۔

ع۔ فضہ پکاری ڈیوڑھی سے اے خلق کے امیر

ع۔ اصغر کے گہوارے تک آکر گرے ہیں تیر

ع۔ باقر کہیں پڑا ہے سیکھ کہیں ہے غش

ع۔ بچوں کو لے کے یاں سے کہاں جائیں فاقہ کش

گرمی میں ساری رات یہ گھٹ گھٹ کے روئے ہیں بچے ابھی تو سرد ہوا پا کے سوئے ہیں میرا نیتس کے مرثیوں میں یہ خاص نکتہ نظر آئے گا کہ وہ ہمیشہ حضرت عباسؓ کو سب سے زیادہ مستعد، باوقار، بہادر، آمادہ بہ جنگ اور جذبہ شہادت سے سرشار دکھانے میں کمال رکھتے ہیں۔ عباسؓ کا وجود حضرت حسینؓ کی نصرت تھی جس کو وہ بچپن سے سنتے آئے تھے۔ چنانچہ جب امام حسینؓ نے حضرت زینبؓ کے مشورے سے اُن کو عظم سوپنا اور سپاہ حسینیؓ کا علمدار بنایا تو سب سے پہلے اس کی اطلاع اپنے بابا یعنی حضرت علیؓ کو دیتے ہیں۔ یہ ہے نفسیات نگاری جو دلوں میں غرق امنگوں کو بھی صفحہ قرطاس پر نمایاں کرتی ہیں۔

منہ کر کے سوئے قبر علیؓ پھر کیا خطاب ذرے کو آج کر دیا مولائے آفتاب

یہ عرض خاکسار کی ہے یا ابو تراب آقا کے آگے ہوں میں شہادت میں کامیاب

سرتن سے ابن فاطمہؓ کے رو برد گرے

شہیز کے پسینے پہ میرا لبو گرے

میرا نیتس نے اس مرثیے کے ایک بند میں حضرت عباسؓ سے منسوب ہیں سے زیادہ خوبیوں کو جس خوب صورت انداز میں نظم کیا ہے اس کو سخن شناس ہی پوری طرح درک کر سکتے ہیں۔

عاشق، غلام، خادم، دیرینہ، جاں نثار، فرزند، بھائی، زینت، پہلو، وفا شعار

راحت رساں، مطیع، نمودار، نام دار، جزار، یادگار، پدر، فخر، روزگار

صنوبر ہے، شیردل ہے، بہادر ہے، نیک ہے

بے مثل سینکڑوں میں ہزاروں میں ایک ہے

نفسیات کی دنیا بہت وسیع ہے۔ اس کے لئے گہرے مطالعہ کی نظر ضروری ہے۔ بچے بعض اوقات کسی چیز کی خواہش کو بغیر زبان سے کہے اپنی بے زبانی سے سنا دیتے ہیں۔ علم کا قصبہ، عمن و محمد پہلے اپنی حرکات سے اپنے مدعا

کو ظاہر کر رہے ہیں۔

ع۔ زینب کے لال زیرِ علم آکھڑے ہوئے
ع۔ رایت کے گرد پھرنے لگے جھوم جھوم کے
ع۔ گہہ ماں کو دیکھتے تھے کبھی جانبِ علم

مقاتل گواہ ہیں کہ حضرت عباسؓ حضرت سیدنا کو بہت چاہتے تھے۔ جیسے ہی سیکنہ کو اطلاع ملی کہ اُس کے چچا علمدار بنائے گئے ہیں تو اُس کے نیم جان بدن میں جان بھر جاتی ہے اور وہ چچا سے لپٹ کر ایک چار سالہ لڑکی کی حالت کے عین مطابق کہتی ہے۔

ع۔ اب تو علم ملا تمہیں پانی مجھے پلاؤ

تحفہ نہ کوئی دیجئے نہ انعام دیجئے قربان جاؤں پانی کا اک جام دیجئے

جدت نگاری۔ یوں تو میر انیس کے مرثیے جدید مضامین نئی تشبیہات اور اچھوتے مطالب سے بھرپور ہیں۔ اس مرثیہ میں ان پر محاسن مرثیہ کے ذیل میں تفصیلی گفتگو ہوگی لیکن اس مقام پر ہم چند ایسے نادر مضامین کی طرف اشارہ کریں گے جو اس مرثیہ کے آفاقی ہونے کا ثبوت بھی ہو سکتے ہیں۔ یہی وہ مضامین ہیں جو ان کے کلام کو جاوداں بنائے ہیں۔ حالی کے قول کے مطابق میر انیس کا کلام جاوداں بن گیا اسے حیات دوام کا مرتبہ نصیب ہو چکا۔ اسی لئے آج میر انیس کا کلام دنیا کے کسی اور شاعر کی بہ نسبت زیادہ پڑھا جاتا ہے۔ میر انیس شاعری کے میر کارواں ہیں۔ ان کے کلام میں ہر وہ شے موجود ہے جو ایک عظیم جاوداں شاعر کے لئے ضروری ہے۔ ان کی شخصیت اور ان کا مقام اور فن علامہ اقبال کے شعر کے مصداق معلوم ہوتا ہے۔

نگہ بلند سخن دل نواز جاں پر سوز

یہی ہے رخت سفر میر کارواں کے لئے

(1) اس مرثیہ کا مطلع ہی عجیب انداز کا ہے جس میں زمین کی طرح آفتاب کو بھی متحرک بنایا گیا ہے۔ مشہور ہے کہ مجلس میں کسی شخص نے اس پر اعتراض کیا اور میر انیس نے علوم ہیت سے اس کو صحیح قرار دیا۔ جدید تحقیقات کی روشنی میں نظامِ شمس خود ایک نظامِ جداگانہ ہوتے ہوئے بھی کہکشاں کے دوسرے نظاموں کے گرد حرکت میں ہے اس طرح سورج بھی متحرک ہے۔ یعنی ”جب قطع کی مسافت شب آفتاب نے“ بڑا جدید اور انوکھا مضمون ہے۔

(2) غالب کیا خدا نے تجھے کائنات پر بس خاتمہ جہاد کا ہے تیری ذات پر

میر انیس نے یہ کہہ کر یہ بتایا ہے کہ امام حسین نے یہ اسلام کا آخری جہاد کیا ہے اور حضرت مہدی کے ظہور تک پھر جہاد نہیں ہوگا۔ قیامت تک حسینؑ جو حق کی صدا اے بازگشت ہے باطل پر غالب رہے گی۔ حسینؑ کی حکومت قیامت تک ہوگی۔

(3) پیسا لڑا نہیں کوئی یوں اثر دہام میں اب اہتمام چاہیے امت کے کام میں ہاتھ کی آواز کہتی ہے کہ اے مجاہد! جہاد ہو چکا۔ اہتمام میں شہادت کی طرف اشارہ ہے۔ وعدہ طلبی کی طرف اشارہ ہے، کیونکہ امت کی بقا اب حسینؑ کی شہادت پر مبنی ہے۔ اس شہادت کے بغیر امت کا کام نہیں بن سکتا۔ امت کی بگڑی نہیں سنور سکتی۔

پروفیسر ادیب اس شعر کی تشریح میں لکھتے ہیں۔ یزیدی سیرت اور یزیدی حکومت امت اسلامیہ کی تباہی کا باعث تھی۔ اس تباہی سے امت کو بچانے کے لئے امام حسینؑ کی شہادت ضروری تھی۔ اگر ان شدید مصائب اور اس عظیم جنگ کے بعد بھی امام حسینؑ کی جان بچ جاتی تو یزیدی سیرت سے بیزاری پیدا نہ ہوتی۔ یزیدی حکومت کی بنیاد متزلزل نہ ہوتی اور امت اسلامیہ تباہی سے محفوظ رہتی۔ ندائے غیب کے آخری جملہ میں ”اب“ کا لفظ بہت معنی خیز ہے۔ اس جملے کو اس سے پہلے والے مصرعہ کے ساتھ پڑھئے اور ”اب“ کے معنی پر غور کیجئے تو صاف ظاہر ہوگا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ یہ تمام مصائب برداشت کرنے اور اس پیاس کی حالت میں اتنے بڑے لشکر سے ایسی جنگ کرنے کے بعد اب سردینے کا مناسب وقت آیا ہے۔ اگر یہ منزلیں طے کرنے سے پہلے امام حسینؑ اپنی شہادت گوارا کر لیتے تو ان کا مقصد پورا نہ ہوتا اور امت کا کام نہ بنتا۔

پورے فلسفہ کربلا کو ایک شعر میں بند کرنا میر انیسؑ کی معجز بیانی ہے۔ میر صاحب کے مرثیوں کو اگر دقیق پڑھا جائے تو اذہان روشن اور فن کی باریکیاں معلوم ہو سکتی ہیں۔

(4) ظاہر نشان اسم عزیمت اثر ہوئے جن پر ”علی“ لکھا تھا وہی پر سپر ہوئے یہ شعر میر صاحب کا شاہکار ہے۔ یہاں ذوالفقار کا زور دکھار ہے ہیں۔ اس کے وار سے کوئی بھی محفوظ نہ رہ سکا یہاں تک کہ روح الامین کے صرف وہی ”پر“ بچ گئے جن پر ”یا علی“ لکھا تھا۔ اس شعر میں صنعت تلمیح بھی ہے اور جنگ خیر کا اشارہ بھی موجود ہے۔

(5) انیسؑ بڑی ہی نزاکت سے امام حسینؑ کو رسول اکرمؐ کے لباس سے آراستہ کر کے ذوالفقار حسینیؑ سے سجا کر حمزہ کی ڈھال کو لگا کر حسینؑ کو آمادہ جنگ اس لئے کر رہے ہیں کہ حسینؑ دشمنوں کو یہ بتانا چاہتے ہیں کہ میں رسول کی

امر رسالت کی تکمیل کے لئے جارہوں۔ یعنی میری موڈت تم لوگوں پر واجب ہے۔ حضرت علیؑ کی تلوار اور حضرت حمزہؓ کی ڈھال اس لئے ہے کہ وہ صدر اسلام کے بڑے مجاہد تھے اور آج مجھے سب سے بڑا جہاد کرنا ہے۔

سر پر رکھا عمامہ سرورِ حق شناس اپنی قبائے پاک رسولؐ فلکِ اساس
یاد آگئے علیؑ نظر آئی جو ذوالفقار قبضے کو چوم کر شہ دیں روئے زار زار
دستانے پہنے سرورِ قدسی خصال نے معراج پائی دوش پہ حمزہ کی ڈھال نے
(6) قرآنِ رحلِ زیں سے سرفرش گر پڑا دیوارِ کعبہ بیٹھ گئی عرش گر پڑا

میر انیس کے کلام کی ایک خاص خصوصیت یہ بھی ہے کہ وہ واقعہ بیان کرتے ہوئے واقعیت کو ختم نہیں ہونے دیتے۔ وہ خیال اور الفاظ کے صحیح جوڑ سے واقف ہیں۔ امام مظلوم آخری وقت گھوڑے سے زمین پر گرے۔ لیکن ذاکرین کے لفظ گرنے میں جو سبکی ہے اُس کو دور کرنے کے لئے اور امام کے ادب کو ملحوظ رکھتے ہوئے کہتے ہیں امام زخموں کی تاب نہ لا کر گھوڑے سے زمین پر تشریف لائے۔ جو صحیح واقعہ نگاری نہیں۔ تشریف لانا ایک اختیاری فعل ہے اور گرنا ایک بے اختیار عمل۔ میر انیس کو ایک طرف اس لفظ کی سبکی کا احساس ہے اور منزلتِ امام کا اقرار۔ تو دوسری طرف صحیح واقعہ نگاری کی ذمہ داری۔ چنانچہ میر انیس نے اس ایک لفظ ”گرنے“ کی سبکی کو اٹھانے کے لئے امام کو قرآن، عرش اور کعبہ سے تشبیہ دے کر ان سب کو گرایا ہے جس سے سامع اور قاری کو امام کے گرنے کے لفظ میں پوشیدہ سبکی کا احساس نہیں ہوتا۔ اس طرح میر صاحب نے اپنی معجز بیانی سے واقعہ نگاری کے آداب بھی سکھائے۔

گرتے ہیں اب حسینِ فرس پر سے ہے غضب نکلی رکاب پائے مطہر سے ہے غضب
قرآنِ رحلِ زیں سے سرفرش گر پڑا دیوارِ کعبہ بیٹھ گئی عرش گر پڑا
(7) جنگل سے آئی فاطمہؑ زہراً کی یہ صدا

امت نے مجھ کو لوٹ لیا وا محمدؐ
مشہور ہے کہ جب غالب کے ہم عصر نواب مصطفیٰ خان شیفۃ نے میر انیس کے مرثیہ کا مطلع ”آج خمیر پہ کیا عالم تنہائی ہے“ سنا تو کہا کہ میر صاحب نے سارا مرثیہ بے خود کہا کیوں کہ یہ ایک ہی مصرعہ سارا مرثیہ ہے۔ اس ایک لفظ ”کیا“ میں زمین اور آسمان کی تنہائی یک جا کر دی گئی ہے۔

اس مرثیہ کا فوق شعر بھی عجیب کیفیت کا حامل ہے۔ جب بیٹی پر مشکلات اور مصیبتیں پڑتی ہیں تو وہ اپنے باپ کو یاد کرتی ہے اگر بیٹی زہراً ہو۔ باپ کے جگر کا ٹکڑا ہو۔ باپ رحمت اللعالمین ہو تو پھر کس کو صدا کرے خصوصاً اُس

وقت جب باپ کی امت نے فاطمہؑ کا بھرا گھر برباد کر دیا۔ اس ایک شعر میں تمام مرثیہ پوشیدہ ہے اور صرف یہ ایک ہی شعر عمر بھر زلزلانے کے لئے کافی ہے۔

مکالمہ نگاری۔ یوں تو انیس کا کوئی بھی مرثیہ مکالمے سے خالی نہیں۔ لیکن بعض مرثیوں جن میں زیر بحث مرثیہ بھی شامل ہے۔ بیشتر تقریر اور مکالموں پر مشتمل ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ انیس اپنی طرف سے اتنا نہیں بولتے جتنا ان کے کریکٹر بولتے ہیں۔

پروفیسر کلیم الدین احمد لکھتے ہیں۔ انیس روزمرہ کا استعمال نہایت خوبی سے کرتے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی باتیں کر رہا ہے۔ الفاظ اور ترتیب الفاظ بھی اکثر وہی ہوتی ہے جو عام بول چال میں ہوتی ہے۔ مختلف اشخاص کی گفتگو کا الگ الگ رنگ ہے۔ لب و لہجہ کا فرق بھی ہے۔ اس مرثیہ میں میر انیس نے 347 مکالمے استعمال کئے۔ اس کا حساب جناب شان الحق حقی صاحب کے مضمون انیس کی ڈرامہ نگاری میں ملتا ہے۔ یعنی تقریباً ہر تین مصرعوں میں ایک مکالمہ انیس کے اس مرثیے میں موجود ہے۔

انیس کی مکالمہ نگاری کا ایک اہم عنصر زندگی کے مختلف اقدار کی عکاسی کرتے وقت آداب و اخلاق اور حفظ مراتب کا خاص خیال ہے۔ اس مرثیہ میں حضرت عون و محمد اور علم کا قصیدہ ہمارے اس ادعا کو ثابت کرنے کے لئے کافی ہے۔ اس میں حضرت زینب اور ان کے بیٹوں کی گفتگو، حضرت امام حسینؑ اور حضرت زینب کی گفتگو، حضرت علی اکبر اور حضرت عباس کی گفتگو، زوجہ حضرت عباس اور حضرت زینب کی گفتگو، حضرت عباس اور حضرت امام حسین کی بات چیت اور آخر میں حضرت سیکندہ سے گفتگو شامل ہے۔ یہ میر انیس کے مکالمہ نگاری کا کمال ہے کہ ان کے کریکٹر اپنے اپنے حد آداب، اخلاق اور حفظ مراتب میں رہ کر بات چیت کر رہے ہیں۔

کیا قصد ہے علی ولی کے نشان کا	اماں کسے ملے گا علم تا جان کا
کچھ مشورہ کریں جو شہنشاہ خوش خصال	ہم محق ہیں آپ کو اس کا رہے خیال
پاس ادب سے عرض کی ہم کو نہیں مجال	اس کا بھی خوف ہے کہ نہ ہو آپ کو ملال
آقا کے ہم غلام ہیں اور جاں نثار ہیں	عزت طلب ہیں نام کے امیدوار ہیں
زینب نے تب کہا کہ تمہیں اس سے کیا ہے کام	کیا دخل مجھ کو؟ مالک و مختار ہیں امام
دیکھو، نہ کیجیو بے ادبانہ کوئی کلام	بگڑوں گی میں، جو لوگے زباں سے علم کا نام

لو، جاؤ، بس، کھڑے ہو الگ ہاتھ جوڑ کے

کیوں آئے تم یہاں علی اکبر کو چھوڑ کے؟
 سرکو، ہٹو، بڑھو، نہ کھڑے ہو علم کے پاس ایسا نہ ہو، کہ دیکھ لیں شاہِ فلک اساس
 کھوتے ہو اور آئے ہوئے تم مرے حواس بس، قابلِ قبول نہیں ہے یہ التماس
 رونے لگو گے پھر، جو بُرا یا بھلا کہوں
 اس ضد کو بچنے کے سوا اور کیا کہوں؟
 ان ننھے ننھے ہاتھوں سے اُنھے گا یہ علم؟ چھوٹے قدوں میں سب سے سنوں میں سکھوں سے کم
 نکلیں تنوں سے سبطِ نبی کے قدم پہ دم عہدہ یہی ہے بس، یہی منصب، یہی حشم
 رخصت طلب اگر ہو، تو یہ میرا کام ہے
 ماں صدقے جائے، آج تو مرنے میں نام ہے
 نرنے میں تین دن سے ہے مشکل کشا کا لال اماں کا باغ ہوتا ہے جنگل میں پائمال
 پوچھا نہ یہ کہ کھولے ہیں کیوں تم نے سر کے بال میں لٹ رہی ہوں اور تمہیں منصب کا ہے خیال
 غم خوار تم مرے ہو نہ عاشقِ امام کے
 معلوم ہو گیا مجھے طالب ہو نام کے
 ہاتھوں کو جوڑ جوڑ کے بولے وہ لالہ فام ”غصے کو آپ تھام لیں، اے خواہرِ امام!
 واللہ، کیا مجال، جو لیں اب علم کا نام کھل جائے گا، لڑیں گے جو یہ باوفا غلام
 فوجیں بھگا کے گنجِ شہیداں میں سوئیں گے
 تب قدر ہوگی آپ کو، جب ہم نہ ہوئیں گے“
 اب تم جسے کہو، ”اے دیں فوج کا علم“ کی عرض ”جو صلاحِ شہِ آساں حشم“
 فرمایا ”جب سے اُٹھ گئیں زہرائے باکرم اس دن سے تم کو ماں کی جگہ جانتے ہیں ہم
 مالک ہو تم، بزرگ کوئی ہو، کہ خرد ہو
 جس کو کہو، اسی کو یہ عہدہ سپرد ہو“

بولی بہن کہ ۔

”آپ بھی تو لیں کسی کا نام ہے کس طرف توجہ سردارِ خاص عام“

دبدبہ بھی ہو مصائب بھی ہوں تو صیف بھی ہو دل بھی محظوظ ہوں رقت بھی ہو تعریف بھی ہو
 سلک گوہر ہو وہ تقریر عطا کر یا رب نظم میں رونے کی تاثیر عطا کر یارب
 جلسہ نہیں مظلوم کی یہ بزم عزا ہے یاں رونے کی لذت سے رلانے کا مزا ہے
 آنکھوں سے مومنوں کی رواں جوئے اشک ہو رنگیں وہ زمزے ہوں جو بلبل کو رشک ہو
 ہر دم پھر فاطمہ کی یاد میں گزرے دن رونے میں شب نالہ و فریاد میں گزرے
 ہر لحظہ فزوں عزت و اقبال و خشم ہو غم ہو تو فقط فاطمہ کے لال کا غم ہو۔

مختصر پڑھ کے رُلا دینے کے ساماں ہیں جدا

اُردو مرثیے کے ارتقا کی تاریخ پر نظر ڈالنے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ قدیم دکنی مرثیے اور شمالی ہند کے قدیم مرثیے صرف بین کے مضامین سے بھرے ہوئے تھے جن میں کوئی خاص علمی اور فنی کیفیت نہ تھی۔ ان مرثیوں کا مقصد صرف گریہ و بکا اور ثواب دارین حاصل کرنا تھا۔ لوگ صرف مرثیت اور طرز لُحْن پر اہمیت دیتے تھے۔ اسی لئے تو آئندہ زمانے میں ”بگڑا شاعر مرثیہ گو“ اور ”بگڑا گو یا مرثیہ خوان“ معروف ہوئے۔ لیکن جب اودھ کے مرثیہ نگاروں نے علمی فنی اور ادبی انداز سے مرثیے کو مالا مال کر دیا اور عظیم شاعروں نے مرثیہ کی سرپرستی قبول کی تو پھر ”بڑھیا شاعر مرثیہ گو“ کی روایت قائم ہو گئی اور گائیکی کی جگہ تحت اللفظ نے سنبھالی۔ اب ایک آدھ گھنٹہ کی مجلس کی جگہ دو تین گھنٹوں کی مجالس منعقد ہونے لگیں۔ غزل کے مشہور شعر امرثیہ نگاروں کے منبر تلے بیٹھ کر ان کی عظمت کا اعتراف کرنے لگے ”باللہ ببر علی انیس تم شاعر گر ہو اور شاعری کا مقدس تاج تمہارے ہی سر کے لئے موزوں ہے“ خواجہ آتش کا جملہ آج بھی فضاؤں میں گونج رہا ہے۔

مرثیہ کی ہیئت تو مقرر ہو چکی تھی جس سے لکھنؤ کے سبزی فروش بھی آگاہ تھے۔ چہرے میں منظر کشی، سراپا میں تغزل و قصیدہ خوانی، رزم میں شاہ نامہ کی گونج اور ہر مصرعہ میں صنایعِ برائے صنعت گری اپنی بنیادی مقاصد کے حدود سے نکلنے لگی تو مرثیت کو مرثیے میں محفوظ کرنے کے لئے میر انیس کے سے عظیم شاعر نے شہادت کے علاوہ رخصت کو مرثیے کے نصف اول میں طول دے کر چہرا، ماجرا اور سراپا کے بعد ”دل بھی محظوظ ہو رقت بھی ہو تعریف بھی ہو“ کا سامان مہیا کیا۔ پھر رخصت کے بعد آمد، رجز جنگ میں۔

ع۔ خون برستا نظر آئے جو دکھاؤں صف جنگ

ع۔ دکھلا دوں ہر ورق میں مرقع لڑائی کا

دکھا کر شہادت ایسی لکھی کہ ۔

خاموش انیس اب تو نہ کہہ زاری شہر
نکڑے کئے دیتی ہے جگر کو تری تقریر
ہر بات میں ہے درد ہر اک لفظ میں تاثیر
مصرعے ہیں جنوں کے کلیجے کے لئے تیر

میر انیس نفسیات کے عالم تھے۔ انہوں نے فطرت انسانی اور انسان کے نفسیات کا گہرا مطالعہ کیا تھا۔ وہ جانتے تھے کہ شدت غم اور عظیم اندوہ و الم سے جذبات سینوں میں گھٹ کر اور آنسو آنکھوں میں خشک ہو کر رہ جاتے ہیں اور سننے والا بے حس ہو جاتا ہے اسی لئے وہ بین کے مضامین کو انتہائی غم انگیز اور دردناک نہیں بناتے بلکہ پہلے ذکر فضائل سے ان برگزیدہ ہستیوں کے اوصاف اخلاق ایثار اور اطوار پر روشنی ڈالتے، سامعین کو خوش حال کرتے اور ایسے بیان میں منظر کشی، تغزل اور علمی ادبی شیرینی گھول دیتے پھر بڑی خاص متانت سے جب سامعین ذہنی اور ادبی لذت میں محو ہو کر مرہے کے آہنگ کے ساتھ ہو جاتے تو شہادت اور بین کے واقعات سے اُن کے دلوں کے تاروں کو چھڑ دیتے اور ایک ہلکے سے اشارے میں اشکوں کے دریا بہا دیتے۔ سامعین یہ سوچتے کہ ایسے برگزیدہ لوگوں نے اتنی ختیاں ہماری نجات کے لئے اٹھائیں اور ان مصائب کا تصور ہی انہیں رُلا دیتا

”نمی سن“ کہتا ہے ”بڑا غم ہمیشہ مسرت بخش امور کی یاد کے ساتھ ہوگا“

اسی لئے موجودہ مراٹھی قدیم ہینیا مراٹھی سے زیادہ دردناک اور رقت انگیز ہیں۔

اس شاہکار مرثیہ میں کئی ایسے مقامات ہیں کہ معمولی سے اشارے پر آنکھوں سے آنسو رواں ہو جاتے ہیں۔ صبح کی منظر کشی سے سننے والے کا دل باغ باغ کر دیتے ہیں۔ کچھ اشعار بطور نمونہ پیش ہیں ۔

وہ نور اور وہ دشت سہانا سا وہ فضا دراج و کبک و جیہود طاؤس کی صدا
پھولوں سے سبز سبز شجر سرخ پوش تھے تھالے بھی نخل کے سبد گل فروش تھے
اٹھنا وہ جھوم جھوم کے شاخوں کا بار بار بالائے نخل ایک جو بلبل تو گل ہزار
وہ قمریوں کا چار طرف سرو کے جھوم کوکو کا شور ”نالہ حق سر“ کی دھوم
طائر ہوا میں محو ہرن سبزہ زار میں جنگل کے شیر ہو تک رہے تھے کچھار میں
پہلے سات آنھ بندوں میں صبح کی منظر کشی کو بند کر کے سننے والے کے ذہن کے درپچوں کو نسیم صبح کے جھونکوں

سے کھول دیتے ہیں جو ایک خاص فرحت اور طرب کی کیفیت پیدا کر دیتا ہے۔ پھر فوراً ایک بند کے مضرب سے دل کے حساس تاروں کو ایسا چھیڑ دیتے ہیں کہ درد و سوز کی لہر سارے جسم میں دوڑنے لگتی ہے اور خون آنسو بن کر آنکھوں سے ٹپکنے لگتے ہیں۔ یہ ہے میر صاحب کی معجز بیانی۔

کاننوں میں اک طرف تھے ریاض نبی کے پھول وہ باغ تھا لگا گئے تھے خود جسے رسول
ماہِ عزا کے عشرہ اول میں لٹ گیا وہ باغیوں کے ہاتھ سے جنگل میں لٹ گیا
عون و محمد کے علم کے قضیہ میں بین کی صورت نکالنا آسان نہیں۔ لیکن ایک سچا شاعر متا کے جذبات کو کچھ ایسا
ظاہر کرتا ہے کہ ہر سنگ دل بھی آب ہو جاتا ہے۔ جب حضرت زینبؓ نے تلخ لہجہ میں کہا۔

غم خوار تم مرے ہو نہ عاشقِ امام کے معلوم ہو گیا مجھے طالب ہو نام کے
تو پھر دونوں مطمح فرمانبردار بیٹے۔

ہاتھوں کو جوڑ جوڑ کے بولے وہ لالہ فام غصے کو آپ تھام لیں اے خواہرِ امام
واللہ کیا مجال جو لیں اب علم کا نام کھل جائے گا لڑیں گے جو یہ با وفا غلام
اب یہاں ٹیپ کے شعر کے دوسرے مصرعہ میں انیس نے جو نشتر رکھا ہے وہ متا کے جگر میں اترتا ہے۔

فوجیں بھگا کے گنج شہیداں میں سوئیں گے

تب قدر ہوگی آپ کو جب ہم نہ ہوئیں گے

اس نشتر نے متا کے دل پر اثر کیا اور یہاں ہر صاحبِ دل اٹھ کھڑا ہوتا ہے۔

یہ کہہ کے بس بٹے جو سعادت نشاں پر چھاتی بھر آئی ماں کی، کہا تھام کر جگر
دیتے ہو اپنے مرنے کی پیارو مجھے خبر ٹھہرو ذرا بلائیں تو لے لے یہ نوحہ گر
کیا صدقے جاؤں ماں کی نصیحت بری لگی
بچو، یہ کیا کہا کہ جگر پر چھری لگی

یقیناً بارہ گاہ ایزدی میں میر انیس کی دعا مستجاب ہوئی ”نظم میں رونے کی تاثیر عطا کر یارب“۔ جب امام حسین
حضرت عباسؓ کو یہ کہہ کر علم سوچتے ہیں تو حضرت عباسؓ نے جو عمل کیا وہ ہر واقف دل کو رلانے کے لئے کافی ہے۔
ان کی خوشی وہ ہے جو رضا و نجات کی ہے لو بھائی لو علم یہ عنایت بہن کی ہے
فوراً حضرت عباسؓ نے۔

منہ کر کے سوئے قبر علی پھر کیا خطاب ذرے کو آج کر دیا مولانا آفتاب
حضرت عباس کا بابا کو مخاطب کر کے یہ کہنا اس بات کی دلیل ہے کہ عباس کر بلا میں علی کی نیابت کر رہے ہیں جو
عباس کے وجود کا مقصد ہے۔ میرا نیت اس سرچے میں آٹھ ہندوں میں گرمی کا نقشہ ایسا کھینچے ہیں کہ منظر کشی، صناعی
گیری اور جدت نگاری کا قلم توڑ دیتے ہیں۔ دو عالم کی گرمی کی شدت سے دماغوں کو پگھلا دیتے ہیں اور دوسری
طرف امام مظلوم کی پیاس سے کلیجوں کو جلا دیتے ہیں اور اس موقع پر تمام گرمی کی حدت اور شدت کو امام کے سر پر
کھڑا کر دیتے ہیں اور سامعین کے دل کے پھپھولوں پر اشکوں کا مرحم لگا دیتے ہیں۔

وہ لوں وہ آفتاب کی جدت و تاب و تب

کالا تھا رنگ دھوپ سے دن کا مثال شب

گرمی میں پیاس تھی کہ پھکا جاتا تھا جگر

کثرت عرق کے قطروں کی تھی روئے پاک پر موتی برستے جاتے تھے مقتل کی خاک پر

آبِ رواں سے منہ نہ اٹھاتے تھے جانور جنگل میں چھپتے پھرتے تھے طائر ادھر ادھر

مردم تھی سات پردوں کے اندر عرق میں تر خس خانہ مڑھ سے نکلتی نہ تھی نظر

گرچشم سے نکل کے ٹھہر جائے راہ میں پڑ جائیں لاکھ آبلے پائے نگاہ میں

شیراٹھتے تھے نہ دھوپ کے مارے کچھار سے آہو نہ منہ نکالتے تھے سبزہ زار سے

آئینہ مہر کا تھا مکدر غبار سے گردوں کو تب چڑھی تھی زمیں کیب خار سے

گرمی سے مضطرب تھا زمانہ زمین پر

بھٹن جاتا تھا، جو گرنا تھا دانہ زمین پر

گرداب پر تھا شعلہ ہوالہ کا گماں انگارے تھے حباب، تو پانی شرر نقشاں

منہ سے نکل پڑی تھی ہر اک موج کی زباں نہ میں تھے سب نہنگ، مگر تھی لہوں پہ جاں

پانی تھا آگ، گرمی روز حساب تھی

ماہی جو سج موج تک آئی، کباب تھی

آئینہ فلک کو نہ تھی تاب و تب کی تاب چھپنے کو برق چاہتی تھی دامنِ سحاب

سب سے سوا تھا گرم مزاجوں کو اضطراب کافور صبح ڈھونڈتا پھرتا تھا آفتاب

بھڑکی تھی آگ کند چرخ اشیر میں
 بادل چھپے تھے سب کرہ زمہریر میں
 اُس دھوپ میں کھڑے تھے اکیلے شہِ اُم نہ دامنِ رسول تھا، نہ سایہِ علم
 شعلے جگر سے آہ کے اُٹھتے تھے دم بہ دم اودے تھے لب، زبان میں کانٹے، کمر میں خم
 بے آب تیرا تھا جو دن میہمان کو
 ہوتی تھی بات بات میں لکنت زبان کو
 یہ مرثیہ دوسرے مرثیوں سے اس لحاظ سے بھی کچھ مختلف ہے کہ اس میں تقریباً تمام شہیدوں کی شہادتیں بہت
 ہی اختصار سے بیان کی گئی ہیں۔ امام کے اصحاب اور انصار کے لئے ذیل کے مصرعے ملاحظہ ہوں۔
 ع۔ نکلے ادھر سے شہ کے رفیقانِ تشنہ کام
 ع۔ اک اک کی جنگ مالک اشتر کی جنگ تھی
 مالک اشتر کی جنگ کہہ کر ذہنوں میں ان کی بہادری اور شاہکار لڑائی کا تذکرہ کیا ہے۔ امام کے عزیزوں کیلئے
 صرف ایک بند ۔

نکلے پے جہادِ عزیزانِ شاہِ دین
 روباہوں کی صفوں پر چلے شیرِ خشمکین
 کیا کیا لڑے ہیں شام کے بادل میں ڈوب کے
 شام کے بادل کہہ کر یزیدی فوج کی کثرت بتائی ہے۔ حضرت عون و محمد کے لئے دو بند
 ع۔ اللہ رے علی کے نواسوں کی کارِ زار
 ع۔ گنتی تھی زخمیوں کی نہ کشتوں کا تھا شمار
 شوکت ہو ہو تھی جنابِ امیر کی طاقت دکھا دی شیروں نے زینب کے شیر کی
 حضرت قاسم ابن حسن کی شہادت پر ایک بند۔
 کس حُسن سے حُسن کا جوان حسین لڑا
 سہرا الٹ کے یوں کوئی دلہا نہیں لڑا
 حملے دکھا دیئے اسدِ کردگار کے مقتل میں سوئے آرزقِ شامی کو مار کے

حضرت عباسؓ کی جنگ دو بندوں میں۔

جھپٹا جو شیر شوق میں دریا کی میر کے لے لی ترائی تیغوں کی موجوں کو پیر کے
عباسؓ بھر کے مشک کو یوں تشنہ لب لڑے جس طرح نہرواں میں امیر عرب لڑے
حضرت علیؓ اکبرؓ کی شہادت پر ایک بند

عباسؓ سے بھی جنگ میں تھے کچھ بڑھے ہوئے

یہاں انیس مرتبہ کو موڑتے ہیں۔ اب امامؓ کی حفاظت کرنے والے سب شہید ہو چکے۔ ڈھالوں کے پیچھے مکا
ظالم اب دور سے انہم پر برچھیوں کی بارش کرنے لگے۔

ڈھالوں کا دور بر چھیوں کا دور ہو گیا

ہنگام ظہر خاتمہ فوج ہو گیا

آگے تین بندوں میں امامؓ کی جہاں بے کسی اور مظلومی کا نقشہ یوں کھینچے ہیں۔

ع۔ لاشے سبھوں کے سبط نبیؐ خود اٹھا کے لائے

ع۔ فرماتے تھے پھڑ گئے سب ہم سے ہائے ہائے

ع۔ اک عمر کا ریاض تھا جس پر لٹا وہ باغ

ع۔ جو گھر کی روشنی تھے وہ گل ہو گئے چراغ

پھر حضرت علیؓ اصغرؓ کی شہادت کو پانچ بندوں میں بیان کرتے ہیں۔

ع۔ معصوم ذبح ہو گیا گودی میں شاہ کی

بچے کو دفن کر کے پکارا وہ ذی وقار اے خاک پاک حرمت مہماں نگہدار

میر انیس نے امام حسینؓ کی شہادت کو تفصیل سے تقریباً بیس بندوں میں بیان کیا ہے۔

بے کس حسینؓ ظلم شعاروں میں گھر گئے مولا تمہارے لاکھ سواروں میں گھر گئے

یوں تھے خدنگ گل الہی کے جسم پر جس طرح خار ہوتے ہیں ساسی کے جسم پر

تیر ستم نکالنے والا کوئی نہ تھا گرتے تھے اور سنبھالنے والا کوئی نہ تھا

اک سنگ دل نے پاس سے مارا جبیں پر سنگ

صدے سے زرد ہو گیا سبط نبیؐ کا رنگ

ماتھے پہ ہاتھ تھا کہ گلے پر لگا خدنگ
 کھینچی سری گلے کی طرف سے بہ چشم نم بھالیں نکالیں پشت کی جانب سے ہو کے فم
 گر تے ہیں اب حسین فرس پر سے ہے غضب
 پہلو شگافتہ ہوا خنجر سے ہے غضب
 قرآن رحل زیں سے سرفرش گر پڑا دیوار کعبہ بیٹھ گئی عرش گر پڑا
 جنگل سے آئی فاطمہ زہرا کی یہ صدا
 امت نے مجھ کو لوٹ لیا وا محمد
 انیس سو ہیں زخم تن چاک چاک پر زینب نکل حسین تڑپتا ہے خاک پر
 پردہ الٹ کے بنت علی نکلی ننگے سر
 اے کربلا بتا ترا مہمان ہے کدھر
 اماں قدم اب اٹھتے نہیں تشہ کام کے پہنچا دو لاش پر مرے بازو کو تھام کے
 دیکھا سر حسین کو نیزے کی نوک پر
 بھیا میں اب کہاں سے تمہیں لاؤں کیا کروں
 گھر لوٹنے کو آئے گی اب فوج نابکار کہیونہ کچھ زباں سے بجز شکر کردگار
 خیمے میں جب کہ آگ لگا دیں ستم شعار رہنوی میری یتیم سکینہ سے ہوشیار
 پروفیسر ادیب کہتے ہیں۔ بین مرعے کا سب سے ضروری حصہ ہے۔ اسی کی بنیاد پر انیس کا مرثیہ مرثیہ کہلاتا ہے۔

گیارہواں باب

محاسنِ مرثیہ

مرثیہ میں استعمال شدہ صنعتوں کو سمجھنے کے لئے علمِ بیان (Discourse) اور علمِ بدیع (Rhetoric) کو جاننا بھی ضروری ہے جو علمِ ندرتِ بیان کے حصے ہیں۔ ہم نے علمِ بیان اور علمِ بدیع کی صنعتوں کو ان کی مختصر اور واضح تعریف کے ساتھ ان کی مثالوں کے ذریعہ بیان کیا ہے اور تقریباً تمام مثالیں اسی مرثیے سے پیش کرنی کی کوشش کی ہے۔

علمِ بیان وہ علم ہے جس کے تحت کسی بات یا خیال کو مختلف پرايوں میں بیان کیا جاسکتا ہے۔ علمِ بیان کے

چار جزو ہیں

1۔ تشبیہ Simile

2۔ استعارہ۔ Metaphor (Trope)

3۔ مجاز مرسل۔ Metaphor of Substitution

4۔ کنایہ Metonymy

تشبیہ۔ تشبیہ کے لغوی معنی کسی چیز کے مانند ہونا ہے۔ اس کے اصطلاحی معنی ایک چیز کو دوسری چیز کے مانند ٹھہرانا ہے۔

مثال۔ ع۔ شے صدائیں پکھڑیاں جیسے پھول میں

تشبیہ کے پانچ ارکان ہیں۔

1۔ مشبہ۔ جس کو تشبیہ دی جائے۔

2۔ مشبہ بہ۔ جس سے کسی چیز کو تشبیہ دی جائے۔

3۔ وجہ تشبیہ۔ جس بات سے تشبیہ دی جائے۔

4۔ غرض تشبیہ۔ جس مقصد کے لئے تشبیہ دی جائے۔

5۔ حروف تشبیہ۔ وہ حروف جو تشبیہ کے معنی پیدا کرنے میں مددگار ہوں۔

مشبہ اور مشبہ بہ۔ جن کو طرفین تشبیہ بھی کہتے ہیں۔ دو قسمیں ہیں۔

- 1۔ حسی۔ جس میں مشبہ اور مشبہ بہ ہوا اس قسم سے شناخت کئے جاتے ہیں۔
- 2۔ عقلی۔ جس میں مشبہ اور مشبہ بہ عقل سے دریافت ہوتے ہیں۔ ان کی مزید چار صورتیں ہیں۔
- 1۔ جس میں طرفین تشبیہ حسی ہوں۔ اس کی مزید پانچ صورتیں ہیں۔
- 1۔ بصری، ب۔ سمعی، ج۔ شامی، د۔ مذوقی، ہ۔ لمسی
- 2۔ جس میں طرفین تشبیہ عقلی ہوں۔
- 3۔ جس میں مشبہ عقلی مشبہ بہ حسی ہو۔
- 3۔ جس میں مشبہ حسی اور مشبہ بہ عقلی ہو

1۔ **تشبیہ حسی بصری**۔ اگر طرفین تشبیہ کو قوت باصرہ سے محسوس کیا جائے۔

مثال۔ قرآن کھلا ہوا کہ جماعت کی تھی نماز

(قرآن کی سطریں۔ جماعت کی صفیں)

بسم اللہ آگے جیسے ہو، یوں تھے شبہ حجاز

(بسم اللہ۔ شبہ حجاز۔ امام نماز)

ب۔ **تشبیہ حسی سمعی** اگر طرفین تشبیہ کو سننے سے تعلق ہو۔

مثال۔ ”گویا صد رسول کی کانوں میں آگئی (صد رسول کی۔ علی اکبر کی آواز)

ع۔ اک پہلواں یہ سنتے ہی گر جا مثال رعد (پہلوان کا لالکا رنا۔ رعد کا گرجنا)

ج۔ **تشبیہ حسی شامی**۔ اگر طرفین تشبیہ کو سونگھنے سے تعلق ہو۔

مثال۔ ع۔ خوشبو سے جن کی خلد تھا جنگل کا عرض و طول (خوشبو جنگل۔ خلد کی مہک کی طرح)

د۔ **تشبیہ حسی مذوقی** اگر طرفین تشبیہ کا چکھنے سے تعلق ہو۔

مثال۔ ع۔ سوکھی زبانیں شہد فصاحت سے کام یاب

ہ۔ **تشبیہ حسی لمسی** اگر طرفین تشبیہ کا ہنھونے سے تعلق ہو (شہد۔ مزا)

مثال۔ ع۔ آب خنک کو خلق ترستی تھی خاک پر

گویا ہوا سے آگ برستی تھی خاک پر

(آگ برستا۔ شدت گرمی کا احساس)

جب طرفین تشبیہ عقلی ہو گئے تو ان کو عقل یعنی (خیال، تصور یا جذبہ) کے ذریعہ پہچانا جاتا ہے۔

مثال۔ ع۔ روح القدس کی طرح دعائیں تمہیں عرش پر

(دعاؤں کو جبرئیل امین سے تشبیہ دی گئی جنہیں فکر خیال اور جذبہ مذہبی سے پہچانا جاتا ہے)

3۔ جب مشبہ حواسِ خمسہ سے اور مشبہ بہ عقل سے دریافت کیا جائے۔

مثال۔ گھوڑے پہ تھا شتی کہ ہوا پر پہاڑ تھا

4۔ جب مشبہ عقل سے اور مشبہ بہ حواسِ خمسہ سے معلوم کیا جائے۔ مثال۔ تیزی زبان میں صورتِ شمشیر چاہئے

وجہ تشبیہ کی قسمیں۔ وجہ تشبیہ دو قسم کی ہوتی ہے۔

1۔ مفرد

2۔ مرکب

یہ دونوں قسمیں عقلی اور حسی ہو سکتی ہیں اور حسی پھر حواسِ خمسہ کے تحت پانچ قسم کی یعنی بصری، سمعی، شامی، مذوقی اور لمسی ہو سکتی ہے۔ علامہ شبلی نعمانی تشبیہات کے ذیل میں لکھتے ہیں۔

مفرد جس طرح چہرے کو پھول سے تشبیہ دی جائے۔ مرکب جس طرح کہا جائے کہ میدان جنگ میں گرد اٹھی تو اس میں تلواریں اس طرح چمکتی تھیں جس طرح شب کو ستارے ٹوٹتے ہیں۔ مفرد تشبیہ میں چند ان جدت نہیں ہو سکتی البتہ مرکب تشبیہ میں ہر وقت جدت پیدا ہو سکتی ہے۔ تشبیہ کی اصلی خوبی یہ ہے کہ مشبہ کی تصویر آنکھوں میں پھر جائے۔ تشبیہ کی خوبیاں جس قدر میر انیس کے کلام میں پائی جاتی ہیں اور زبان میں ان کی نظیر نہیں مل سکتی۔ میر انیس کی تشبیہات کی خوبیاں جو ان کے کلام کو دوسروں سے جدا کرتی ہیں وہ یہ ہیں (1) یہ تشبیہات اکثر مرکب ہیں۔ (2) اکثر تشبیہات قریب الفہم اور سرلیح الانتقال ذہن ہیں (3) ان تشبیہات میں وجہ تشبیہ اعلیٰ درجے پر پائی جاتی ہے (4) اکثر تشبیہات میں انوکھا پن ہوتا ہے اور عموماً کم ہوتی ہے جس سے تشبیہ پُر لطف ہو جاتی ہے (5) بعض تشبیہات تشبیہ تفصیل کے زمرے میں آتی ہیں جن میں ایک چیز کو دوسری سے تشبیہ دی جاتی ہے اور پھر مشبہ بہ سے رجوع کر کے مشبہ کو مشبہ بہ پر ترجیح دیتے ہیں۔ (6) اکثر تشبیہات ایک سے زیادہ حواس کو متحرک کرتی ہیں (7) بعض تشبیہات میں پیکریت یا سه بعدی Three dimensional کیفیت ہوتی ہے جس سے اس کا حسن مزید بڑھ جاتا ہے۔ (8) بعض تشبیہات کا مقصد مبالغہ ہے جو بذات خود ایک جداگانہ صنعت ہے۔

(1) **وجہ تشبیہ مفرد حسی بصری۔** مثال۔ رایت بڑھا کہ سرو ریاض ارم بڑھا

(قد سے نسبت)

(ب) وجہ تشبیہ مفرد حسی سمعی۔ مثال: ڈھالیں لڑیں سپاہ کی یاد ابرگر گزرائے (آواز مہیب)

(ج) وجہ تشبیہ مفرد حسی شامی۔ بل کھار ہاتھ زلف کمن بو کا تار تار (کمن بو)

(د) وجہ تشبیہ حسی مذوقی۔ مثال: سوکھی زبانیں شہد فصاحت سے کام یاب (شہد مٹھاس)

(ح) وجہ تشبیہ مفرد حسی لمسی۔ مثال

گرمی کا روز جنگ کی کیوں کر کروں بیاں
 ڈر ہے کہ مثل شمع نہ جلنے لگے زبان (گرمی)

2۔ وجہ تشبیہ مفرد عقلی۔ مثال

ع۔ روح القدس کی طرح دعائیں تھیں عرش پر (عرش پر ہونا)

ع۔ دروازے پہ ٹہلنے لگے مثل شیر ز (شجاعت)

(ا) وجہ تشبیہ مرکب حسی بصری۔ مثال: قاسم ساگل بدن علی اکبر سا خوش جمال

(ب)۔ وجہ تشبیہ مرکب حسی سمعی۔ مثال: برجی تھی دل کو فتح کے باجوں کی دھوم دھام

(ج)۔ وجہ تشبیہ مرکب حسی شامی۔ مثال: خوشبو سے جن کی غلد تھا جنگل کا عرض و طول

(د) وجہ تشبیہ مرکب حسی مذوقی مثال

لہجوں پہ شاعران عرب تھے مرے ہوئے

پتے لبوں کے وہ جو نمک سے بھرے ہوئے

(ه) وجہ تشبیہ مرکب حسی لمسی

مثال۔ اکھڑا وہ یوں گراں تھا جو در سنگ سخت سے

جس طرح توڑ لے کوئی پتا درخت سے

(2) وجہ تشبیہ مرکب عقلی

مثال۔ پروانہ تھے سراج امامت کے نور پر

روکی سپر حضور کرامت ظہور پر

اس کے علاوہ طرفین تشبیہ کے مختلف قسموں سے مل کر متعدد اور قسمیں بنتی ہیں جن کو ہم طوالت کی خاطر نظر انداز

مثال۔ بسم اللہ آگے جیسے ہو یوں تھے شبہ حجاز

ب۔ جس میں تین ارکان تشبیہ کا ذکر ہو۔ یہاں ادات تشبیہ کو حذف کرتے ہیں۔

مثال پیدائشوں سے پیر بن یوسفی کی بو

ج۔ جس میں تین ارکان تشبیہ کا ذکر ہو۔ وجہ تشبیہ کو حذف کر دیں۔

مثال سجدوں میں چاند تھے مہ نو تھے رکوع میں

د۔ جس میں دو ارکان تشبیہ کا ذکر ہو۔ یعنی وجہ اور ادات تشبیہ کو حذف کر دیں

مثال عالی منش سبا میں سلیمان و غا میں شیر

(5) **تشبیہ ملفوف**۔ اس تشبیہ میں کئی مشبہ کا ایک جگہ ذکر کرنا اور اس کے بعد کئی مشبہ بہ لانا ہے۔

ساونت بردبار فلک مرتبت دلیر

عالی منش سبا میں سلیمان و غا میں شیر

(6) **تشبیہ مفروق** اس تشبیہ میں پہلے ایک مشبہ اور ایک مشبہ بہ باہم بیان کیا جائے پھر ایک اور

اسی طرح دوا تین مرتبہ تشبیہ دی جائے۔

شعبے صدا میں چکھڑیاں جیسے پھول میں

بلبل چمک رہا ہے ریاض رسول میں

(7) **تشبیہ تسویہ** یہاں مشبہ بہ ایک اور مشبہ کئی ہوتے ہیں۔

خم گردنیں تھیں سب کی خضوع و خشوع میں

سجدوں میں چاند تھے مہ نو تھے رکوع میں

(8) **تشبیہ جمع** یہاں مشبہ ایک اور مشبہ بہ کئی ہوتے ہیں۔

بے چوبہ سپہر بریں جس کا ساہاں

بیت العتیق، دیں کا مدینہ، جہاں کی جاں

(9) **تشبیہ تفضیل**۔ یہاں ایک چیز کو دوسری تشبیہ دی جاتی ہے اور پھر مشبہ بہ سے رجوع کر کے

مشبہ کو مشبہ بہ پر ترجیح دی جاتی ہے

مثال۔ لب پر ہنسی گلوں سے زیادہ شگفتہ رو

(10) **تشبیہ مرکب** جب ایک تشبیہ کو کسی دوسری تشبیہ سے تشبیہ دی جاتی ہے تو اسے مرکب کہتے ہیں

ع۔ شمع تھے دونوں ہاتھ لئے طائر دعا

ع۔ پروانہ تھے سراج امامت کے نور پر

(11) **تشبیہ مرسل یا تفریح** جس تشبیہ میں حرف تشبیہ مذکور ہوتا ہے۔

قاسم ساگل بدن، علی اکبر سا خوش جمال

اس مصرعہ میں ”سا“ حرف تشبیہ ہے

(12) **تشبیہ مؤکد** جس تشبیہ میں تشبیہ حرف مذکور نہ ہو۔ اس کی دو قسمیں ہیں۔

(ا) جس میں صرف تشبیہ ہی محذوف ہو

بلبل چمک رہا ہے ریاض رسول میں

عبدوں میں چاند تھے مہ نوتھے رکوع میں

(ب) جس میں مشبہ بہ مشبہ کا مضاف ہو

بے چوہہ پہر بریں جس کا سائبان

(13) **تشبیہ مفصل** جس تشبیہ میں وجہ تشبیہ مذکور ہوتی ہے۔ مثال

یوں تھے خدنگ گل الہی کے جسم پر

جس طرح خار ہوتے ہیں سہی کے جسم پر

اقسام تشبیہ تشبیہ کی 35 سے زیادہ قسمیں ہیں۔ جن میں کچھ معروف قسمیں یہاں درج کی جاتی ہیں

(ا) **تشبیہ قریب** جب تشبیہ میں وجہ تشبیہ آسانی سے اور جلد سمجھ میں آجائے تو اسے تشبیہ قریب کہتے

ہیں۔ اس کو تشبیہ متزل بھی کہتے ہیں۔ اس کی تین قسمیں ہیں۔

(1) **تشبیہ قریب واحد**۔ یہاں وجہ مشبہ واحد ہے

رایت بڑھا کہ سرور ریاض ارم بڑھا

سارا چلن خرام میں کبک دری کا ہے

(ب) **تشبیہ قریب نسبت طرفین** یہاں طرفین تشبیہ میں قرہی نسبت ہوتی ہے۔

مثال پروانہ تھے سراج امامت کے نور پر

(ج) تشبیہ قریب مشبہ بہ معروف۔ یہاں مشبہ بہ بہت عام اور معروف ہوتی ہے۔

مثال قاسم ساگل بدن علی اکبر ساخوش جمال

(2) تشبیہ بعید (تشبیہ غریب) جس تشبیہ میں وجہ تشبیہ کو سمجھنے کے لئے غور و تامل کی

ضرورت ہو۔ اس کی بھی چار قسمیں ہیں۔

(ا) تشبہ بعید وجہ مشبہ متعدد یہاں وجہ مشبہ متعدد ہوتے ہیں۔

مثال شجے صدا میں پگھڑیاں جیسے پھول میں

بلبل چمک رہا ہے ریاض رسول میں

(ب) تشبیہ بعید وجہ مشبہ مرکب، یہاں وجہ مشبہ مرکب ہوتی ہے۔

مثال دل میں بدی طبیعت بد میں بگاڑ تھا

گھوڑے پہ تھا شقی کہ ہوا پر پہاڑ تھا

(ج) تشبیہ بعید طرفین نسبت بعید یہاں طرفین تشبیہ میں نسبت بعید ہوتی ہے۔

مثال اکھڑا وہ یوں گراں تھا جو در سنگ سخت سے

جس طرح توڑ لے کوئی پٹا، درخت سے

(د) تشبیہ بعید مشبہ بہ ندرت، یہاں مشبہ بہ خیالی و وہمی ہوتی ہے۔

مثال بھاگی تھی موج چھوڑ کے گرداب کی سہر

(گرداب کو سپر سے تشبیہ دی گئی ہے)

(3) تشبیہ مشروط۔ اگر تشبیہ میں کوئی شرط عائد کر دی جائے جس کی وجہ سے اس میں دوری یا

ندرت پیدا ہو جائے تو اسے تشبیہ مشروط کہتے ہیں

مثال جب ایسا بھائی ظلم کی تیغوں میں آڑ ہو

پھر کس طرح نہ بھائی کی چھاتی پہاڑ ہو

(4) تشبیہ خیالی۔ ایسی تشبیہ جس کا وجود بہ حیثیت مرکب ہماری خارجی دنیا میں نہ ہو لیکن اس

کے تمام اجزائے ترکیبی خارجی دنیا ہی سے اخذ کئے گئے ہوں تشبیہ خیالی کہلاتی ہے۔

مثال آب نیک کو خلق ترستی تھی خاک پر

گویا ہوا سے آگ برستی تھی خاک پر

(14) **تشبیہ تمثیل**۔ اس میں وجہ مشبہ مرکب نہ ہو کر واحد یا متعدد ہو

ہوتا سا ان کے قد پہ نمودار و نام دار

(15) **تشبیہ معکوس**۔ یہاں ایک چیز کو دوسری چیز سے پھر مشبہ بہ کو کسی اور سبب سے مشبہ کے

ساتھ تشبیہ دیتے ہیں

مثال سارا چلن خرام میں کبک دری کا ہے

گھونگھٹ نئی دہن کا ہے چہرہ پری کا ہے

(16) **تشبیہ توجہ**۔ کئی مشبہ کا یکجا ہونا۔ یہاں کسی مشبہ کو ایک جگہ جمع کیا جاتا ہے۔

ع۔ رورو کے سو گئے ہیں صغیران ماہ دش

ع۔ ہاتھوں کو جوز جوز کے بولے وہ لالہ قام

(17) **تشبیہ طرفین مفرد و قید**

یہاں طرفین تشبیہ کے مفرد اور قید کے ساتھ ہوتے ہیں۔

مثال۔ گرداب پر تھا شعلہ جوالہ کا گماں

انگارے تھے حباب تو پانی شرر فشاں

(18) **تشبیہ طرفین مفرد بے قید**۔ یہاں تشبیہ کے طرفین مفرد اور بغیر قید کے ہوتے ہیں۔

آئے حسین یوں کہ عقاب آئے جس طرح

(19) **تشبیہ طرفین مرکب**۔ یہاں تشبیہ کے طرفین مرکب ہوتے

مثال کالے نشان سپاہ سہ رو میں کھل گئے

(20) **تشبیہ مشبہ مفرد مشبہ بہ مرکب**۔ یہاں مشبہ مفرد اور مشبہ بہ مرکب ہوتا ہے۔

مثال بے چوبہ سپہر بریں جس کا سائبان

بیت العتیق، دیں کا مدینہ، جہاں کی جاں

(21) **تشبیہ مشبہ مرکب و مشبہ بہ مفرد**۔ یہاں مشبہ مرکب اور مشبہ بہ مفرد ہوتا ہے۔

مثال ڈھالیں تھیں یوں سروں پہ سواران شوم کے

سحرا میں جیسے آئے گھٹا جھوم جھوم کے

(22) **تشبیہ مسلسل**۔ یہاں سلسلہ وار تشبیہات دی جاتی ہیں۔

کاٹھی سے اس طرح ہوئی وہ شعلہ خو جدا جیسے کنار شوق سے ہو خوب رو جدا

مہتاب سے شعاع جدا، گل سے بو جدا سینے سے دم جدا، رگ جاں سے لہو جدا

گر جا جو وعدہ ابر سے بجلی نکل پڑی

محمل میں دم جو گھٹ گیا لیلیٰ نکل پڑی

(23) **تشبیہ اضممار** ایک چیز کو دوسری چیز سے اس طرح تشبیہ دنیا کہ بظاہر ایسا معلوم ہو کہ شاعر کا

مقصد تشبیہ نہیں کچھ اور ہے لیکن حقیقت میں غرض تشبیہ ہو۔

مثال مانند شیر ز کہیں ٹھہرے کہیں بڑھے

گویا علی اُلٹے ہوئے آستیں بڑھے

(24) **تشبیہ مجمل** اگر تشبیہ میں وجہ شبہ مذکور نہ ہو تو اسے تشبیہ مجمل کہتے ہیں۔ اس کی چھ قسمیں ہیں۔

(ا) تشبیہ مجمل شبہ غیر مذکور واضح۔ جس میں وجہ شبہ غیر مذکور بے تامل معلوم ہو۔ مثال

دروازے پہ پہنچنے لگے مثل شیر ز

(ب) **تشبیہ مجمل وجہ شبہ غیر مذکور مخفی**۔ جس میں وجہ شبہ غیر مذکور مخفی ہو

مثال گردوں میں مثل شمشیر ساعت بھری تھی گرد

(ج) **تشبیہ مجمل وصف مشبہ و مشبہ بہ غیر مذکور**۔ یہاں وصف مشبہ اور

مشبہ بہ کا وصف معلوم ہو۔

مثال ہیرے نجل تھے گوہر یکتا نثار تھے

پتے بھی ہر شجر کے جواہر نگار تھے

(د) **تشبیہ مجمل وصف طرفین تشبیہ مذکور** یہاں طرفین تشبیہ کا وصف معلوم ہو۔

مثال آئے حسین یوں کہ عقاب آئے جس طرح

آہو پہ شیر شرزہ غاب آئے جس طرح

(ه) **تشبیہ مجمل وصف مشبہ غیر مذکور**۔ یہاں وصف مشبہ صرف معلوم نہ ہو۔

مثال سب خوبیوں کا خاتمہ بس اس حسین پہ ہے

محبوب حق ہیں عرش پہ سایا زمیں پہ ہے

و۔ **تشبیہ مجمل وصف مشتبہ بہ مذکور**۔ یہاں وصف مشتبہ بہ معلوم کیا جاتا ہے۔

مثال یوں تھے خدنگ ظل الہی کے جسم پر

جس طرح خار ہوتے ہیں سہی کے جسم پر

میر انیس نے اس مرثیہ میں 86 سے زیادہ عمدہ اور نادر تشبیہات استعمال کیں جن کی تفصیل جدول میں دی گئی ہے۔

استعارہ۔ استعارہ کے لغوی معنی ادھار لینا یا مستعار لینا ہے۔ اسے انگریزی میں Simile کہتے ہیں۔ استعارہ کے اصطلاحی معنی حقیقی معنی کو ترک کر کے مجازی معنی حاصل کرنا ہے۔ علامہ شبلی نعمانی نے اس کو حسن کلام کا زیور کہا ہے۔

تشبیہات اور استعارات میں بنیادی فرق یہ ہے کہ تشبیہ میں مشتبہ بہ کے مانند قرار دیا جاتا ہے جب کہ استعارہ میں مشتبہ کو بعینہ مشتبہ بہ قرار دے دیا جاتا ہے یعنی تشبیہ میں غلو کے ساتھ ایک چیز کو دوسری قرار دینے کو استعارہ کہتے ہیں۔ تشبیہات اور استعارات کے عموماً چار کام لئے جاتے ہیں۔ پہلا کام معنی آفرینی۔ یعنی تشبیہ سے شعر کا مضمون آئینہ بن جاتا ہے۔ دوسرا کام حسن آفرینی ہے۔ یعنی شعر کے رنگ اور حسن کو بڑھاتا ہے۔ تیسرا کام اختصار ہے۔ یعنی دو لفظوں میں تمام مطالب ادا ہو جاتے ہیں۔ چوتھی چیز بلاغت ہے جو ان سب چیزوں سے مل کر بنتی ہے۔ فارسی شاعری کا مشہور شاعر طالب آملی کہتا ہے وہ شعر جس میں استعارہ نہ ہو بے مزا ہوتا ہے۔ ارسطو نے استعارہ کو ”صفا کی خیال کی کلید“ بتایا ہے۔

ارکان استعارہ = استعارہ کے چار ارکان ہیں۔

(ا) **مستعار منہ**۔ جسے تشبیہ میں مشتبہ بہ کہتے ہیں یعنی جس سے کسی چیز کو تشبیہ دی جائے۔

(ب) **مستعار لہ**۔ جسے تشبیہ میں مشتبہ کہتے ہیں یعنی جس کو تشبیہ دی جائے۔

(ج) **مستعار**۔ وہ لفظ جس کے معنی مشتبہ بہ میں واقع ہوئے ہیں۔

(د) **وجہ جامع**۔ جسے وجہ تشبیہ کہتے ہیں یعنی جس بات میں تشبیہ دی جائے۔ مستعار منہ اور مستعار لہ کو طرفین استعارہ کہتے ہیں۔

استعارہ کا کام۔ استعارہ کا کام تشبیہ میں غلو اور مبالغہ کرنا ہے۔

استعارہ کی اقسام۔ استعارہ کی کئی اقسام ہیں۔

(۱) **استعارہ بالتصریح** یہاں مستعار لہ ترک کر کے مستعار منہ کا ذکر کیا جائے یعنی مستعار منہ کو بعینہ مستعار منہ ٹھہرایا جائے۔ اس کی تین قسمیں ہیں۔

(ا) **استعارہ مطلقہ** جس میں طرفین استعارہ میں سے کسی کی بھی صفات و مناسبات مذکور نہ ہوں۔

مثال پھولے ساتے تھے نہ محمدؐ کے گل عذار

(ب) **استعارہ مرشحہ** جس میں صرف مستعار منہ کے مناسبات کا ذکر ہو۔ مثال

گرداب پر تھا شعلہ جوالہ کا گماں

انگارے تھے حباب تو پانی شرفشاں

(ج) **استعارہ مجردہ** جس میں مستعار لہ کے صفات و مناسبات کا ذکر کیا گیا ہو۔ مثال

اللہ رے تیزی و برش اس شعلہ رنگ کی

(شعلہ رنگ سے مراد تلوار کے ہے)

(۲) **استعارہ بالکنایہ** یعنی یہاں استعارہ کنایہ کے ساتھ ہوتا ہے۔ اس میں تشبیہ بھی مضمر ہوتی ہے اور جس میں مستعار منہ کا ذکر نہ کیا گیا ہو۔

مثال دریائے تھمتا خوف سے اس برق تاب کے

لیکن پڑے تھے پاؤں میں چھالے حباب کے

(۳) **استعارہ عنادیہ** یہاں مستعار لہ و مستعار منہ کی صفات کا کسی چیز یا شخص میں جمع ہونا ممکن نہ ہو۔

یہ استعارہ اکثر طنز و استہزاء کے طور پر بھی مختلف چیزوں میں باہم استعارہ کہا جاتا ہے

مثال اس آب پر یہ شعلہ فشاںی خدا کی شان

پانی میں آگ آگ میں پانی خدا کی شان

(تلوار کے لئے آب اور آگ کا استعارہ کیا گیا ہے)

(۴) **استعارہ دفاقیہ** وہ استعارہ جس میں مستعار لہ اور مستعار منہ دونوں کی صفات ایک ہی چیز یا

شخص میں جمع ہو جائیں

مثال ناوک پیام مرگ کے ترکش اجل کا گھر

(ناوک اور پیام میں صفت حرکت ہے ترکش اور گھر میں صفت مکان ہے)

(5) **استعارہ تمثیلیہ** اس میں مستعار لہ اور مستعار منہ اور وجہ جامع کئی چیزوں سے حاصل ہوتی ہے۔ استعارہ تمثیلیہ اور تشبیہ تمثیلی میں یہ فرق ہے کہ جہاں کہیں مطلقاً تمثیل ہو وہ استعارہ ہے اور اگر تشبیہی الفاظ ہوں تو اسے تشبیہ سمجھنا چاہیے۔

(6) وجہ جامع کے اعتبار سے استعارہ کی چار صورتیں ہیں

(ا) وجہ جامع واضح اور نمایاں ہو۔

مثال عالی منش سبا میں سلیمیاں و غا میں شیر

(ب) وجہ جامع واضح نہ ہو اور سوچنے پر معلوم ہو۔

مثال آئے حسین یوں کہ عقاب آئے جس طرح

آہو پہ شیر شرزہ غاب آئے جس طرح

(ج) وجہ جامع مستعار اور مستعار لہ کے معنی کا جزو ہو۔

مثال آئے حسین یوں کہ عقاب آئے جس طرح

آہو پہ شیر شرزہ غاب آئے جس طرح

ع۔ پتھر پکھل کے رہ گئے تھے مثل موم خام

(د) وجہ جامع مستعار منہ اور مستعار لہ کے معنی کا جزو نہ ہو۔

مثال اللہ کے جیب کے پیارے اسی میں تھے

سب عرش کبریا کے ستارے اسی میں تھے

(7) استعارہ کے طرفین اور وجہ جامع کے اعتبار سے چھ قسمیں ہیں

(ا) طرفین استعارہ اور وجہ جامع تینوں خسی ہوں۔ اس کی پھر پانچ قسمیں ہیں۔

بھری۔ سمی۔ مذوقی۔ شامہ اور کسی۔

مثال بلبل چمک رہا ہے ریاض رسول میں

(ب) مستعار لہ خسی اور مستعار منہ اور وجہ جامع عقلی ہوں۔

مثال کرتا تھا ایک وار نہ دس سے نہ پانچ سے

چہرے سیاہ ہو گئے تھے اس کے آنچ سے

(ج) مستعار منہ حسی اور مستعار لہ اور وجہ جامع عقلی ہوں۔

مثال پتھر پگھل کے رہ گئے تھے مثلِ مومِ خام

(د) مستعار لہ اور مستعار منہ حسی ہوں اور وجہ جامع مرکب عقلی۔

مثال ڈر تھا کہ لو حسین بڑھے تیغ اب چلی

غل تھا ادھر ہیں مرجب و عنتر ادھر علی

(ه) طرفین استعارہ حسی اور وجہ جامع عقلی ہو۔

مثال گردوں میں مثلِ ششیہ ساعت بھری تھی گرد

(و) طرفین استعارہ و وجہ جامع تینوں عقلی ہوں۔

مثال نشتر بہ دل تھی بنت علی کی فغان و آہ

(8) تعلقِ زمان آئندہ کا۔

مثال فوجیں بھگا کے گنج شہداں میں سونیں گے

جب قدر ہوگی آپ کو جب ہم نہ ہونیں گے

(9) مضاف کو حذف کر کے مضاف الیہ کا ذکر کرنا۔

مثال عمو نثار پیاس سے کیا حال ہے بتاؤ

(عمو سے مراد عمو سیکندہ حضرت عباس ہیں)

(10) مضاف الیہ کو حذف کر کے مضاف کا ذکر کرنا،

مثال غزت بڑھی کینر کی رتبہ غلام کا

(کینر سے مراد کینر امام اور غلام سے مراد غلام امام زوجہ حضرت عباس اور حضرت عباس ہیں)

میر انیس کے اس ایک مرثیے میں پندرہ سے زیادہ عمدہ مجاز مرسل کی مثالیں موجود ہیں جن کو جدول میں تفصیل

سے دکھایا گیا ہے۔

کنایہ Metonymy کے لغوی معنی مخفی اشارہ یا پوشیدہ بات ہے۔ اصطلاح میں کنایہ وہ لفظ ہے جس کے معنی حقیقی مراد نہ ہو بلکہ غیر حقیقی ہوں۔ لیکن اگر حقیقی معنی بھی مراد لئے جائیں تو جائز ہے۔ کنایہ اور استعارہ میں فرق یہ ہے کہ کنایہ میں غیر حقیقی کے علاوہ حقیقی معنی بھی لئے جاسکتے ہیں جب کہ استعارہ میں صرف غیر حقیقی معنی ہی لئے

جاتے ہیں۔

کنایہ کی تین صورتیں ہیں۔

i۔ کسی صفت یا بات سے موصوف کو ذات مراد لینا

(i) قریب = صفت کا موصوف معین کے ساتھ خصوصیت رکھنا

مثال باندھے عمامے آئے امام زماں کے پاس (امام زماں)

چہرہ خوشی سے سرخ ہے زہراً کے لال کا (زہراً کالال)

(ب) بعید۔ چند صفات جو بہ حیثیت مجموعی ایک موصوف کے ساتھ مختص ہوں ذکر کر کے موصوف کی ذات مراد لینا اگرچہ وہ صفتیں جدا جدا دوسری چیزوں میں بھی پائی جاتی ہیں

ع دیکھا سوے فلک شہ گردوں رکاب نے

(شہ گردوں رکاب سے مراد امام حسین ہیں)

(ii) ایک صفت کے ذکر سے دوسری صفت مراد لینا۔ اس کی بھی دو قسم ہیں۔

(i) قریب = لازم و ملزوم میں کوئی واسطہ نہ ہو۔

مثال کثرت عرق کے قطروں کی تھی روئے پاک پر

موتی برستے جاتے تھے مقتل کی خاک پر

(ب) بعید۔ لازم و ملزوم میں کچھ واسطہ ہوتا ہے۔

مثال طاقت دکھادی شیروں نے زینب کے شیر کی

میرا نیس کے اس مرچے میں پٹالیس سے زیادہ نادر اور عمدہ استعارات موجود ہیں جن کو جدول میں تفصیل سے دکھایا گیا ہے۔

مجاز مرسل لغت میں ہر لفظ کے معنی وضع کر گئے ہیں لیکن مجاز مرسل میں لفظ کا استعمال اس کے علاوہ

کسی اور معنی میں کیا جاتا ہے اور اس کے حقیقی اور مجازی معنی میں تشبیہ کے سوا کوئی اور علاقہ نہیں ہوتا۔

استعارہ اور مجاز مرسل میں فرق یہ ہے کہ استعارہ میں حقیقی اور مجازی معنی کے مابین رشتہ تشبیہ کے علاوہ کسی اور

چیز کا نہیں ہوتا جب کہ مجاز مرسل مجازی اور حقیقی معنی کے مابین رشتہ تشبیہ کے علاوہ کوئی اور علاقہ ہوتا ہے۔ علمائے

علم بیان نے مجاز مرسل کی چوبیس قسمیں بتائی ہیں۔ چند معروف قسمیں یہاں درج کی جاتی ہیں۔

(1) کل کہہ کر جزو مراد لینا۔

مثال یاں خون ہے گا آج محمدؐ کی آل کا (اٹھارہ بنی ہاشم ہیں)
(2) جُود کہہ کر کل مراد لینا۔

مثال بسم اللہ آگے جیسے ہو یوں تھے شہِ جاز (بسم اللہ الرحمن الرحیم مراد ہے)
(3) سبب کہہ کر مُسبب مراد لینا۔

مثال تڑپا جو شیر خوار تو حضرتؐ نے آہ کی (شیر خوار سے مراد حضرت علی اصغر)
(4) سبب کہہ کر مُسبب مراد لینا۔

مثال کھولا ہوا تھا دھوپ سے پانی فرات کا (پانی کھولنے سے مراد گرمی ہے)
(5) منظر وف کہہ کر ظرف مراد لینا۔

مثال آبِ رواں سے منہ اٹھاتے تھے جانور (آبِ رواں سے مراد دریا ہے)
(6) ظرف کہہ کر مظهر وف مراد لینا۔

مثال گرجم کا نام لوں تو ابھی جام لے کے آئے (جام سے مراد پانی ہے)
(7) تعلق زمانِ سابق۔

مثال حمزہ کی ڈھال، تیغ شہہ لافتی کی تھی
(حضرت حمزہ اور حضرت علیؑ صدر اسلام کے مجاہد تھے اور حسینؑ ان کے نمائندے ہیں)

(3) کسی صفت کا اثبات یا نفی کسی موصوف کے واسطے مقصود ہو۔

ہر اک کی جنگ مالک اشتر کی جنگ تھی

آواز دی یہ ہاتھِ غیبی نے تب کہ ہاں

بسم اللہ اے امیر عرب کے سرور جاں

(یہاں مالک اشتر اور امیر عرب حضرت علیؑ کی تلوار زنی معروف ہے)

کنایہ کی چار قسمیں ہیں (۱) تعریف۔ کنایہ میں موصوف کا مذکور نہ ہوتا۔ اس میں طنز کا پہلو نہاں رہتا ہے۔ اس میں موصوف کے لئے جو کلمات استعمال کئے جاتے ہیں ان میں بظاہر تعریف و توصیف کا اندازہ ہوتا ہے لیکن مراد اس کے بالکل برعکس لی جاتی ہے۔ مثال =

بالاتر و کلفت و تنومند و خیرہ سر
روئیں تن و سیاہ دروں آہنی کمر

(ب) تلمیح۔ کنایہ میں لازم سے ملزوم تک مراد لینے میں واسطے بہت ہوں

ع۔ ساری پر میں مہر نبوت کی شان تھی

ع۔ ماہی پہ ڈگمگائے گاؤں زمیں کے پاؤں

(ج) رمز۔ رمز کے معنی ہیں نزدیک سے اشارہ کرنا۔ اگر کنایہ میں واسطے بہت کم ہوں لیکن تھوڑی پوشیدگی ہو تو

اسے رمز کہتے ہیں۔ مثال ۔

تم کیوں کہو کہ لال خدا کے دلی کے ہیں

فوجیں پکاریں خود کہ نواسے علیؑ کے ہیں

(د) ایما و اشارہ۔ کنایوں میں نہ واسطے کی کثرت ہو اور نہ کچھ پوشیدگی ہو۔

مثال جو گھر کی روشنی تھے وہ گل ہو گئے چراغ

اس مرثیہ میں (105) ایک سو پانچ سے زیادہ کنایات کی مثالیں ملتی ہیں جن کو تفصیل سے جدول میں بیان کیا گیا ہے۔

علم بدیع۔ علم بدیع بلاغت کا ایک اہم حصہ ہے۔ اس کو علم معنی بھی کہتے ہیں۔ اس علم میں کلام میں

استعمال ہونے والی صنعتوں کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔ شاعری میں ایسے پیرایہ اظہار اور اسلوب بیان کا اہتمام کرنا جو

محض ادائے مطلب کے لئے ضروری نہیں بلکہ مزید حسن و لطافت اور معنی پیدا کرے صنعت کہلاتا ہے۔ علم بدیع

اصطلاح میں اس علم کو کہتے ہیں جس سے کلام کی خوبیاں معلوم ہوں۔

نظم طباطبائی لکھتے ہیں ”قول فیصل یہ ہے کہ تمام صنائع و بدائع لفظی و معنوی کے زبور کلام ہونے میں شک نہیں،

اگر بے محل نہ ہو اور حد اعتدال سے متجاوز نہ ہو۔ صنعت کے بے محل استعمال ہونے یا کبھی ہولی صنعت کے بار بار

کہنے سے سامعین کو تنفر پیدا ہوتا ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ صنعت بڑی چیز ہے اور اس مقام پر تنفر نفس صنعت نہیں بلکہ

شاعر کی بے سلیقگی منشاء نفرت ہے۔ جو لوگ ان دونوں باتوں میں امتیاز نہیں کرتے وہ نفس صنعت کو برا کہنے لگتے

ہیں۔ صنائع و بدائع کو اگر لفظوں کا کھیل سمجھ کر ترک کیا جائے تو وزن و قافیہ سے بھی دست بردار ہونا چاہئے کہ وہ بھی

لفظوں ہی کا کھیل ہے“

علم بدیع صرف موجودہ مروجہ صنعتوں تک محدود نہیں ہے۔ نئے فکری اور فنی رویوں کے تحت بعض متروک ہو سکتی

ہیں۔ اسی طرح سے الفاظ کی تازگی اور فکری تجربوں سے نئی صنعتیں پیدا بھی ہو سکتی ہیں۔ بہت سی ایسی بھی صنعتیں ہیں جن کے نام نہیں۔ علم بدیع میں اختراع اور ارتقا کا سلسلہ ہمیشہ جاری رہے گا۔ علم بدیع کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا۔

ا : صنائع معنوی The Figures of thought

ب : صنائع لفظی The figures of words

صنائع معنوی ایہام۔ اس کو تو یہ بھی کہتے ہیں۔ اس کے لغوی معنی ”چھپانا“ ہے۔ اصطلاح میں ایسے لفظ کو کہتے ہیں جس کے دو معنی ہوں اور جو معنی فوراً سمجھے جاتے ہیں وہ مقصود نہ ہوں بلکہ دوسرے معنی سے مراد ہو۔ شاعر شعر میں کوئی ایسا لفظ لاتا ہے جس سے سامع تھوڑی دیر کے واسطے وہم میں پڑ جائے کہ اس کے صحیح معنی کیا ہیں۔ ایسے لفظ کے عموماً دو معنی ہوتے ہیں۔ ایک معنی قریب اور دوسرے معنی بعید۔ عموماً شاعر کی مراد معنی بعید۔ سے ہوتی ہے جو سامع کے ذہن میں تھوڑی دیر تامل کرنے کے بعد آجائیں۔

ایہام کی دو قسمیں ہیں (۱) ایہام مجرہ۔ جس میں معنی قریب کے مناسبات کا کلام میں کچھ ذکر نہ ہو۔
مثال۔ تھے تہہ نشیں نہنگ مگر آب تھے جگر (مگر۔ مگر۔ مگر یعنی لیکن)

(ب) ایہام مرشحہ = اس میں معنی قریب کے مناسبات کا بھی کلام میں ذکر کیا جائے۔

ہوتے ہیں خاکسار غلام ابو تراب
گویا صدا رسول کی کانوں میں آگئی

(2) تضاد۔ اس کو طباق یا تطبیق بھی کہتے ہیں۔ اصطلاح شعر میں ایسے الفاظ کا استعمال ایک ساتھ کیا جائے جس میں بہ اعتبار معنی تضاد پایا جائے۔ یہ تضاد اسم، فعل، حرف اور دوسرے اجزاء سے کلام کے مابین ہو سکتا ہے۔ تضاد کی پانچ قسمیں ہیں۔

(۱) طباق ایجابی = الفاظ متضاد ہوں لیکن حرف نفی جڑا ہوا نہ ہو

مثال۔ اللہ رے خزاں کے دن اس باغ کی بہار (خزاں اور بہار)

(ب) = طباق سلبی = ایسے الفاظ جو ایک ہی مصدر سے ہوں اور تضاد ہوں اور ان کا تضاد حرف نفی سے واضح ہوتا ہو۔

مثال۔ سر کو ہٹو بدھو نہ کھڑے ہو علم کے پاس۔ ایسا نہ ہو کہ دیکھ لیں شاہ فلک اس اس (ہونہ ہو)

(ج) طباق اربعہ = یہاں متضاد عناصر اربعہ کا ذکر ایک ساتھ کیا جاتا ہے۔

مثال۔ آب خنک کو خلق ترستی تھی خاک پر

گویا ہوا سے آگ برستی تھی خاک پر

تذبیح - Antithetical Colouring ایک سے زیادہ رنگ ہوں جو ایک دوسرے سے متضاد ہوں

مثال - پھولوں سے بزر بزر شجر سرخ پوش تھے

(۵) **ایہام تضاد** - یعنی کلام میں دو لفظ ایسے جمع کئے جائیں جن کے ایک معنی میں تضاد نہ ہو مگر معنی حقیقی میں تضاد ہو۔

مثال - لکھ کر زمیں پہ نام ہمارا مٹا دیا

ان کا تو کھیل خاک میں ہم کو ملا دیا (دارغ)

(3) مراعات النظر = اس کو تناسب، توفیق اور تلفیق بھی کہتے ہیں۔ اس کی ایک شکل ضلع جگت کے نام سے مشہور

ہے۔ کلام میں ایسے الفاظ جمع کئے جائیں جن کے معنی میں ایک دوسرے کے ساتھ ایک نسبت واقعہ ہو۔ مگر نسبت تضاد۔

مثال - رستم تھا درع پوش کہ پاکھر میں راہوار (درع پوش - پاکھر - راہوار)

وہ لوں وہ آفتاب کی حدت وہ تاب و تب (آفتاب - لوں - حدت - تاب و تب)

کالا تھا رنگ دھوپ سے دن کا مثال شب - (دھوپ کا رنگ)

(4) عکس = کلام کے بعض اجزاء (یعنی دو لفظوں میں، دو فقروں میں اور کبھی ایک ہی بیت کے دو مصرعوں میں

تقدیم و تاخیر کرنے سے کوئی جدت اور خوبی پیدا ہو تو صنعت عکس کہتے ہیں اسکی تین قسمیں ہیں۔

(۱) لفظوں میں تقدیم و تاخیر

مثال - چاہوں تو سلسبیل کو دم میں کروں سبیل

(ب) فقروں میں تقدیم و تاخیر

مثال - دنیا کی زیب زینت کا شانہ بتوں

(ج) مصرعوں میں تقدیم و تاخیر۔

مثال - پھولوں کو لے کے باد بہاری پہنچ گئی

بستان کربلا میں سواری پہنچ گئی

(5) رجوع = یعنی ایک مضمون لکھیں پھر اُسے ناقص سمجھ کر اُس سے بہتر مضمون لکھیں۔ اس صنعت کا دراصل

مقصد مدح میں ترجیح اور ترقی ہوتا ہے۔

مثال - ماہ نو ہے مثل ابرو لیکن اسکے رُو نہیں

ماہ کامل صورت روئے مگر ابرو نہیں

(6) لف و نشر لغت میں ”لف“ کے معنی لپٹنا ہے اور ”نشر“ کے معنی پراگندہ کرنے کے ہیں۔ اصطلاح میں یہ مطلب ہے کہ پہلے چند چیزیں خواہ مجمل یا مفصل طور پر ایک ترتیب سے بیان کی جائیں (جس کو لف کہتے ہیں) اس کے بعد وہی چیزیں یا ان کے منسوبات اسی ترتیب سے پھر بیان کئے جائیں (اس کو نشر کہتے ہیں) اس کی دو قسمیں ہیں۔
(ا) لف و نشر مرتب..... اگر دونوں مصرعوں میں ایک ہی ترتیب ہو تو اسے مرتب کہتے ہیں۔

مثال کون آج سر بلند ہو اور کون پست ہو
کس کی ظفر ہو دیکھئے کس کی شکست ہو

(ب) لف و نشر غیر مرتب۔ اگر ترتیب نہ ہو تو پھر اس کی دو قسمیں ہیں
(1) لف و نشر معکوس الترتیب۔ اس میں لف و نشر کی ترتیب الٹی ہوتی ہے۔

مثال پنچہ ادھر چمکتا تھا اور آفتاب ادھر
اُس کی ضیاء تھی خاک پہ ضو اُس کی عرش پر
بد ہاتھ میں شکست، ظفر نیک ہاتھ میں
ہاتھ اُڑ کے جا پڑا کئی ہاتھ ایک ہاتھ میں

(2) لف و نشر مختلف الترتیب = اگر لف و نشر کی ترتیب مختلف ہو۔

مثال لڑکے وہ سات آٹھ سہی قد سمن عذار
گیسو کسی چہرے پہ دو اور کسی کے چار

(7) اداماج (Double entendre) شعر میں ایسے الفاظ اور ایسی تراکیب کا استعمال کرنا جن سے مجموعی طور پر دو معنی یا دو مفہوم پیدا ہوتے ہوں۔ قاری کو اختیار ہے وہ کسی ایک معنی یا مفہوم کو قبول کرے اور دوسرے کو رد کر دے۔ اداماج کا خاصہ کثیر المعنویت ہے۔ غالب اور انیس کے کلام میں اداماج کی مثالیں زیادہ ہیں۔

مثال سوکھی زبانیں شہد فصاحت سے کام یاب
گویا دہن کتاب بلاغت کا ایک باب

(8) استتباع (Succession) ممدوح کی تعریف میں ایسے الفاظ لائے جائیں کہ ایک تعریف سے دوسری تعریف بھی از خود پیدا ہو۔ اس کو مدح الموجهہ بھی کہتے ہیں۔

مثال گردوں پہ ناز کرتی تھی اُس دشت کی زمیں

کہتا تھا ”آسمان دہم“ چرخ ہفتسمیں

(9) ارصاد (Indication) اس کے لغوی معنی پہرے دار بٹھانا۔ یعنی پہلے مصرعہ میں ایسا لفظ لانا کہ پڑھنے والے کو دوسرے مصرعے کے الفاظ کا گمان ہو سکے۔

مثال خم گردنیں تھیں سب کی خضوع و خشوع میں

سجدوں میں چاند تھے مہ نو تھے رکوع میں

(10) استخدام۔ شعر میں ایسا لفظ استعمال کرنا جس کے دو معنی ہوں۔ مگر شاعر کی مراد ایک خاص معنی سے ہو۔ لیکن ضمیر کے معنی خیر استعمال کی وجہ سے دوسرے معنی بھی لیے جاسکتے ہیں۔

مثال ہوتے ہیں خاکسار غلام ابو تراب

(11) استدراک۔ اس کو تدارک بھی کہتے ہیں۔ پہلے مصرعے میں کچھ ایسے الفاظ استعمال ہوں کہ پڑھتے وقت جھوکا گمان ہو مگر دوسرے مصرعے پر پہنچنے کے بعد معلوم ہو کہ جھوٹا نہیں بلکہ مدح ہے۔

مثال اگر ہے سہو کو کچھ دخل حافظہ میں تو یہ

نہ اپنا یاد ہے احساں نہ اور کی تقصیر

(12) اطراء۔ اس کے لغوی معنی ”پے در پے“ لانا ہیں۔ اصطلاح میں وہ صنعت مراد ہے جس میں مدوح کی تعریف اس طرح کی جائے کہ اس کے آباد و اجداد کے نام یکے بعد دیگرے کلام میں لائے جائیں۔ اس کی دو قسمیں ہیں۔ اطراء مرتب۔ جس میں یہ نام ترتیب کے ساتھ ہوں،

مثال۔ حیدر کی فاطمہ کی حسین و حسن کی بو

پھیلی ہوئی تھی چار طرف پنجتن کی بو

(ب)۔ اطراء غیر مرتب۔ جس میں یہ نام ترتیب کے بغیر ہوں یا بالعکس ہوں۔

مثال چلائی ہائے آج نہیں حیدر و حسن

اماں کہاں سے لائے تمہیں اب یہ بے وطن

(13) ایراد الٹل۔ اس کو ارسال الٹل بھی کہتے ہیں۔ کلام میں کہاوتوں یعنی ضرب الامثال کو نظم کرنے کو کہتے ہیں۔ اس کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) ارسال المثل۔ اگر کہاوت کسی لفظی تغیر کے بغیر نظم کی جائے تو اُسے ارسال المثل کہتے ہیں۔ مثال
انگلش کو ہند سے نکالیں گے آپ اس ملک کی سلطنت سنبھالیں گے آپ
میں بے شک مانتا ہوں بابو صاحب ”سرسوں بھی ہتھیلی پر جمالیں گے آپ“
(ب)۔ ضرب المثل (Proverb) اگر کسی لفظ کے تغیر کے ساتھ نظم کی جائے تو اُسے ضرب المثل کہتے ہیں۔ مثال:
بے مثل سینکڑوں میں ہزاروں میں ایک ہے

(14) تاکید المذم بما يشبه الذم (The inference of positive in the resemblance of blame)
ایسے الفاظ کا استعمال جن میں ظاہری طور پر ہجو یا ذم کا پہلو ہو، مگر حقیقت میں ان سے مدح یا تعریف حاصل ہوتی ہے۔
مثال بونا سا ان کے قد پہ نمودار و نام دار

(15) تاکید الذم بما يشبه المدح (The inference of blame resemblance of praise)
ایسے الفاظ کا استعمال جن میں ظاہری طور پر مدح یا تعریف کا پہلو ہو، مگر حقیقت میں ان سے ہجو یا ذم حاصل ہوتی ہو۔
مثال بالا قد و کلفت و تنو مند و خیرہ سر
روئیں تن و سیاہ دروں آہنی کمر

(16) تجاہل عارفانہ (Aporia)
اس کو تبلیغ تجاہل العارف اور سوق المعلوم مساق بھی کہتے ہیں۔ اس کے لغوی معنی جان بوجھ کر انجان بننے کے
ہیں۔ اصطلاح میں کسی چیز کی نسبت باوجود علم کے اپنی ناواقفیت ظاہر کرنا کہ مبالغہ کیا جاسکے۔
مثال ہے زلف یا دھواں ہے یہ شمع جمال کا اعجاز حسن و ناز سے اونچا نہ ہو سکا
یا ابر آفتاب کے پہلو میں آگیا پیدا ہے یا کہ شام غریباں یہ بر ملا
(17) تلخیص (Classical or Biblical Allusion) کسی مشہور تاریخی واقعہ، قصہ یا مسئلے کی طرف اشارہ کرنا۔
مثال دیکھے تو غش کرے ارنی گوئے اوج طور

(18) جامع السانین۔ لغوی معنی میں دوزبانوں کو جمع کرنے والا۔ اصطلاحی معنوں میں کسی فقرے یا مصرعے
میں لفظوں کی تبدیلی کے ساتھ دوزبانوں میں پڑھا جائے۔ فارسی شعر

مثال زمانی بھاشی بہ یاری بھاشی
رسیدی بدیدی مرادی نبوئی

عربی شعر رشیدی ندیدی مرا دی نجاتی

امانی بیاس تباری نسائی

(19) جمع۔ کسی میں دو یا دو سے زیادہ چیزوں کو اس طرح ایک جگہ جمع کرنا گویا لڑی میں پرویا گیا ہے۔

مثال ساونت، بردبار، فلک مرتبت دلیر

عالی منش سبا میں سلیمان و غا میں شیر

(20) تفریق۔ کسی شعر میں ایک قسم کی دو چیزوں کا ذکر ہو مگر دونوں میں فرق ظاہر ہوتا ہو تو اُسے تفریق کہا جاتا ہے۔

مثال مہتاب سے شعاع جدا گل سے بو جدا

سینے سے دم جدا رگ جاں سے لہو جدا

(21) تقسیم۔ جب شعر میں ایک چیز کو چند اجزا یا چند چیزوں کا ایک ساتھ ذکر کریں اور پھر ہر جزو کے ساتھ اس کے منسوبات بیان کریں۔

مثال دو کر کے خود زین پہ جوشن سے آگئی

(22) تقسیم مسلسل۔ جب ایک مصرع یا ایک بیت میں چند اشیاء کا ذکر ہوتا ہے اور پھر دوسرے مصرعے میں یا

بیت میں انہیں اشیاء کے تلازمات یا ان سے متعلق یا مطابق الفاظ لائے جاتے ہیں۔

مثال بد ہاتھ میں شکست ظفر نیک ہاتھ میں

ہاتھ اُڑ کے جا پڑا کئی ہاتھ ایک ہاتھ میں

(23) جمع اور تفریق۔ شعر میں دو مختلف چیزیں ایک حکم میں جمع ہو جاتی ہے اور پھر ان میں امتیاز و تعریف کی

جاتی ہے۔

مثال سوکھے لبوں پہ حمد الہی رخوں پہ نور

خوف و ہراس و رنج و کدورت دلوں سے دور

پڑتے تھے دس جو کھینچتے تھے تن سے چار تیر

(24) جمع یا تقسیم۔ کلام میں جب کچھ چیزیں ایک حکم میں جمع ہو جائیں اور پھر ہر ایک کو ایک خصوصیت کے

ساتھ منسوب کریں۔

مثال جس پر چلی وہ تیغ دو پارہ کیا اُسے

کھینچتے ہی چار ٹکڑے دو بارہ کیا اُسے
(25) جمع تفریق اور تقسیم۔ یہاں پر شاعر چند چیزوں کو جمع کر کے فرق دکھاتا ہے اور پھر اس کے بعد انہیں جدا جدا کرتا ہے۔

مثال
پریوں سے قاف چھوٹ گیا اور جنوں سے گھر
شیروں سے دشت، گرک سے، بن اژدروں سے در
(26) مبالغہ۔ کسی شخص یا چیز کو تعریف یا مذمت میں حد سے گزر جانے کو مبالغہ کہتے ہیں۔ اس کی تین قسمیں ہیں۔
(ا)۔ تبلیغ۔ اگر مبالغہ عقل اور عادت میں ممکن ہو۔

مثال
ایک اک کی جنگ مالک اشتر کی جنگ تھی
لہجوں پہ شاعرانہ عرب تھے مرے ہوئے
فوجیں ہوئیں تباہ محلے اجڑ گئے
(ب)۔ اغراق۔ اگر مبالغہ برخلاف عادت مگر عقل میں ممکن ہو۔

مثال
گری سے مضطرب تھا زمانہ پر
بھن جاتا تھا جو گرنا تھا دانہ زمین پر
(ج)۔ غلو۔ اگر مبالغہ عقل اور عادت دونوں میں ممکن نہ ہو۔

مثال
گرداب پر تھا شعلہ جوالہ کا گماں انکارے تھے حباب تو پانی شرفشاں
پانی تھا آگ گرمی روز حساب تھی ماہی جو تیغ موج تک آئی کباب تھی
(27)۔ الہول الذی یزاد بہ ابجد۔ اس میں ہزل کے الفاظ تو ہوتے ہیں۔ لیکن مضمون خوب اور نصیحت آمیز ہوتا ہے۔

مثال۔ دنیا اک زال بیسوا ہے بے مہر و وفا و بے حیا ہے
مردوں کیلئے یہ زن ہے رہ زن دنیا کی عدو ہے دیں کی دشمن
(28)۔ قول بالموجب۔ یہاں شاعر کسی کے قول کو لے کر اُسے دوسرے معنی میں استعمال کرتا ہے۔

مثال۔ لوگ مرنے کو بھی کہتے ہیں وصال
یہ اگر سچ ہے تو مر جاتے ہیں ہم

(29) تفسیر۔ یہاں شاعر اپنے کلام میں آیت، حدیث یا کسی دوسرے شاعر کا معروف مصرعہ یا بیت استعمال کرتا ہے۔

مثال صف میں ہوا جو نعرۂ قد قامت صلوة
بسم اللہ جیسے آگے ہوں یوں تھے شہ جاز
سجان رینا کی صدا تھی علی العموم

(30) توجیہ اس کو محتمل الضدین یا ذہبتین بھی کہتے ہیں۔ شعر میں ایسے الفاظ، محاورے یا فقرے استعمال کرنا جن سے دو متضاد معنی نکلیں۔

مثال مانوس طبع جس سے ہو یا رب حبیب کی
ہو جائے کاش شکل مری اس رقیب کی (جرات)

(31) حشو۔ اس کو اعتراض بھی کہتے ہیں۔ اس کے معنی ”ٹھونسا“ ہے۔ یعنی شعر میں ایسے الفاظ ہوں جو غیر ضروری یا بھرتی کے ہوں۔ حشو صفت بھی ہے اور رعیب بھی۔ اس کی تین قسمیں ہیں۔
(ا) حشو قبیح۔ ایسے بھرتی کے الفاظ جس سے کلام کا مرتبہ گھٹ جائے۔

مثال روئے آئو اس قدر ہم ہجر میں
اشک کے طوفان سے دریا ہو گیا
(ب) حشو متوسط۔ ایسے بھرتی کے الفاظ جس سے کلام کے مرتبہ پر کچھ اثر نہ پڑے۔
مثال تو ہے بحر بیکراں میں تشنہ و تفتیدہ لب
اے جہانِ جود و ہمت پیاس کو میری بجھا

(ج) حشو ملیح۔ ایسے بھرتی کے الفاظ جس سے کلام کے حسن اور اثر میں اضافہ ہو۔ بہر حال انہیں بھرتی کے الفاظ کہنا صحیح نہیں۔

مثال وہ عجز وہ طویل رکوع اور وہ سجود
(وہ کی تکرار حشو ملیح ہے۔ شعر کا حسن زیادہ ہوا ہے)

(32) احتجاج۔ کسی کلام کو عقلی یا نقلی دلیل سے ثابت کریں۔ اس کی دو قسمیں ہیں۔
(ا)۔ مذہب کلامی۔ اگر دلیل مثل اہل کلام ہو تو اسے مذہب کلامی کہتے ہیں۔

منہ سے ملے جو ہونٹ تو چونکا وہ سیم بر
 بے آب تیسرا تھا جو دن مہمان کو ہوتی تھی بات بات میں لکنت زبان کو
 (ب)۔ مذہب فقہی = اگر دلیل علماء کے طریقوں پر ہو تو اس کو مذہب فقہی کہتے ہیں،
 مثال ماری جو ٹاپ ڈر کے ہٹے ہر لعین کے پاؤں
 ماہی پہ ڈگ گئے گاؤ زمیں کے پاؤں
 چاہوں جو انقلاب تو دنیا تمام ہو
 اٹنے زمین یوں کہ نہ کوفہ نہ شام ہو
 (33) سول و جواب۔ شعر میں سوال و جواب کے ذریعہ مکالمہ کی صورت پیدا کرنا۔
 مثال اب تم جسے کہو اسے دیں فوج کا علم
 کی عرض جو صلاح شہ آسمان حشم
 (34) حسن الطلب۔ شاعر کوئی چیز اپنے مدوح سے بطور پسندیدہ طلب کرے۔

مثال یارب چمن نظم کو گلزار ارم کر اے ابر کرم خشک زراعت پہ کرم کر
 توفیق کا مبداء ہے توجہ کوئی دم کر گمنام کو اعجاز بیانوں میں رقم کر
 جب تک یہ چمک مہر کے پرتو سے نہ جائے اقلیم سخن میرے قلم رو سے نہ جائے
 (35) نثرید۔ شعر میں مشہور و معروف کی صفت کا ذکر کیا جائے اور پھر اپنے مدوح کو کسی طریقہ سے اس کے
 برابر کر دے۔

مثال ع۔ گویا ہے لحن حضرت داود باخود
 ع۔ ایک اک کی جنگ مالک اشتر کی جنگ تھی
 روح الامیں زمیں پہ مرا نام لے کے آئے گرجم کا نام لوں تو ابھی جام لے کے آئے
 (مالک اشتر، روح الامیں، داؤد اور جرم کے نام ان کی معروف صفتوں کے ساتھ ان مصرعوں میں ذکر ہوئے ہیں)
 (36) تعجب۔ کلام میں کسی چیز پر تعجب ظاہر کرنا۔
 مثال۔ اس آب پر یہ شعلہ فشانہ خدا کی شان پانی میں آگ آگ میں پانی خدا کی شان
 پیاسا لڑا نہیں کوئی یوں اڑدہام میں

(37) حسن تعلیل (Poetical Aetiology) لغوی معنی علت بیان کرنے کی خوبی یعنی جدت۔ اصطلاح شعر میں یہ مطلب ہے کہ کسی چیز کے وقوع کے واسطے کوئی ایسی علت بیان کی جائے جو واقعی نہ ہو، بلکہ اس میں کوئی شاعرانہ جدت و نزاکت پیش نظر رکھی جائے۔

مثال ہر چند مچھلیاں تھیں زرہ پوش سر بسر
بھاگی تھی موج چھوڑ کے گرداب کی سپر

(38) مکر شاعرانہ۔ شعر میں ایسی بات کہی جائے جس کا اصل مقصد کچھ ہو اور ظاہر کچھ اور ہو۔ مثال
سر پر رکھا علامہ سردار حق شناس پہنی قبائے پاک رسولِ فلک اساس
حزۃ کی ڈھال، تیغ شہ لافٹی کی تھی بر میں زرہ جناب رسولِ خدا کی تھی
(یہاں امام حسینؑ یہ بتا رہے تھے کہ وہ پیغمبر اسلامؐ کے نمائندے اور سچے جانشین ہیں)
(39) ذولسانین۔ لغوی معنی دو زبانوں والا۔ لیکن اصطلاح میں ایسے شعر کو کہتے ہیں جو دو زبانوں میں ہوتا ہے۔

مثال قربان صنعتِ قلم آفرید گار
تھی ہر ورق سے صنعتِ ترصیع آشکار

(شعر میں پہلا مصرعہ فارسی میں اور دوسرا مصرعہ اردو میں ہے)

(40) مزادجہ۔ شعر میں دو معنی بطور شرط و جزا کے دونوں مصرعوں میں ظاہر کئے جائیں۔ اس طرح کے جوامر پہلے مصرع میں بیان کیا جاتا ہے وہ تبدیل الفاظ کے ساتھ دوسرے مصرع میں بیان کیا جاوے۔

مثال نخوت سے جو کوئی پیش آیا
کج اپنی کلاوہ ہم نے کر لی

(41) ترجمہ (Translation) کسی شعر کا ایک زبان سے دوسری زبان میں ترجمہ کرنا۔

مثال میں غالب کا شعر درج کیا جاتا ہے۔

بوئے گل، نالہ دل دود چراغِ محفل

جو تری بزم سے نکلا سو پریشاں نکلا

اصل میں یہ بیدل کے شعر کا ترجمہ ہے۔

بوئے گل، نالہ دل، دود چراغِ محفل

ہر کہ از بزم تو برخاست پریشان برخاست

(42) ترجمہ اللفظ۔ ایک لفظ کے بعد جو دوسرا لفظ آتا ہے وہ دوسری زبان میں اس کا ترجمہ ہوتا ہے۔

مثال ایک اک نے زیب جسم کیا فاخرہ لباس

(”ایک“ ہندی کا ترجمہ فارسی میں ”اک“ ہے)

(43) نعر۔ اس کو چیستان بھی کہتے ہیں۔ اس میں علامات خصوصیات اور صفات کے ذریعہ کسی چیز کو پہچانا جاتا ہے۔

مثال فارسی بولی آئی تا ترکی ڈھونڈھی پائی تا

ہندی کہوں عاری آئے خسرو کہے کوئی نہ پائے

(آئینہ کی پیلی)

صنائع لفظی اور اس کی قسمیں

مصحح = اُس کلام کو کہتے ہیں جس کے مصرعوں کے آخری لفظ برابر ہوں۔ اس کی دو قسمیں ہیں۔

۱۔ مصحح متوازی = اس میں مصرعوں کے آخری لفظ وزن، عدد اور حروف روی میں برابر ہوں۔ مثلاً گل۔ مل۔ قلم۔ رقم

مثال = آخر ہے رات حمد و ثنائے خدا کرو = اٹھو فریضہ سحری کو ادا کرو (خدا۔ ادا)

(2) مصحح مطرف = اس میں مصرعوں کے آخری لفظ روی میں متفق اور وزن میں مختلف ہو جیسے تحریر۔ صریر

مثال چہرہ خوشی سے سرخ ہے زہرا کے لال کا گزری شب فراق دن آیا وصال کا

ترصیع۔ دونوں مصرعوں کے الفاظ علی الترتیب ایک دوسرے کے ہم وزن ہونے کو ترصیع کہتے ہیں۔ بعضوں کا

قول ہے کہ ترصیع کے لئے الفاظ ہم وزن ہونے کے ساتھ ساتھ ہم قافیہ بھی ہوں۔ ترصیع کے معنی ہیں جواہرات

جڑنا۔ عبارت میں جب دو فقرے یا دو جملے ایسے لائے جائیں کہ ایک کے الفاظ ترتیب دار اور دوسرے کے لفظوں

کے ہم قافیہ ہوں۔ تو اس میں ترصیع کی صنعت ہوتی ہے۔ جو عیارت اس صنعت سے لکھی جائے اُسے مرصع کہتے

ہیں۔ انیس نے ترصیع کا ذکر ایک شعر میں اس طرح کیا ہے

قربان، صنعتِ قلم آفریدگار تھی ہر ورق سے صنعت ترصیع آشکار

وحید یگانہ ریاضت میں تھے جنید زمانہ عبادت میں تھے

(3) ترصیع مع التجنیس۔ جب ہم وزن الفاظ میں رعایت تجنیس کی بھی ہو۔ یعنی مصرعہ ثانی میں وہی الفاظ

دہرائے جائیں جو مصرعہ اول میں تھے لیکن ان کے معنی مختلف ہوں۔



مثال خواہاں تھے زہر گلشن زہرا جو آب کے شبنم نے بھر دیے تھے کٹورے گلاب کے
تجنیس خطی = تجنیس کے دونوں لفظوں کی ظاہری شکل ایک سی ہو مگر لفظوں حرکات و سکنات اور انواع کے لحاظ سے
انظ بدل جائے۔ جیسے عسرت، عشرت (مثال)

بچے سے ملتفت تھے شہ آسماں سریر تھا اس طرف کہیں میں بن کاہل شریر
(اس مصرعہ میں سریر اور شریر تجنیس خطی ہیں)

تجنیس محرف: تجنیس کے دونوں لفظوں میں مشابہت ہو لیکن حرکات و سکنات میں فرق ہو۔ جیسے گلے۔
گلے، علم، علم، ادھر ادھر

مثال جنگل میں چھپتے پھرتے تھے طائیر ادھر ادھر
تجنیس ناقص و زائد۔ اگر تجنیس کے کلموں میں سے ایک کلمہ میں ایک حرف زیادہ ہو تو اسے تجنیس زائد کہتے ہیں۔
مثلاً قامت، قیامت۔ یہ حرف اضافی لفظ کے اول، اوسط یا آخر میں ہو سکتا ہے۔ جیسے سارے اور ستارے اس شعر میں
جو ہر بدن کے خُسن سے سارے چمک گئے حلقے تھے جتنے اتنے ستارے چمک گئے
تجنیس مذیل: جب دو تجنیسی لفظوں میں ایک لفظ کے آخر میں دو حرف زیادہ ہوں۔ ذات اور کائنات اس شعر میں
غالب کیا خدا نے تجھے کائنات پر بس خاتمہ جہاد کا ہے تیری ذات پر
چاہوں تو سلسبیل کو دم میں کروں سبیل (سلسبیل بہشت میں ایک چشمہ ہے)
تجنیس زائد: انیس کے ذیل کے مصرعے میں یہ صنعت پائی جاتی ہے۔
جن پر علی لکھا تھا وہی پر سپر ہوئے ”پر“ اور ”سپر“ میں تجنیس زائد ہے
یا یہ شعر دیکھئے:

رتبہ بلند تھا کہ سعادت نشان تھی

ساری سپر میں مہربوت کی شان تھی

تجنیس مضارع بعید المخرج: اس کو تجنیس لاحق بھی کہتے ہیں

یعنی اگر بدلے ہوئے حرف کا مخرج اصلی حرف کے قریب نہ ہو۔ مثلاً اقارب، عقارب، ناز، ساز وغیرہ

مثال غصے میں تھے جو فوج کے سرکش بھرے ہوئے خالی کئے حسین پہ ترکش بھرے ہوئے
سرکش اور ترکش میں س اور ت اور ت بدلا ہوا ہے

تجنیس مکرر۔ اس کو تجنیس مزدوج بھی کہتے ہیں۔ اگر دو الفاظ تجنیس بلا فصل متواتر آئیں اور بعض اوقات ان میں ایک حرف زیادہ اور کم بھی ہو سکتا ہے۔ مثال

منہ کھولے چھتی پھرتی تھیں لیکن ادھر ادھر (ادھر ادھر)

تجنیس قلب۔ تجنیس کے دو کلموں کے حروف میں یکسانیت ہوتی ہے لیکن تلفظ جدا ہوتا ہے۔ یہ دو قسم کا ہوتا ہے۔ (۱)۔ تجنیس قلب کامل: اس میں لفظ الٹنے سے ترتیب یکساں ہو جاتی ہے۔ جیسے ناک کان، روز زور، جنگ گنج،

یار رائے، رات تارا اور بارش اور شراب اس شعر میں ۔

ابھی جھڑ لگا دے بارش کوئی مست بھر کے نعرہ

جو زمیں پہ پھینک مارے قدح شراب الٹا

(ب)۔ تجنیس قلب نامرتب: جب لفظوں میں ترتیب نہ ہو جیسے شکر اور شرک، محروم مرحوم ۔

مثال کمال بحث ہے علم کلام میں رہتی

(۵) تکرار: اس کو تکریر بھی کہتے ہیں۔ دو لفظوں کو جو کتابت اور تلفظ اور معنی میں ایک ہوں اور ان کو مصرعوں یا

شعر میں برابر جمع کرنا۔ یعنی کسی مصرعہ یا شعر میں ایک لفظ کی تکرار کی جائے۔ اس کی سات قسمیں ہیں۔

(۱)۔ تکرار مطلق: کسی شعر میں لفظ تکرر آ جائیں،

مثال ناموس شاہ خیمے میں روتے تھے زار زار

صحرا میں جیسے آئے گھٹا جھوم جھوم کے

وہ چھوٹے چھوٹے ہاتھ وہ گوری کلا نیاں

(ب)۔ تکرار منقبی: اگر مصرعہ میں علاحدہ علاحدہ دو دو لفظ آ جائیں۔

مثال اٹھنا وہ جھوم جھوم کے شاخوں کا بار بار

(ج)۔ تکرار منقبہ: اس میں پہلے مصرعہ کے تکراری الفاظ سے دوسرے مصرعے کے تکراری لفظوں کا تعلق ہو۔

مثال لاکھوں میں ایک نیکس و دلگیر ہائے ہائے

فرزند فاطمہ کی یہ تو قیر ہائے ہائے

(د)۔ تکرار مجزؤ: اس میں لفظ تکرر اس طرح آئے کہ دوسرے لفظ سے معنی میں ایک نیا پہلو پیدا ہو جائے۔ مثال

دیکھیں فضا بہشت کی دل باغ باغ ہو (باغ باغ)

(۵)۔ تکرار بالواسطہ۔ جب دو لفظ مکرر کے درمیان کوئی اور لفظ موجود ہو۔ مثال

وہ جابجا درختوں پہ تسبیح خواں طیور (جابجا جابجا)

(۶)۔ تکرار مکرر۔ جب تکراری لفظ میں دوسرا لفظ پہلے کی تاکید کرے اور معنی زور پیدا کرے۔ مثال

پھولوں سے سبز سبز شجر سرخ پوش تھے

چیونٹی بھی ہاتھ اٹھا کہ یہ کہتی تھی بار بار (سر سبز اور بار بار)

(۷)۔ تکرار حشو۔ جب تکراری لفظ سے شعر کے حسن میں کوئی اضافہ نہ ہو اور بعض اوقات ظرافت کی خاطر ایسا کیا جائے۔

مثال یہ ننھے ننھے بچوں پہ کر رحم اے خدا

عباس مکرر کے پکارے کے آؤ آؤ (ننھے اور آؤ آؤ)

(۸)۔ قلب۔ یہاں دونوں کے حروف ترتیب میں یکساں ہوتے ہیں مگر حروف کی تقدیم و تاخیر میں اس طرح

فرق کر دیا جاتا ہے کہ جو صرف پہلے لفظ میں مقدم ہو دوسرے لفظ میں موخر ہوتا ہے۔ قلب کی پانچ قسمیں ہیں۔

۱۔ مقلوب کل۔ یہاں الفاظ کے تمام حروف علی الترتیب الٹ جائیں۔ جیسے فر فر۔۔ ر فر فر اس مصرعہ میں۔

مثال ذہن دوڑے صورت ر فر فر چلے فر فر زباں

ب۔ مقلوب بعض۔ یہاں الفاظ کے بعض حروف کی ترتیب الٹ جائے۔ جیسے کمال۔ کلام کلام میں

مثال کمال بحث ہے علم کلام میں رہتی

ج۔ مقلوب مستوی۔ یہاں پورا لفظ، پورا فقرہ، پورا مصرعہ یا پورا شعر الٹ جائے تو پھر وہی لفظ مصرعہ یا شعر

پڑھا جائے ذیل کے مصرعہ میں باب کو انیس تو باب ہی رہے گا۔

خود ہو گئے فلک پہ اجابت کے باب وا

مقلوب خنج۔ یہاں پر مقلوب الفاظ شعر کے دونوں کناروں پر ہوتے ہیں۔ جیسے ریم میر یارائے اور یار

مثال۔ رائے روشن کہاں جو خاک ہو دل حال پر میرے رحم کر اے یار

مقلوب مکرر۔ اگر دو لفظ مقلوب علی الترتیب پاس پاس آئیں اور ان کے درمیان حرف عطف کے سوا کوئی

فاصلہ نہ ہو تو اسے مقلوب مکرر کہتے ہیں جیسے تار۔ رات، مصرعہ۔ آنسوؤں کا آنکھ سے اک دم نہ ٹوٹا تار رات۔

رد العجز۔ دوسرے مصرعہ کے دوسرے ٹکڑے کی تکرار کو کہتے ہیں۔ اس کی چار قسمیں ہیں۔

(۱)۔ رد العجز علی الصدر۔ جو لفظ عجز میں آئے وہی صدر میں آئے اس کی چار قسمیں ہیں۔

(ب)۔ رد العجز علی العروض۔ جو لفظ عجز میں آئے وہی عروض میں آئے۔ اس کی چار قسمیں ہیں۔

(ج)۔ رد العجز علی الحشو۔ جو لفظ عجز میں آئے وہی حشو میں آئے۔ اس کی چار قسمیں ہیں۔

(د)۔ رد العجز علی الابتداء۔ جو لفظ عجز میں آئے وہی ابتدا میں آئے۔ اس کی چار قسمیں ہیں۔

۱۔ رد العجز علی الصدر مع التجنيس۔

پیر و مرشد خلق کا پیدا ہوا خوش ہر اک طفل و جوان و پیر ہے
تھم کر ہوا چلی فرس خوش قدم بڑھا جوں جوں وہ سوائے دشت بڑھا اور دم بڑھا
رد العجز علی الصدر مع التکرار۔

اے حسین یوں کہ عقاب آئے جس طرح

آہو پہ شیر شرزہ غاب آئے جس طرح

(یہاں آئے کی تکرار ہے)

رد العجز علی الصدر مع الاشتقاق۔

مفرح اپنے شفاخانہ عنایت ہے

شباب بھیج کہ انشا کو جلد ہو تفریح (مفرح اور تفریح)

رد العجز علی الصدر مع شبه الاشتقاق

مثال پر کالہ سپر جو ادھر اور ادھر اڑے

روح الامیں نے صاف یہ جانا کہ پر اڑے

مثال ہر چند مچھلیاں تھیں زرہ پوش سر بسر

منہ کھولے چھتی پھرتی تھیں لیکن ادھر ادھر (ادھر اور ادھر)

رد العجز علی العروض مع التکرار

مثال خواہاں تھے زہر گلشن زہراً جو آب کے

شبنم نے بھردئے تھے کنورے گلاب کے

(آب اور گلاب صورتاً ایک اور معنایں مختلف ہیں)

رد العجز علی العروض مع الاشتقاق: مثال

مضطرب برق سے نہ ہو یوں حال بادلوں سے جو اس کا تھا احوال (سودا)
رد العجز علی العروض مع شبه الاشتقاق۔

تیغ شقی نے ڈھال پہ مارا تو پٹ پڑا
ضربت پڑی کہ گنبد دوار پھٹ پڑا
رد العجز علی الحشوم لتجنیس:

مثال تیغ خزاں تھی گلشن ہستی سے کیا اُسے (اس میں ہستی اور ہستی)
گھر جس کا خود اجڑ گیا ہستی سے گیا اُسے
رد العجز علی الحشوم الکمرار

مثال مہتاب سے شعاع جدا، گل سے بوجدا
سینے میں دم جدا، رگ جان سے لہو جدا
رد العجز علی الحشوم الاشتقاق

مثال طاقت دکھادی شیروں نے زینب کے شیر کی
رد العجز علی الحشوم شبه الاشتقاق
مثال عین الکمال سے تجھے بچے خدا بچائے
رد العجز علی الابتداء مع التجنیس۔

مثال لے لی ترائی تیغوں کی موجوں کو چیر کے
رد العجز علی الابتداء مع الکمرار۔

مثال پانی میں آگ آگ میں پانی خدا کی شان
عالم پسند بند ہیں سلطان پسند بند
رد العجز علی الابتداء مع الاشتقاق۔

مثال مقتل میں ہو سکا نہ گزارا گزر گئے
دولہا نے سوکھی ہوگی نہ ایسی دلہن کی بو
رد العجز علی الابتداء مع شبه الاشتقاق۔ مثال

سیر پہ جس نے ہاتھ رکھا تن پر سر نہ تھا
گردوں میں مثل شیشہ ساعت بھری تھی گرد

اشتقاق۔ کلام میں ایسے الفاظ لائیں جو ایک ہی مادے سے مشتق ہوں اور ان لفظوں میں (Alliteration) میں اصل لفظ کے حروف کی ترتیب بھی قائم رہے اور اصل میں جو معنی ہوں اس سے بھی موافقت ہو۔

مثال تھی چار سمت دھوم گریزا گریز کی (گریزا گریز)

اس کی ضیا تھی خاک پر ضو اس کی عرش پر (ضیا۔ضو)

بے سر ہوئے پروں میں سران سپاہ شام (سر۔سران)

شبہ اشتقاق۔ کلام میں ایسے لفظ آئیں جو بظاہر اشتقاق کی نوعیت رکھتے ہوں یعنی ایک ہی مادے سے معلوم ہوتے ہوں اور ان میں اصل لفظ کے حروف کی کچھ ترتیب بھی قائم رہے مگر حقیقت میں ایسا نہ ہو۔

مثال غلام کے دل میں جن کی غلامی کی آرزو (غلاماں۔غلامی)

مینا کیا تھا وادی مینو اساس پر (مینا۔مینو)

خواہاں تھے زہر گلشن زہرا جو آب کے (زہر۔زہرا)

لڑوم مالا یلزم: جب شاعر چند امور کو اپنے اوپر لازم کر لے حالانکہ اُس کا لڑوم ضروری نہ ہو اس صنعت کو التزام، تضمن اور اعنات بھی کہتے ہیں۔ اس کی کئی صورتیں ہیں۔ صرف تین مثالیں پیش کرتے ہیں۔

(۱) قافیہ کے حروف روی سے پہلے کسی خاص حروف یا حروف کا التزام کر لے۔ مثال (انشا)

اب کی یہ سردی پڑی ہر ایک تارا جم گیا

کاسہ چرخ بریں سارا کا سارا جم گیا

اس ساری غزل میں انشا نے روی الف کے آگے ایک الف کا سین اور دخل کو لازم کر دیا ہے۔

(ب) اشعار میں حرف جچی کے کسی خاص حرف یا حروف کو لایا جایا ترک کیا جائے۔

وائے نصیب ایک شب اس سے ہوئے نہ آہ ہم

دست بہ دست لب بہ لب سینہ بہ سینہ روبرو

اس میں ”ب“ کو لازم کر دیا گیا۔

اس کی مثال غیر منقوط بھی ہو سکتی ہے جس میں نقطہ دار حروف ترک کئے جائیں اور منقوط میں حرف نقطہ دار

حروف شمار کئے جاتے ہیں۔

(ج) اشعار میں کوئی خاص لفظ یا کئی مخصوص الفاظ لانے کا التزام ہو۔

یہاں اس شعر میں آتش۔ آب۔ خاک اور باد الفاظ لازم کیے گئے۔

نوع بشر میں تھے نہاں آتش و باد و آب و خاک

عشق نے کر دیے عیاں آتش و باد و آب و خاک

ایداً: ممدوح کی تعریف میں ایسے الفاظ لانا کہ اُن سے اس کا نام نکل آئے۔

کیا وزیر جس کو سعادت علی نے دی

برہان الملک الشجع منصور و محتشم

ابو ظفر شہہ والا گھر بہادر شاہ

سراج دین بنی سایہ خدائے قدیر

مقطع: ایسا مصرعہ یا شعر جس میں کوئی حرف ملا کر نہ لکھا جائے۔

مثال۔ وہ اور آواز درد دل

تثاری: کوئی فقرہ یا مصرعہ یا پورا شعر اس طرح کا لکھا جائے کہ اس کے سب یا زیادہ تر حروف دہانے کی شکل

میں لکھے جائیں۔ مثال

سب سمیتے ہیں یاں سینے سے

سب سمیں گے جب شہہ ابراہم

متابع: لغت میں یہ لفظ پے در پے کے معنی میں آتا ہے۔ جب کسی شعر میں بات میں سے بات نکالی جائے اور

ایک کی متابعت میں دوسرا لفظ آئے۔ جیسے

برجھی تھی دل کو فتح کے باجوں کی دھوم دھام

خیفا: یہاں کلام میں ایک کلمہ منقوط اور دوسرا غیر منقوط ہوتا ہے۔ یعنی ایک لفظ کے تمام حروف نقطہ دار اور

دوسرے لفظ کے تمام حروف نقطہ کے ہوتے ہیں۔

ع جبین لامع زینت حصول جشن مرام

علم بنیش دہد بہین دل را

روح جنبش دہد نہیں گلِ را

فوق النقاط: وہ کلام جس میں ایسے نقطہ دار حروف ہوں جن کے نقطے اوپر لکھے جائیں۔ شعر ے

مانگا کاغذ دوات خامہ

لکھا اس طرح کا وہ نامہ

تحت النقاط: وہ کلام جس میں ایسے نقطہ دار حروف استعمال ہوں جن کے نقطے نیچے لکھے جائیں۔ شعر

پیچھا کئے اُس پری کا آیا

لیلیٰ کے پیچھے جیسے سایا

جب مُسکرائے پھولوں کی کلیاں بکس گئیں (مرثیہ)

موصول: وہ کلام ہے جس میں سب لفظ ملا کر لکھے جائے ہیں۔ اس کی کئی قسمیں ہیں۔ جیسے دو حرفی سہ حرفی چار حرفی وغیرہ وغیرہ۔ دو حرفی۔

غمِ فرقت سے کوفت ہے جی پر

ہم سے غافل ہے تو بتِ کافر

سہ حرفی

ظلم ظلم کیا کیا جفا کیا کیا ہیں

عشق میں ابھی بلائیں کیا کیا ہیں

چار حرفی

چپکے چپکے کبھی مجھے کہنا

ہم پہ کیسا پھبا کبھی گہنا

قطع الحروف: اس کو حذف حرفی بھی کہتے ہیں۔ اس صنعت میں تمام غزل میں

شاعر کسی حرف کو بالکل استعمال نہیں کرتا۔ جیسے اس غزل میں حرف (ب) استعمال نہیں ہوا ہے۔

گروہ دل کو مرے سنواریں گے

جان کو صدقے ہم اُتاریں گے

مبادلۃ الراءسین: اگر شعر کے آخری الفاظ کا پہلا حرف بدل دیا جائے جیسا کہ اس شعر میں ہے۔

اگر حق نے بخشی ہے عقل نجیب
تو سن مجھ سے یہ ایک نقل عجیب

عقل، نقل، نجیب اور عجیب میں صرف پہلا حرف بدل کر لفظ بدلا گیا ہے۔

براعنہ الاستہال: اس کو سحر حلال بھی کہتے ہیں۔ اس صنعت میں شاعر اول قصیدہ یا مثنوی یا کتاب وغیرہ میں ایسے الفاظ لاتا ہے جس سے معلوم ہو جاتا ہے کہ مضمون اور بیان نظم میں کیا ہوگا۔ جیسے گلزارِ نسیم میں ہے

پایا جو سفید چشم صفا
یوں میل قلم نے سرمہ کھینچا
بنام شاہد نازک خیالاں
عزیز خاطر آشفۃ حالاں

مصحف: یہاں نقطوں کو بدلنے سے لفظ دوسرا ہو جاتا ہے جیسے توشہ کے نقطوں کو بدل کر بوسہ کر سکتے ہیں۔
تزلزل: اس صنعت میں تبدیلی حرکت سے لفظ کے معنی بدل جائیں اور مدح کی جگہ مذمت ہو جائے اس شعر میں آخر سے آخر بن گیا ہے (خر سے مراد گدھے کی ہے)

میری جانب کو کر گذر آخر
میں بھی تیرا ہوں طالب دیدار
محاذا: یہاں ایک مصرع کے آخر میں جو لفظ آئے وہی دوسرے مصرع کے اول میں آتا ہے۔
فرہاد کو شیریں جو آئی یاد
منقوٹا: وہ کلام جس کے تمام حروف نقطہ دار ہوں

بخنش فیض بنی زین جشن
جنش غیظ نبینی زین جشن

غیر منقوٹ: اس کو مہلہ کہتے ہیں۔ اس کلام میں سب حروف بغیر نقطہ کے ہوتے ہیں۔ میر انیس کا ایک بند پیش کیا جاتا ہے۔

سردار ام محرم اسرار محمد
مہر اسد اللہ کا دلدار محمد

دلدار و دل آرام و مدگار محمد
 ممدوح ملک مالک سرکار محمد
 سرور کہو اسلام کا اس مالک کل کو
 آرام دو اک دم دل سردار رسل کو (میر انیس)
 رقطا: مصرعہ شاعر کے ہر کلمہ میں ایک صرف نقطہ دار اور ایک صرف بے نقطہ ہو
 شہ بلند نسب اب مجھے کبھی دیوے
 زلف سیہ تو جان من دزدیدی
 ای دزد ندیدم چو تو جان دزدیدی
 جامع الحروف: وہ شعر جس میں سب حروف تہجی موجود ہوں۔ فارسی کا شعر جو عربی حروف تہجی پر مشتمل ہے۔
 این جنابا الغیاث ای کافر ترسا لقب
 لذت صد حظ مریض عشق تو بردار خطب
 توشیح: مصرعوں یا شعر کے حروف اولین سے کوئی عبارت، لفظ یا نام نکلتا ہے جس طرح ”چھوٹے لعل“ ان
 اشعار کے اولین حرفوں کو ملانے سے نکلتا ہے۔

ج۔ چشم نے تیری مجھے لوٹ لیا اے دلدار
 ہ۔ ہے بُرا حال مرا دیکھ ادھر کو اے یار
 و۔ وعدہ وصل کسی روز تو پورا کر دے
 ث۔ ٹالے بالے میں گزارے گا کہاں تک ہر بار
 ی۔ یا خدا کون سا جادو کیا مجھ پر اُس نے
 ل۔ لے گیا چھین کے مجھ سے خرد و صبر و قرار
 ع۔ عشق میں تیرے ہوا سحر کا یہ حال زبون
 ل۔ لب شرین سے نہ پوچھا کبھی حال دل زار

مُتَلَوْنَ (Variegated) لغوی معنی رنگ بدلنے والا۔ اصطلاح میں اس نظم کو کہتے ہیں جو دو یا دو سے زیادہ بحروں
 میں پڑھی جائے۔ جیسے۔ شرر کی غزل چار بحروں میں پڑھی اور تقطیع کی جاسکتی ہے۔

- 1- بحر رمل مُسنَد فاعلاتن فاعلاتن فاعلات
 - 2- بحر رمل مُسنَد مخبون: فاعلاتن فاعلاتن فاعلات
 - 3- بحر خفیف مخبون مقصور مشعب: فاعلاتن مفاعِلن فاعِلان
 - 4- بحر سربیع مطوی موقوف: مُتعلِن مُتعلِن فاعلات
- ایک غزل کا مطلع دیکھئے:

ضعف سے پاؤں پہ سر آئی گیا
 ہو گئے نالوں سے ہم اپنے بتاہ
 اسی طرح جاتی کا یہ شعری رمل، بحر ہزج اور بحر خجست مشن مخبون میں پڑھا جاسکتا ہے۔
 لب تو جام لو لو خط تو مرکز لالہ
 شب تو حاصل کو کب مہ تو با خط ہالہ
 ترائف: اس کو توافق بھی کہتے ہیں۔ کلام میں چار مصرعے اس طرح کہیں جائیں کہ جس مصرع کو چاہیں اُس کو پہلایا دوسرا یا تیسرا یا چوتھا قرار دیں۔ اشعار صحیح اور با معنی رہینگے جیسا کہ ان چار مصرعوں میں ہے۔
 بھینا سلام کرتی ہے خواہر جواب دو
 چلا رہی ہے دختر حیدر جواب دو
 سوکھی زبان ہے بہر مہمیز جواب دو
 کیوں کر جنے گی زینب مضطر جواب دو
 واسع الشغنین: جس کے پڑھنے سے لب سے لب نہ ملے۔ نظیر اکبر آبادی کی ایک پوری غزل اسی صنعت میں ہے
 آیا نہیں جو کر کر اقرار ہنتے ہنتے
 جل دے گیا ہے شاید عیار ہنتے ہنتے
 واصل الشغنین: جس کے پڑھنے سے ہر کلمہ میں لب سے لب ملے۔ جیسے اس فارسی مصرعہ میں
 بے بوی موے مہ ما مویم
 اس کے علاوہ غیر معروف صنعتوں میں قلب اللسانین، اربعۃ الاحرف جو اردو میں معروف نہیں طوالت کے پیش نظر بیان کرنے سے گریز کریں گے۔

ضلع جگت: ایسے الفاظ جن میں معنوی ربط نہ ہو لیکن ان کا تلفظ ملایا تلازمہ ایسا ہو کہ معنوی ربط کا دھوکہ ہو۔
(ضلع کا تعلق بولنے سے ہے اور جگت کا تعلق لکھنے سے ہے)

مثال پانی کنوئیں میں اتر اٹھا سائے کی چاہ سے (انیس)
شامی کباب ہو کے پسند قضا ہوئے (دبیر)

صنعت قافیہ معمولہ۔ قافیہ معمولہ میں حروفِ ردی کے تعین میں اشتباہ ہوتا ہے جیسے بوستان میں (واؤ) اور
دوستان میں (ت) ردی ہے۔ اُمّی شیرازی نے مثنوی ”سحر حلال“ اور اردو میں مفتی میر عباس نے ”مثنوی مرصع“
میں قافیہ معمولہ کا التزام کیا ہے۔ نظم طباطبائی اس کو صنعت نہیں بلکہ فصاحت کا عیب سمجھتے ہیں۔

صنعت رد العجز علی الصدر: اس صنعت میں پہلا مصرعہ جن لفظوں پر تمام ہوتا ہے دوسرا مصرعہ انہی الفاظ سے
شروع ہوتا ہے۔ ذیل کے اشعار سے یہ صنعت واضح ہے۔

کیا نظم ہو اس ساعقہ کی شعلہ فشانی کی شعلہ فشانی تو وہ تباری ہوئے پانی
تاری ہوئے پانی تو چھٹی منزل فانی فانی ہوئے اور خاک رہ مرگ کی چھانی
چھانی ستم آرا نے جو وہ خاک اجل کی

وہ خاک اجل کی اے صیقل ہوئی پھل کی
صیقل ہوئی پھل کی وہ تھی خور کی چمک پر تھی خور کی چمک پر تو وہ تھی اوج فلک پر
تھی اوج فلک پر تو وہ تھی بال ملک پر تھی بال ملک پر تو وہ محشر کی کمک پر
محشر کی کمک پر تھی تو آفت تھی بلا تھی
آفت تھی بلا تھی تو وہ مانند قضا تھی

تقلیب: یہاں شعر کے پہلے مصرعے کے دونوں ٹکڑوں کو پلٹ دیں تو دوسرا مصرعہ بن جاتا ہے جیسے دکنی کا یہ شعر
مجھ سے گیا ماومن دیکھ کر تیرے نین
دیکھ کے تیرے نین مجھ سے گیا ماومن
معرب: کسی شعری عبارت میں کسی خاص اعراب کا التزام کرنا۔ یعنی اگر زبر ہو تو سب پر زبر اسی طرح سے زیر
اور پیش کے لئے۔

ضلّضل و سُنبل نُبل و بَلبل

مجھ کو جو ہوں حصولِ خوب ہو یار
نظم النثر۔ کوئی شعر یا نظم اس طرح سے ترتیب دینا کہ وہ نثر اور نظم دونوں میں پڑھا جاسکے۔ یہ صنعت امیر خسرو
کی ایجاد ہے مثال۔

جان اہل نیاز بندہ نواز بعد تعظیم اور عجز و نیاز
حال سے اپنے مطلع کیجئے اور جلدی مری خبر لیجئے
(رقعہ غلام امام شہید)

دورو۔ یہ بھی امیر خسرو کی صنعت ہے۔ یعنی یہاں نقطوں کے رد و بدل سے شعر دو زبانوں میں پڑھا جائے۔

رسیدی بدیدی مرادی بخوائی
زمانی بمانی بہ یاری بثنائی
رشیدی ندیدی مرادی نجائی
امانی بپاس بتاری ننائی

قطار البصیر۔ اس کے لغوی معنی اونٹوں کی قطار کے ہیں۔ یہاں شعر میں مصرع اول کا آخری لفظ وہی ہوتا ہے جو
مصرع ثانی کا لفظ اول ہو۔

جھیلوں سے چار پائے نہ اٹھتے تھے تا بہ شام مسکن میں مچھلیوں کے سمندر کا تھا مقام
پانی کا دام ودد کو پلانا ثواب تھا اک ابنِ فاطمہ کے لئے قحط آب تھا
تفریع۔ جب کسی شعر کے پہلے مصرعے کے پہلے کلمے کا آخری حرف دوسرے مصرعے کے آخری کلمے
کے آخری حرف کے موافق ہو۔ مثال

سرخ اڑی تھی پھولوں سے سبزی گیاہ سے پانی کنوؤں میں اترتا تھا سائے کی چاہ سے
توسیم اس کے لغوی معنی ”نشان کرنا“ ہے۔ یہاں قافیہ میں ممدوح کا نام آتا ہے
دنیا کی زیب زینت کا شانہ بتول
دریا کو خاک جانتا ہے ابنِ بوترا ب

مخدوف: اگر کسی شعر کے دونوں مصرعوں کے اول یا آخر سے کچھ لفظ کم کردئے جائیں تو شعر ناموزوں نہ ہوگا

بلکہ اس کی بحر بدل جائے گی۔ مثال

لاکھوں میں ایک بے کس و دل گیر ہائے ہائے فرزند فاطمہ کی یہ تو قبر ہائے ہائے
بھالے وہ اور پہلوئے شیر ہائے ہائے وہ زہر میں بجھائے ہوئے تیر ہائے ہائے
مجھ کو رسوا نہ کر اے آفت جاں بہر خدا بندہ تیرا ہوں میں کر رحم میاں بہر خدا
اس میں کیا فائدہ گر مجھ کو کیا تو نے قتل کچھ بھی انصاف کراے سرورواں بہر خدا
اگر پہلے مصرعے سے مجھ کو، دوسرے سے بندہ تیرے اس میں اور چوتھے سے کچھ بھی نکال دیں تو بھی وزن
باقی رہے گا۔

تضمن المردود۔ جب کسی شعر میں قوافی کے علاوہ کچھ اور الفاظ بھی ہم قافیہ لائے جائیں۔
مارا جو ہاتھ پاؤں جما کر رکاب پر بجلی گری شقی کے سر پر عتاب پر
سج سر پر لگائی تیغ کہ شق ہو گئی جبین
پردہ الٹ کے بنت علی نکلی ننگے سر لرزاں قدم، خمیدہ کمر، غرق خوں جگر
ہاں غازیو یہ دن ہے جدال و قتال کا
ذوقاخنیں (ذوالقافین)۔ اس کو ذوالقوافی بھی کہتے ہیں۔ جب ایک شعر میں دو یا زیادہ قافیے آئیں۔ اس کی
کئی قسمیں ہیں۔

(۱) جب دو قافیے آئیں۔ مثال

شانے محاسنوں میں کئے سب نے بے ہراس
باندھے عمامے آئے امام زماں کے پاس
ہر چند مچھلیاں تھیں زرہ پوش سر بسر
منہ کھولے چھتی پھرتی تھیں لیکن ادھر ادھر

(ب) جب تین قافیے آئیں۔

سو کھے لبوں پہ حمد الہی رخوں پہ نور خوف و ہراس ورنج و کدورت دلوں سے دور
بازار بند ہو گیا جھنڈے اکھڑ گئے فوجیں ہوئیں تباہ محلے اُجڑ گئے
(ج) ذوالقافین مع الحاجب۔ جب دو قافیوں کے درمیان حاجب ہو (ایک ردیف ہو)

دو کر کے خود زین پہ جوشن سے آگئی کھنچتی ہوئی زمین پہ تو سن سے آگئی
مضمون صفات قد کا قیامت سے لڑ گیا
قامت کے آگے سرو خجالت سے گڑ گیا
افراد۔ لغوی معنی میں تنہا کو کہتے ہیں۔ جب شاعر شعر کے آخر میں لفظ کے حروف علاحدہ علاحدہ لکھے۔ مثال
کے طور پر انشا۔

رہے گا چار سو ستر برس اتنا زمانے میں
کہ اس پر سچ رہا ہے ع د ش ق کا جوڑا
یہاں تینوں حروف (ع، ش، ق) کو عین ش قاف پڑھنا ہوگا (ع۔ ۷۰، ش۔ ۳۰۰، ق۔ ۱۰۰ = ۴۷۰)
تسبیح الصفات کسی شخص یا کسی چیز کا ذکر اس کی صفات کے ساتھ کیا جائے خواہ یہ صفات خوبی کی ہوں یا برائی
کی۔ یعنی ایک موصوف کی کئی صفتوں کو شعر میں لانا۔ مثال۔
فیاض، حق شناس، اولوالعزم، ذی شعور خوش فکر، بذلہ سنج، ہنر پرور وغیر
(شعر میں انیس نے امام حسین کے رفقاء کی آٹھ صفتیں بیان کی ہیں)
دوسری جگہ گھوڑے کی تعریف میں آٹھ صفتیں دکھائی ہیں۔
خوش خو، خوش خرام، خوش اندام، خوش لگام گل پوش دتیز ہوش دمن گوش و سرخ نام
ذیل کا شعر بھی قابل ذکر ہے۔ دیکھئے دشمن کے لئے کیسے الفاظ استعمال کئے ہیں۔
روئیں تن و سیاہ دروں، آہنی کمر بدکار و بدشعار دستگار و پر دغل
شعر میں دشمن کی سات برائیاں نظم کی گئی ہیں۔
سیاق الاعداد: کسی شعر میں عددوں کو لایا جائے۔ اس کی تین قسمیں ہیں
(ا) شعر میں عدد ترتیب کے ساتھ ہوں: مثال
لڑکے وہ سات اٹھ سہی قدمن عذار گیسو کسی کے چہرے پہ دو اور کسی کے چار
(ب) شعر میں عدد بغیر ترتیب کے ہوں: مثال:
کرتا تھا ایک دارنہ دس سے نہ پانچ سے
(ج) چند عددوں کا ذکر کر کے مجموعہ بنادیں:

مثال شملے کے دوسرے جو چھٹے تھے بہ صدوقار
ثابت یہ تھا کہ دوش پہ گئیو پڑے ہیں چار
(۵۲) دو بخنہ۔ دو باتوں کا ایک جواب دینا دو خنہ کہلاتا ہے۔

مثال۔ مخبر یہ پیک پیک پر مرکز عس گرے
طائیر ہوا میں محو ہرن سبزہ زار میں

سلب و ایجاد۔ کلام میں ایک شے کی نفی ایک وجہ سے اور اس کا اثبات دوسری وجہ سے ہو۔
وہ حق نہ تھی کفر پرستی سے کیا اُسے جو آپ سر بلند ہو پستی سے کیا اُسے
علم بدائع یعنی ضائع معنوی و لفظی میر انیس کے کلام کے حسن کو بڑھاتے ہیں۔ نظم طباطبائی ضائع و بدائع لفظی و
معنوی کو قول فیصل کی طرح زبور کلام سمجھتے ہیں۔ میر انیس نے جب شعر و ادب کی مملکت میں قدم رکھا اُس وقت اس
میں ضائع لفظی کا سکہ چل رہا تھا۔ میر انیس فطری شاعر تھے اور شاعری کی ہر ادا انہیں پسند تھی اگرچہ رغبت صرف بدائی
شیر پر تھی۔ بتلی لکھتے ہیں جب کسی شخص نے میر انیس سے رعایت لفظی کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے فرمایا ”کیا
کروں آخر لکھنؤ میں رہتا ہوں۔“ شاید میر انیس جانتے تھے کہ آئینہ دوران کو صرف مرثیہ گو، یا مرثیہ کا سردار کہہ کر
شاعری کی بزم سے جدا کر دے اس لئے وہ اپنے زمانے کے اساتذہ سخن کے سامنے اپنی شاعری کی مہارت دکھا کر
تاریخ کے اوراق پر مستند کرنا چاہتے تھے اسی لئے جب صفت شمشیر بیان کرتے ہوئے اس مقام پر پہنچے۔
اشراف کا بناؤ رئیسوں کی شان ہے شاہوں کی آبرو ہے سپاہی کی جان ہے
تو خواجہ آتش نیم قد آدم کھڑے ہو کر کہنے لگے ”بہر علی کون! بے وقوف کہتا ہے تم محض مرثیہ گو ہو۔ واللہ باللہ تم
شاعر گر ہو اور شاعری کا مقدس تاج تمہارے سر کے لئے موزوں ہے“
انیسیات کے علما نے صنائع و بدائع کے متعلق خود انیس کا خیال ظاہر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ان کے نزدیک
صنائع و بدائع عروس سخن کا زیور ہیں۔ ان سے اس کی دلکشی میں اضافہ ہوتا ہے اس لئے صنعتوں کو ہمیشہ اس غایت کا
پابند رہنا چاہیے۔ اگر صنائع لفظی یا معنوی اس غایت کو پورا کرنے کے بجائے مقصود بالذات ہو جائیں تو انیس کے
نزدیک وہ کلام کا عیب ہیں۔

حافظ شیرازی نے کہا تھا۔

آں را کہ خوانی استاد گر بگمری بہ تحقیق
صنعت گراست لقا شعر رواں ندارد

بارہواں باب

فہرست کامل

اس مرثیے میں کل (9517) نو ہزار پانچ سو سترہ الفاظ تکرار کے ساتھ استعمال ہوئے ہیں۔ ہم نے ان لفظوں کو صرف تین گروہ یعنی عربی، فارسی اور اردو میں تقسیم کیا۔ اردو چونکہ ہندی نژاد ہے اور ہندی الفاظ میں پوربی پنجابی الفاظ بھی شامل ہیں اس لئے اردو اور ہندی میں لفظوں کو مزید تقسیم نہیں کیا۔ اس کے علاوہ مختلف زبانوں کے وہ الفاظ جو کثرت استعمال سے اردو کے الفاظ ہو گئے ہیں ان کو بھی اردو کے کثکول میں رکھا جن میں سنسکرت، انگریزی، ترکی، عبرانی، سریانی، یونانی، پرگالی، لاطینی، فرنج، پالی، برہمنی، مالا باری، ہسپانوی شامل ہیں۔ دیگر مختلف زبانوں کے الفاظ کی تعداد بہت کم ہے جس کا اندازہ مرحوم سید احمد دہلوی کی مشہور لغات ”فرہنگ آصفیہ“ کے جدول پر نظر ڈالنے سے ہوتا ہے۔

54009	تمام الفاظ مندرجہ فرہنگ آصفیہ
21644	ہندی الفاظ جن میں پنجابی اور پوربی لفظ شامل ہیں
17505	اردو الفاظ (جو دوسری زبانوں کے الفاظ سے بنے ہیں)
7584	عربی الفاظ
6041	فارسی الفاظ
554	سنسکرت
500	انگریزی
181	باقی تمام زبانیں

فرہنگ آصفیہ کے جدول سے یہ بات ثابت نہیں کی جاسکتی کہ ہر نثر و نظم میں الفاظ کی تعداد اور ان کی باہمی نسبت کی تعداد یہی رہے گی کیونکہ الفاظ کا استعمال فرد کے طبعی میلان پر ہوتا ہے۔ میراثیس کے مرثیوں اور خصوصاً اس زیر نظر مرثیہ میں عربی فارسی الفاظ کی تعداد زیادہ ہے اور انگریزی اور دوسری زبانوں کے الفاظ کی تعداد نہ ہونے کے برابر ہے۔

1	کل بند مرثیہ	197	(بند 85 کا تجزیہ اس لئے نہیں کیا گیا کہ وہ معتبر نسخوں میں نہیں) صرف 196 بند کا تجزیہ کیا گیا ہے
2	کل اشعار مرثیہ	591	
3	کل مصرعہ مرثیہ	1182	
4	کل الفاظ مرثیہ	9517	(الفاظ کی تکرار شامل ہے)
5	کل الفاظ اردو	5813	(الفاظ کی تکرار شامل ہے)
6	کل الفاظ فارسی	1948	(الفاظ کی تکرار شامل ہے)
7	کل الفاظ عربی	1769	(الفاظ کی تکرار شامل ہے)
8	مرثیہ میں اردو الفاظ کافی صد		(61) اکٹھ فی صد
9	مرثیہ میں فارسی الفاظ کافی صد		(20) بیس فی صد
10	مرثیہ میں عربی الفاظ کافی صد		(19) انیس فی صد
11	کل حروف مرثیہ	29236	(تمام مکتوب حروف تکرار کے ساتھ شامل کئے ہیں)
12	کل اضافات مرثیہ	621	
13	کل جدید ترکیب مرثیہ	111	
14	کل محاورات مرثیہ	511	
15	کل محاورات جدید مرثیہ	85	
16	کل تشبیہات مرثیہ	86	
17	کل استعارات مرثیہ	45	
18	کل کنایات مرثیہ	105	
19	کل مجاز مرسل مرثیہ	15	
20	صنعت مراعات النظیر	245	
21	صنعت تضمن المزدوج	177	

22	صنعت طباق	154	
23	صنعت مبالغہ	88	
24	صنعت تکریر	71	
25	صنعت تلمیح	66	
26	صنعت تفریع	48	
27	صنعت ایہام	52	
28	صنعت تجنیس	36	
29	صنعت تمسیق الصفات	35	
30	صنعت حسن تعلیل	35	
31	صنعت جمع تفریق و تقسیم	34	
32	صنعت ترجمہ اللفظ	30	
33	صنعت ذوق الفحش	29	
34	صنعت ذولسانین	11	
35	متفرق صنائع جن کی تعداد تیس (30) سے زیادہ ہیں	171	

اس ایک مرثیہ میں محاورات کی تعداد 596، علم بیان کے محاسن کی تعداد 251، علم بدیع کی صنعتوں کی تعداد 1282 یعنی کل محاسن اور صنعتوں کی مجموعی تعداد 2129 سے زیادہ ہے۔

291

بند نمبر	شعر نمبر	تعداد الفاظ تعداد حروف	تعداد الفاظ أردو فارسی عربی	اضافات جدید ترکیب	محاورات جدید محاورے	تشبیہات استعارات	کنایات مجاز مرسل	مراعات النظیر	حسن تعلیل	تصحیح
1	1	15-41	5-4-6	2-0	1-0			2		
2	2	16-47	3-4-9	2-1			1-0	1		
3	3	13-42	5-1-7	3-1				1		
2	1	17-48	4-1-12	1-0	1-0		1-1	1		
	2	16-47	3-4-9	1-0	1-0		1-0			
	3	19-55	2-0-17		1-0					
3	1	20-53	5-2-13		1-0					
	2	16-54	1-7-8		1-0				1	
	3	17-50	4-5-8	1-0	3-0					
4	1	17-51	3-4-10	1-0						
	2	15-52	3-4-8	1-0						
	3	14-50	2-3-9	2-0	1-0			1		
5	1	15-51	5-4-6	4-0				1		
	2	13-52	9-4-0	3-0						
	3	18-52	4-3-11	1-0	1-0					
6	1	13-50	6-4-3	0-0		0-2			1	
	2	17-55	1-5-11	1-1	1-0			1		
	3	15-51	3-5-7	2-1	3-0			1		

292

بند نمبر	شعر نمبر	تجسس	تکرمی	تفصیل المز دوج	مبالغہ	تفریح	علاقہ	پیغام	ذوقائیں	ذولسانین	جمع تفریق و تقسیم	تسبیح الصفات	ترجمہ اللفظ	متفرقات
1	1						1							امپوتیا مضمون
	2													واقعہ نگاری
	3					1	1							
2	1					2						1		
	2				1		3							
	3					2								
3	1					1								
	2													
	3			2										
4	1		1											
	2			1				1						
	3							1						
5	1			1					1					
	2									1		1		
	3			1										
6	1	سائل		2								1		
	2	سائل				2								
	3				1									

293

بند نمبر	شعر نمبر	تعداد الفاظ تعداد حروف	تعداد الفاظ أردو - فارسی - عربی	اضافات جدید ترکیب	محاورات جدید محاورے	تشبیہات استعارات	کنایات مجاز مرسل	مرعات الظہیر	حسن تعلیل	مناسبت
7	1	17-55	7-2-8	1-0	2-0					
	2	14-50	5-4-5	1-1					2	
	3	16-49	1-3-12	1-0	2-0	1-0			1	
8	1	15-50	0-7-8	1-0		1-0	1-0	2		1
	2	15-52	4-6-5	3-0				1		
	3	17-53	5-1-11		1-0	0-2				
9	1	18-50	6-1-11	2-1				1		
	2	12-49	3-4-5	1-0					1	
	3	14-43	2-1-11			1-1				
10	1	16-54	5-2-9	2-0			1-0			
	2	16-52	8-3-5	2-0		0-2				
	3	16-53	2-3-11	1-0		1-0		1		
11	1	18-54	5-2-11	2-2	2-0			1		1
	2	16-51	6-4-6	1-0				1	1	
	3	16-51	3-3-10	1-1		0-1		1		
12	1	14-46	4-2-8	3-1				1		
	2	17-51	1-4-12	2-0				1		
	3	15-49	4-4-7	1-0	0-2			1	1	

294

بند نمبر	شعر نمبر	جینیس	تکریم	تفصیل المزودج	مبالغہ	تفریح	علاقہ	ایہام	ذوق الفحش	ذولسانین	جمع تفریق وتقسیم	تسبیح اصفات اللفظ	ترجمہ	مشترقات
7	1													
	2	3		1										مقلوب مستوی
	3			1					1					
8	1			2										
	2									1		1		فتہ اشتقاق
	3						1					1		قول ضرب اش
9	1	1				1								
	2						1							
	3			1					1					
10	1			1										
	2			3							1			مقلوب مستوی
	3			1	1				1					
11	1				1									ادعا
	2		1											ادعا
	3			2										
12	1			1			1							
	2			1										
	3			1		1								

بند نمبر	شعر نمبر	تعداد الفاظ تعداد حروف	تعداد الفاظ أرود، فارسی، عربی	اضافات جدید ترکیب	محاورات جدید محاورے	تشبیہات استعارات	کفایات مجاز مرسل	مراعات الخطیر	حسن قلیل	صحیح
13	1	11-44	6-3-2	3-2				1		
	2	14-50	6-3-5	3-1						
	3	14-46	9-0-5	3-2				1		
14	1	15-47	5-3-7	3-0				1		
	2	16-49	2-8-6	3-1	1-0			1		
	3	16-49	2-7-7	1-0		0-1		1		
15	1	18-51	1-9-8	2-0		0-1		1		
	2	17-51	1-6-10	1-0				1		
	3	16-50	2-4-10	2-2		1-1		1	1	1
16	1	15-49	1-7-7	2-1				1	1	
	2	16-56	7-0-9	1-0						
	3	20-55	5-6-9	2-1	1-0			2		
17	1	18-61	2-5-11		1-0				1	1
	2	15-50	7-2-6					1		1
	3	16-53	3-4-8					1		
18	1	20-59	6-3-11	2-1				1	1	
	2	15-49	4-3-8	2-1						
	3	17-50	3-2-12	2-0						

بند نمبر	شعر نمبر	جنس	تکریم الحزب	تفہیم	مبالغہ	تفریح	علاقہ	ایہام	ذوق تفہیم	ذولسانین	جمع تفریق و تقسیم	تسبیح الصفات	ترجمہ اللفظ	مترقات
13	1							1						ادماج
	2													
	3													شہادت
14	1													
	2													
	3		1	1			1							
15	1		1					1						
	2		2	1										سیاق الاعداد
	3							1						ادماج شہادت
16	1							1						
	2							1						تسمین
	3					1		2						
17	1	1	1		1									
	2		1					1			1			تسمین
	3					1								
18	1				1		2							ادماج
	2											1		عکس
	3													

297

بند نمبر	شعر نمبر	تعداد الفاظ تعداد حروف	تعداد الفاظ أردو، فارسی، عربی	اضافات جدید ترکیب	محاورات جدید محاورے	تشبیہات استعارات	کنایات مجاز مرسل	مرعات الطیر	محسن تعلیل	مجموع
19	1	17-52	3-4-10		1-0	0-1	0-0	1		
	2	18-56	2-0-16		1-0			1		
	3	16-52	2-2-12				1-0	1		
20	1	17-53	3-7-7	1-2				2		
	2	15-52	5-6-4	3-2				1	1	1
	3	16-50	4-1-11	1-0				0	1	1
21	1	15-52	0-8-7	2-1	1-0			1		
	2	16-54	3-7-6	4-1				1		
	3	15-49	4-3-8	2-1	0-1			1		
22	1	13-45	6-3-4	2-0			1-0	0		
	2	16-45	8-2-6	5-1		1-0	1-0	0	1	1
	3	15-48	3-2-10		1-0		1-0	1		
23	1	15-46	6-3-6	3-0	1-0			1	1	1
	2	14-50	3-5-6	4-0				1	1	1
	3	16-49	5-5-6	2-0			1-0			
24	1	16-55	4-5-7	2-0				1		
	2	16-55	4-2-10		0-1		1-0	1		
	3	14-51	6-0-8	1-0		0-1		1		

بند نمبر	شعر نمبر	تجسس تحریر	تفہیم المراد	مبالغہ	تفریح	طباق	ایہام	ذوق الیقین	ذولسانین	جمع تفریق وتقسیم	تسمین الصفات	ترجمہ اللفظ	مترقات
19	1		1			1							
	2					1							
	3			2	1								تحت القسط
20	1			1		1							
	2		1										
	3											1	
21	1			1	1	1							سیاق الامداد
	2											1	إشتقاق
	3	1					1						
22	1		1										
	2												
	3		1				1						
23	1						1			1			
	2		1			1			1				
	3		1			1							
24	1	1		1			1					1	
	2	1	1										
	3												تجریہ

299

بند نمبر	شعر نمبر	تعداد الفاظ تعداد حروف	تعداد الفاظ اُردو، فارسی، عربی	اضافات جدید ترکیب	محاورات جدید محاورے	تشبیہات استعارات	کنایات مجاز مرسل	مراعات اظہار	حسن تعلیل	تلمیح
25	1	17-48	9-1-17	3-2						
	2	17-49	7-5-5	3-1	1-0			1		1
	3	14-50	4-1-9	1-0		1-1	1-0	1		
26	1	14-52	2-1-11	1-1	2-0			1		
	2	20-58	2-2-16		1-0					
	3	16-47	6-0-10	1-0		0-1				
27	1	14-49	8-1-15	3-1			1-0			
	2	17-54	5-0-12	1-1	1-0					
	3	16-46	8-3-5	1-0		0-1				
28	1	17-50	6-2-9	1-0		2-0	1-1	1		1
	2	17-53	3-5-9	2-0	1-0	1-0		1		
	3	15-49	8-0-7	2-0	1-0		1-0	2		
29	1	15-50	1-8-6	1-0	1-0					
	2	18-58	3-4-11	1-0	1-0	1-0		1		
	3	17-57	3-3-11	2-0	1-0	0-2		1		
30	1	14-52	3-4-7	1-0						
	2	13-48	4-6-3	3-1						
	3	18-56	3-1-11	1-0	1-0			1		

300

بند نمبر	شعر نمبر	جمنیس	تحریر	تفسیر المزودون	مباد	تفریح	طباق	ایہام	ذوق الفحین	ذولسانین	جمع تفریق وتقسیم	تسمین الصفات	ترجمہ اللفظ	مترقات
25	1										1	1		
	2			1				1	1					تجربہ دلیل مذہب عقلی
	3			2										
26	1													شہد اشتقاق
	2													سیاق الاعداد
	3													
27	1											1		تسمین - اشتقاق
	2			1										
	3						1					1		
28	1					1								
	2			2								1		
	3		2											
29	1			1										
	2		1	2										ارصاد
	3											1		ارصاد
30	1										1			سیاق الاعداد
	2				1						1	1		
	3						1	1						

301

بند نمبر	شعر نمبر	تعداد الفاظ تعداد حروف	تعداد الفاظ اُردو، فارسی، عربی	اضافات جدید ترکیب	محاورات جدید محاورے	تشبیہات استعارات	کنایات مجاز مرسل	مراعات الانظیر	حسن تعلیل	تلمیح
37	1	15-50	3-4-8	2-0	1-0		1-0			
	2	20-57	2-2-16		1-0					
	3	18-51	2-2-16		1-0			1		
38	1	16-52	4-4-8	1-1			2-0			
	2	19-56	2-5-12		2-0					
	3	19-55	0-2-17		1-0					
39	1	17-51	4-3-10	1-0	1-0			1		
	2	16-54	0-3-13	1-0		1-0				
	3	15-50	2-2-11		1-0					
40	1	16-51	4-2-10	2-1						
	2	14-53	1-2-11	1-0	1-0			1		
	3	16-49	3-4-9		1-0					
41	1	16-53	4-1-11	2-1	1-0		1-0			
	2	13-46	3-4-6			1-0				
	3	17-52	1-6-10	1-0		1-0		2		
42	1	16-51	4-5-7	3-1	2-0			1	1	
	2	15-54	7-2-6					1		
	3	18-53	1-1-16		2-1					

بند نمبر	شعر نمبر	تجنیس	تکریم	تقسیم المزودج	مبالغه	تفریع	طباق	ایہام	ذوالتین	ذولسانین	جمع تفریق و تقسیم	تسمیق الصفات	ترجمہ اللفظ	مترقات
31	1			2			2							
	2						1				1			
	3		1											
32	1													
	2			1	2									
	3			1			1						تجریہ	
33	1												تعلیق	
	2						1							
	3			1									ندرت بیان	
	1			1										
34	2			3										
	3			2										
	1			1							1			
35	2		1	1									تقابل	
	3						1	1					روزمرہ	
	1			1										
36	2			1										
	3			1										

303

بند نمبر	شعر نمبر	تعداد الفاظ تعداد حروف	تعداد الفاظ أردو، فارسی، عربی	اضافات جدید ترکیب	محاورات جدید محاورے	تشبیہات استعارات	کنایات مجاز مرسل	مراعات الظہیر	نحسن تغلیل	تہج
31	1	16-51	5-1-10	2-0			1-1			2
	2	16-54	5-3-8	1-0				1		
	3	19-60	1-0-8		2-0					
32	1	16-50	3-4-9		1-0			1		1
	2	12-44	4-3-5	3-1	2-0	1-0		1		
	3	14-50	5-1-8	2-1			1-0	1		
	1	13-46	4-4-5	2-0			2-0			
	2	15-52	4-2-9	3-0	2-0		1-0	1		
	3	16-50	4-4-8	2-0				1		
	1	17-54	5-3-9	1-0	2-0			1		
	2	15-51	6-0-9	2-0	1-0		3-0	1		3
	3	16-53	6-2-8		1-0					
	1	14-49	6-3-5	4-0	1-0			1		
	2	16-50	3-2-11	1-0			1-0	1		
	3	17-49	2-6-9					1		
	1	15-47	4-4-7	1-1			1-0			
	2	16-49	3-5-8	3-1	1-0					
	3	14-45	6-3-5	2-1		1-2	1-0	1		

بند نمبر	شعر نمبر	تجسس تحریر	تضمین المزدوج	مباد تفریع	طباق ایہام	ذوق تضمین	ذولسانین	جمع تفریق تقسیم	تسمیہ الصفات	ترجمہ اللفظ	متفرقات
37	1		1								روزمرہ
	2		1								روزمرہ
	3										
38	1		1								
	2	1									
	3	1			1						واقعات
39	1				1			1			
	2	1									سوالیہ روزمرہ
	3		2								روزمرہ
40	1									1	
	2										
	3	1									
41	1		1		1	1					
	2										
	3		1								شب و شفق
42	1	1		1							
	2										ندرت بیان
	3										استحاج پر دلیل عقلی

بند نمبر	شعر نمبر	تعداد الفاظ تعداد حروف	تعداد الفاظ أردو، فارسی، عربی	اضافات جدید ترکیب	محاورات جدید محاورے	تشبیہات استعارات	کنایات مجاز مرسل	مرعات انظیر	حسن تغلیل	تملیح
43	1	21-57	5-1-15		2-0			1		
	2	17-53	6-2-9	1-0			2-0			1
	3	15-49	1-2-12	1-0	4-0		1-0	1		
44	1	15-48	6-1-8	2-0	2-0		1-0			1
	2	18-51	2-2-14		2-0					
	3	19-52	6-4-9	1-0	2-0		1-0	1		
45	1	15-49	4-5-6	2-1	2-0		1-0			
	2	17-52	3-2-12							
	3	18-47	2-5-11		2-0					
46	1	16-52	5-1-10	1-1			1-0			
	2	18-56	3-4-11	1-0	2-0					
	3	12-46	3-3-6	1-0			1-0			
47	1	17-58	6-1-10	1-0			1-0			1
	2	13-46	6-4-3	5-2			1-0	1		
	3	14-49	5-3-6	1-0	1-0			1		
48	1	20-56	3-6-11		1-0					
	2	19-50	2-8-9	2-0	2-0			1		1
	3	18-55	3-4-10	2-0	1-0			1		

306

بند نمبر	شعر نمبر	جنیس	تحریر	تفسیر المزدوج	مبالغہ	تفریع	علاقہ	ایہام	ذوق الیقین	ذولسانین	جمع تفریق وتقسیم	تسکین الصفات	ترجمہ اللفظ	متفرقات
43	1													
	2													
	3												ارصاد	
44	1													
	2		1											
	3			1		1								
45	1			1										
	2												ارصاد	
	3													
46	1													
	2					1					1			
	3													
47	1													
	2													
	3			1					1				1	
48	1			1										
	2			2								1		
	3			1					1			1		

307

بند نمبر	شعر نمبر	تعداد الفاظ تعداد حروف	تعداد الفاظ اُردو، فارسی، عربی	اضافات جدید ترکیب	محاورات جدید محاورے	تشبیہات استعارات	کنایات مجاز مرسل	مراعات الظہیر	حسن تعلیل	تصحیح
49	1	17-55	2-2-13	1-0						
	2	16-49	5-4-7	1-0						1
	3	15-51	4-4-7	1-1	1-0			1		
50	1	16-47	2-1-13	1-0	1-0		1-0			
	2	15-48	3-1-11	1-0	1-0					
	3	16-48	4-1-11			0-1				
51	1	14-48	5-1-8	1-1	1-0					
	2	13-46	3-5-5	2-1			1-0			
	3	15-45	3-2-10				0-1	1		
52	1	16-45	6-3-7	1-0	1-0		1-0			1
	2	17-50	4-3-8	1-0	1-0					
	3	17-49	8-1-8	1-0				1		
53	1	16-51	3-3-10		1-0		1-0		1	
	2	14-49	4-3-7	1-1	0-1					†
	3	15-47	3-6-6	1-0		1-0				1
54	1	12-47	5-1-6	4-1	1-0		2-0			
	2	14-53	3-3-8	2-0	1-0		1-0			
	3	16-48	2-3-11	1-0						

308

بند نمبر	شعر نمبر	جنس	تکریر	تضمین المزدوج	مبالغہ	تفریع	طباق	ایہام	ذوقالتین	ذولسانین	جمع تفریق وتقسیم	تسمین الصفات	ترجمہ اللفظ	مفرقات
49	1			1			1							
	2										1			
	3			1										
50	1						1							
	2													
	3												1	مقلوب مستوی
	1													
51	2					1								
	3			1	1			1						
	1		1											
52	2			1										
	3													
	1					1								مقلوب مستوی
	2			1		1			1					
	3			2										تعجب
	1					2								
	2													
	3						1							

309

بند نمبر	شعر نمبر	تعداد الفاظ تعداد حروف	تعداد الفاظ أردو، فارسی، عربی	اضافات جدید ترکیب	محاورات جدید محاورے	تشبیہات استعارات	کنایات مجاز مرسل	مراعات الظہیر	حسن قلیل	تلمیح
55	1	15-54	3-3-9		1-0	1-0				
	2	14-50	3-5-6	3-0		1-0	1-0			
	3	16-50	2-1-13		3-0			1		
56	1	16-47	5-4-7	3-0	1-0		1-0			
	2	14-49	1-3-10		1-0					
	3	16-46	4-2-10	1-0			0-1			
57	1	16-49	3-2-11	1-1	2-0		1-0			
	2	20-49	5-1-14	1-0	2-0					
	3	16-51	4-4-8		2-0					
58	1	17-51	4-5-8		2-0		0-1			
	2	14-49	5-2-7	2-1	1-0			1		1
	3	18-61	1-0-17				0-2			
59	1	19-57	5-0-14		2-0					
	2	18-55	2-3-13		2-0					
	3	18-52	2-0-16							
60	1	18-48	4-1-13	1-0			0-1			
	2	15-47	4-1-10	1-0	1-0					
	3	18-53	1-1-16		2-0					

بند نمبر	شعر نمبر	تجنیس	تکریم	تفسیر المزود	مبالغہ	تفریع	طباق	ایہم	ذوق فہمین	ذولسانین	جمع تفریق وتقسیم	تسبیح	ترجمہ اللفظ	مفردات
55	1			1										
	2					1							لف وشر مرتب	
	3		1										تاکید الذم بالمدرج	
56	1													
	2			1										
	3					1							سوالیہ	
57	1												اجتماع دلیل عقلی	
	2					1								
	3			1		1								
58	1												اجتماع دلیل مذہبی	
	2													
	3													
59	1												سوال جواب	
	2													
	3					2								
60	1			1			1				1	1	روزمرہ + محبت + مشاکلہ	
	2						1						مکالمہ نگاری	
	3			1			1							

311

بند نمبر	شمار نمبر	تعداد الفاظ تعداد الحروف	تعداد الفاظ أورد، فارسی، عربی	اضافات جدید ترکیب	محاورات جدید محاورے	تشبیہات استعارات	کنایات مجاز مرسل	مراعات الخطیر	حسن قلیل	تصحیح
61	1	15-51	6-0-9	2-0	1-0					
	2	16-57	4-1-11		1-0					
	3	17-51	4-2-11	1-0	1-0			1		
62	1	19-55	1-1-17							
	2	17-50	6-1-10	1-0	1-0		1-0			
	3	18-51	3-0-15		2-0					
63	1	16-52	4-4-8	2-1	1-0					
	2	15-49	3-3-9	1-0	1-0			1		
	3	18-56	2-4-12				1-0			
64	1	17-48	7-1-9	3-0	1-0		1-0			
	2	17-56	2-1-14	1-0	2-0					
	3	18-50	5-2-11		2-0					
65	1	15-46	4-4-7	1-0	1-0			1		
	2	19-50	4-4-11	1-0			1-0	1	1	1
	3	18-50	0-5-13	1-0	2-0					
66	1	18-55	0-4-14		2-0	1-0				1
	2	22-62	2-2-18		1-0					
	3	15-50	4-2-9		3-0					

312

بند نمبر	شعر نمبر	تجسس	تحریر	تطہیر	مبالغہ	تفریح	علاقہ	ایہام	ذوق الفحش	ذولسانین	جمع تفریق و تقسیم	تسکین الصفات	ترجمہ اللفظ	مترقات
61	1					1								
	2					1								
	3		1	1										
62	1													
	2													
	3													
63	1			1		1								
	2			1										
	3								1					
64	1	1												
	2				1		1							
	3								1					
65	1													
	2					1								
	3				1									
66	1													
	2										1			
	3													

313

بند نمبر	شعر نمبر	تعداد الفاظ تعداد حرف	تعداد الفاظ أردو، فارسی، عربی	اضافات جدید ترکیب	محاورات جدید محاورے	تشبیہات استعارات	کنایات مجاز مرسل	مرامات انطیر	حسن قلیل	صحیح
67	1	17-54	2-4-11	1-0	2-0					
	2	19-53	5-2-12		2-0					
	3	18-55	2-1-15	1-0	2-0					
68	1	18-50	1-3-14		2-0					
	2	19-54	2-1-16		1-0					
	3	17-51	2-2-13		2-0					
69	1	17-55	3-0-14	1-0	1-0		0-1			
	2	15-51	6-4-5	2-0	1-0	2-0				
	3	18-55	2-0-16		1-0					
70	1	18-53	2-3-13							
	2	19-54	1-0-18		2-0					
	3	17-53	4-3-10	2-0			1-0		1	
71	1	16-45	5-1-10	2-0						
	2	19-55	2-1-16	1-1	1-0					
	3	18-46	2-4-13	1-0						
72	1	17-41	3-3-11	3-0	0-2		1-0			
	2	18-50	5-3-10	1-0			1-0			
	3	15-52	3-4-8		1-0					

314

بند نمبر	شعر نمبر	جنیس	تکریم	تفسیر امز دورق	مباد	تفرق	علاق	ایہام	ذوقا لئین	ذولسانین	جمع تفریق وتقسیم	تسمیق الصفات	ترجمہ اللفظ	متفرقات
67	1		1	1										
	2								1					
	3			1										
68	1													
	2		1											تعب
	3			1										سوالیہ
69	1							1						
	2										1	1		
	3													
70	1			1										سیاق الاعداد، سوالیہ
	2													
	3		1											استحاج دلیل عقلی
71	1													سوال جواب
	2													
	3							1						
72	1							1						سوالیہ
	2		1											روزمرہ
	3		1						1					

بند نمبر	شمار نمبر	تعداد الفاظ تعداد الحروف	تعداد الفاظ أردو، فارسی، عربی	اضافات جدید ترکیب	محاورات جدید محاورے	تشبیہات استعارات	کنایات مجاز مرسل	مرامات العظیم	حسن تعلیل	تلمیح
73	1	12-48	7-4-1	2-1				1		
	2	10-46	4-6-0					1		
	3	17-54	2-5-10		1-0	1-0				
74	1	18-50	4-2-12	1-0	1-0					
	2	17-46	2-2-13				1-0			
	3	15-44	5-1-9	1-0	1-0					
75	1	16-49	4-1-11	1-0	1-0		1-0			
	2	16-50	5-4-7	2-1						
	3	19-51	3-2-14							1
76	1	17-50	5-1-11		2-0		1-0	1		
	2	15-53	4-2-9		2-0		1-0			
	3	17-46	2-0-15		0-2					
77	1	18-50	5-3-10	1-0	1-0					
	2	17-55	0-4-13		5-0		0-1	1		
	3	15-53	2-2-11	2-0	1-0		1-0			1
78	1	16-47	5-2-9	1-0	1-0		1-0			
	2	15-51	4-3-8		1-0			1		
	3	15-46	3-3-9	1-0	2-0			1		1

بند نمبر	شعر نمبر	تجنیس تکریر	تلمیح المزجون	مبالغه	تفریع	علاق	ایہام	ذوق فنی	ذولسانین	جمع تفریق و تقسیم	تسمین الصفات	ترجمہ اللفظ	متفرقات
73	1								1	1	1		
	2		1								1		
	3	1	1				1				1		ارسال تحشیل و سیاق الاعداد
74	1				1								
	2					1							تجریہ، تعلیق، سوالیہ
	3												روزمرہ
	1					2							
75	2												تعلیق
	3					1							روزمرہ
	1												
76	2		1										روزمرہ
	3					1							تعلیق
	1												احتجاج و دلیل مذہبی
77	2	1	1										سوالیہ
	3												
	1			1			1						
78	2	1					1						
	3		1										تشابہ الاطراف بلاغت

317

بند نمبر	شعر نمبر	تعداد الفاظ تعداد حروف	تعداد الفاظ اُردو، فارسی، عربی	اضافات جدید ترکیب	محاورات جدید محاورے	تشبیہات استعارات	کنایات مجاز مرسل	مراعات النظیر	نحسن تعلیل	مجموع
79	1	15-49	2-2-11	1-0	0-1					
	2	18-53	4-4-10	2-0	2-0				1	
	3	15-44	6-1-8		3-0					
80	1	18-51	1-1-16		3-1			1		
	2	15-50	3-2-10	2-0						
	3	14-47	3-1-10	2-0						
81	1	20-53	6-2-12		2-0			1	1	
	2	13-48	3-5-5	3-0		1-0				
	3	16-55	0-0-16		2-0			1		
	1	15-48	2-1-12							
	2	16-50	3-1-12	2-0						
	3	16-47	3-4-9	0-1						
83	1	15-47	4-1-10		1-0					
	2	17-52	1-2-14		1-0					
	3	14-47	3-1-10		1-0		0-1			
84	1	18-53	6-1-11	1-0		1-1				
	2	16-49	4-2-10	1-0	1-0					
	3	17-49	2-0-15		1-0					

بند نمبر	شعر نمبر	تجسس	تحریر	ضمیمہ امزدوج	مہاذہ	تفریح	علاقہ	ایہام	ذوقائیں	ذولسانین	جمع تفریق وتقسیم	تسبیح الصفات	ترجمہ اللفظ	متفرقات
79	1			1										
	2						1	1						
	3										1			الف نشر مرتب
80	1	1												
	2						1	1						
	3			1										
	1			1			1							
81	2													
	3						1							پورا شعر صرف اردو الفاظ سے بنا جو ہندوستانی سماج کی تصویر ہے
82	1			1										سوالیہ
	2													بلاغت
	3			1			1							تشیبہ الاطراف
83	1			1										سوالیہ
	2													
	3										1			ذوق
	1													
	2													
	3													روزمرہ، مکالمہ

بند نمبر	شہر نمبر	تعداد الفاظ تعداد حروف	تعداد الفاظ اردو، فارسی، عربی	اضافات جدید ترکیب	محاورات جدید محاورے	تشبیہات استعارات	کنایات بجاز مرسل	مراعات النظیر	حسن قلیل	صحیح
85	1	اس بند کا	تجزیہ نہیں کیا گیا							
86	1	15-45	5-5-5	2-0	2-0			1		
	2	16-49	4-2-10	2-0	1-0					
	3	17-52	2-1-14	2-0	0-1	0-1		1		
87	1	16-48	6-2-8	1-0	2-0			1		
	2	14-47	3-2-9	1-0	1-0					
	3	16-47	2-5-9	1-0	2-0					
88	1	15-47	5-5-5	3-0	1-0					
	2	17-51	6-5-6	1-0	1-0		1-0			
	3	16-47	1-5-10	2-0		0-2				
89	1	16-48	3-5-8		1-0			1		
	2	17-50	4-3-10	2-0		0-1		1	1	1
	3	16-48	1-3-12	1-1		0-2				
90	1	16-50	1-0-15		3-0					
	2	14-53	0-1-13							
	3	19-57	2-4-13		2-0	1-0				1
91	1	17-47	3-4-10	2-1	1-0					
	2	15-52	4-2-9	2-1	1-0	1-0		2		
	3	14-49	1-4-9	1-0		0-1		1		

320

بند نمبر	شعر نمبر	تجسس بند کا	تکریر تجزیہ	تفسیر المزود	مبالغہ کیا	تفریح میا	طباق ایہام	ذوق تعمین	ذولسانین	جمع تفریق تقسیم	تسمیق الصفات	ترجمہ الفاظ	متفرقات
85	اس	بند کا	تجزیہ	نہیں	کیا	میا							
86	1						1	1					
	2		1										
	3						1	1					
87	1						1	1				1	
	2						1						
	3			1									
	1												
	2			1									
	3		1										
	1												
	2			1			2						
	3				1							مطلوب متوی	
	1		2										
	2											1	
	3				1								
91	1			1									رد البحر علی العروض مع شہد الاشتقاق
	2												نکس
	3												نکس

321

بند نمبر	شعر نمبر	تعداد الفاظ تعداد حروف	تعداد الفاظ أردو - فارسی - عربی	اضافات جدید ترکیب	محاورات جدید محاورے	تشبیہات استعارات	کنایات بجاز مرسل	مراعات الفاظ	حسن تعلیل	تمییز
92	1	18-50	2-2-14							
	2	18-53	2-5-11	1-1	1-0			1		
	3	16-46	5-3-8	1-1				1		
93	1	14-47	3-5-6	3-1	0-1		1-0	1		
	2	16-51	5-4-7		1-0					
	3	16-40	2-4-10	1-1		1-1				
94	1	18-51	1-6-11					1		
	2	15-54	3-3-9			1-0				
	3	16-51	1-2-13		1-0	1-0				
95	1	18-56	5-2-11							
	2	14-49	4-4-6	3-0	1-0		1-0	1		
	3	18-49	4-2-12	1-0			1-0	1		
96	1	17-50	5-1-11	1-0	1-0					
	2	16-51	3-6-7	2-0	1-0					
	3	18-54	5-3-10	1-0						
97	1	16-49	4-2-10	1-0	2-0					
	2	16-51	3-6-7	3-0	1-0					
	3	16-47	1-6-9	2-0				1		1

322

بند نمبر	شعر نمبر	تجسس تحریر	تصنیف الزودون	مبالغہ	تفریح خطب	ایہام	ذوق الصحیح	ذولسانین	جمع تفریق وتقسیم	تسکین الصفات	ترجمہ اللفظ	متفرقات
92	1			1	3							
	2											
	3										1	
93	1											رد البحر علی العروض مع فہ اشتقاق
	2						1		1		1	
	3											
94	1									1		
	2		2	1	1							تشبیہ الاطراف اشتقاق رد البحر علی العروض مع فہ
	3											
	1		1									
95	2											
	3		1									ادعا
	1											
96	2				1							
	3				1							
	1											
97	2		1			1						
	3					1				1		

323

بند نمبر	شعر نمبر	تعداد الفاظ تعداد حروف	تعداد الفاظ اُردو - فارسی - عربی	اضافات جدید ترکیب	محاورات جدید محاورے	تشبیہات استعارات	کنایات مجاز مرسل	مراعات الطبع	حسن تعلیل	تمییز
98	1	14-47	6-2-6	3-0	1-0		1-0			1
	2	15-51	1-5-9	1-0	1-0					
	3	17-53	3-0-4	1-0	0-2	0-1				
99	1	15-55	3-2-10	0-1						
	2	15-52	2-2-11		1-0	0-1				
	3	17-50	5-4-8	1-0			1-0			
100	1	14-50	2-0-10	0-1						
	2	15-52	2-2-11		1-0	0-1				
	3	17-50	5-4-8	1-0			1-0			
101	1	15-46	4-3-8	1-1	1-1			1		
	2	18-54	0-3-15		0-1	0-1		1		
	3	13-45	3-1-9	2-1	1-0					
102	1	13-49	5-4-4	3-0	0-2			1		1
	2	16-51	3-5-8	3-0	1-0		1-0			
	3	18-53	1-4-13			0-1		1		
103	1	16-49	4-5-7	3-1	1-0	1-0		1		
	2	15-49	3-5-7	1-0		1-0				
	3	16-49	4-3-9	1-0	1-0		1			

324

بند نمبر	شمار نمبر	تجسس	تحریر	ظہیر امروہ	مہاند	تفریح	علاق	ایہام	ذوقالتین	ذولسانین	جمع تفریق و تقسیم	تسمیق الصفات	ترجمہ اللفظ	حرفات
98	1				1									
	2					1								
	3		1					1						
99	1													
	2				1									
	3			1	1									روزمرہ
100	1		1											
	2		1											
	3		1		1									ادعا
101	1		1											امتیاز
	2			1										
	3			1										
102	1													
	2				1									
	3			1										رواج علی الابتداع التجسس + ایداع
103	1							1						
	2													
	3													

325

بند نمبر	شعر نمبر	تعداد الفاظ تعداد حروف	تعداد الفاظ أردو، فارسی، عربی	اضافات جدید ترکیب	محاورات جدید محاورے	تشبیہات استعارات	کنایات مجاز مرسل	مراعات النظیر	حسن تعلیل	جمع
104	1	14-51	6-3-6	3-0	1-0	1-0				
	2	16-50	0-7-9		2-0					
	3	20-51	2-4-14	3-0	0-2					
105	1	13-50	4-1-8		2-1			1		
	2	18-51	2-1-15		0-1					
	3	12-47	4-2-6	2-0	1-0			1	1	1
106	1	16-51	1-4-11	1-0			1-0	1		
	2	18-52	1-5-12							
	3	20-52	1-3-16		2-0					
107	1	19-56	4-2-13		1-0					
	2	14-54	2-5-7	3-0	1-0					
	3	17-54	2-2-13		1-0					
108	1	20-54	2-3-15		2-1					
	2	19-52	4-2-13		2-1					
	3	18-49	1-5-12	1-0						
109	1	17-43	7-2-8	3-0			1-0			
	2	17-48	3-3-11							
	3	17-50	2-5-10	1-0	0-1	0-1				

326

بند نمبر	شعر نمبر	قبائیس	تکریب	تفہیم المراد	مبالغہ	تفریع	علاق	ایہام	دو قافیہ	ذو لسانین	مع تفریق و تقسیم	تسبیح الصفات	ترجمہ اللفظ	متفرقات
104	1			2										
	2			1			2		1					
	3			1			1							
105	1				2		1						ادعا	
	2				1									
	3			1							1			
106	1						1							
	2		1				1						ضرب النمل	
	3												احتجاج دلائل عقلی	
107	1			1										
	2									1	1	1		
	3													
108	1	1						1					1	
	2													
	3		1											
109	1													
	2												مرقع کشی	
	3			1										

327

بند نمبر	شعر نمبر	تعداد الفاظ تعداد حروف	تعداد الفاظ اُردو، فارسی، عربی	اضافات جدید ترکیب	محاورات جدید محاورے	تشبیہات استعارات	کنایات مجاز مرسل	مراعات اظہار	حسن تقلیل	تلمیح
110	1	15-51	6-3-6	2-0	1-0		1-1	1		
	2	19-49	0-4-15			0-1				
	3	15-43	2-5-8	2-0	2-0					
111	1	15-47	7-3-5	3-1	1-0		1-0			
	2	16-49	3-5-8	1-0	1-0			1		
	3	16-50	4-3-9		2-0					
112	1	18-52	4-5-9	2-0			1-0	1		
	2	14-49	3-6-5	2-0						
	3	17-50	6-1-10		1-0					
113	1	18-50	2-4-12	1-0	1-0					1
	2	13-45	2-4-7		1-0	0-1				
	3	15-48	5-2-8	1-0		1-0				
114	1	18-51	2-3-13		0-2			1		
	2	13-45	6-5-2	5-0						
	3	16-46	5-4-7	3-0			1-0	1		
115	1	14-49	4-7-3			1-0		1		
	2	17-52	5-5-7	1-0		0-1				
	3	15-47	5-4-6							1

328

بند نمبر	شعر نمبر	جمنیس	تحریر	تفسیر	مبالغہ	تفریح	علاقہ	ایہام	ذوق و فہم	ذولسائین	جمع تفریق و تقسیم	تسبیح الصفات	ترجمہ اللفظ	متفرقات
110	1													
	2													
	3		1											
111	1	1												
	2													
	3													
112	1													
	2													ایضاح
	3										1			
113	1												1	
	2			1										
	3										1	1		مطلوب مستوی احتیاج و نیل مذہبی
114	1									1				
	2			1										
	3									1				
115	1			1	1					1		1		
	2						1							
	3				1	1					1			

329

بند نمبر	شعر نمبر	تعداد الفاظ تعداد حروف	تعداد الفاظ أردو، فارسی، عربی	اضافات جدید ترکیب	محاورات جدید محاورے	تشبیہات استعارات	کنایات مجاز مرسل	مرامات الطیر	حسن قلیل	جمع
116	1	17-52	3-5-9	2-0		1-0		1		
	2	17-53	3-5-9		0-2					
	3	16-45	2-5-9	1-0	1-0	1-0		1		
117	1	18-49	2-5-11	2-0		1-0		1	1	
	2	19-54	3-1-15	1-0	1-0				1	
	3	16-49	2-3-11		1-0					
118	1	18-54	3-5-10		1-0			1		
	2	17-48	1-5-11	2-0	2-0	1-0				
	3	17-54	0-3-14					1	1	
119	1	18-53	3-4-11	2-0		1-0		1		
	2	16-52	0-4-12		2-0	1-0		1		
	3	18-49	2-7-9	2-1	2-0	1-0			1	
120	1	16-51	0-5-11	1-0					1	
	2	17-51	7-1-9	1-1	0-2			1	3	
	3	16-48	0-6-10	1-0				1		
121	1	16-51	0-2-14		0-1			1		
	2	16-47	2-6-8		0-1			1	1	
	3	16-50	2-4-10		0-1			1		

330

بند نمبر	شعر نمبر	تجنیس	تکریم	تضمین المزدوج	مبالغہ	تفریع	علاق	ایہم	ذوق العین	ذولسانین	جمع تفریق و تقسیم	تسمیہ الصفات	ترجمہ اللفظ	مشترقات
116	1													
	2					2								
	3				1	2								
117	1	1			1	1	1	1				1		اشتقاق
	2		1		1				1					
	3				1	1								
118	1				1									ادعا
	2				1	1								
	3	1				1	1		1			1		
119	1		1											
	2										1			
	3					1								
120	1	1		1	1	1								روزمرہ
	2													عدت بیان
	3				1				1					ادعا
121	1					1								
	2				1							1		ادعا
	3				1									

331

بند نمبر	شعر نمبر	تعداد الفاظ تعداد حروف	تعداد الفاظ اردو، فارسی، عربی	اضافات جدید ترکیب	محاورات جدید محاورے	تشبیہات استعارات	کنایات مجاز مرسل	مراعات الطیر	حسن تغیل	جمع
122	1	14-50	3-4-7	1-1		1-2				
	2	20-53	0-6-14		2-0			1	1	1
	3	15-43	1-6-8	3-1	0-2			1		1
123	1	16-48	3-5-8	3-1	2-0			1	1	
	2	14-50	3-3-8	1-1	0-1			1		
	3	14-45	3-2-9	3-1	1-0			1		
124	1	15-43	4-2-9	3-0		1-0		1		
	2	19-53	1-9-9	3-1				1		
	3	16-48	0-5-11					1		
125	1	16-54	1-3-12		2-0			1		
	2	16-51	1-6-9	1-0						
	3	16-46	4-3-9	3-0		1-0		1		
126	1	15-45	4-4-7	2-0						
	2	15-47	2-7-6	2-0						
	3	15-47	3-3-9	1-0				1		
127	1	18-52	5-5-8	2-0		1-0				
	2	14-51	3-5-6	1-0	2-1		1-0	1		
	3	17-48	3-2-12	1-0	0-1					

332

بند نمبر	شعر نمبر	تجسس نمبر	تکرار نمبر	تفہیم نمبر	مبالغہ نمبر	تفرک نمبر	خلاق نمبر	ایہم نمبر	ذوقالطین نمبر	ذولسانین نمبر	جمع تفریق و تقسیم نمبر	تسبیح نمبر	ترجمہ نمبر	مترقات نمبر
122	1				1		1					1		
	2	1			1									
	3			1	3		1							اشتقاق
123	1							1						اشتقاق
	2				1	1	1	1						
	3					1								
124	1						1							حسن مزج
	2	1									1			
	3	1												احتجاج وکیل عقلی + روزمرہ
125	1			1										
	2		1											
	3													
126	1	1		1					1					
	2			1										
	3													
127	1													
	2					1								
	3							1						

333

بند نمبر	شمار نمبر	تعداد الفاظ تعداد حروف	تعداد الفاظ اُردو، فارسی، عربی	اضافات جدید ترکیب	محاورات جدید محاورے	تشبیہات استعارات	کفایات مجاز مرسل	مرعات اظہار	حسن تقلیل	صحیح
128	1	17-58	3-3-11		2-0					
	2	16-47	4-6-6							
	3	19-52	1-3-15		2-1					
129	1	15-51	3-4-12				0-1		2	
	2	17-52	3-4-10		1-0			1	1	
	3	16-51	4-2-10		1-0			1		
130	1	16-50	3-2-11	1-0	2-0				1	
	2	14-48	2-5-7	2-1	1-0			1		
	3	16-47	0-6-10		3-2			1		
	1	17-50	3-5-9	1-0				1		
	2	15-51	1-6-8	1-0	2-1			1		
	3	16-52	1-2-13	1-0	1-0	0-1				
132	1	16-51	5-2-9	2-0	1-0		1-0		1	
	2	13-48	1-5-7	2-0	1-0	1-0		1		
	3	14-48	7-1-6	1-1	1-1		1-0			
133	1	16-48	2-6-8	1-0		2-0				
	2	17-48	1-11-5	1-0		2-0				
	3	17-50	2-3-12		1-0	2-0		1	1	1

334

بند نمبر	شعر نمبر	جنس	مکرر	مضمین المزود	مبالغ	تفریع	علاق	ایہم	ذوقانہ	ذولسانین	جمع تفریق تقسیم	تسمیق الصفات	ترجہ اللفظ	متفرقات
128	1			2										احتجاج دلیل غذیبی
	2	1									1	1	3	
	3	1		1										
129	1													
	2			2										
	3													
130	1													
	2				1				1					
	3					1		1						
131	1				1									شبہ اشتقاق
	2				1									
	3													روزمرہ
132	1					1								
	2													تجربہ
	3													
133	1							1						
	2													
	3												1	

335

بند نمبر	شہر تعداد الحروف	تعداد الفاظ اردو، فارسی، عربی	اضافات جدید ترکیب	محاورات جدید محاورے	تشبیہات استعارات	کنایات مجاز مرسل	مراعات النظر	حسن قلیل	صحیح
134	1	16-45	3-4-9	1-1	2-0		1		
	2	15-46	4-3-8		3-0		1		
	3	17-48	0-4-13	1-0					
135	1	18-51	3-4-11	1-0	1-0				
	2	15-50	2-3-10	1-1	0-2			1	
	3	15-45	4-3-8	1-0	0-2				
136	1	16-49	0-5-11						
	2	16-48	2-2-12	2-0					
	3	17-50	1-5-11				1		
137	1	18-43	1-5-12	1-0	3-2				
	2	17-48	1-4-12	1-0	1-0				
	3	20-52	0-3-17	0-1	0-1		1		
138	1	18-51	1-6-11	1-0	1-0				
	2	15-50	0-10-5	1-0	1-0				
	3	14-50	1-1-12	3-0	3-0		1	1	
139	1	10-47	6-4-0	5-9			1		
	2	14-50	3-9-2	1-2	2-0		1		
	3	12-40	0-4-8	0-1	3-1				

بند نمبر	شعر نمبر	قبائیس تکریر	تلمیذ امزدوج	مبالغہ تفریح	خلاق ایہام	ذوق تفہیم	ذول سائنس	جمع تفریح و تفہیم	تسمین الصفات	ترجمہ اللفظ	تشریحات
134	1										
	2										
	3										روزمرہ
135	1			1	1				1		
	2	1	1	1	1						ردالہجر علی الصدر مع شہدائک
	3	1	1								
136	1	1									سیاق الاعداد
	2										روزمرہ
	3										
	1		1	1	1						
137	2	1									
	3		1	1	1						
138	1	1			1	1				1	ردالہجر علی الابد مع تکرار
	2				1	1					
	3				1						
	1	1			1	1		1			
139	2			1	2						
	3					1	1			1	تین تانے

337

بند نمبر	شعر نمبر	تعداد الفاظ تعداد حروف	تعداد الفاظ أردو، فارسی، عربی	اضافات جدید ترکیب	محاورات جدید محاورے	تشبیہات استعارات	کنایات مجاز مرسل	مرامات النظر	حسن قلیل	جمع
140	1	16-48	3-5-8		2-0	1-0				
	2	17-51	2-3-12		1-0					
	3	19-69	2-4-13		2-1					
141	1	18-52	0-5-13	2-0						
	2	18-49	2-5-11		1-0					
	3	18-52	0-6-12					1		
142	1	16-48	1-5-10	3-2				1		
	2	17-48	1-5-11	3-0						
	3	18-50	0-3-15		0-1	0-1				
143	1	17-49	0-0-17		1-0					
	2	15-50	2-0-13							
	3	20-54	3-2-15		1-0			1		
144	1	21-54	1-5-15		2-0			2		
	2	19-54	0-2-17		3-0			1		
	3	17-50	0-3-14		2-0			1		
145	1	15-46	7-2-6	2-0	0-2		1-0		1	
	2	18-49	4-5-9		0-2					
	3	19-52	3-7-9		2-1	1-0	1-0			

338

بند نمبر	شعر نمبر	جنس	تکریر	تضمین المزدوج	مبالغہ	تفرکع	علاق	ایہم	ذوقالتین	ذولسائین	جمع تفریق وتقسیم	تسمین الصفات	ترجمہ اللفظ	مترقات
140	1											1		
	2												1	
	3				1	1								
141	1						1							سلب وایجاب۔
	2				1	1								سلب وایجاب۔
	3						1							دلیل عقلی
142	1													
	2													
	3				1	1								
143	1		2	1										سیاق الاعداد و مرتع نگاری
	2							1						
	3													
144	1												1	
	2													
	3						1						1	
145	1													
	2			1			1							
	3													

339

بند نمبر	شعر نمبر	تعداد الفاظ تعداد حروف	تعداد الفاظ اُردو، فارسی، عربی	اضافات جدید ترکیب	محاورات جدید محاورے	تشبیہات استعارات	کنایات مجاز مرسل	مراعات العظیر	حسن قلیل	تلمیح
146	1	16-52	0-6-10		2-1	0-1			2	
	2	16-46	0-8-8		1-0	1-0		1	2	
	3	17-51	3-2-12	1-0	0-2	1-0			1	
147	1	16-46	3-1-12		1-0			1		
	2	16-47	0-6-10		1-0			1		
	3	15-44	4-2-9	2-0	1-0	1-0	1-0	1		
148	1	17-47	0-6-11		4-1			1		
	2	15-50	1-4-10		2-0			1		
	3	17-58	0-6-11	1-0	3-0				1	
149	1	20-57	0-7-13		2-0					
	2	17-58	1-8-9	2-0	1-0					
	3	17-50	2-5-12	1-1	2-1	1-0		1		
150	1	14-48	2-6-6	1-0	1-0			1		
	2	19-51	1-5-31					1		
	3	15-47	1-5-9		1-0			1		
151	1	12-46	6-3-3	5-1		1-0		1		
	2	13-48	5-2-6	3-0				1		
	3	16-54	1-1-14		1-0			1		

340

بند نمبر	شعر نمبر	تجسس	تكرير	تطمين المزودون	مبالغه	تفرغ	علاق	ايهام	ذوقاقتين	ذولسانين	جمع تفریق وتقسيم	تسبيح	ترجمه اللفظ	مفرقات
146	1	1	1				1	1	1					
	2			1				1						
	3													
147	1													
	2					1			1					
	3													
148	1		2			1	1							
	2			1										روايع على الايتراء مع إهتقاق
	3		1	1										
149	1													
	2				1									احتجاج بدليل عقل
	3													
150	1		1										1	إهتقاق
	2		1				1							سياق الاعداد
	3													سلب وايجاب
151	1						1							
	2			1	1									
	3			2	1		1		1					

341

بند نمبر	شعر نمبر	تعداد الفاظ تعداد حروف	تعداد الفاظ أر دو، قاری، عربی	اضافات جدید ترکیب	محاورات جدید محاورے	تشبیہات استعارات	کنایات مجاز مرسل	مراعات النظم	حسن تعلیل	جامع
152	1	16-47	3-3-10	1-0			1-0			
	2	17-50	0-4-13					1		
	3	18-51	3-5-11	3-0	2-1					
153	1	16-49	2-5-9	3-1		1-0		1	1	1
	2	14-47	3-5-6	4-0				2		
	3	19-51	1-6-12	2-0	2-0					
154	1	19-48	0-3-11	1-0	2-0					
	2	18-59	2-1-15		1-0	1-0	1-0	1		
	3	16-44	1-3-12	1-0	1-0					
155	1	18-52	2-5-11		2-0					
	2	16-49	2-0-14		1-0					
	3	17-52	4-3-10	1-0	1-0	0-1		1		
156	1	16-50	1-4-11	1-0	2-0					
	2	19-48	1-4-14					1		
	3	17-50	3-3-11	1-0		1-0			1	
157	1	18-51	1-5-12		1-0			1		
	2	17-55	0-4-13						1	
	3	20-52	0-6-14		2-0					

342

بند نمبر	شعر نمبر	تجسس	تکریم	عظیمیں	مبالغہ	تفرک	طباق	ایہام	ذوق فحش	ذولسانین	جمع تفریق	تسین	ترجمہ	متفرقات
152	1		1	1		1								
	2					1								
	3						1						1	
153	1	1	1											تجسس
	2					1					1			
	3													سوالیہ
154	1													
	2		1	1										
	3			1		1								
155	1			1										
	2	1				1								
	3				1									
156	1				1	1								سیاق الامداد
	2													
	3												1	
157	1													
	2													
	3													رد البحر علی البداء مع اشکات
												1		

343

بند نمبر	شعر نمبر	تعداد الفاظ تعداد حروف	تعداد الفاظ أردو، فارسی، عربی	اضافات جدید ترکیب	محاورات جدید محاورے	تشبیہات استعارات	کنایات مجاز مرسل	مراعات النظم	حسن قلیل	سمج
158	1	18-49	0-5-13	2-0	1-0			1		
	2	16-49	1-4-11	0-1	3-1					
	3	16-52	1-2-13		2-0			1		
159	1	16-53	3-6-7	4-0		1-0		1	1	
	2	14-49	1-6-7	3-1					1	
	3	17-49	2-5-10	1-0				1		
160	1	13-47	4-3-6	1-0		1-0				
	2	14-51	3-3-8			2-0	1-0			
	3	15-48	6-0-9		3-1					1
161	1	16-44	4-2-10		1-0					
	2	14-44	5-3-6							
	3	15-48	6-0-9		3-1					1
162	1	17-49	2-3-12		2-0					
	2	18-49	2-7-9	3-0			1-0			
	3	17-56	2-0-15		2-0					
163	1	14-50	4-3-7	1-0	1-0					
	2	15-53	4-2-9	2-0		1-0				
	3	16-51	5-3-8	1-0	2-0					

344

بند نمبر	شعر نمبر	تجنیس	تکریم	تقسیم المزدوج	مبالغہ	تفریع	طباق	ایہام	ذوقالتین	ذولسانین	جمع تفریق وتقسیم	تسبیح الصفات	ترجمہ اللفظ	متفرقات
158	1		1		1	1								
	2				1								سیاق الاعداد	
	3					1								
159	1												1	شہد اشتقاق
	2				1									
	3			1										
160	1													
	2					1								
	3												روزم	
161	1													
	2			1										
	3					1								
162	1								1					
	2		1	1										
	3					1	1						روزم	
163	1						1							
	2													
	3													

345

بند نمبر	شعر نمبر	تعداد الفاظ تعداد حروف	تعداد الفاظ أردو، فارسی، عربی	اضافات جدید ترکیب	محاورات جدید محاورے	تشبیہات استعارات	کنایات بجاز مرسل	مراعات النظم	حسن تعلیل	سلیج
164	1	12-47	1-11-0	4-2		2-0		1		
	2	16-48	1-6-9			2-0		1		
	3	17-48	3-4-10	1-0	1-0	1-0		1		
165	1	17-51	4-2-9	1-0	1-0	0-1		1		
	2	14-47	1-9-4	3-0						
	3	16-48	1-5-10	2-0	1-0			1		
166	1	15-51	4-2-9	1-0	0-1					
	2	12-47	3-5-4	2-0	1-0	1-0		1		
	3	13-40	3-2-8	1-0	1-0			1		
167	1	13-51	2-3-10		3-0			1		
	2	17-48	4-3-10	1-0					1	
	3	18-49	1-4-13		2-0					
168	1	16-50	6-4-6	3-0	3-0		1-1			
	2	17-47	4-5-8	1-0	1-0					
	3	17-54	2-2-13		2-0					
169	1	18-56	1-3-14		2-0			1		
	2	15-53	1-3-11		1-0	1-0		1		
	3	18-54	1-4-13	1-1	1-0			1		1

346

بند نمبر	شعر نمبر	تجنيس	تكرير	تفسير المزود	مبالغة	تفريع	طباق	ايهام	ذو قافيتين	ذو لسانين	جمع تفريق وتقسيم	تسبيح الصفات	ترجمة اللفظ	متفرقات
164	1				1		1			1	1	1		تظار البصير
	2				1									تاكيد المدح بما يشبه الذم
	3				1									عذرت بيان
165	1						1				1			تاكيد المدح بما يشبه الذم
	2										1	1	
	3			1										لف نشر مرتب
	1													
166	2					1								
	3													
	1										1			
167	2	1					1	1						
	3						2							
168	1													
	2						1							
	3													
169	1			1								1		
	2													
	3													

347

بند نمبر	شعر نمبر	تعداد الفاظ تعداد احروف	تعداد الفاظ أردو، فارسی، عربی	اضافات جدید ترکیب	محاورات جدید محاورے	تشبیہات استعارات	کنایات مجاز مرسل	مراعات النظم	حسن تغلیل	سمیع
170	1	15-51	3-3-9		1-1			1		1
	2	17-53	0-8-9	2-0	2-0			1		
	3	19-50	0-6-13		1-0			1		
171	1	14-44	6-1-7	1-0			1-0			
	2	16-46	3-2-12	1-	3-0	1-0		1		
	3	18-50	1-3-15		2-0					
172	1	18-52	2-3-13		2-0	1-0	1-0	1		
	2	18-57	1-4-13	1-0	1-0			1		
	3	14-45	2-7-5	2-0	1-0					
173	1	17-54	2-3-12	1-0	1-0			1		
	2	16-50	3-5-8	1-0	0-1					
	3	17-49	2-2-13		1-1					
174	1	16-49	3-4-9	3-0	3-1	1-0				
	2	16-48	2-3-11	1-0	3-1			1		
	3	13-49	5-2-6	3-0				1		
175	1	18-54	2-3-13					2		1
	2	17-52	0-6-11	1-0				1		
	3	17-50	0-3-14		2-0				1	1

348

بند نمبر	شمار نمبر	تجسس	تحریر	ظہین المرودج	مبادلہ	تفریح	ہبات	ایہام	ذوقائیں	ذولسانین	جمع تفریق وتقسیم	تسمیق الصفات	ترجمہ اللفظ	متفرقات
170	1						1	1						مطلوب مستوی
	2													
	3				1		1							
171	1													تشیب الاطراف تعلیق
	2	1		1										
	3						3							لف وشر غیر رتب
172	1						1							
	2													
	3			1										
173	1	1												سوالیہ
	2	1												
	3													
174	1				1	1								رد البحر علی المروض مع شہ اشتقاق
	2													حجت
	3				1									
175	1				1									
	2				1	1	1							
	3		1		1	1								

349

بند نمبر	شعر نمبر	تعداد الفاظ تعداد حروف	تعداد الفاظ اُردو، فارسی، عربی	اضافات جدید ترکیب	محاورات جدید محاورے	تشبیہات استعارات	کنایات مجاز مرسل	مراعات النظر	حسن تعلیل	جمع
176	1	14-43	5-2-7							
	2	15-49	4-2-7		1-0					
	3	15-48	5-2-8		1-0			1	1	1
177	1	19-48	7-6-6		2-2			1		
	2	16-47	6-6-4	2-0	1-0					
	3	14-51	3-1-10		1-0					
178	1	15-48	3-4-8		2-0					
	2	15-50	0-3-12		1-0			1		
	3	14-50	3-1-10		2-0					
179	1	17-48	4-5-8							
	2	18-54	0-6-12					1		
	3	17-48	4-2-11	1-0		1-0	1-0			
180	1	15-49	2-1-12		1-0					
	2	16-49	4-0-12		2-1					
	3	15-53	0-2-13	1-0						
181	1	14-52	2-7-5	1-0	1-0					
	2	15-48	1-7-7	1-0	1-0			1		
	3	16-48	4-2-10		2-1					

350

بند نمبر	شعر نمبر	تجنیس نکیر	تضمین المزدوج	مبالغہ	تفریع	طباق	ایہام	ذوق الثمین	ذو لسانین	جمع تفریق وتقسیم	تسمین الصفات	ترجمہ اللفظ	متفرقات
176	1							1					قطار البحر
	2									1	1		
	3												
177	1				1								
	2												احتجاج بدلیل عقلی مذہبی
	3		1										سلب واہیاب
178	1			1									
	2					1						1	
	3		1	1									
179	1			1						1			سیاق الاعداد
	2									1			سیاق الاعداد
	3												
180	1												
	2												
	3			1									تشابہ الاطراف
181	1			1									سیاق الاعداد
	2			1									
	3	1			1	1							

351

بند نمبر	شعر نمبر	تعداد الفاظ تعداد حروف	تعداد الفاظ أردو - فارسی - عربی	اضافات جدید ترکیب	محاورات جدید محاورے	تشبیہات استعارات	کنایات محاورات	مراعات انظیر	حسن تقلیل	صحیح
182	1	19-54	2-5-12	1-0	1-0					
	2	16-50	2-4-10	1-0	1-0		1-0			
	3	16-48	3-1-12	1-0				1		
183	1	17-46	0-4-13	1-0	2-2			1		
	2	18-53	1-6-11	1-0				1		
	3	17-48	0-3-14		1-0					
184	1	15-48	6-4-5	2-0	2-0					1
	2	17-51	4-2-11	2-0						
	3	15-45	3-2-10		1-0					
185	1	16-47	6-1-9	1-0	1-0					
	2	16-49	4-4-8		1-0			1		
	3	15-44	5-3-7	3-1	2-0	2-0				
186	1	16-46	0-3-13		2-1			1		
	2	16-48	3-1-12		2-0					
	3	21-56	0-2-19		1-0			1		
187	1	14-46	4-1-9		1-0			1		
	2	15-46	6-1-8	1-0	2-0		1-0			
	3	15-45	2-5-8	1-0				1		

[illegible]

353

بند نمبر	شہر نمبر	تعداد الفاظ تعداد حروف	تعداد الفاظ اُردو - فارسی - عربی	اضافات جدید ترکیب	محاورات جدید محاورے	تشبیہات استعارات	کفایات مجاز مرسل	مراعات النظیر	حسن تعلیل	تمیج
188	1	18-50	5-6-4	2-0	1-0			1		
	2	15-49	2-3-10		1-0					
	3	16-53	1-3-12		1-0		1-0			
189	1	17-52	0-5-12		2-0					
	2	17-49	3-2-12				1-0			
	3	16-48	0-4-12	1-0	1-0					
190	1	20-50	5-2-13		2-1					
	2	16-50	4-1-11	2-0	2-2	1-0		1		
	3	16-50	6-1-9	1-0						
191	1	16-49	4-2-10	2-0	2-0					
	2	16-52	4-2-10	1-0	1-0					
	3	16-50	1-4-11	1-0	1-0			1		
192	1	16-52	3-2-11		1-0					
	2	18-48	2-2-14	1-0	1-0					
	3	16-47	4-2-10	1-0	2-0					
193	1	14-46	4-2-8	1-0						
	2	14-47	5-2-7	2-0	1-0					
	3	16-53	1-5-10	1-0	2-0					

354

بند نمبر	شہر نمبر	جنیس	تحریر	تفصیل المزدوج	مبالغہ	تفرک	طباق	ایہام	ذوقاقتین	ذولسانین	جمع تفریق و تقسیم	تسمین الصفات	ترجمہ اللفظ	متفرقات
188	1			1						1		1		
	2			1									سوالیہ	
	3													
189	1													استحاج و نیل عقلی
	2												سوالیہ	
	3					1							سوالیہ قطار البصیر	
190	1			1			1							سوال جواب
	2							1						
	3													
191	1			1										
	2			1										
	3			1										
192	1													
	2		1											
	3													
193	1							1						سوالیہ
	2													سوالیہ
	3													مقلوب مستوی

355

بند نمبر	شمر نمبر	تعداد الفاظ تعداد حروف	تعداد الفاظ أردو، فارسی، عربی	اضافات جدید ترکیب	محاورات جدید محاورے	تشبیہات استعارات	کنایات مجاز مرسل	مراعات الفطیر	حسن تعلیل	تصحیح
194	1	19-61	0-1-18		1-0					
	2	16-53	0-0-16		1-0					
	3	13-51	2-3-8		2-0					
195	1	15-47	0-3-12	1-0	2-0					
	2	17-43	3-0-14		2-0					
	3	18-49	2-5-11		2-0					
196	1	16-54	2-4-10	2-0	2-0					
	2	15-49	5-2-8		1-0					
	3	16-50	0-5-11		2-0			1		
197	1	17-43	3-8-6		1-0					
	2	16-53	5-4-7	0-2	1-0			1		
	3	16-50	3-5-8	1-0		1-0		1		
	1									
	2									
	3									
	1									
	2									
	3									

356

بند نمبر	شعر نمبر	جنس	تکریم	تفسیر المزدوج	مبالغہ	تفریع	طباق	ایہام	ذوق فحش	ذولسانین	جمع تفریق و تقسیم	تسمیق الصفات	ترجمہ اللفظ	متفرقات
194	1													سوالیہ
	2					1								
	3				1	1								
195	1	0	1			1								سوالیہ
	2		1			1	1							
	3													سلب و ایجاب
	1					1								
196	2													تعلیق قطار البصیر
	3													
197	1		1											حسن اطلب
	2		1					2						رد البحر علی ابتدا مع التمرار
	3					1	1							
	1													
	2													
	3													

تیرھواں باب

تجزیہ کامل یادگار مرثیہ

نظم ہے یا گوہر شہوار کی لڑیاں انیس
جوہری بھی اس طرح موتی پر و سکتا نہیں
(انیس)



جَبْ قَطْع کی مَسَافَتِ شَبِ آفتابِ نے
 جلوہ کیا سَحْرِ کُرخِ بے حجابِ نے
 دیکھا سُوسے فلکِ شہِ گردوں رکابِ نے
 مَرُط کر صَدَا رفیقوں کو وی اُسِ جنا بے

آخر ہے راتِ حَمْد و ثناءِ خدا کرو
 اُٹھو! فریضہ سَحْرِ کو ادا کرو

بند مرثیہ 1-

شعر نمبر 1

فصاحت و بلاغت بیان

اچھوتا مضمون۔ آفتاب کا مسافت شب کا ثنا،
جدید سائنسی تحقیقات کے تحت خورشید نظام
شمسی میں غیر متحرک ہوتے ہوئے کہکشاں میں
متحرک ہے وروہ اس نظریہ کے تحت رات کے
کے وقت بھی حرکت میں ہے۔

کل الفاظ شعر = 15 کل الفاظ عربی = 5
کل الفاظ فارسی = 4 کل الفاظ اردو = 6
کل اضافات شعر = (2) مسافت شب، رخ، بے حجاب
کل تعداد حروف = 41 ردیف = مزدف

صنائع لفظی

صنائع معنوی

محاسن علم بیان

محاورہ = جلوہ دکھانا۔ دیدار دکھانا

صنعت مرآۃ النظیر = شب، بحر

صنعت طباق ایجابی = شب، بحر

= آفتاب، رخ، جلوہ، حجاب

شعر نمبر 2 -

فصاحت و بلاغت بیان

واقعہ نگاری میں جب جزئیات کا تفصیل سے
بیان ہوتا ہے تو وہ موقع نگاری کی مثال بن جاتا
ہے۔ میر صاحب نے اس شعر میں ”سہ بعدی“ یا
تھری ڈائمنٹل تصویر کشی کی ہے مڑکھدا دینا
عین بلاغت ہے۔

کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 3
کل الفاظ فارسی = 4 کل الفاظ اردو = 9
کل اضافات شعر = (2) سوئے فلک، شبہ گردوں
کل تعداد حروف = 47 ردیف = مزدف

صنائع لفظی

محاسن علم بیان

کنایہ بعید۔ شبہ گردوں رکاب

صنعت مرآۃ النظیر = فلک، گردن

فصاحت و بلاغت بیان

امام حسینؑ نے سب سے پہلے جس چیز کا حکم اور
امت کو ہدایت کی وہ حمد و ثنائے خدا اور فریضہ
سحری یعنی نماز ہے۔

شعر نمبر 3 -

الفاظ شعر = 13 الفاظ عربی = 5

الفاظ فارسی = 1 الفاظ اردو = 7

اضافات شعر = (3) حمد و ثنائے خدا، فریضہ سحری

تعداد حروف شعر = 42 ردیف = مزدف

صنائع معنوی

صنائع لفظی

1 - صنعت مرآۃ النظیر

= حمد، ثنا، خدا، فریضہ سحری

2 - مقلوب مستوی۔ ادا

1- صنعت ایہام مرثیہ ”آخر ہے رات“ یہاں آخر کے دو معنی نکلتے

ہیں ایک رات ختم ہو رہی ہے دوسرے یہ کہ زندگی کی آخری رات ہے

2- صنعت طباق ایجابی = رات، بحر



ہاں غازیو! یہ دن ہے جدال و قتال کا
 یاں آج خوں بے گا، محمدؐ کی آل کا
 چہرہ خوشی سے سُرخ ہے زہرا کے لال کا
 گذری شبِ فراق، دن آیا وصال کا

ہم وہ ہیں غم کر سینگے ملکِ جن کے واسطے
 راتیں تڑپ کے کاٹی ہیں اس دن کے واسطے

نِ خوں بے گا آج

فصاحت و بلاغت بیان

”ہاں غازیو“ میں لفظ ”ہاں“ مکالمہ نگاری کی جان ہے۔ اس لفظ سے متوجہ کیا جا رہا ہے اور ساتھ ہی ساتھ تاکید بھی کی جا رہی ہے۔ میر صاحب نے اس ایک شعر میں پورے کربلا کا نقشہ کھینچا ہے۔ غازیو کہہ کر اپنے لشکر کو بتاتے ہیں کہ وہ حق پر ہیں اور باطل سے جنگ کر رہے ہیں۔ اور یہاں آل محمد کا خون ہے گا۔ یہ انیس کی بلاغت ہے۔ اس شعر میں غازیو، جدال، قتال اور خون جیسے لفظوں سے رزمیہ صوتی کیفیت پیدا کی گئی ہے

محاسن علم بیان

- 1- محاورہ = خون بہانا = قتل ہونا
- 2- مجاز مرسل = محمد کی آل کہہ کر اٹھارہ بنی ہاشم لئے گئے ہیں۔
- 3- غازی = وہ مسلمان جو کافر کو قتل کر کے جنت حاصل کرے۔

فصاحت و بلاغت بیان

میر انیس نے داستان کربلا کے ہیرو کی سیرت نگاری کرتے ہوئے موت اور حیات کے ایسے گوشے نکالے کہ یہ اقداران کے چاہنے والوں کے لیے مقصد حیات بن گئے۔ میر انیس کے مرثیوں کے اس کتبے سے متاثر ہو کر ڈاکٹر آئندہ سوامی نے مرثیے اور لکھنویوں کہا کہ ”اس تاریخی داستان کربلا نے سرتاپا خون میں نہا کر موت کو ہڈ بیٹ ہونے کے بدلے اس درجہ خوش آئند بنا دیا کہ موت مرثیے کا مرکزی موضوع ہوئی۔“

محاسن علم بیان

- 1 - محاورہ = چہرہ سرخ ہونا
- 2 - کنایہ = زہرا کے لال سے مراد حضرت امام حسین ہیں۔

فصاحت و بلاغت بیان

اس شعر کے مصرعہ ثانی میں انیس امام حسین کے وعدہ طفلی کا ذکر کر رہے ہیں۔ یہ اعلیٰ ترین نوع کی بلاغت ہے جس میں اشاروں کے ذریعہ موضوع بیان کیا جا رہا ہے

محاسن بیان

- 1 - محاورہ = راتیں تڑپ کر کاٹنا = بے چینی سے رات گزارنا

بند مرثیہ 2 -

شعر نمبر 1 -

- کل الفاظ شعر = 17 کل الفاظ عربی = 4
کل الفاظ فارسی = 1 کل الفاظ اردو = 12
کل اضافات شعر = (1) جدال و قتال
کل تعداد حروف شعر = 48
ردیف = مردف

صنائع لفظی

- 1- تسمیق الصفات = جدال - قتال
- 2- مراعات النظیر = غازیو، جدال، قتال، خون
- 1- لغات = جدال = جنگ 2- قتال = قتل و جنگ

شعر نمبر 2 - لغات

- کل الفاظ شعر = 16 1 - فراق = جدائی
کل الفاظ عربی = 3 2 - وصال = ملاقات
کل الفاظ فارسی = 4
کل الفاظ اردو = 9
کل اضافات شعر = (1) شب فراق
کل تعداد حروف شعر = 47
ردیف = مردف

ضائع معنوی

- 1 - صنعت طباق ایجابی = شب ، دن
- 2 - " " " " = فراق ، وصال

شعر نمبر 3 -

- کل الفاظ شعر = 19 کل الفاظ عربی = 2
کل الفاظ فارسی = 0 کل الفاظ اردو = 17
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 55 ردیف = مردف

صنائع معنوی

- 1 - صنعت طباق ایجابی = راتیں - دن



یہ صُبح ہے وہ صُبح، مُبارک ہے جس کی شام
 یاں سے ہوا جو کوچ تو ہے خُلد میں مقام
 کوثر پہ آبرو سے پہنچ جائیں تَشَنہ کام
 لکھے خُدا نماز گُذر اول میں سب کے نام

سب ہیں وحیدِ عَصْر، یہ غُل چار سُواٹھے
 دُنیا سے جو شہید اُٹھے سِر خرو اُٹھے

بند مرثیہ - 3

شعر نمبر 1 -

کل الفاظ شعر = 20 کل الفاظ عربی = 5
 کل الفاظ فارسی = 2 کل الفاظ اردو = 13
 کل اضافات شعر = 0
 کل تعداد حروف شعر = 53 ردیف = غیر مزدف

صنائع معنوی

1 - صنعت طباق ایجابی = صبح = شام
 2 - کوچ = مقام

محاسن علم بیان

1 - محاورہ = کوچ کرنا = سفر کرنا

فصاحت و بلاغت بیان

مصرعہ اول میں حسن بیان کی کیفیت ہے۔

شعر نمبر 2 - لغات

1 - تشہ کام = پیاسے
 کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 1
 کل الفاظ فارسی = 7 کل الفاظ اردو = 8
 کل اضافات شعر = 0
 کل تعداد حروف شعر = 54 ردیف = غیر مزدف

صنائع معنوی

1 - صنعت تلمیح = کوثر (حوض کوثر مراد ہے)

محاسن علم بیان

محاورہ = آبرورکھنا

= ذی مرتبہ اور باعزت رہنا

فصاحت و بلاغت بیان

اس شعر میں شہادت کی اہمیت اور شہید کا مقام بتایا گیا ہے۔

شعر نمبر 3 - لغات

کل الفاظ شعر = 17
 کل الفاظ عربی = 4
 کل الفاظ فارسی = 5
 کل الفاظ اردو = 8
 کل اضافات شعر = 1 وحید عصر
 کل تعداد حروف شعر = 50 ردیف = مزدف

صنائع لفظی

1 - صنعت تظہن المزدوج = وحید۔ شہید

2 - سو - رو

محاسن علم بیان

1 - محاورہ = سرخ رو ہونا = عزت و آبرو حاصل کرنا۔

2 - دنیا سے اٹھنا = انتقال کرنا

3 - غل اٹھنا = شور مچنا



یہ سن کے بستروں سے اٹھے وہ خدا شناس
 اک اک نے زیبِ جسم کیا فاحشرہ لباس
 شانے محاسنوں میں کئے سب نے بے ہراس
 باندھے عمامے آئے امامِ زماں کے پاس

رنگیں عبائیں دوش پہ کمریں کسے ہوئے
 مشک و زباد و عطر میں کپے کپڑے ہوئے

بند مرثیہ - 4

شعر نمبر - 1

- کل الفاظ شعر = 17 کل الفاظ عربی = 3
 کل الفاظ فارسی = 4 کل الفاظ اردو = 10
 کل اضافات شعر = (1) زیب جسم
 کل تعداد حروف شعر = 51
 ردیف = غیر مزدف

صنائع لفظی

- 1 - صنعت تکریر = ایک اک
 2 - صنعت ترجمہ اللفظ = ایک اک

شعر نمبر - 2

- کل الفاظ شعر = 15 کل الفاظ عربی = 3
 کل الفاظ فارسی = 4 کل الفاظ اردو = 8
 کل اضافات شعر = (1) امام زمان
 کل تعداد حروف شعر = 52
 ردیف = غیر مزدف

لغات

- 1 - محاسنوں = داڑھی جس میں کچھ سفید بال
 ہوں
 2 - شانے = سنگٹھی
 3 - بے ہراس = بغیر ڈر اور خوف کے

صنائع لفظی

- 1 - صنعت ذوالقائمتین = کے۔ بے
 2 - صنعت تضمین المزوج = نے۔ بے

فصاحت و بلاغت بیان

یہ بند سارے کا سارا مرتع نگاری کا عالی
 نمونہ ہے پڑھنے والے کے سامنے سین کھینچ
 کر آ جاتا ہے۔

لغات

- 1 - زباد = یک خوشبودار گھاس
 2 - دوش = کاندھے

شعر نمبر - 3

- کل الفاظ شعر = 14 کل الفاظ عربی = 2
 کل الفاظ فارسی = 3 کل الفاظ اردو = 9
 کل اضافات شعر = (2) مشک وز باد و عطر
 کل تعداد حروف شعر = 50 ردیف = مزدف

صنائع معنوی

- 1 - ایہام مرثیہ = کمریں کے ہوئے (دو معنی۔ ایک قسم کی پٹی کو کمر 1 - محاورہ = کمر کنا = کسی کام پر مستعد ہونا
 سے کس کر باندھے ہوئے دوسرے مصمم اور پختہ ارادہ کیے ہوئے۔
 2 - مراعات النظر = مشک وز باد و عطر

محاسن علم بیان



سُکھے لبوں پہ حَمْدِ اِلهی، رُخوں پہ نُور
خُوف و ہراس و بَیج و کُدورت، دِلوں سے دُور
فِیاضِ حق شناس، اُلو العِزِّمِ ذی شُور
خوش فکر و بَذلہ سنج و ہنر پرور و غیور

کانوں کو حُسنِ صَوْت سے حَظ بَر ملائے
باتوں میں وہ نمک کہ دلوں کو مَزا لے

لغات

کدورت = رنجش

بند مرثیہ - 5

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 15 کل الفاظ عربی = 5
 کل الفاظ فارسی = 4 کل الفاظ اردو = 6
 کل اضافات شعر = (4) حمد الہی، خوف و ہراس و رنج و کدورت
 کل تعداد حروف شعر = 51 ردیف = غیر مردف

صنائع لفظی

- 1 - صنعت تقسم المزدوج = لبوں، رخوں
- 2 - صنعت مراعات النظیر = خوف، ہراس، رنج، کدورت
- 3 - صنعت ذوالتافتین = رخوں پہ نور = دلوں سے دور

لغات

- 1 - ذی شعور = ہوشیار
- 2 - اولوالعزم = عالی حوصلہ
- 3 - بذلہ رخ = ہنس کھ

صنائع لفظی

- (1) صنعت تنسیق الصفات
- = آٹھ صنعتیں جمع کی گئیں

فصاحت و بلاغت کا بیان

یہ پورا بند اوصاف حسن سے بھر پور ہے، اتنے اوصاف حیدرہ ایک بند میں بلاغت کا کمال ہے

محاسن علم بیان

- 1 - محاورہ = باتوں میں نمک ہونا
- = دلچسپ گفتگو کرنا

ندرت بیان = کانوں کو حسن صوت سے حظ ملنا اور باتوں میں نمک کی وجہ سے دلوں کو مزہ ملنا میر صاحب کی جدت نگاری ہے۔

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 13 کل الفاظ عربی = 9
 کل الفاظ فارسی = 4 کل الفاظ اردو = 0
 کل اضافات شعر = (3) فکر و بذلہ رخ و ہنر پرورد و غیور
 کل تعداد حروف شعر = 52 ردیف = غیر مردف

صنائع معنوی

- 1 - صنعت ذواللسان = پورا شعر اردو اور فارسی میں پڑھا جاسکتا ہے
- 2 - صنعت جمع = پورے شعر میں آٹھ صنعتوں کو جمع کیا گیا ہے

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 18
 کل الفاظ عربی = 4
 کل الفاظ فارسی = 3
 کل الفاظ اردو = 11

کل اضافات شعر = (1) حسن صوت
 کل تعداد حروف شعر = 52 ردیف = غیر مردف

صنائع لفظی

- 1 - صنعت تقسم المزدوج = کانوں، دلوں، باتوں



ساؤنت، بُردبار، فلک مرتبت، دلیز
 عالی منش، سبائیں سلیمان، دغائیں شیر
 گردانِ دہر ان کی زبردستیوں سے زیر
 فاقوں میں، دل بھی، چشم بھی اونیشیں بھی سیر

دنیا کو بیچ و پوچ سراپا سمجھتے تھے
 دریا دلی سے بحر کو قطرا سمجھتے تھے

— فاقے سے تین دن کے مگر زندگی سے سیر



تقریر میں وہ رمز و کنایہ کہ لاجواب
 نکتہ بھی منہ سے گر کوئی نکلا تو انتخاب
 گویا دہن کتابِ بلاغت کا ایک باب
 سُکھی زبانیں شہدِ فصاحت سے کامیاب

ہجوں پہ شاعرانِ غبِ برتھے مئے ہوئے
 پستے لبوں کے وہ جو نکاسے بھڑکے ہوئے

بند مرثیہ - 7	شعر نمبر - 1	لغات
کل الفاظ شعر = 17	کل الفاظ عربی = 7	کل الفاظ فارسی = 2
کل الفاظ اردو = 8	کل اضافات شعر (1) = 1	1 - رمز = اشارہ
کل تعداد حروف شعر = 55	ردیف = غیر مردف	2 - کنایہ = اشارہ
		3 - نکتہ = باریک بات

محاسن علم بیان

- 1 - محاورہ = لا جواب ہونا = بے مثال ہونا
- 2 - محاورہ = رمز و کنایہ میں گفتگو کرنا = اشاروں میں بات چیت کرنا

شعر نمبر - 2	لغات	فصاحت و بلاغت بیان
کل الفاظ شعر = 14	کل الفاظ عربی = 5	1 - گویا = بولنے والا۔ یعنی
کل الفاظ فارسی = 4	کل الفاظ اردو = 5	2 - بلاغت = معنی بلاغت کے زبان کو فصاحت کے شہد سے میٹھی
کل اضافات شعر = (2)	ذیل میں دیکھو	بتاتے ہیں جو خاص اور اچھوتا مضمون
کل تعداد حروف شعر = 50	3 - فصاحت = معنی فصاحت ہے۔ یہاں عالی ترین بلیغ کلام میں	کتاب بلاغت، شہد فصاحت
ردیف = غیر مردف	4 - باب = دروازہ	کے ذیل میں دیکھو۔
	5 - کام = دہن	فصاحت کی شریخی شامل ہے۔

صنائع لفظی

صنعت تجنیس نام مماثل = باب۔ اس کے تین معنی ہیں 1- دروازہ 2- مقدمہ 3- کتاب کا حصہ۔ شاعر کی مراد کتاب کا حصہ یا مقدمہ ہے۔ 1- صنعت تجنیس نام مماثل = گویا (اس کے دو معنی ہیں 1- بولنے والا 2- یعنی شاعر کی مراد بولنے والے منہ سے ہے لیکن دوسرے معنی بھی لیے جاسکتے ہیں) 2- صنعت تجنیس مماثل = کامیاب اس کے دو معنی ہیں 1- فتح یا باب ہونا 2- منہ کا میٹھا ہونا۔ شاعر کی مراد منہ کا میٹھا ہونے سے ہے۔ 3- مقلوب مستوی = باب 4- صنعت مراعات النظر = کتاب بلاغت باب فصاحت 5- صنعت مراعات النظر = دہن زبانیں کام شہد 6- صنعت تضمن المزدوج = بلاغت۔ فصاحت

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 16	کل الفاظ عربی = 1	کل الفاظ فارسی = 3	کل الفاظ اردو = 12
کل اضافات شعر = (1)	شاعران عرب	کل تعداد حروف شعر = 49	ردیف = مردف

محاسن علم بیان

- 1- تشبیہ = پتے
- 2- محاورہ = مرثیہ (عاشق ہونا)
- 3- محاورہ = نمک سے بھرے ہونا (مزے دار ہونا)

صنائع لفظی

- 1- صنعت ذوالقافین = تھے مرے ہوئے
- 2- صنعت تضمن المزدوج =
- = لہجوں، لہجوں

صنائع معنوی

- (1) صنعت تلحیح
- = شاعران عرب



لَبِّ پر مہی، گلوں سے زیادہ شگفتہ رُو
 پیدائتنوں سے پیرہنِ یوسفی کی بُ
 پرہیزگار و زاہد و ابرار و نیک خُو
 غلاماں کے دل میں جن کی غلامی کی آرزو

پتھر میں ایسے لعل، صدف میں گہر نہیں
 حوروں کا قول تھا یہ ملک ہیں بشر نہیں

لغات

بند مرثیہ - 8 شعر نمبر 1-
 کل الفاظ شعر = 15 کل الفاظ عربی = 0 کل الفاظ فارسی = 7 1 - شگفتہ رو = ہنس مکھ
 کل الفاظ اردو = 8 کل اضافات شعر = (1) پیرہن یوسفی
 کل تعداد حروف شعر = 50 ردیف = غیر مردف

محاسن علم بیان

1- تشبیہ تفصیل = لب پر ہنسی گلوں
 سے زیادہ شگفتہ رو۔
 2 - کنایہ بعید = پیدا تنوں سے
 پیرہن یوسفی کی بو (یہاں اشارہ یہ
 ہے کہ قاتلان امتی تھے)

صنائع لفظی

1 - صنعت نظم المزدوج
 = تنوں گلوں
 2 - ہنسی، یوسفی، کی
 3 - صنعت مراعات النظر
 = لب، رو، تنوں
 4-..... گلوں، شگفتہ، بو

صنائع معنوی

1- صنعت تلحیح = پیرہن یوسفی
 2- صنعت ارساد = پیرہن یوسفی کی بو

لغات

1- ابرار = نیک لوگ
 2- زاہد = پرہیزگار
 3- خو = خصلت
 4- غلامان = جنت کے کم سن خادم

شعر نمبر 2

کل الفاظ شعر = 15 کل الفاظ عربی = 4
 کل الفاظ فارسی = 6 کل الفاظ اردو = 5
 کل اضافات شعر = (3) پرہیزگار، زاہد، ابرار، نیک، خو
 کل تعداد حروف شعر = 52 ردیف = غیر مردف

صنائع لفظی

1- صنعت مراعات النظر = پرہیزگار، زاہد، ابرار، نیک، خو
 2- صنعت شہا شہاقت = غلامان، غلامی
 3 - صنعت ذوللسان = پہلا مصرعہ فارسی اور دوسرا اردو میں ہے۔
 3 - صنعت تسمیق الصفات = پرہیزگار، زاہد، ابرار، نیک، خو

لغات

1- لعل = سرخ رنگ کا ہیرا
 2- صدف = پیپ
 3- گہر = موتی
 4- ملک = فرشتہ

شعر نمبر 3

کل الفاظ شعر = 17 کل الفاظ عربی = 5
 کل الفاظ فارسی = 1 کل الفاظ اردو = 11
 کل اضافات شعر = 0 کل تعداد حروف شعر = 53
 ردیف = مردف

محاسن علم بیان

1- استعارہ مطلقہ = پتھر میں ایسے لعل
 2- استعارہ مطلقہ = صدف میں گہر

صنائع لفظی

1 - تسمیق الصفات
 = پتھر لعل گہر صدف

صنائع معنوی

1- طباق ایجابی
 = ہیں، نہیں

3- مجاورہ = ملک ہیں بشر نہیں۔ فرشتہ ہیں انسان سے نہیں لیا گیا ہے

پانی نہ تھا وُضو جو کریں وہ فلک جناب
 پڑتھی رُخوں پہ خاکِ تمیم سے طُرفہ آب
 باریک اُبر میں نظر آتے تھے آفتاب
 ہوتے ہیں خاکسار غلام ابو تراب

مہتاب سے رُخوں کی صفا اور ہوگئی
 میٹھی سے آنوں میں جلا اور ہوگئی

ث پہ

بند مرثیہ - 9

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 18
کل الفاظ عربی = 6
کل الفاظ فارسی = 1
کل الفاظ اردو = 11
کل اضافات شعر (1) خاک تہم
کل تعداد حروف شعر = 50
ردیف = غیر مردف

لغات

1- طرفہ آب = چمک دار

صنائع لفظی

صنائع معنوی

1- طباق ایجابی = خاک۔ آب 1 - تجنیس تام مماثل = آب سے مراد (ا) پانی اور دوسرے چمک سے ہے۔
(شاعر کی مراد چمک سے ہے۔)
2 - مراعات النظیر = پانی، وضو، رخنوں، خاک، تہم

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 12
کل الفاظ عربی = 3
کل الفاظ فارسی = 4
کل الفاظ اردو = 5
کل اضافات شعر = (1) غلام ابوتراب
کل تعداد حروف شعر = 49
ردیف = غیر مردف

لغات

1 - خاکسار = فروتن۔ عاجز

صنائع لفظی

صنائع معنوی

تلمیح = ابوتراب (مٹی کا باپ۔ حضرت علیؓ)
ایہام = خاکسار (دو معنی۔ فروتن اور عاجز ہونا دوسرے خاک
میں ملنا یہاں دونوں معنی لیے جاسکتے ہیں)

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 14
کل الفاظ عربی = 2
کل الفاظ فارسی = 1
کل الفاظ اردو = 11
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 43
ردیف = مردف

لغات

1 - جلا = چمک
2 - صفا = صفائی

محاسن علم بیان

صنائع لفظی

1 - تفسیم المزاج = رخنوں = آئینوں
تشیبہ = مہتاب سے رخنوں
2 - ذوالقلمین بالواسطہ = رخنوں کی صفا اور ہو گئی
استعارہ = آئینوں پہ جلا اور ہو گئی
آئینوں پہ جلا اور ہو گئی



نیچے سے نکالے شے کے عزیزانِ خوش خصال
 جن میں کئی تھے حضرت خیر النساء کے لال
 قائم سا گلبدن، علی اکبر سا خوش جمال
 اک جا، عقیل و مسلم و جعفر کے نو نہال

سب کے رُخوں کا نور، سپہر بڑی پہ تھا
 اٹھارہ آفتابوں کا غنچہ زمیں پہ تھا

ن جھٹ

بند مرثیہ - 10

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 5

کل الفاظ فارسی = 2 کل الفاظ اردو = 9

کل اضافات شعر = (2) عزیزان خوش خصال - حضرت خیرالنسا

کل تعداد حروف شعر = 54

ردیف = غیر مردف

صنائع لفظی

1 - تفسیم المزدوج = خیمے کے تھے

2 - مقلوب مستوی = لال

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 8

کل الفاظ فارسی = 3 کل الفاظ اردو = 5

کل اضافات شعر = (2) عقیل و مسلم و جعفر

کل تعداد حروف شعر = 52

ردیف = غیر مردف

صنائع معنوی

صنعت جمع = عقیل و مسلم و جعفر

صنائع لفظی

1 - تفسیم المزدوج = قاسم - مسلم

اکبر - جعفر

سا - جا

محاسن علم بیان

1 - تشبیہ = قاسم سا گلبدان

1 - تشبیہ = علی اکبر سا خوش جمال

لغات

1 - سپہر = آسمان

2 - بریں = علی

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 2

کل الفاظ فارسی = 3 کل الفاظ اردو = 11

کل اضافات شعر = (1) سپہر بریں

کل تعداد حروف شعر = 53

ردیف = مردف

صنائع معنوی

1 - طباق ایجابی = سپہر - زمین

2 - صنعت مبالغہ

صنائع لفظی

1 - مراعات النظیر = آفتابوں -

نور - سپہر - زمین

2 - تفسیم المزدوج = رخوں - آفتابوں

محاسن علم بیان

1 - استعارہ = اٹھارہ آفتابوں کا

غنیہ سے مراد اٹھارہ بنی ہاشم ہیں -



وہ صُبح، اور وہ چھانوں ستاروں کی اور وہ نور
 دیکھے تو غش کرے، ارنی گوے امِج طُور
 پیدا گلوں سے قُدرتِ اللہ کا ظہور
 وہ جا بجا و رختوں پہ تبیجِ خواں طیور

گلشنِ نجل تھے وادیِ مینو اسل سے
 جنگل تھا سب بنا ہوا پھولوں کی باس سے



ٹھنڈی ہوا میں سبزہ صحرَا کی وہ لہک
 شرمے جس سے اُلس زنگاری فلک
 وہ جھومنا درختوں کا پھولوں کی وہ مہک
 ہر برگ گل پہ قطرہ شبہ کی وہ جھلک

ہم سے نجل تھے، گو ہر یکتا نثار تھے
 پتے بھی ہر شجر کے جو اہر نگار تھے

بند مرثیہ - 12

لغات

اُطلس زنگاری فلک = ٹیلے رنگ کی چادر
اُطلس = ریشم

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 14 کل الفاظ عربی = 4
کل الفاظ فارسی = 2 کل الفاظ اردو = 8
کل اضافات شعر = (3) سبزہ صحرا۔ اُطلس زنگاری فلک
کل تعداد حروف شعر = 46 ردیف = غیر مردف

محاسن علم بیان

صنائع معنوی صنائع لفظی
1- طباق ایجابی = سبزہ صحرا 1- تضمن المزدوج = ٹھنڈی۔ زنگاری 1- استعارہ = اُطلس زنگاری فلک (آسمان)

حوالہ جات = جدید ترکیب = اُطلس زنگاری فلک

شعر نمبر - 2

لغات

مہک = خوشبو، بکھبت

کل الفاظ = 17 کل الفاظ عربی = 1
کل الفاظ فارسی = 4 کل الفاظ اردو = 12
کل اضافات شعر = (2) برگ گل، قطرہ شبنم
کل تعداد حروف شعر = 51
ردیف = غیر مردف

صنائع لفظی

1- تضمن المزدوج = درختوں۔ پھولوں
2- مراعات النظیر = درختوں۔ پھولوں۔ مہک۔ برگ گل۔ شبنم

شعر نمبر - 3

لغات

1- نثار = صدقے
2- نثار = آرائش
3- جواہر = قیمتی پتھر

کل الفاظ شعر = 15 کل الفاظ عربی = 4
کل الفاظ فارسی = 4 کل الفاظ اردو = 7
کل اضافات شعر = (1) گوہر یکتا
کل تعداد حروف شعر = 49
ردیف = مردف

محاسن علم بیان

صنائع معنوی صنائع لفظی
1- عکس۔ اس شعر میں دوسرا مصرعہ پہلے 1- تضمن المزدوج = کے تھے 1- نخل ہونا = شرم سار ہونا (محاورہ)
نہ رکھنے سے شعر کے حسن میں اضافہ ہوا۔ 2- مراعات النظیر = ہیرے گوہر جواہر 2- نثار ہونا = قربان ہونا (محاورہ)
3- حسن تعطیل = پتے بھی ہر شجر کے 3- تفریع = ہیرے۔ تھے
جواہر نگار تھے۔



شربان صنعتِ قلمِ انسریدگار
 تھی ہر ورق سے صنعتِ ترصیع آشکار
 عاجِ ہر فکرِ شعرا کے ہنرِ شعار
 ان صنعتوں کو پائے کہاں عقلِ سادہ کار

عالم تھا محو، قدرتِ ربِ عباد پر
 مینا کیا تھا وادیِ مینو سواد پر

لغات

- 1 - صنعت = ہنر
- 2 - صنعت ترمیم = عبارت میں دو ایسے جملے یا فقرے لائے جائیں کہ ایک کے الفاظ ترتیب وار دوسرے کے الفاظ کے ہم وزن اور ہم قافیہ ہوں۔
- 3 - آفریدگار = پیدا کرنے والا

صنائع لفظی

- 1 - مراعات النظیر = فلم، ورق، صنعت ترمیم

بند مرثیہ 13 شعر نمبر - 1

- کل الفاظ شعر = 11 کل الفاظ عربی = 6
- کل الفاظ فارسی = 3 کل الفاظ اردو = 2
- کل اضافات شعر = (3) صنعت قلم آفریدگار۔ صنعت ترمیم
- کل تعداد حروف شعر = 44
- ردیف = غیر مردف

صنائع معنوی

- 1 - ذواللسان = پہلا مصرعہ فارسی دوسرا مصرعہ اردو میں ہے۔
- 2 - ایہام مرثیہ = ورق (۱۔ کاغذ ۲۔ برگ) یہاں شاعر کی مراد برگ ہے۔
- 3 - ادماج = پورا شعر اس صنعت میں ہے (قدرت نے ہر پتے کے دونوں پہلوؤں کو برابر ہم وزن اور ہم شکل بنایا ہے)۔
- حوالہ جات جدید ترکیب = صنعت قلم آفریدگار

شعر نمبر - 2

- کل الفاظ شعر = 14 کل الفاظ عربی = 6
- کل الفاظ فارسی = 3 کل الفاظ اردو = 5
- کل اضافات شعر (3) = فکر شعرائے ہنر۔ عقل سادہ کار
- کل تعداد حروف شعر = 50 ردیف = غیر مردف
- حوالہ جات (جدید بندش) فکر شعرا

شعر نمبر - 3

- کل الفاظ شعر = 14 کل الفاظ عربی = 9
- کل الفاظ فارسی = 0 کل الفاظ اردو = 5
- کل اضافات شعر = (3) قدرت رب عباد۔ وادی مینو
- کل تعداد حروف شعر = 46
- ردیف = مردف

صنائع معنوی

- 1 - شبہ اشتقاق = مینا۔ مینو

لغات

- 1 - نحو = فریفتہ
- 2 - عباد = عابد کی جمع
- 3 - مینا = نقش و نگاری کا وہ بزرگام جو شیشے سونے چاندی کے زیور اور برتن پر کیا جاتا ہے۔
- 4 - مینو = بہشت۔ سواد۔ صنعت

صنائع لفظی

- مراعات النظیر = عالم قدرت رب مینو

جدید ترکیب = وادی مینو اساس



وہ نور اور وہ دشت سہانا سا وہ فضا
 دراج و کبک و تیہو و طاؤس کی صدا
 وہ جوش گل وہ نالہ مرغان خوشنوا
 سردی جگر کو بخشتی تھی صبح کی ہوا

پھولوں سے سبز سبز شجر سسج پوش تھے
 تھالے بھی نخل کے سب گل فروش تھے

385

لغات

- 1 - دراج = تیر
2 - کبک = چکور
3 - تیبو = شیر
4 - طاؤس = مور

بند مرثیہ - 14

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 15
کل الفاظ عربی = 5

کل الفاظ فارسی = 3 کل الفاظ اردو = 7

کل اضافات شعر = (3) دراج و کبک و تیبو و طاؤس

کل تعداد حروف شعر = 47 ردیف = غیر مردف

صنائع لفظی

مراعات النظیر = دراج، کبک، تیبو۔ طاؤس

لغات

- 1 - نالہ = فریاد
2 - نوا = صدا
3 - جوش = کثرت

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 16

کل الفاظ عربی = 2 کل الفاظ فارسی = 8

کل اضافات شعر = (3) جوش گل۔ نالہ مرغان خوش

کل تعداد حروف شعر = 49 ردیف = غیر مردف

صنائع لفظی

محاسن علم بیان

نیا محاورہ = جگر سرد (سردی جگر)

1 - مراعات النظیر = گل، نالہ مرغان، صبح

حوالہ جات = نئی ترکیب = جوش گل

لغات

- (1) سبد = ٹوکری
(2) تھالا = درختوں کے گرد پانی دینے کے لیے جو چھوٹا گھر حاکھودا جاتا ہے۔

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 16

کل الفاظ عربی = 2

کل الفاظ فارسی = 7 کل الفاظ اردو = 7

کل اضافات شعر = (1) سبد گل

کل تعداد حروف شعر = 49

ردیف = مردف

محاسن علم بیان

1 - مراعات النظیر = پھولوں، شجر، بہر، 1 - استعارہ = تھالے سبد گل فروش تھے

سرخ، سبد گل، تھالے

2 - حکمران = بہر بہر

3 - تفسیم المزدوج = سے، کے،

تھالے

صنائع معنوی

1 - تذخ = بہر سرخ



وہ دشت، وہ نسیم کے جھونکے، وہ سبزہ زار
 پھولوں پہ جا بجا وہ گھرے آبدار
 اٹھنا وہ جھوم جھوم کے شاخوں کا بار بار
 بالائے نخل ایک جو بلبل تو گل ہزار

خواہاں تھے زہر گلشن زہرا جو آسے،
 شبنم نے بھر دیے تھے کٹوے گلاب کے
 ن نخل

لغات
نسیم۔ صبح کی ٹھنڈی ہوا
زار۔ کثرت

بند مرثیہ - 15

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 18 کل الفاظ عربی = 1
کل الفاظ فارسی = 9 کل الفاظ اردو = 8
کل اضافات شعر = (2) جابہ جا، گہر ہائے
کل تعداد حروف شعر = 51 ردیف = غیر مردف

صنائع معنوی

1- ایہام۔ آب (۱۔ پانی، ۲۔ چمک) یہاں مراد چمک سے ہے
2- حشولیخ۔ وہ دشت وہ نسیم وہ ہنرہ زار (یہاں وہ کی تکرار سے حسن شعر بڑھ گیا ہے)۔

محاسن علم بیان

گہر ہائے آبدار۔ استعارہ
(نسیم کے قطرے)

صنائع لفظی

1 - تکرار بالواسطہ = جابہ جا
2 - مراۃ النظر = ہنرہ زار، نسیم، پھولوں

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 17 کل الفاظ عربی = 1
کل الفاظ فارسی = 6 کل الفاظ اردو = 10
کل اضافات شعر (1) بالائے تحمل
کل تعداد حروف شعر = 51 ردیف = غیر مردف

صنائع لفظی

1 - تکریر مشقی۔ جھوم جھوم۔ بار بار
2 - تضمن المزدوج۔ گل بلبلی
3 - مراۃ النظر۔ شاخوں، نخل، بلبلی، گل
4 - سیاق الاعداد۔ ایک ہزار

لغات

زہر = زرد رنگ کے پھول

محاسن علم بیان

تشبیہ۔ کنورے گلاب کے
استعارہ۔ گلشن زہرا (اولاد زہرا)

صنائع لفظی

1 - رد الجوز علی العروض مع التکرار
(گلاب۔ آب)

2- شبہ اشتقاق۔ زہر۔ زہرا
3- مراۃ النظر۔ زہر گلشن، نسیم، گلاب

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 2
کل الفاظ فارسی = 4 کل الفاظ اردو = 10
کل اضافات شعر = 2 زہر گلشن زہرا
کل تعداد حروف شعر = 50 ردیف = مردف

صنائع معنوی

1 - ایہام۔ زہر 1۔ زرد پھول۔ 2۔ زرد چہرے
2- حسن تغلیل۔ پورا مصرعہ ثانی حسن تغلیل میں ہے۔



وہ سُمریوں کا چارٹف سرسُرو کے ہجوم
 کو کو کا شور، نالہ حق سرسُرو کی دھوم
 بُسْجَانِ رَبَّنَا کی صدا تھی عسَلِ الْعُوم
 جاری تھے وہ جو انکی عبادت کے تھے رسوم

کچھ گل فقط نہ کرتے تھے رَبِّ عَلَا کی حمد
 ہر خار کو بھی نوکِ زباں تھی خدا کی حمد

لغات

- 1 - حق سزہ = قمری کی آواز (اس کا راز حق ہے)
- 2 - قمری = فاختہ کی طرح کا پرندہ ہے۔
- 3 - سرو = ایک خوبصورت مخروطی شکل کا درخت

صنائع لفظی

(۱) مراعات النظیر = قمریوں۔ سرو۔ کوکو

لغات

- 1 - سجان ربنا = کیا اچھا ہے ہمارا رب (تیتہ کی مفروضہ بولی)
- 2 - علی العموم = عام طور پر

صنائع لفظی

1 - تضمین۔ سجان ربنا

لغات

- 1 - فقط = صرف
- 2 - علا = علی

محاسن علم بیان

- 1 - نوک زبان ہونا (مجاورہ) حفظ ہونا۔

صنائع لفظی

- 1 - مراعات النظیر = گل، خار، نوک
- 2 - رب، خدا، حمد

بند مرثیہ - 16

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 15
کل الفاظ عربی = 1
کل الفاظ فارسی = 7
کل الفاظ اردو = 7
کل اضافات شعر (2) نالہ حق سزہ
کل تعداد حروف شعر = 49
ردیف = غیر مردف

صنائع معنوی

- 1 - ایہام = کوکو (1) - کوا، 2 - قمری کی آواز
یہاں شاعر کی مراد قمری کی آواز
2 - حسن تعلیل = حق سزہ (قمری کی آواز)

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 16
کل الفاظ عربی = 7
کل الفاظ فارسی = 0
کل الفاظ اردو = 9
کل اضافات شعر = (1) علی العموم
کل تعداد حروف شعر = 56
ردیف = غیر مردف

صنائع معنوی

- 1 - ایہام۔ سجان ربنا (1) تیتہ کی مفروضہ صدا
2 - اچھا ہے رب ہمارا۔

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 20
کل الفاظ عربی = 5
کل الفاظ فارسی = 6
کل الفاظ اردو = 9
کل اضافات شعر (2) رب علا۔ نوک زبان
کل تعداد حروف شعر = 55
ردیف = مردف

صنائع معنوی

- 1 - طباق ایجابی = گل۔ خار
- 2 - ایہام = کچھ (1) - بعض، 2 - صرف
یہاں شاعر کی مراد "صرف" ہے۔
- 3 - ایہام = نوک زبان (1) - ازبر، 2 - زبان کی نوک پر



چینوٹی بھی ہاتھ اٹھا کے یہ کہتی تھی بار بار
 اے دانہ کش ضعیفوں کے رازق ترے بشار
 یاحیٰ یا قدیر کی تھی ہر طرف پکار
 تہلیل تھی کہیں، کہیں تسبیح کردگار

طاہر ہوا میں محو بہرِ سبزہ زار میں
 جنگل کے شیر ہونا کتے رہے تھے کچھار میں
 نامت نامہ گونج

<p>فصاحت و بلاغت بیان</p> <p>جب چوٹی دانہ اٹھا کر لے جاتی ہے تو اس کے دونوں سامنے کے ہاتھ اس کے بدن سے اٹھے ہوئے ہوتے ہیں۔ یہاں انہیں نے باریک بینی اور حسن تقلیل سے مرقع نگاری کی ہے</p>	<p>لغات</p> <p>1- دانہ کش = محنت سے روزی کمانے والا۔</p> <p>2- رازق = رزق پہنچانے والا</p>	<p>بند مرثیہ - 17</p> <p>شعر نمبر 1-</p> <p>کل الفاظ شعر = 18</p> <p>کل الفاظ عربی = 2</p> <p>کل الفاظ فارسی = 5</p> <p>کل الفاظ اردو = 11</p> <p>کل اضافات شعر = 0</p> <p>کل تعداد حروف شعر = 61</p> <p>ردیف = غیر مردف</p>
<p>محاسن علم بیان</p> <p>مجاورہ = ہاتھ اٹھانا = دعا کرنا</p>	<p>صنائع لفظی</p> <p>1- تکریر = بار بار</p> <p>2- تضمین المزدوج = چوٹی۔ کہتی تھی</p> <p>3- صنعت حسن تقلیل</p> <p>= چوٹی بھی ہاتھ اٹھا کے یہ کہتی تھی بار بار</p>	<p>صنائع معنوی</p> <p>1- مبالغہ =</p> <p>= چوٹی بھی ہاتھ اٹھا کے یہ کہتی تھی بار بار</p>
<p>فصاحت و بلاغت بیان</p> <p>اس شعر میں چار تکرار عربی کے الفاظ، دو اندایہ الفاظ اور ایک گراں فارسی لفظ شامل ہے۔ میر صاحب نے اسے اپنی اعلیٰ درجہ کی فصاحت اور بلاغت سے ایسا نرم اور مانوس بنا دیا کہ شعر میں سلاست نرمی اور روانی باقی رہی جو معجز بیانی ہے۔</p>	<p>لغات</p> <p>1- جی = ہمیشہ زندہ رہنے والا (خدا)</p> <p>2- قدیر = قدرت رکھنے والا (خدا)</p> <p>3- جلیل = اوالہ الا اللہ</p> <p>4- تسبیح = اللہ تبارک و تعالیٰ</p>	<p>شعر نمبر 2 -</p> <p>کل الفاظ شعر = 15</p> <p>کل الفاظ عربی = 7</p> <p>کل الفاظ فارسی = 2</p> <p>کل الفاظ اردو = 6</p> <p>کل اضافات شعر = 1 تسبیح کردگار</p> <p>کل تعداد حروف شعر = 50</p> <p>ردیف غیر مردف</p>
<p>صنائع لفظی</p> <p>1- تکریر = کہیں۔ کہیں</p> <p>2- مراعات النظیر = جلیل۔ تسبیح۔ یاجی۔ یا قدیر۔ کردگار</p> <p>3- تسبیح الصفات = یاجی۔ یا قدیر۔ کردگار</p> <p>4- تضمین = یاجی یا قدیر</p>	<p>صنائع معنوی</p> <p>1- تسبیح = تسبیح (حضرت فاطمہ)</p> <p>2- ایہام = تسبیح (1- تعریف، 2- تسبیح فاطمہ کا پڑھنا)</p>	<p>شعر نمبر 3 -</p> <p>کل الفاظ شعر = 15</p> <p>کل الفاظ عربی = 3</p> <p>کل الفاظ فارسی = 4</p> <p>کل الفاظ اردو = 8</p> <p>کل اضافات شعر = 0</p> <p>کل تعداد حروف شعر = 53</p> <p>ردیف = مردف</p>
<p>صنائع لفظی</p> <p>1- مراعات النظیر = جنگل۔ شیر۔ ہوٹک۔ کچھار</p> <p>2- صنعت تفریع = طائر۔ کچھار</p>	<p>لغات</p> <p>1- ہوٹکا = شیر کا گونجنا، جھلانا، گر جٹا</p> <p>2- کچھار = دریا کے قریب کی زمین</p>	<p>صنائع معنوی</p> <p>1- تسبیح (حضرت فاطمہ)</p> <p>2- ایہام = تسبیح (1- تعریف، 2- تسبیح فاطمہ کا پڑھنا)</p>



کانٹوں میں اک طرف تھے ریاضِ نبی کے پھول
 خوشبو سے جنگلی خُلد تھا جنگل کا عرض و طوُل
 دُنیا کی زریب، زینتِ کاشانہ بتوُل
 وہ باغ تھا لگا کے تھے خود جسے رسول

ماہِ عسرا کے عشرہ اوّل میں لٹ گیا
 وہ باغیوں کے ہاتھ سے جنگل میں لٹ گیا

بند مرثیہ - 18

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 20 کل الفاظ عربی = 6
 کل الفاظ فارسی = 3 کل الفاظ اردو = 11
 کل اضافات شعر = (2) ریاض نبی - عرض و طول
 کل تعداد حروف شعر = 59
 ردیف = غیر مردف

لغات

1 - ریاض = باغ
 2 - خلد = بہشت

محاسن علم بیان

1 - استعارہ = ریاض نبی کے پھول
 (آل نبی ہیں)
 2 - کنایہ بعید = ریاض نبی کے پھول
 (آل نبی ہیں)
 3 - کنایہ بعید = کانٹوں (دشمنان اہلبیت)

صنائع لفظی

1 - مراعات النظر = ریاض
 - پھول - کانٹوں - خوش بو

صنائع معنوی

1 - طباق ایجابی = کانٹوں - پھول
 2 - " " " " عرض - طول
 3 - حسن تغیل - کانٹوں میں اک
 طرف تھے ریاض نبی کے پھول
 4 - مبالغہ اغراق = خوش بو سے جن کی
 خلد تھا جنگل کا عرض و طول

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 15 کل الفاظ عربی = 4
 کل الفاظ فارسی = 3 کل الفاظ اردو = 8
 کل اضافات شعر = (2) زینت کاشانہ بتول
 کل تعداد حروف شعر = 49 ردیف = غیر ردیف

صنائع معنوی

1 - ترجمہ اللفظ = زینت - زینت
 2 - ارصاد = رسول (مصرعہ ثانی)
 3 - عکس = دنیا کی زینت، زینت کاشانہ بتول

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 17 کل الفاظ عربی = 3
 کل الفاظ فارسی = 2 کل الفاظ اردو = 12
 کل اضافات شعر = (2) ماہِ عزاء - عشرہ اول
 کل تعداد حروف شعر = 50 ردیف = مردف

لغات

1 - ماہِ عزاء = عزاء کا مہینہ (محرم)
 2 - عشرہ اول = پہلے دس دن محرم کے

محاسن علم بیان

1 - کنایہ قریب = باغیوں - دشمنوں



اللہ کے خزاں کے دن اس باغ کی بہار
 پھولے سَما تے تھے نہ محمدؐ کے گلزار
 دُولہا بنے ہوئے تھے، اہل تھی گلوں کا ہار
 جاگے وہ ساری رات کئے وہ نیند کا خمار

راہیں تمام جسم کی خوشبو سے بس گئیں،
 جب مُکراے پھولوں کی کُلّیاں بچن گئیں

بند مرثیہ - 19

لغات

عذار = رخسار

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 17 کل الفاظ عربی = 3
 کل الفاظ فارسی = 4 کل الفاظ اردو = 10
 کل اضافات شعر = 0
 کل تعداد حروف شعر = 52
 ردیف = غیر مردف

محاسن علم بیان

صنائع معنوی صنائع لفظی

1- طباق ایجابی 1- مراعات النظیر = بارغ، خزاں، بہار، گل
 2- خزاں - بہار 2- ضمن المزدوج = پھولے - سہاتے - تھے
 2- استعارہ = محمدؐ کے گل عذار (آل نبیؐ)
 1 - پھولے نہ سہاتا = نہایت خوش ہوتا
 (مجاورہ)

لغات

خمار = نشہ

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 18 کل الفاظ عربی = 2
 کل الفاظ فارسی = 0 کل الفاظ اردو = 16
 کل اضافات شعر = 0
 کل تعداد حروف شعر = 56
 ردیف = غیر مردف

محاسن علم بیان

صنائع معنوی صنائع لفظی

1 - طباق ایجابی = جاگنا - نیند 1 - مراعات النظیر
 1 - مجاورہ = اجل گلے کا ہار ہوتا
 = جاگے - رات، نیند - خمار (موت کا وقت قریب آ جانا)

لغات

1 - بکس گئیں = کھل گئیں

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 2
 کل الفاظ فارسی = 2 کل الفاظ اردو = 12
 کل اضافات شعر = 0
 کل تعداد حروف شعر = 52 ردیف = مردف

صنائع معنوی صنائع لفظی

1 - ادعا = جب مسکراے پھولوں کی کلیاں 1 - تفریع = راہیں - گئیں
 2 - مبالغہ غلو = بکس گئیں 2 - مراعات النظیر = پھولوں، کلیاں، خوش بو، بکس
 3 - مبالغہ تبلیغ = راہیں تمام جسم کی خوشبو سے بکس گئیں 3 - صنعت تحت النقاط = جب مسکراے پھولوں کی کلیاں
 بکس گئیں۔



وہ دشت اور وہ خیمہ زنگارگوں کی شان
 گویا زمیں پہ نصب تھا اک تازہ آسمان
 بے چوہہ سپہر بریں جس کا سائبان
 بنیتِ لعین دیں کا مدینہ جہاں کی جان

اللہ کے حبیب کے پیارے اُسی میں تھے
 سب عرشِ کبریا کے تارے اُسی میں تھے

ت جناب

مرثیہ بند - 20

لغات

زنگارگوں = ہزرنگ کی طرح

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 17 کل الفاظ عربی = 3

کل الفاظ فارسی = 7 کل الفاظ اردو = 7

کل اضافات شعر = (1) خمیہ زنگارگوں

کل تعداد حروف شعر = 53

ردیف = غیر مردف

صنائع لفظی

1- مراعات النظیر = دشت - خمیہ - نصب

2- مراعات النظیر = زمین - آسمان - زنگارگوں

صنائع معنوی

1- طباق ایجابی = زمین آسمان

2- مبالغہ غلو = گویا زمین پہ نصب تھا اک تازہ آسمان

حوالہ جات = زمین پہ آسمان کا نصب کرنا قدرت بیان ہے۔

لغات

بیت العتیق = پرانا گھر

بے چوہہ سپہر بریں = بغیر ستون کا آسمان اعلیٰ

سائبان = سایا کرنے والا

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 15 کل الفاظ عربی = 5

کل الفاظ فارسی = 6 کل الفاظ اردو = 4

کل اضافات شعر = (3) بے چوہہ سپہر بریں - بیت العتیق

ردیف = غیر مردف

صنائع لفظی

1- مراعات النظیر = بیت العتیق - دیں - مدینہ

2- تقصیر المزدوج = بریں - دیں

صنائع معنوی

1- تنسیق الصفات = بیت العتیق

2- تلمیح = بیت العتیق

حوالہ جات = جدید ترکیب = بے چوہہ سپہر بریں

لغات

کبریا = خدا کا ایک صفاتی نام

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 4

کل الفاظ فارسی = 1 کل الفاظ اردو = 11

کل اضافات شعر = (1) عرش کبریا

کل تعداد حروف شعر = 50

ردیف = مردف

صنائع معنوی

1- تلمیح = اللہ کے حبیب (پیغمبر اکرم ہیں)

2- ترجمہ اللفظ = حبیب - پیارے



گردوں پہ ناز کرتی تھی اُس دشت کی زمیں
 کہتا تھا آسمانِ دہم چرخِ ہفتیں
 پرے تھے رشکِ پردہ چشمانِ حورِ عین
 تاروں سے تھا فلک اسی خرمن کا خوشہ چین

دیکھا جو نورِ شمسہ کیواں جناب پر
 کیا کیا ہنسی ہے صبحِ گلِ آفتاب پر

بند مرثیہ - 21

لغات

1 - چرخ ہفتمین = ساتواں آسمان

2 - آسمان دہم = دسواں آسمان

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 15 کل الفاظ عربی = 0

کل الفاظ فارسی = 8 کل الفاظ اردو = 7

کل اضافات شعر = (2) آسمان دہم - چرخ ہفتمین

کل تعداد حروف شعر = 52 ردیف = غیر مردف

محاسن علم بیان

1 - محاورہ = ناز کرنا

صنائع لفظی

1 - مراعات النظیر

= گردوں - آسمان - چرخ - زمین

2 - سیاق الاعداد - دہم - ہفتمین

صنائع لفظی

1 - طباق ایجابی = آسمان - زمین

2 - تفریع = گردوں - ہفتمین = ں

3 - مبالغہ غلو = پورا مصرعہ ثانی

4 - استتباع = پورا شعر اس صنعت میں ہے۔

حوالہ جات دسواں آسمان جدت نگاری ہے۔ آسمان سات ہیں، آٹھویں کرسی اور اس کے اوپر عرش ہے۔

لغات

1 - حوریں = بڑی آنکھیں والی حوریں

2 - رشک = حسد

3 - خرمن = کھلیان

4 - خوش چین = خوشے چنے والا

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 7

کل الفاظ فارسی = 7 کل الفاظ اردو = 6

کل اضافات شعر = (4) رشک پردہ ہشمان حوریں

کل تعداد حروف شعر = 54 ردیف = غیر مردف

صنائع لفظی

1 - ترجمہ اللفظ = ہشمان - عین

2 - مراعات النظیر = خرمن - خوش چین

صنائع معنوی

1 - اشتقاق = پردے - پردہ

لغات

1 - شمس = وہ سنہرا چاند جو کس میں لگاتے ہیں۔

2 - کیواں = زل، جو بلند ستارہ ساتویں آسمان پر ہے

3 - گل آفتاب = سورج مکھی کا پھول

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 15 کل الفاظ عربی = 4

کل الفاظ فارسی = 3 کل الفاظ اردو = 8

کل اضافات شعر = (2) شمس کیواں - گل آفتاب

کل تعداد حروف شعر = 49 ردیف = مردف

صنائع لفظی

1 - تکریر = کیا کیا

2 - مراعات النظیر = نور صبح آفتاب

صنائع معنوی

1 - ایہام = شمس (1) کس جو خیمہ پر لگاتے ہیں

(2) - سورج سے مراد ہے

یہاں شاعر کی مراد کس سے ہے۔



ناگاہِ چرخ پر خطِ امیض ہوا عیاں
 تشریفِ جاناں پہ لائے شہِ زماں
 سجادے بچھ گئے عقبِ شاہِ انسِ جاں
 صوتِ حسن سے اکبرِ مہر نے دی اذان

ہر اک کی چشمِ آنسوؤں سے ڈبڈبائی
 گویا صدا رسول کی کانوں میں آگئی

لغات

- 1 - عیاں = ظاہر
2 - ایض = سفید

محاسن علم بیان

- 1 - کنایہ بعید = شیرِ زماں

لغات

- 1 - صوتِ کُسن = آواز کا حسن
2 - سجادے = جانماز
3 - عقب = پیچھے
4 - مدرو = چاند صورت

محاسن علم بیان

- 1 - کنایہ قریب = شاہِ انس و جاں
2 - تشبیہ = حسنِ صوت

لغات

- 1 - ڈبڈبانا = بھرنا

محاسن علم بیان

- 1 - آنکھیں ڈبڈبانا = آنسو بھرنا (محاورہ)

صنائع لفظی

- 1 - مراعاتِ النظر
(2 - یعنی) = چشم، آنسوؤں، کانوں، صدا
2 - تضمین المزدوج
= آنسوؤں۔ کانوں

بند مرثیہ - 22

شعر نمبر - 1

- کل الفاظ شعر = 13 کل الفاظ عربی = 6
کل الفاظ فارسی = 3 کل الفاظ اردو = 4
کل اضافات شعر = (2) خط ایض۔ شیرِ زماں
کل تعداد حروف شعر = 45
ردیف = غیر مردف

صنائع لفظی

- (1) تضمین المزدوج = عیاں۔ زماں

شعر نمبر - 2

- کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 8
کل الفاظ فارسی = 2 کل الفاظ اردو = 6
کل اضافات شعر = (5) عقب شاہِ انس و جاں۔ صوتِ حسن
کل تعداد حروف شعر = 45
ردیف = غیر مردف

حوالہ جات : جدید ترکیب = صوتِ حسن

شعر نمبر - 3

- کل الفاظ شعر = 15
کل الفاظ عربی = 3
کل الفاظ فارسی = 2 کل الفاظ اردو = 10
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 48
ردیف = مردف

صنائع معنوی

- 1 - ایہام = گویا (1 - بولتی آواز)

شاعر کی مراد یعنی ہے۔



چُپ تھے طُوراً جھومتے تھے وِجد میں شجر
 تبلیجِ خواں تھے برگ و گل و غنچہ و ثمر
 محوِ ثنا کُلُوخ و نباتات و دشت و در
 پانی سے مُنہ نکالے تھے، دریا کے جانور

اعجاز تھا کہ دبِ شبیر کی صدا
 ہر خشک و تر سے آتی تھی تکبیر کی صدا

بند مرثیہ - 23

لغات

- 1- شمر = پھل
- 2- وجد = بے خودی کی حالت

شعر نمبر - 1

- کل الفاظ شعر = 15 کل الفاظ عربی = 6
 کل الفاظ فارسی = 3 کل الفاظ اردو = 6
 کل اضافات شعر = (3) برگ و گل و غنچہ و شمر
 کل تعداد حروف شعر = 46
 ردیف = غیر مردف

محاسن علم بیان

صنائع لفظی

- 1- مراعات النظیر
 شجر - برگ - گل - غنچہ - شمر
 " = وجد میں آنا - جھومنا
 2 - صنعت جمع
 (پورا شعر اس صنعت میں ہے)

صنائع معنوی

- 1 - حسن تعلیل = جھومتے تھے وجد میں شجر
- 2 - ایہام = تسبیح خراس (1) - تسبیح پڑھنا، 2 - حمد و ثنا کرنا

لغات

- 1 - کلونخ = ڈھیلا
- 2 - در = درہ - وادی

شعر نمبر - 2

- کل الفاظ شعر = 14 کل الفاظ عربی = 3
 کل الفاظ فارسی = 5 کل الفاظ اردو = 6
 کل اضافات شعر = (4) محو ثنا - کلونخ و نباتات و دشت و در
 کل تعداد حروف شعر = 50 ردیف = غیر مردف

صنائع لفظی

- 1 - مراعات النظیر = دشت، در، دریا - نباتات
- 2 - تفسیم المزدوج = سے - تھے - کے
- 3 - صنعت جمع = کلونخ و نباتات و دشت و در
- 3 - ذواللسان = پہلا مصرعہ فارسی اور دوسرا اردو میں ہے

صنائع معنوی

- 1 - طباق ایجابی = دشت - در
- 2 - حسن تعلیل = پانی سے منہ نکالے تھے دریا کے جانور

لغات

- 1 - اعجاز = معجزہ

شعر نمبر - 3

- کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 5
 کل الفاظ فارسی = 5 کل الفاظ اردو = 6
 کل اضافات شعر = (2) دلبر شیر - خشک وتر
 کل تعداد حروف شعر = 49 ردیف = مردف

محاسن علم بیان

صنائع لفظی

- 1 - کنایہ قریب
- 1 - تفسیم المزدوج = دلبر - تر (دلبر شیر سے مراد حضرت علی اکبر)

صنائع معنوی

- 1 - طباق ایجابی = خشک وتر

- 2 - ادعا = ہر خشک وتر سے آتی تھی بکیر کی صدا



ناموسِ شاہ روتے تھے خیمے میں زار زار
 چپکی کھڑی تھی صحن میں بانوے نامدار
 زمیٹ بلائیں لے کے یہ کہتی تھی بار بار
 صدقے نمازیوں کے، مؤذن کے میں بشار

کرتے ہیں یوں ثنا و صفت ذوالجلال کی
 لوگو! اڈاں سُنو مے یوسف جمال کی

بند مرثیہ - 24

شعر نمبر - 1

1 - ناموس = زمان خانہ

2 - زارزار = بہت زیادہ

3 - نام دار = مشہور

کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 4

کل الفاظ فارسی = 5 کل الفاظ اردو = 7

کل اضافات شعر = (2) ناموس شاہ۔ بانوئے نام دار

کل تعداد حروف شعر = 55

ردیف = غیر مردف

صنائع معنوی

صنائع لفظی

محاسن علم بیان

1 - محاورہ = زارزار روتا

(بہت زیادہ روتا)

2 - مراعات النظیر = ناموش شاہ۔ خیمہ۔ بانو

1 - ایہام = بانو (1) حضرت علی اکبر

2 - زو جہ امام حسین (کی ماں)

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 4

کل الفاظ فارسی = 2 کل الفاظ اردو = 10

کل اضافات شعر = 0

کل تعداد حروف شعر = 55

ردیف = غیر مردف

صنائع لفظی

محاسن علم بیان

1 - محاورہ = بلائیں لینا = صدقے ہونا

2 - کنایہ بعید = حضرت علی اکبر مراد ہیں۔

3 - مراعات النظیر = نمازیوں۔ موذن

1 - تکریر = بار بار

2 - تقصیم المزدوج = لے کے صدقے

لغات

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 14 کل الفاظ عربی = 6

کل الفاظ فارسی = 0 کل الفاظ اردو = 8

کل اضافات شعر = (1) ثنا و صفت

کل تعداد حروف شعر = 51

ردیف = مردف

صنائع معنوی

صنائع لفظی

محاسن علم بیان

1 - استعارہ = یوسف جمال سے

مراد حضرت علی اکبر ہیں۔

1 - تفریح = کرتے۔ کی

2 - مراعات النظیر

ثنا۔ صفت۔ ذوالجلال۔ اذان

= یوسف جمال سے علی اکبر کے جمال کا ربط

2 - ترجمہ اللفظ = ثنا۔ صفت



یہ حُسنِ صَوْت اور یہ قرأتِ یہ شَدَّوَدُ
 حَقًّا کہ اُنْصَحُ اُنْصَحَا ہے انھیں کا بَدُ
 گویا ہے حُسنِ حضرتِ داوُدِ باحْسَرَدُ
 یارب رکھ اس صَدَّ کو زمانے میں تا اَبَدُ

شعبے صَدَا میں پنکھڑیاں جیسے پھول میں
 بُلبُل چھٹک رہا ہے ریاضِ رِشْوَل میں
 بَیْزِل

بند مرثیہ - 25

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 17 کل الفاظ عربی = 9
 کل الفاظ فارسی = 1 کل الفاظ اردو = 7
 کل اضافات شعر = (3) حسن صوت، شذوذ، فصحا
 کل تعداد حروف شعر = 48 ردیف = غیر مردف

لغات

حسن صوت = آواز کا حسن
 شذوذ = آواز کا اتار چڑھاؤ
 فصحا = فصیحوں میں سب سے افضل
 جد = دادا

صنائع لفظی

1 - تسبیح الصفات = حسن صوت، قرأت، فصحا
 2 - استنباع = حضرت علی الفصحا، حضرت علی اکبرؓ کے جد ہیں اس لیے ان کی آواز، قرأت بے مثل ہے۔

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 17 کل الفاظ عربی = 7 کل الفاظ فارسی = 5
 کل الفاظ اردو = 5 کل اضافات شعر = (3) لحن حضرت داؤدؑ باخرد
 کل تعداد حروف شعر = 49 ردیف = غیر مردف

لغات

لحن = ترنم
 خرد = عقل

صنائع معنوی

1- تلمیح = لحن داؤد
 2- مذہب فقہی = لحن داؤد
 3- تجرید = لحن داؤد
 4- گویا (دو معنی، 1- بول رہا ہے)
 (2- یعنی) شاعر کی مردا یعنی ہے) ایہام

محاسن علم بیان

1- ذوالقلمتین = باخرد۔ تابند
 2- مراعات النظر
 1- نیا محاورہ = تابند رکھنا
 (قیامت تک رکھنا)
 2- حرف ندا = یارب

صنائع لفظی

فصاحت و بلاغت بیان

لغات

1- شیعہ صدا میں = آواز کے
 2- ریاض رسول = کلشن رسول
 3- عالی مرتع کشی کی گئی ہے۔
 1- تشبیہ = شیعہ صدا میں پگھڑیاں جیسے پھول میں
 2- کنایہ قریب = ریاض رسول
 3- استعارہ = بلبل چپک رہا ہے ریاض رسول میں
 (سارا مصرعہ استعاروں میں جڑا ہوا ہے)

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 14 کل الفاظ عربی = 4
 کل الفاظ فارسی = 1 کل الفاظ اردو = 9
 کل اضافات شعر = (1) ریاض رسول
 کل تعداد حروف شعر = 50 ردیف = مردف (اولاد رسول)

صنائع لفظی

محاسن علم بیان

1- تضمین المزدوج = صدا۔ رہا
 2- " " " شیعہ۔ جیسے
 3- مراعات النظر = پگھڑیاں۔ پھول۔ ریاض، بلبل



میری طرف سے کوئی بلائیں تو لینے جائے
 عین الکمال سے تجھے بچے خدا بچائے
 وہ کو ذمی کہ جسکی طلاق دلوں کو بھائے
 دو دو دن ایک بوند بھی پانی کی وہ نہ پائے

غُربت میں پڑ گئی ہے مُصِیبتِ حُسن پر
 فاقہ یہ تیسرا ہے مرے نورِ عین پر
 نہ وہ خوش بیاں

بند مرثیہ - 26

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 14

کل الفاظ عربی = 2

کل الفاظ فارسی = 1 کل الفاظ اردو = 11

کل اضافات شعر = (1) عین الکمال

کل تعداد حروف شعر = 52

ردیف = غیر مردف

لغات

عین الکمال = نظربد

محاسن علم بیان

1- محاورہ = خدا بچائے (خدا محافقت کرے)

2- محاورہ = بلائیں لینا (صدقہ ہوتا)

صنائع لفظی

1- مراعات النظیر

= بلائیں - عین الکمال

(خدا بچائے)

صنائع معنوی

1- شبہ اشتقاق = بچے - بچائے

لغات

1- لوزعی = حاضر جواب - عقل مند

2- طلاق = خوش بیانی

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 20

کل الفاظ عربی = 2

کل الفاظ فارسی = 2

کل الفاظ اردو = 16

کل اضافات شعر = 0

کل تعداد حروف شعر = 58 ردیف = غیر مردف

محاسن علم بیان

1 - دلوں کو بچائے (محاورہ) پسند آئے

صنائع لفظی

1- سیاق الاعداد = دو ایک

لغات

1- نورعین = آنکھوں کا نور

2- غربت = مسافرت

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 16

کل الفاظ عربی = 6

کل الفاظ فارسی = 0 کل الفاظ اردو = 10

کل اضافات شعر = (1) نورعین

کل تعداد حروف شعر = 47

ردیف = مردف

محاسن علم بیان

1- استعارہ = نورعین (حضرت علی اکبر)



صَفِّ میں ہوا جو نعرہ ”قَدْ قَامَتْ لِصَّلَاةٍ“

قائم ہوئی نماز، اُسٹھے شاہِ کائنات

وہ نور کی صفیں وہ مُصَلِّیٰ ملکِ صفات

قدموں سے جن کے لہتی تھی آنکھیں رہِ نجات

جلوہ تھا تا بہ عرشِ مُعَلِّیٰ حسینؑ کا

مُصْحَف کی لوح تھی کہ مُصَلِّیٰ حسینؑ کا

بند مرثیہ - 27

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 14 کل الفاظ عربی = 8

کل الفاظ فارسی = 1 کل الفاظ اردو = 5

کل اضافات شعر = 3 (نعرہ قد - قامت الصلوٰۃ - شاہ کائنات

ردیف = غیر مردف

صنائع معنوی

1 - ترجمہ اللفظ

= قد قامت الصلوٰۃ

= قائم ہوئی نماز

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 17

کل الفاظ عربی = 5

کل الفاظ فارسی = 0

کل الفاظ اردو = 12

کل اضافات شعر (۱) رؤنجات

کل تعداد حروف شعر = 54

ردیف = غیر مردف

لغات

قد قامت الصلوٰۃ = نماز قائم ہوئی

محاسن علم بیان

1 - کنایہ قریب = شاہ کائنات

(امام حسین)

1 - مجاورہ - آنکھیں قدموں پر ملنا

(محبت و اخلاص سے پیش آنا)

صنائع لفظی

1 - تضمین المزدوج

= قد قامت الصلوٰۃ

2 - اشتقاق = قد - قامت - قائم

لغات

مصلیٰ = چانمار

صنائع لفظی

1 - تضمین المزدوج = صفیں - آنکھیں

لغات

جلوہ = نمودار ہونا

مُعلا = عالی

مصحف = آسمانی کتاب

لوح = سرنامہ

حوالہ جات جدید ترکیب = مُعلا ملک صفات

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 8

کل الفاظ فارسی = 3 کل الفاظ اردو = 5

کل اضافات شعر = (1) عرش معلیٰ

کل تعداد حروف شعر = 46

ردیف = مردف

صنائع معنوی

صنائع لفظی

1 - ادعا = پورا شعر اس صنعت میں ہے 1 - تسبیح الصفات

= جلوہ - عرش معلیٰ - لوح - مصحف

محاسن علم بیان

1 - تشبیہ = مصحف کی لوح تھی

کہ مصلیٰ حسین کا



قرآن کھلا ہوا کہ جماعت کی تھی نماز
 بِسْمِ اللہ جیسے آگے ہو یوں تھے شہِ حجاز
 سطرین تھیں یا صفیں، عقبِ شاہِ سرفراز
 کرتی تھی خود نماز بھی ان کی ادا یہ نماز

صدقے سحرِ بیاض پہ بَہنِ السُّطور کی
 سب آیتیں تھیں مُصَحَّفِ ناطق کے نور کی

بند مرثیہ - 28 شعر نمبر - 1
 کل الفاظ شعر = 17 کل الفاظ عربی = 6
 کل الفاظ فارسی = 2 کل الفاظ اردو = 9
 کل اضافات شعر = (1) شہ جاز
 کل تعداد حروف شعر = 50 ردیف = غیر مردف

صنائع معنوی
 1 - تلمیح = بسم اللہ
 2 - براعتہ الاسبتال
 = قرآن - بسم اللہ
 3 - تعلیق - پورا شعر اس صنعت میں ہے
صنائع لفظی
 1 - مراعات النظیر
 = نماز، جماعت
 بسم اللہ، شہ جاز
 2 - تضمن المزوج
 = بسم اللہ
محاسن علم بیان
 1 - تشبیہ = قرآن کھلا ہوا کہ جماعت کی تھی نماز
 2 - مجاز مرسل = بسم اللہ سے مراد
 بسم اللہ الرحمن الرحیم
 3 - کنایہ قریب = سے مراد امام حسین ہیں
 4 - تشبیہ = بسم اللہ آگے جیسے ہو یوں تھے شہ جاز

شعر نمبر - 2
 کل الفاظ شعر = 17 کل الفاظ عربی = 3
 کل الفاظ اردو = 9 کل اضافات شعر = (2) عقب شاہ سرفراز
 کل تعداد حروف شعر = 53 ردیف = غیر مردف

صنائع لفظی
 1 - شبہ اشتقاق - نماز، ناز، سرفراز
 2 - ترجمہ اللفظ = ادا - ناز
 3 - تضمن المزوج = سطریں - صفیں
 4 - = ادا - یا - شاہ
 5 - مقلوب مستوی = ادا - مراعات النظیر = نماز صفیں شاہ سرفراز
محاسن علم بیان
 1 - محاورہ = ناز کرنا (اترانا)
 2 - جدید تشبیہ = سطریں تھیں یا
 صفیں عقب شاہ سرفراز

شعر نمبر - 3
 کل الفاظ شعر = 15 کل الفاظ عربی = 8
 کل الفاظ فارسی = 0 کل الفاظ اردو = 7
 کل اضافات شعر = (2) بین السطور - مصحف ناطق
 کل تعداد حروف شعر = 49 ردیف = مردف

صنائع لفظی
 1 - تفریع = صدقے کی (ی) - 2 - مراعات النظیر = سحر
 - بیاض - نور - 3 - مراعات النظیر - مصحف - آستیں بین السطور
 4 - تجنیس تام مماثل = بیاض (1 - سفیدی اجالا - 2 - ڈاڑی) شاعر کی مراد
 سفیدی اور اجالا سے ہے - 5 - تجنیس تام مماثل = آستیں (1 - قرآن
 کی آیات - 2 - نشانیاں) شاعر کی مراد نشانیاں ہیں -
محاسن علم بیان
 1 - صدقہ ہونا = محاورہ (قربان ہونا)
 2 - مصحف ناطق = کنایہ بعید
 (امام حسین)



باہم مکبروں کی صدائیں وہ دلپند
 کرو بیانِ عرش تھے سب جس سے بہرہ مند
 ایمان کا نور چہروں پہ تھا چاند سے دوچند
 خوفِ خدا سے کانپتے تھے سب کے بند بند

خم گردنیں تھیں سب کی خضوع و خشوع میں
 سجدوں میں چاند تھے، مہ نو تھے رکوع میں

415

بند مرثیہ - 29

شعر نمبر 1 -

کل الفاظ شعر = 15 کل الفاظ عربی = 1

کل الفاظ فارسی = 8 کل الفاظ اردو = 6

کل اضافات شعر = (1) کرو بیان عرش

کل تعداد حروف شعر = 50 ردیف = غیر مردف

لغات

1- مکملوں = تکبیر کہنے والا

2- کرو بیان عرش = آسمانی فرشتے

3- بہرہ مند = فائدہ اٹھانے والا

4- دل پسند = مرغوب

محاسن علم بیان

1- بہرہ مند ہونا = فائدہ اٹھانا

صنائع لفظی

1 - تضمن المزدوج = تھے۔ سے

لغات

1- دوچند = دو برابر

2- بند بند = جسم کا بند بند

شعر نمبر 2 -

کل الفاظ شعر = 18 کل الفاظ عربی = 3

کل الفاظ فارسی = 4 کل الفاظ اردو = 11

کل اضافات شعر = (1) خوب خدا

کل تعداد حروف شعر = 58 ردیف = غیر مردف

محاسن علم بیان

محاورہ = بند بند کا نپٹا

تشبیہ = چاند سے دوچند

صنائع لفظی

1- مراعات النظیر = نور، چاند، چہروں

2- تضمن المزدوج = سے، کے، تھے

3- ضمن المزدوج = کا، تھا، خدا

4- تکریر = بند بند

صنائع معنوی

1- ارساد = کا نپٹے تھے سب کے بند بند

2- تضمن المزدوج = سے، کے، تھے

3- ضمن المزدوج = کا، تھا، خدا

4- تکریر = بند بند

شعر نمبر 3 -

کل الفاظ شعر = 17 کل الفاظ عربی = 3

کل الفاظ فارسی = 3 کل الفاظ اردو = 11

کل اضافات شعر = (2) خضوع و خشوع۔ مہ نو

کل تعداد حروف شعر = 57

ردیف = مردف

لغات

1- خم = جھکاؤ

2- خضوع = عاجزی۔ گرو گزانا

3- خشوع = عاجزی۔ فردوسی

4- مہ نو = ہلال

محاسن علم بیان

1- محاورہ = خم گردن میں تھیں

(گردن خم ہونا)

2- استعارہ = سجدوں میں چاند تھے

(چاند)

3- استعارہ = مہ نو

صنائع لفظی

1- مراعات النظیر

= خضوع، خشوع، رکوع، سجدوں

2- تسبیح الصفات

= رکوع، سجدوں، خضوع

صنائع معنوی

1- ارساد = مہ نو تھے رکوع میں



اک صَف میں سب مُحَمَّد و حیدر کے رشتہ دار
 اٹھارہ نوجواں ہیں اگر کیجیے شمار
 پُر سب و حیدرِ عَصْر و حق آگاہ و خاکسار
 پیرو امامِ پاک کے دلائل روزگار

تبسّیج ہر طرفِ تہِ افلاک انھیں کی ہے
 جس پر دُرود پڑھتے ہیں یہ خاک انھیں کی ہے

بند مرثیہ - 30

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 14 کل الفاظ عربی = 3

کل الفاظ فارسی = 4 کل الفاظ اردو = 7

کل اضافات شعر = (1) محمد وحیدؐ

کل تعداد حروف شعر = 52

ردیف = غیر مزدف

صنائع معنوی

1 - صنعت جمع = پورا شعر اس صنعت میں ہے

صنائع لفظی

1 - سیاق الاعداد = ایک اٹھارہ

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 13 کل الفاظ عربی = 4

کل الفاظ فارسی = 6 کل الفاظ اردو = 3

کل اضافات شعر = (3) وحید عصر - امام پاک، دانائے روزگار

کل تعداد حروف شعر = 48

ردیف = غیر مزدف

صنائع لفظی

1 - تنسیق الصفات = وحید عصر - تن آگاہ - 1 - کنایہ قریب = امام حسینؑ مراد ہیں

خاکسار - پیرو امام

لغات

1 - درود = صلوات

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 18 کل الفاظ عربی = 3

کل الفاظ فارسی = 4 کل الفاظ اردو = 11

کل اضافات شعر = (1) تہہ افلاک

کل تعداد حروف شعر = 56

ردیف = مزدف

صنائع معنوی

1 - طباق ایجابی = افلاک، خاک

2 - ایہام = خاک (دو معنی ہیں)

1 - خاک شفا - 2 - بدن

یہاں خاک سے مراد خاکِ بدن ہے

صنائع لفظی

1 - مراعات النظیر = تسبیح، درود

2 - تضمین المزدوج = ہر - پر

محاسن علم بیان

(1) محاورہ درود پڑھنا = صلوات بھیجنا

احترام کرنا



دُنیا سے اُٹھ گیا وہ قیام اُور وہ قعود
 ان کے لئے تھی بُندگی واجب الوجود
 وہ عجز، وہ طویل رکوع، اور وہ سجود
 طاعت میں نیست جانتے تھے اپنی ہست و بود

طاقت نہ چپنے پھرنے کی تھی ہاتھ پاؤں میں
 گرگر کے سجدے کر گئے تیغوں کی چھانوں میں

ن کرتے تھے

بند مرثیہ - 31

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 5
 کل الفاظ فارسی = 1 کل الفاظ اردو = 10
 کل اضافات شعر = (2) بندگی واجب الوجود
 کل تعداد حروف شعر = 51 ردیف = غیر مردف

لغات

- 1- قیام = نماز میں کھڑے ہونا (رکن نماز)
- 2- قعود = نماز میں بیٹھنا (رکن نماز)
- 3- واجب الوجود = اللہ (جس کی ذات اپنے وجود میں کسی کی محتاج نہ ہو)

محاسن علم بیان

- 1- کنایہ قریب = واجب الوجود (اللہ)
- 2- مجاز مرسل = قیام وقعود سے مراد نماز اور عبادت ہے

صنائع لفظی

- 1- تقصیر المزدوج = (سے، کے)
- 2- = (دینا۔ گیا)
- 3- حشو (اس شعر میں ”وہ“ سے شعر کے اثر میں اضافہ ہوا ہے۔)

صنائع معنوی

- 1- طباق ایجابی = قیام، قعود
- 2- = بندگی واجب الوجود

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 5
 کل الفاظ فارسی = 3 کل الفاظ اردو = 8
 کل اضافات شعر = (1) ہست و بود
 کل تعداد حروف شعر = 54 ردیف = غیر مردف

لغات

- 1- عجز = انکساری
- 2- ہست و بود = حیات زندگی

ضائع لفظی

- 1- مرادات النظر = طاعت، عجز، رکوع، سجود

صنائع معنوی

- 1- طباق ایجابی = ہست، نیست

- 2- صنعت جمع و تفریق = پورا شعر اس صنعت میں ہے

حوالہ جات : اس بند کے دو شعروں میں عربی نقل الفاظ اور فارسی کے غیر مانوس لفظ ہوتے ہوئے بھی مصرعوں میں ایسی روانی ہے جیسے بہتا ہوا پانی۔ انیس نے الفاظ کو ان کے اندرونی آہنگ یا organic rhythm سے ہم کنار کر کے ایک راگ کے ٹکڑے میں گھول دیا۔

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 19 کل الفاظ عربی = 1
 کل الفاظ فارسی = 0 کل الفاظ اردو = 18
 کل اضافات شعر = 0
 کل تعداد حروف شعر = 60 ردیف = غیر مردف

محاسن علم بیان

- 1- محاورہ = سجدہ کرنا (عبادت کرنا)
- 2- محاورہ = تیغوں کی چھاؤں (دشمنوں کے زرخے میں)

صنائع لفظی

- 1- تکریر = گرگر

صنائع معنوی

- 1- مشاکلہ = ہاتھ پاؤں، چلنے پھرنے



ہاتھ ان کے جب قنوت میں اٹھے سوے خدا
خود ہو گئے فلک پہ اجابت کے باب وَا
تھراے آسمان ، ہلا عرش کبیر یا
شہپر تھے دونوں ہاتھ پئے طائر دُعا

وہ خاکسار مَحْوِ تَضَرُّع تھے فرش پر
رُوحُ الْقُدُس کی طرح دُعائیں تھیں عرش پر

421

لغات

- 1- سوا = کھانا
- 2- اجابت = قبول دعا
- 3- باب = دروازہ
- 4- قنوت = دعا جو نماز میں پڑھی جاتی ہے

محاسن علم بیان

- 1- محاورہ = ہاتھ سوئے خدا اٹھا
- 2- روزمرہ = ہاتھ ان کے جب قنوت میں اٹھے سوئے خدا

لغات

- 1- شبیر = پرندے کے بازو کا سب سے بڑا پر

محاسن علم بیان

- 1- محاورہ = آسمان تھرا نا (عظیم واقعہ ہونا)
- 2- محاورہ = عرش ہلنا (عرش پر اثر ہونا)
- 3- تشبیہ (نادر)

شبیر تھے دونوں ہاتھ لیے طائر دعا

لغات

- 1- تفرع = روٹنا۔ گڑگڑانا

محاسن علم بیان

- 1- کنایہ قریب = روح القدس (جبریل)

بند مرثیہ - 32

شعر نمبر - 1

- کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 3
 کل الفاظ فارسی = 4 کل الفاظ اردو = 9
 کل اضافات شعر = 0
 کل تعداد حروف شعر = 50 ردیف = غیر مردف

صنائع لفظی

- 1- منقول مستوی = باب
- 2- مراعات النظیر = ہاتھ، قنوت، سوئے خدا

شعر نمبر - 2

- کل الفاظ شعر = 12 کل الفاظ عربی = 4
 کل الفاظ فارسی = 3 کل الفاظ اردو = 5
 کل اضافات شعر = (3) عرش کبریا۔ بے طاہر دعا
 کل تعداد حروف شعر = 44
 ردیف = غیر مردف

صنائع معنوی

- 1- مبالغہ = تھرائے آسمان
- 2- مبالغہ = ہلا عرش کبریا
- 3- ادعا = پورا شعر اس صفت میں ہے

صنائع لفظی

- 1- تضمن المزدوج = شبیر = طائر
- 2- مراعات النظیر = آسمان، عرش، دعا

شعر نمبر - 3

- کل الفاظ شعر = 14 کل الفاظ عربی = 5
 کل الفاظ فارسی = 1 کل الفاظ اردو = 8
 کل اضافات شعر = (2) محو تفرع۔ روح القدس
 کل تعداد حروف شعر = 50 ردیف = مردف

صنائع معنوی

- 1- طباق ایجابی = 1- تضمن المزدوج = فرش۔ عرش
- 2- مراعات النظیر = عرش، دعائیں، روح القدس

حوالہ جات: جدید ترکیب = محو تفرع



فارغ ہوئے نماز سے جب قبلہ اَنام
 اُسے مُصافحے کو جو اَنانِ تشنہ کام
 چوئے کسی نے دستِ شہنشاہِ خاص و عام
 اُنکھیں ملیں کسی نے قدم پر با احترام

کیا دل تھے، کیا سپاہِ رشید و سعید تھی
 باہم مُعانفے تھے کہ مرنے کی عید تھی

بند مرثیہ - 33

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 13 کل الفاظ عربی = 4
 کل الفاظ فارسی = 4 کل الفاظ اردو = 5
 کل اضافات شعر = (2) قبلہ انام۔ جوانانی تشنہ کام
 کل تعداد حروف شعر = 46
 ردیف = غیر مردف

لغات

- 1- انام = مخلوق
- 2- مصافحہ = ملاقات کے وقت ہاتھ ملانا
- 3- تشنہ کام = پیاسے

صنائع معنوی

- 1- ارساد = تشنہ کام
- 2- صنعت تعلق = پورا شعر اس صنعت میں ہے

محاسن علم بیان

- 1 - کنایہ بعید = قبلہ انام (امام حسین)
- 2 - کنایہ بعید = تشنہ کام (اصحاب حسین)

شعر نمبر = 2

کل الفاظ شعر = 15 کل الفاظ عربی = 4
 کل الفاظ فارسی = 2 کل الفاظ اردو = 9
 کل اضافات شعر = (3) دست شہنشاہ خاص و عام
 کل تعداد حروف شعر = 52
 ردیف = غیر مردف

صنائع معنوی

- 1- طباق ایجابی = خاص و عام
- 1- مراعات النظیر
- 1- محاورہ = ہاتھ چومنا (تعظیم کرنا)
- 2- محاورہ = آنکھیں قدموں پر ملنا (تعظیم و تکریم کرنا)
- 3- کنایہ بعید = شہنشاہ خاص و عام

صنائع لفظی

- 1- محاورہ = ہاتھ چومنا (تعظیم کرنا)
- 2- محاورہ = آنکھیں قدموں پر ملنا (تعظیم و تکریم کرنا)
- 3- کنایہ بعید = شہنشاہ خاص و عام

لغات

- 1 - رشید = ہدایت یافتہ
- 2- سعید = نیک۔ خوش نصیب
- 3- مصافحہ = گلے ملنا

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 4
 کل الفاظ فارسی = 4 کل الفاظ اردو = 8
 کل اضافات شعر = (2) سپاہ رشید و سعید
 کل تعداد حروف شعر = 50
 مردف = مردف

صنائع لفظی

- 1- تضمن المزدوج = سعید، رشید
- 2- مراعات النظیر = مصافحہ۔ عید

جدید بیان = مرنے کی عید



سُجْدے میں شکر کے تھا کوئی مُردِ با خدا
 پڑھتا تھا کوئی حزن سے قرآن، کوئی دُعا
 نَفْتِ نبیؐ کہیں تھی، کہیں حَمْدِ کبیرِیا
 مَوْلَا اُٹھا کے ہاتھ یہ کرتے تھے اِلتِجا

فاقوں میں تَشْنُہِ کامی و غُرَبَت پہ رحم کر
 یارب! مسافروں کی جماعت پہ رحم کر

بند مرثیہ - 34

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 17 کل الفاظ عربی = 5

کل الفاظ فارسی = 3 کل الفاظ اردو = 9

کل اضافات شعر = (1) مرد با خدا

کل تعداد حروف شعر = 54

ردیف = غیر مردف

لغات

خون = رقت - غم

محاسن علم بیان

1- محاورہ = مرد با خدا (نیک مرد)

2- محاورہ = سجدہ شکر کرنا (شکر بجالانا)

صنائع لفظی

1- تفسیم المزدوج = تھا۔ با، پڑھتا

2- حشو لیج = کوئی مصرعہ ثانی میں

3- مراعات النظیر = سجدے، شکر، خدا، قرآن۔ دعا

لغات

1- التجا = گزارش

2- کبریا = خدا کا ایک صفاتی نام

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 15 کل الفاظ عربی = 6

کل الفاظ فارسی = 0 کل الفاظ اردو = 9

کل اضافات شعر = (2) نعت نبی۔ حمد کبریا

کل تعداد حروف شعر = 51

ردیف = غیر مردف

محاسن علم بیان

1- محاورہ = ہاتھ اٹھانا (دعا کرنا)

2- کنایہ قریب = حمد

3- کنایہ قریب = نعت

4- کنایہ قریب = مولا

صنائع لفظی

1- تفسیم المزدوج = بنی = تھی

اٹھا = مولا۔ کرتے، تھے، کے

2- مراعات النظیر = حمد۔ نعت۔ مولا

3- حشو لیج = حمد خدا

4- حشو لیج = نعت نبی

صنائع معنوی

1- مشاکلہ = حمد کبریا۔ نعت نبی

لغات

1- تشنہ کامی = پیاس

2- غربت = بے وطنی

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 6

کل الفاظ فارسی = 2 کل الفاظ اردو = 8

کل اضافات شعر = (1) تشنہ کامی و غربت

کل تعداد حروف شعر = 53 ردیف = مردف

محاسن علم بیان

1- تشنہ کام (محاورہ) پیاسا

صنائع لفظی

1- تفسیم المزدوج = فاتوں مسافروں، کامی، کی



زاری تھی، التجا تھی، مناجات تھی ادھر
 وال صَفِ کُشی و ظُلم و تعدی و شور و شر
 کہتا تھا ابنِ سعد یہ جا جا کے نہر پر
 ”گھاٹوں سے ہوشیار! ترائی سے بانجرا“

’دوروز سے ہے تشنہ دہانی حسینؑ کو‘
 ’ہاں! مرتے دم بھی دیجو نہ پانی حسینؑ کو‘

427

فصاحت و بلاغت بیان

اس ایک شعر میں انیس نے حق اور باطل کی سپاہ کی عمل کردگی کا بڑی خوبصورتی سے ذکر کیا ہے

لغات

- 1- زاری = گریہ
2- مناجات = خدا کی تعریف اور اپنی عاجزی کا اظہار
گرے، دعا مانگتا
3- تعدی = جو رجحان

بند مرثیہ - 35**شعر نمبر - 1**

- کل الفاظ شعر = 14 کل الفاظ عربی = 6
کل الفاظ فارسی = 3 کل الفاظ اردو = 5
کل اضافات شعر = (4) صف کشی و ظلم و تعدی و شور و شر
کل تعداد حروف شعر = 49 ردیف = غیر مردف

محاسن علم بیان

- 1- محاورہ = صف کشی کرنا۔
(لڑائی کے لیے تیار ہونا)

صنائع لفظی

- 1- تضمین المزدوج =
زاری بھی کشی تعدی
2- مراعات النظیر
= صف کشی، ظلم، تعدی، شور و شر

صنائع معنوی

- 1- صنعت جمع = زاری، التجا، مناجات
2- حشو طبع = مصرعہ اول میں ”تھی“ کی تکرار

لغات

- 1- گھٹائوں = دریا کے اترنے کا مقام
2- ترائی = دریا کا کنارہ

شعر نمبر - 2

- کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 3
کل الفاظ فارسی = 2 کل الفاظ اردو = 11
کل اضافات شعر = (1) ابن سعد
کل تعداد حروف شعر = 50 ردیف = غیر مردف

محاسن علم بیان

کنایہ قریب = ابن سعد

صنائع لفظی

- 1- تکریر = جا جا
2- تضمین المزدوج = کہتا تھا جا جا
3- مراعات النظیر = نہر گھٹائوں - ترائی

صنائع معنوی

- 1- صنعت جدید تقابل
= یہ انیس کی بنا کی ہوئی ہے جس میں مصرعہ اول اور ثانی میں افراد اور صفات کا تقابل کیا گیا ہے۔

فصاحت و بلاغت بیان

اس بند کے آخری دو شعروں میں سادگی صفائی اور برجستگی کے ساتھ سپہ سالار عمر سعد کے معاملہ کو نظم کیا گیا ہے جو روزمرہ کی عالی مثال ہے۔

شعر نمبر - 3

- کل الفاظ شعر = 17 کل الفاظ عربی = 2
کل الفاظ فارسی = 6 کل الفاظ اردو = 9
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 49 ردیف = مردف

صنائع لفظی

- 1- مراعات النظیر = تشنہ دہانی، پانی
2- تفریع = دو کو

صنائع معنوی

- 1- طباق ایجابی = ہاں نا



بیٹھے تھے جانماز پہ شاہِ فلکِ سریر
 ناکہ قریب آ کے گرے تین چار تیر
 دیکھا ہر اک نے، مڑ کے سوسے لشکرِ شہر
 عباس اُٹھے تول کے شمشیر بے نظیر

پروانہ تھے سراجِ امامت کے نور پر
 روکی سپر، حضورِ کرامت ظہور پہ

فصاحت و بلاغت بیان

اس شعر کی خوب صورتی اس لیے زیادہ ہوگئی کہ امام کو فلک نشین بتا کر جانماز پر تشریف فرما بتایا گیا۔ انیس کے اشعار میں اس قسم کا حسن پایا جاتا ہے اور یہ وہ صنعتیں ہیں جن کا ابھی تک کوئی نام نہیں۔

محاسن علم بیان

1- کنایہ بعید = شاہ فلک سریر (امام حسین)

لغات

فلک سریر = فلک نشین

بند مرثیہ - 36**شعر نمبر - 1**

کل الفاظ شعر = 15 کل الفاظ عربی = 4
کل الفاظ فارسی = 4 کل الفاظ اردو = 7
کل اضافات شعر = (1) شاہ فلک سریر
کل تعداد حروف شعر = 47
ردیف = غیر مردف

صنائع لفظی

1- سیاق الاعداد = تین چار

2- تقصیم المزدوج = بیٹھے۔ تھے۔ کے

حوالہ جات : شاہ فلک سریر (جدید اصطلاح)

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 3
کل الفاظ فارسی = 5 کل الفاظ اردو = 8
کل اضافات شعر = (3) لشکر شریر۔ شمشیر بے نظیر
کل تعداد حروف شعر = 49
ردیف = غیر مردف

صنائع لفظی

1- تقصیم المزدوج = شریر۔ نظیر

محاسن علم بیان

1- شمشیر تولنا = (محاورہ) وار کرنے تیار ہونا

فصاحت و بلاغت بیان

پورا شعر استعارات اور تشبیہات کے زیور سے مزین ہے۔

لغات

1- سراج = چراغ
2- کرامت ظہور
3- رو = زخسار (چہرے)
= فصیلت جن سے آشکار ہو

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 14 کل الفاظ عربی = 6
کل الفاظ فارسی = 3 کل الفاظ اردو = 5
کل اضافات شعر = (2) سراج امامت، حضور کرامت
کل تعداد حروف شعر = 45
ردیف = مردف

صنائع لفظی

1- میراعات النظیر = پروانہ۔ سراج۔ نور

2- تقصیم المزدوج = امامت، کرامت، تھے، کے

محاسن علم بیان

1- استعارہ = پروانہ (اصحاب انصار اقربا حسین)

2- استعارہ = سراج امامت (امام حسین)

3- کنایہ بعید = حضور کرامت، ظہور کرامت (امام حسین)

4- رو کی سپر = تشبیہ

جدید اصطلاح = حضور کرامت ظہور



اکبر سے مڑ کے کہنے لگے سرورِ زماں
 باندھے ہے سرکشی پہ کمر، لشکرِ گمراہ
 تم جا کے کہ دو خیمے میں یہ اے پدر کی جاں
 بچوں کو لے کے صحن سے ہٹ جائیں بیبیاں

غفلت میں تیرے سر کوئی بچہ تلف نہ ہو
 ڈر ہے مجھے کہ گردنِ اصغر ہدف نہ ہو

لغات

الشکرگراں = بڑا لشکر

بند مرثیہ - 37

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 15

کل الفاظ عربی = 3

کل الفاظ فارسی = 4

کل اضافات شعر = (2) سرورزماں - لشکرگراں

کل تعداد حروف شعر = 50

ردیف = غیر مردف

محاسن علم بیان

1- محاورہ = سرکشی پر کمر باندھنا (لڑنے پر تیار ہونا)

2- کنایہ بعید = سرورزماں (امام حسین)

3- روزمرہ = اکبر سے مڑ کر کہنے لگے سرورزماں

صنائع لفظی

1- ذوالفائتین = سرورزماں - لشکرگراں

2- تفسیم المزدوج = اکبر، لشکر، سرور، کمر

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 20

کل الفاظ عربی = 2

کل الفاظ فارسی = 2

کل اضافات شعر = 0

کل تعداد حروف شعر = 57

ردیف = غیر مردف

محاسن علم بیان

1- محاورہ = پدری جان (چہیتا بیٹا)

2- روزمرہ = بچوں کو لے کے گھن سے ہٹ جائیں بی بی

صنائع لفظی

1- تفسیم المزدوج = لے - لے - کے - سے

لغات

ہدف = نشانہ

تلف = ضائع

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 18

کل الفاظ عربی = 4

کل الفاظ فارسی = 4

کل اضافات شعر = (1) گردن اصغر

کل تعداد حروف شعر = 51

ردیف = مردف

صنائع لفظی

1- مراعات النظر = گردن اصغر - تیر - بچہ - ہدف



کہتے تھے یہ پسر سے شہِ آسماں سریر
 فضہ پکاری ڈیوڑھی سے لے خلق کے امیر
 ہے ہے علی کی بیٹیاں کس جاہوں گوشہ گیر
 صغے کے گرا ہوارے تک اگر گرے ہیں تیر

گرمی میں ساری رات تو گھٹ گھٹ کے روتے ہیں
 بچے ابھی تو سرد ہوا پا کے سوئے ہیں

لغات

- 1- آساں سریر = آساں نشین
2- فطہ = کنیز حضرت فاطمہؓ جو کربلا میں امام حسینؑ کے ساتھ تھی۔

بند مرثیہ - 38

شعر نمبر - 1

- کل الفاظ شعر = 16
کل الفاظ عربی = 4
کل الفاظ فارسی = 4
کل الفاظ اردو = 8
کل اضافات شعر = (1) شہ آساں سریر
کل تعداد حروف شعر = 52
ردیف = غیر مردف

محاسن علم بیان

- 1- کنایہ بعید = شہ آساں سریر (امام حسینؑ)
2- کنایہ بعید = خلق کے امیر (امام حسینؑ)

صنائع لفظی

- 1- تضمن المزدوج = سے۔ کے۔ تھے۔

لغات

گوشہ گیر = چھپنا

شعر نمبر - 2

- کل الفاظ شعر = 19
کل الفاظ عربی = 2
کل الفاظ فارسی = 5
کل الفاظ اردو = 12
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 56
ردیف = غیر مردف

محاسن علم بیان

- 1- محاورہ = گوشہ گیر ہونا = چھپنا
2- محاورہ = ہے ہے = افسوس افسوس

صنائع لفظی

- 1- تکریر = ہے ہے

فصاحت و بلاغت بیان

اس شعر میں صبح کی نسیم (سرد ہوا) پاکر پیاسے بچے سوئے ہیں۔ واقعات کی جزئیات نگاری اور کمال واقعہ نگاری ہے جو انیس کے پاس شدت سے ملتی ہے۔

شعر نمبر - 3

- کل الفاظ شعر = 19
کل الفاظ عربی = 0
کل الفاظ فارسی = 2
کل الفاظ اردو = 17
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 55
ردیف = مردف

محاسن علم بیان

- 1- محاورہ = گھٹ گھٹ کر رونا
(تکلیف اور کس مہری سے رونا)

صنائع لفظی

- 1- تکریر = گھٹ۔ گھٹ

صنائع معنوی

- 1- تضاد ایجابی = گرمی۔ سردی



باقر کہیں پڑا ہے، سکینہ کہیں ہے غش
 گرمی کی فصل اور یہ تب و تاب، یہ عطش
 رورو کے سو گئے ہیں صغیرانِ ماہوش
 بچوں کو لے کے یاں سے کہاں جائیں فاقہ کش

یہ کس خطا پہ تیر پیا پئے برستے ہیں
 ٹھنڈی ہوا کے واسطے بچے ترستے ہیں

435

لغات

- 1- تب = بخار
2- تاب = گرمی
3- عطش = پیاس

بند مرثیہ - 39

شعر نمبر - 1

- کل الفاظ شعر = 17 کل الفاظ عربی = 4
کل الفاظ فارسی = 3 کل الفاظ اردو = 10
کل اضافات شعر = (1) تب و تاب
کل تعداد حروف شعر = 51
ردیف = غیر مردف

محاسن علم بیان

صنائع لفظی

- 1- محاورہ = غش کرنا۔ بے ہوش ہونا
1- مراعات النظیر
= گرمی۔ تب۔ تاب۔ عطش

صنائع معنوی

- 1- جمع = مصرعہ ثانی اس صنعت میں ہے
2- ایہام = تب (1- گرمی، 2- روشنی)
شاعر کی مراد گرمی ہے۔

لغات

- 1- صغیران = چھوٹے بچے
2- ماہوش = چاند کی طرح

شعر نمبر - 2

- کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 0
کل الفاظ فارسی = 3 کل الفاظ اردو = 13
کل اضافات شعر = (1) صغیران ماہوش
کل تعداد حروف شعر = 54
ردیف = غیر مردف

محاسن علم بیان

صنائع لفظی

- 1- تشبیہ = ماہوش
2- روزمرہ۔ ع۔ بچوں کو لے کے یاں سے کہاں جائیں فاقہ کش

شعر نمبر - 3

- کل الفاظ شعر = 15 کل الفاظ عربی = 2
کل الفاظ فارسی = 2 کل الفاظ اردو = 11
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 50
ردیف = مردف

لغات

- 1- پیارے = مسل

محاسن علم بیان

صنائع لفظی

- 1- محاورہ = تیر برسنا (کئی تیروں کا ایک ساتھ چلنا)
1- ضمن المز دوج = خطا۔ ہوا
2- تضمن المز دوج = پیارے۔ کے۔ واسطے۔ بچے
2- روزمرہ = ٹھنڈی ہوا کے واسطے بچے ترستے ہیں۔
3- تشابہ الاطراف - یہ ترستے (ی)



اُٹھے یہ شور سُن کے اِمَامِ فَلَکِ دِقار
 ڈیوڑھی تاک آئے ڈھالوں کو روکے رفیقِ دیار
 فرمایا مُڑکے چلتے ہیں اب بہرِ کارزار
 کریں کسو جہاد پہ، سَنگِ اَو را ہوار

دیکھیں فضا بہشت کی دل باغِ باغ ہو
 اُمّت کے کام سے کہیں جلدی فراغ ہو

لغات

دقار = چاہ و جلال

بندمرثیہ - 40

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 16

کل الفاظ عربی = 4

کل الفاظ فارسی = 2 کل الفاظ اردو = 10

کل اضافات شعر = (2) امام فلک دقار۔ رفیق و یار

کل تعداد حروف شعر = 51

ردیف = غیر مردف

محاسن علم بیان

1 - کنایہ بعید = امام فلک دقار (امام حسین)

لغات

1 - بہرکارزار = لڑائی کی خاطر

2 - راہوار = گھوڑا

صنائع لفظی

1- ترجمہ اللفظ = رفیق۔ یار

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 14

کل الفاظ عربی = 1

کل الفاظ فارسی = 2

کل الفاظ اردو = 11

کل اضافات شعر = (1) بہرکارزار

کل تعداد حروف شعر = 53

ردیف = غیر مردف

محاسن علم بیان

1- محاورہ = کمریں کسنا = جنگ کے لیے تیار ہونا

فصاحت و بلاغت بیان

اس شعر میں شاعر یہ اہم پیام دے رہا ہے

کہ جنگ کر بلا امت کی بقا کے لیے تھی۔

یعنی امام ان کے اقربا انصار اور اصحاب

نے امت کی خاطر جام شہادت نوش کیا۔

صنائع لفظی

1- مراعات النظیر = کارزار۔ کمریں کسو، جہاد، راہوار

لغات

فراغ = فرصت

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 16

کل الفاظ عربی = 3

کل الفاظ فارسی = 4

کل الفاظ اردو = 9

کل اضافات شعر = 0

کل تعداد حروف شعر = 49

ردیف = مردف

محاسن علم بیان

1- محاورہ = دل باغ باغ ہونا (بہت خوش ہونا)

صنائع لفظی

1- تکریر = باغ باغ



فرما کے یہ حَسَم میں گئے شاہِ بحر و بر
 ہوئے لگیں صفوں میں کمر بندیاں ادھر
 جوشن پہن کے حضرت عباسؑ نامور
 دروازے پر ٹہلنے لگے مثل شیر نر

پر تو سے رُخ کے برق چمکتی تھی خاک پر
 تلوار ہاتھ میں تھی سپردوشِ پاک پر

439

لغات

حرم = کعبہ کی چار دیواری۔ امام حسینؑ کا زنا خانہ

بند مرثیہ - 41

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 16

کل الفاظ عربی = 4 کل الفاظ فارسی = 1

کل الفاظ اردو = 11

کل اضافات شعر = (2) شاہ بحر و بر

کل تعداد حروف شعر = 53

ردیف = غیر مردف

محاسن علم بیان

صنائع لفظی

- 1- تضمین المزدوج = بحر۔ کمر
- 2- کنایہ بعید = شاہ بحر و بر (امام حسینؑ)

صنائع معنوی

1- ایہام مرثیہ = حرم (1) کعبہ

(2- زنا خانہ امامؑ)

شاعر کی مراد امامؑ کے زنا خانہ سے ہے

2- تضاد ایجابی = بحر۔ بر

لغات

جوشن = زرہ

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 13

کل الفاظ عربی = 3 کل الفاظ فارسی = 4

کل الفاظ اردو = 6

کل اضافات شعر = (4) حضرت عباسؑ نامور، مثل شیراز

ردیف = غیر مردف

محاسن علم بیان

1- تشبیہ = مثل شیراز

لغات

پرتو = روشنی

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 17

کل الفاظ عربی = 1 کل الفاظ فارسی = 6

کل الفاظ اردو = 10

کل اضافات شعر = (1) دوش پاک

کل تعداد حروف شعر = 52

ردیف = مردف

صنائع لفظی

- 1- تضمین المزدوج = سے۔ کے
- 2- مراعات النظیر = رخ۔ ہاتھ۔ دوش
- 3- مراعات النظیر = تلوار۔ سپر۔ برق

صنائع معنوی

1- مبالغہ غلو = مصرعہ اول اس صنعت میں ہے

2- شبہ اشتقاق = پرتو۔ پر



شوکت میں رشکِ تاجِ سلیمان تھا خودِ سر
 کلنی پہ لاکھ بار تصدقِ ہمسما کے پُر
 دستانے دونوں فتح کا مسکن ظفر کا گھر
 وہ رُعبِ الآماں، وہ تہوّر کہ اَحْذَر

جَب ایسا بھائی ظلم کی تیغوں میں لڑا ہو
 پھر کس طرح نہ بھائی کی چھاتی پہاڑ ہو

نات کے

بند مرثیہ - 42

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 4
 کل الفاظ فارسی = 5 کل الفاظ اردو = 7
 کل اضافات شعر = (3) رشک تاج سلماں - خود سر
 کل تعداد حروف شعر = 51
 ردیف = غیر مردف

لغات

- 1- شوکت = زور۔ طاقت
- 2- رشک = حسد۔ رکابت
- 3- خود = لوہے کی ٹوپی جو جنگ میں پہنتے ہیں
- 4- کلغی = کلس جو خود پر ہوتا ہے
- 5- تصدق = صدقے ہونا
- 6- ہما = ایک خیالی پرندہ

صنائع معنوی

- 1- تلخ = تاج سلیمان
- 2- مبالغہ = مصرعہ اول اس صنعت میں ہے

محاسن علم بیان

- 1- مراعات النظیر = ہما۔ پر۔ کلغی
- 2- تصدق ہونا (محاورہ) قربان ہونا

لغات

- 1- دستا نے = لوہے کی زرہ جو ہاتھوں پر پہنتے ہیں۔
- 2- تہوڑ = بہادری
- 3- رعب = دہدہ
- 4- الامان = اللہ کی پناہ
- 5- الحدز = خدا کی پناہ

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 15 کل الفاظ عربی = 7
 کل الفاظ فارسی = 2 کل الفاظ اردو = 6
 کل اضافات شعر = 0
 کل تعداد حروف شعر = 54
 ردیف = غیر مردف

صنائع لفظی

- 1- ترجمہ اللفظ = مسکن۔ گھر
- 2- ترجمہ اللفظ = الامان۔ الحدز
- 3- مراعات النظیر = فتح۔ ظفر۔ رعب۔ تہوڑ
- 4- تمسین الصفات = فتح۔ ظفر۔ تہوڑ

حوالہ جات : ندرت بیان = فتح کے مسکن۔ ظفر کے گھر

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 18 کل الفاظ عربی = 1
 کل الفاظ فارسی = 1 کل الفاظ اردو = 16
 کل اضافات شعر = 0
 کل تعداد حروف شعر = 53
 ردیف = مردف

محاسن علم بیان

- 1- محاورہ = چھاتی پہاڑ ہونا (ہمت ہونا)
- 2- نیا محاورہ = تیغوں میں آڑ ہونا (محافظ ہونا)

صنائع معنوی

- 1- احتیاج دلیل عقلی = پورا شعر اس صنعت میں ہے



خیمے میں جا کے شہر یہ دکھا حرم کا حال
 چہرے توفیق ہیں اور کھلے ہیں سروں کے بال
 زینب کی یہ عا ہے کہ اے رب ذوالجلال
 بچ جائے اس فساد سے خیر النساء کا لال

بانوے نیٹ نام کی کھیتی ہری رہے
 صندل سے مانگ پھوسے گودی بھری ہے

بند مرثیہ - 43

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 21

کل الفاظ عربی = 5

کل الفاظ فارسی = 1 کل الفاظ اردو = 15

کل اضافات شعر = (0) رب ذوالجلال

کل تعداد حروف شعر = 57 ردیف = غیر مردف

صنائع لفظی

1- مراعات النظیر = خیمے - حرم - شد

محاسن علم بیان

1- محاورہ = چہرہ فق ہوتا (خوف سے چہرے کا رنگ بدلنا)

2- محاورہ = سروں کا کھولنا (غم کا اظہار کرنا)

لغات

1- فساد = جھگڑا

2- ذوالجلال = صاحب احترام

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 17 کل الفاظ عربی = 6

کل الفاظ فارسی = 2 کل الفاظ اردو = 9

کل اضافات شعر = (1) رب ذوالجلال

کل تعداد حروف شعر = 53

ردیف = غیر مردف

صنائع لفظی

1- مقلوب مستوی = لال

محاسن علم بیان

1- کنایہ قریب = ذوالجلال (خداوند عالم)

2- کنایہ بعید = خیر النساء

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 15 کل الفاظ عربی = 1

کل الفاظ فارسی = 2 کل الفاظ اردو = 12

کل اضافات شعر = (1) بانوے نیک کام

کل تعداد حروف شعر = 49

ردیف = مردف

صنائع لفظی

1- ارساد = کھیتی ہری رہے

2- ذوالفائتین = کھیتی ہری - گودی بھری

3- مراعات النظیر = بانو - مانگ - بچوں - گودی

محاسن علم بیان

1- محاورہ = کھیتی ہری رہنا = آباد رہنا

2- محاورہ = نیک نام رہنا = خوش نام رہنا

3- محاورہ = مانگ صندل سے بھری رکھنا (سہاگ قائم رہنا)

4- محاورہ = بچوں سے گودی بھری رہنا (بچے زندہ رہنا)



آفت میں ہے مسافر صحرائے کربلا
بکیں یہ یہ چڑھائی ہے، سید یہ یہ جفا
غربت میں ٹھن گئی جو لڑائی تو ہوگا کیا
ان ننھے ننھے بچوں پہ کمرِ جسم لے خدا

فاقوں سے جاں بلب ہیں عطش سے ہلاک ہیں
یارِ ترے رسول کی یہ آلِ پاک ہیں

بند مرثیہ - 44

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 15 کل الفاظ عربی = 6
 کل الفاظ فارسی = 1 کل الفاظ اردو = 8
 کل اضافات شعر = (2) مسافر صحرائے کربلا
 کل تعداد حروف شعر = 48
 ردیف = غیر مردف

صنائع معنوی

1- تبلیغ = سید (رسول خدا کی نسل)

لغات

آفت = مصیبت

محاسن علم بیان

- 1- محاورہ = چڑھائی کرنا (حملہ کرنا)
- 2- محاورہ = آفت میں ہونا (مصیبت میں ہونا)
- 3- کنایہ بعید = مسافر صحرائے کربلا (امام حسن)

لغات

غربت = مسافرت

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 18 کل الفاظ عربی = 2
 کل الفاظ فارسی = 2 کل الفاظ اردو = 14
 کل اضافات شعر = 0
 کل تعداد حروف شعر = 51
 ردیف = غیر مردف

صنائع معنوی

محاسن علم بیان

- 1- محاورہ = رحم کرنا (مدد کرنا)
- 2- محاورہ = ٹھن جانا (تاقم ہونا)

صنائع لفظی

- 1- صنعت سوالیہ = مصرعہ اول اسی صنعت میں ہے۔
- 1- تکریر = تہجے تہجے
- 2- محاورہ = ٹھن جانا (تاقم ہونا)

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 19 کل الفاظ عربی = 6
 کل الفاظ فارسی = 4 کل الفاظ اردو = 9
 کل اضافات شعر = (1) آل پاک
 کل تعداد حروف شعر = 52
 ردیف = مردف

صنائع لفظی

محاسن علم بیان

- 1- محاورہ = جاں بہ لب ہونا (مرنے کے قریب ہونا)
- 2- محاورہ = ہلاک ہونا (تباہ ہونا)
- 3- کنایہ بعید = آل پاک (رسول کی اولاد)

1- تقصین المزدوج = رسول آل

2- مراعات النظیر = فاقوں، عطش، جاں بہ لب، ہلاک

3- تفریع - فاقوں - ہیں۔



بولے قریب جا کے شہِ آسماں جناب
 مضطر نہ ہو دعائیں ہیں تم سب کی مستجاب
 مغرور ہیں خطا پہ ہیں یہ خانماں خراب
 خود جا کے میں دکھاتا ہوں اُن کو رہِ صواب

مَوَاقِع نہیں بہن ابھی سرِ یاد و آہ کا
 لاؤ تبرکات رسالتِ پناہ کا

بند مرثیہ - 45

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 15 کل الفاظ عربی = 4

کل الفاظ فارسی = 5 کل الفاظ اردو = 6

کل اضافات شعر = (2) رسول فلک وقار۔ خاتون روزگار۔۔۔

کل تعداد حروف شعر = 49

ردیف = غیر مردف

صنائع لفظی

1- تضمن المزدوج = سر، پر، گزر

محاسن علم بیان

1- کنایہ بعید = خاتون روزگار (حضرت فاطمہؓ)

2- محاورہ = سر پر نہ ہونا (بے یار و مددگار)

3- محاورہ = گھر لٹ جانا (گھرتاہ ہونا)

لغات

1- سوگوار = عزادار

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 17

کل الفاظ عربی = 3

کل الفاظ فارسی = 2 کل الفاظ اردو = 12

کل اضافات شعر = 0

کل تعداد حروف شعر = 52

ردیف = غیر مردف

صنائع معنوی

1- طباق ایجابی = اب۔ بعد

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 18

کل الفاظ عربی = 2

کل الفاظ فارسی = 5 کل الفاظ اردو = 11

کل اضافات شعر = 0

کل تعداد حروف شعر = 47

ردیف = مردف

محاسن علم بیان

1- محاورہ = داد مانگنا = انصاف طلب کرنا

2- محاورہ = بن جانا = ہو جانا



بولے قریب جا کے شہِ آسماں جناب
 مضطر نہ ہو دعائیں ہیں تم سب کی مستجاب
 مغرور ہیں خطایہ ہیں یہ خانماں خراب
 خود جا کے میں دکھاتا ہوں اُن کو رہِ صواب

مَوَقِع نہیں بہن ابھی سرِ یادِ آہ کا
 لاؤ تبرکات رسالتِ پناہ کا

لغات

- 1- مستجاب = قبول
2- مضطر = بے قرار

محاسن علم بیان

- 1- کنایہ بعید = شہ آساں جناب = امام حسین

لغات

- 1- خانماں = گھر کا اسباب
2- روصواب = نیکی کا راستہ

محاسن علم بیان

- 1- محاورہ = مغرور ہونا۔ غرور ہونا
2- نیا محاورہ = دکھانا ہوں۔ تنبیہ کرتا ہوں

لغات

- 1- تہرکات = بزرگوں کے آثار
2- فریاد = دہائی

محاسن علم بیان

- 1- کنایہ قریب = رسالت پناہ (رسول خدا)

بند مرثیہ - 46**شعر نمبر - 1**

- کل الفاظ شعر = 16
کل الفاظ عربی = 5
کل الفاظ فارسی = 1
کل الفاظ اردو = 10
کل اضافات شعر = (1) شہ آساں
کل تعداد حروف شعر = 52
ردیف = غیر مردف

صنائع معنوی

- 1- احتجاج بدلیل مذہبی = مصرعہ ثانی اس صنعت میں ہے

شعر نمبر - 2

- کل الفاظ شعر = 18
کل الفاظ عربی = 3
کل الفاظ فارسی = 4
کل الفاظ اردو = 11
کل اضافات شعر = (1) روصواب
کل تعداد حروف شعر = 56
ردیف = غیر مردف

صنائع معنوی

- 1- تضاد ایجابی = خطا۔ صواب
2- صنعت جمع = دوسرا مصرعہ اسی صنعت میں ہے

شعر نمبر - 3

- کل الفاظ شعر = 12
کل الفاظ عربی = 3
کل الفاظ فارسی = 3
کل الفاظ اردو = 3
کل اضافات شعر = (1) فریاد آہ
کل تعداد حروف شعر = 46
ردیف = مردف



معراج میں رسولؐ نے پہنا تھا جو لباس
 بخشی میں لائیں زمینب اسے شاہِ دیں کے پاس
 سر پر رکھا عمامہ سر دارِ حق شناس
 پہنی قبا سے پاکِ رسولؐ فلکِ اساس
 بُر میں درست و چُست تھا جامہ رسولؐ کا
 رومالِ فاطمہؑ کا ، عمامہ رسولؐ کا

بند مرثیہ - 47

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 17 کل الفاظ عربی = 6
 کل الفاظ فارسی = 1 کل الفاظ اردو = 10
 کل اضافات شعر = (1) شاہدین
 کل تعداد حروف شعر = 58
 ردیف = غیر مردف

محاسن علم بیان

1- کنایہ بعید = شاہدین (امام حسین)

لغات

1- اساس = جڑ
 2- شناس = پہنچانے والا

صنائع معنوی

1- تلخیص = معراج (پیغمبر اکرم کا عرش پر سفر)

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 13 کل الفاظ عربی = 6
 کل الفاظ فارسی = 4 کل الفاظ اردو = 3
 کل اضافات شعر = (5) عمامہ - قبائے پاک رسولؐ فلک
 کل تعداد حروف شعر = 46
 ردیف = غیر مردف

محاسن علم بیان

1- کنایہ بعید = سردار حق شناس (رسولؐ)

لغات

بر = سینہ
 پخت = موزوں

صنائع لفظی

1- مراعات النظیر = سر - عبا - قبا - پہننا

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 14 کل الفاظ عربی = 5
 کل الفاظ فارسی = 3 کل الفاظ اردو = 6
 کل اضافات شعر = (1) درست و چست
 کل تعداد حروف شعر = 49
 ردیف = مردف

محاسن علم بیان

1- محاورہ

صنائع لفظی

1- ذوالقائمین = تھا، جا، کا، عمامہ

صنائع معنوی

1- ترجمہ اللفظ = درست - چست

2- تفسیم المزدوج = درست، چست = درست ہونا - ٹھیک اور مناسب ہونا

3- مراعات النظیر

= بر - سر - جامہ - عمامہ - رومال



شملے کے دُور سے جو چھٹے تھے بصدقار
 ثابت یہ تھا کہ دوش پہ گیسو پٹے ہیں چار
 بُل کھار ہا تھا زلفِ سمن بو کا تار تار
 جس کے ہر ایک مو پہ خطا و خُتن نثار

مُشک و عبیر و عود اگر ہیں تو ہیچ ہیں
 سنبِل پہ کیا کھلیں گے یہ گیسو کے تیج ہیں

نہ سنبِل کی صل کیا ہے

453

لغات
گیو = سر کے بال

بند مرثیہ - 48 شعر نمبر - 1
کل الفاظ شعر = 20 کل الفاظ عربی = 3
کل الفاظ فارسی = 6 کل الفاظ اردو = 11
کل اضافات شعر = 0 کل تعداد حروف شعر = 56
ردیف = غیر مردف

محاسن علم بیان

1- محاورہ = ثابت ہونا (معلوم ہونا)

صنائع لفظی

1- سیاق الاعداد = دو، چار، صد

2- تفسیم المزدوج = سرے، پڑے، تھے

لغات

- 1- سمن = چنبیلی
- 2- خطا = چین کا شہر جو مشک کے لیے مشہور ہے
- 3- نقن = ترکستان کا شہر جو مشک کے لیے مشہور ہے

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 19 کل الفاظ عربی = 2
کل الفاظ فارسی = 8 کل الفاظ اردو = 9
کل اضافات شعر = (2) زلف سمن بو۔ خطا و نقن
کل تعداد حروف شعر = 50 ردیف = غیر مردف

محاسن علم بیان

- 1- محاورہ = بل کھانا (بیچ و تاب کھانا)
- 2- محاورہ = ثار ہونا (صدقہ ہونا)
- 3- مجاز = خطا نقن سے مراد وہاں کی مشک ہے

صنائع لفظی

- 1- تکریر = تار تار
- 2- مراعات النظیر = زلف۔ تار۔ مو۔ بل
- 3- تنسیق الصفات = سمن بو
- 4- تفسیم المزدوج = سمن۔ نقن
- 5- تفسیم المزدوج = بو۔ مو

لغات

- 1- بیچ = کچھ نہیں
- 2- غیر = خوشبودار سفوف جو مشک کا اب اور صندل سے تیار کی جاتی ہے
- 3- عود = سیاہ لکڑی جو جل کر خوشبودار ہوتی ہے
- 4- سنبل = ایک قسم کی خوشبودار گھاس
- 5- اگر = ایک قسم کی لکڑی جو جلانے سے خوشبودار ہوتی ہے

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 18 کل الفاظ عربی = 3
کل الفاظ فارسی = 4 کل الفاظ اردو = 10
کل اضافات شعر = (2) مشک و غیر و عود
کل تعداد حروف شعر = 55
ردیف = مردف

محاسن علم بیان

- 1- محاورہ = بیچ ہونا۔ کچھ بھی نہیں

صنائع لفظی

- 1- تفسیم المزدوج = بیچ۔ بیچ
- 2- مراعات النظیر = مشک، غیر، عود، اگر، سنبل

صنائع معنوی

- 1- ایہام = اگر (1۔ خوشبودار لکڑی، 2۔ لفظ سوالیہ)
- 2- شاعر کا مقصد خوشبودار لکڑی ہے
- 2- جمع = پہلا مصرع اس صنعت میں ہے



کپڑوں سے آرہی تھی، رسولِ زَمَن کی بُو
 دُلہانے سونگھی ہوگی، نہ ایسی دُولہن کی بُو
 حیدر کی فاطمہ کی حسین و حسنؑ کی بُو
 پھیلی ہوئی تھی چار طرف سے پنچتن کی بُو

لُٹتا تھا عطرِ وادیِ عَنبَرِ مَہرِشت میں
 گل جھومتے تھے باغ میں، رضواں بہشت میں

بند مرثیہ - 49

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 17

کل الفاظ عربی = 2

کل الفاظ فارسی = 2 کل الفاظ اردو = 13

کل اضافات شعر = (1) رسولؐ زمن

کل تعداد حروف شعر = 55

ردیف = مردف

لغات

رسولؐ زمن = رسولؐ وقت

محاسن علم بیان

1- کنایہ قریب = رسولؐ زمن (رسولؐ خدا)

صنائع لفظی

1- تضمین المزدوج = کی، تھی، ایسی، ہوگی

2- ذوالقافحتین الحاجب = زمن کی بو
دہن کی بو

صنائع معنوی

1- طباق ایجابی

= دولہا۔ دہن

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 5

کل الفاظ فارسی = 4 کل الفاظ اردو = 7

کل اضافات شعر = (1) حسینؑ و حسنؑ

کل تعداد حروف شعر = 49

ردیف = مردف

صنائع معنوی

1- تلمیح = پختن (محمدؐ، علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ، حسینؑ)

2- صنعت جمع = حیدرؑ، فاطمہؑ، حسینؑ اور حسنؑ

لغات

عنبر = سمندر کی ایک خوشبودار گھاس

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 15 کل الفاظ عربی = 4

کل الفاظ فارسی = 4 کل الفاظ اردو = 7

کل اضافات شعر = (1) وادی عنبر

کل تعداد حروف شعر = 51 ردیف = مردف

محاسن علم بیان

1- محاورہ = لٹنا (تباہ ہونا۔ بکھیرنا)

صنائع لفظی

1- تضمین المزدوج = لٹا۔ تھا

2- مراعات النظر = گل، باغ، عطر

جدید ترکیب = وادی عنبر سرشت



پوشاک سب پہن چکے جس دم شہِ زمُن
 لے کر بلائیں بھائی کی رونے لگی بہن
 چلائی ہاے آج نہیں، حیدر و حسن
 اماں کہاں سے لائے تھیں اب یہ بیو طن

رخصت ہے اب رسول کے یوسف جمال کی
 صدقے گئی بلائیں تو لو اپنے لال کی

لغات

پوشاک = لباس

محاسن علم بیان

- 1- محاورہ = بلائیں لینا = صدقہ ہونا
- 2- کنایہ بعید = شہِ زمیں۔ (شاہِ زمانہ۔ امام حسین)

محاسن علم بیان

- 1- محاورہ = ہائے ہائے کرنا (زور شور سے رنج و غم کرنا)

لغات

- 1- یوسف بہال = بہت خوبصورت
- 2- لال = لاڈلا

محاسن علم بیان

- 1- استعارہ = یوسف جمال [حضرت حسین]
- 2- محاورہ = صدقہ ہونا [قربان ہونا]
- 3- محاورہ = بلائیں لینا (صدقہ ہونا)

صنائع لفظی

- 1- مقلوب مستوی = لال

بند مرثیہ - 50

شعر نمبر - 1

- کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 2
 کل الفاظ فارسی = 1 کل الفاظ اردو = 13
 کل اضافات شعر = (1) شہِ زمیں
 کل تعداد حروف شعر = 47
 ردیف = غیر مردف

صنائع معنوی

- 1- تضاد ایجابی = بھائی۔ بہن

شعر نمبر - 2

- کل الفاظ شعر = 15 کل الفاظ عربی = 3
 کل الفاظ فارسی = 1 کل الفاظ اردو = 11
 کل اضافات شعر = (1) حیدر حسن
 کل تعداد حروف شعر = 48
 ردیف = غیر مردف

شعر نمبر - 3

- کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 4
 کل الفاظ فارسی = 1 کل الفاظ اردو = 11
 کل اضافات شعر = 0
 کل تعداد حروف شعر = 48
 ردیف = مردف

صنائع معنوی

- 1- ترجمہ اللفظ = صدقہ = بلائیں



صندوقِ اسلحے کے جو کھلوائے شاہ نے
 پیٹا منہ اپنا زینبِ عصمتِ پناہ نے
 پہنی زرہ، امامِ فلکِ بارگاہ نے
 بازو پہ جوشینِ پڑھے عزّ و جاہ نے

جو ہر بدن کے حُسن سے سارے چمکے
 حلقے تھے جتنے اُتے ستارے چمکے

بند مرثیہ - 51

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 14 کل الفاظ عربی = 5
 کل الفاظ فارسی = 1 کل الفاظ اردو = 8
 کل اضافات شعر = (1)
 کل تعداد حروف شعر = 48
 ردیف = مردف

لغات

اسلحہ = لڑائی کے ہتھیار
 عصمت پناہ = پاک دامن کی ضامن

محاسن علم بیان

1- محاورہ = منہ پینٹا = شدت غم کا اظہار کرنا

حوالہ جات: جدید اصطلاحی ترکیب = عصمت پناہ

لغات

1- زروہ = لوہے کا جالی دار کرنا
 2- جوشنیں (1- جوشن کبیر، 2- جوشن صغیر)
 یہ دعائیں بلاؤں سے بچنے کے لیے پڑھی جاتی ہیں۔

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 13 کل الفاظ عربی = 3
 کل الفاظ فارسی = 5 کل الفاظ اردو = 5
 کل اضافات شعر = (2) امام فلک - عز و جاہ
 کل تعداد حروف شعر = 46
 ردیف = مردف

محاسن علم بیان

1- کنایہ بعید = امام فلک بارگاہ = امام حسینؑ

صنائع لفظی

1- تفریع = پہنی - نے

حوالہ جات: جدید تراکیب = امام فلک بارگاہ

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 15 کل الفاظ عربی = 3
 کل الفاظ فارسی = 2 کل الفاظ اردو = 10
 کل اضافات شعر = 0
 کل تعداد حروف شعر = 45
 ردیف = مردف

لغات

فصاحت و بلاغت بیان
 بلاغت کا ایک ہنر یہ بھی ہے کہ بغیر
 کسی چیز کا نام لے اس کی معرفت کی
 جائے۔ یہاں مصرعہ ثانی میں ”حلقے“
 سے مراد زروہ ہے۔

1- جوہر۔
 1- قیمتی پتھر، 2- ذرات
 2- حلقہ، 1- دائرہ 2- گروہ

محاسن علم بیان

1- تفسیم المزدوج = جتنے، اتنے، ستارے
 1- مجاز مرسل
 2- مراعات النظیر = جوہر، حسن، چمک
 = حلقہ سے مراد زروہ ہے

صنائع لفظی

صنائع معنوی

1- ایہام = جوہر [1- قیمتی پتھر

[2- ذرات

یہاں شاعر کی مراد ذرات سے ہے۔

2- مبالغہ نلو = مصرعہ ثانی اس صنعت میں ہے



یاد آگئے علیٰ نظر آئی جو ذوالفقار
قبضے کو چوم کر شہ دیں روئے زارزار
تولی جو لے کے ہاتھ میں شمشیر آبدار
شوکت نے دی صدا کہ تری شان کے نثار

فتح و ظفر قریب ہو، نصرت قریب ہو
زیب اس کی تجھ کو، ضرب سرِ عدہ نصیب ہو

فصاحت و بلاغت بیان

1- قبضہ کو چوم کر "اس شعر میں

نہایت بلاغت ہے یعنی وہ

حضرت علی کے ہاتھوں کو چوم

رہے ہیں

لغات

1- قبضہ = تلواری کا دستہ

2- زار زار = شدت کے ساتھ

بند مرثیہ - 52

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 16

کل الفاظ عربی = 6

کل الفاظ فارسی = 3 کل الفاظ اردو = 7

کل اضافات شعر = (1) شیر دین

کل تعداد حروف شعر = 45

ردیف = غیر مردف

محاسن علم بیان

صنائع لفظی

1- محاورہ = زار زار اردو تا۔ شدت کے ساتھ رونا

2- کنایہ بعید = شیر دین = امام حسین

لغات

1- آب دار = چمک دار

2- شوکت = طاقت۔ زور

صنائع معنوی

1- تلمیح = ذوالفقار = حضرت علی کی تلوار

1- تکریر = زار زار

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 17

کل الفاظ عربی = 4

کل الفاظ فارسی = 3

کل الفاظ اردو = 10

کل اضافات شعر = (1) شمشیر آب دار

کل تعداد حروف شعر = 50

ردیف = غیر مردف

محاسن علم بیان

1- محاورہ = شمشیر تولنا۔ جنگ کے لیے تیار ہونا

لغات

1- نصیب = حصہ

2- زیب = آرائش

صنائع لفظی

1- تقصین المزدوج = لے، کے، نے

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 17

کل الفاظ عربی = 8

کل الفاظ فارسی = 1

کل الفاظ اردو = 8

کل اضافات شعر = (1) فتح و ظفر

کل تعداد حروف شعر = 49

ردیف = مردف

صنائع لفظی

1- مراعات النظیر = فتح۔ ظفر۔ نصرت۔ ضرب

صنائع معنوی

1- تقصین = پہلا مصرعہ آیت نصر من الہ فتح و 1- مراعات النظیر = فتح۔ ظفر۔ نصرت۔ ضرب

فرب کی ترجمانی کرتا ہے۔



باندھی کمر سے تیغ جو زہرا کے لال نے
 پھاڑا فلک پہ اپنا گریباں ہلال نے
 دستانے پہے سرورِ قدسی خصال نے
 معراج پائی دوش پہ حمزہ کی ڈھال نے

رُتبہ بلند تھا کہ سعادت نشان تھی
 ساری سپر میں مہرِ نبوت کی شان تھی
 ت نید

لغات

ہلال = پہلی رات کا چاند جو کمان کی طرح مکمل نہیں ہوتا۔

بند مرثیہ - 53

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 3
 کل الفاظ فارسی = 3 کل الفاظ اردو = 10
 کل اضافات شعر = 0
 کل تعداد حروف شعر = 51 ردیف = مردف

صنائع معنوی

1- حسن تعلیل = ہلال کی کمانی شکل
 کو گریباں چاک سے تعبیر کیا گیا۔

صنائع لفظی

1- محاورہ = گریبان پھاڑنا۔ غم اور رنجیدہ ہونا
 2- کنایہ قریب = زہر آکے لال۔

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 14 کل الفاظ عربی = 4
 کل الفاظ فارسی = 3 کل الفاظ اردو = 7
 کل اضافات شعر (1) سرور قدی خصال
 کل تعداد حروف شعر = 49
 ردیف = مردف

لغات

محاسن علم بیان

دوش پہ معراج پانا = ندرت بیان ہے

صنائع لفظی

قدی خصال
 پاکیزہ صفات

صنائع معنوی

1- تلخ

صنائع لفظی

1- ذوالقائمتین = قدی خصال کی ڈھال

محاسن علم بیان

1- محاورہ

= معراج پانا۔ بہت بلند مرتبہ پانا

2- تفسیم المزدوج = دستانے، نے، پنے

3- تفریع = دستانے۔ نے

حوالہ جات : جدید تراکیب اصطلاح = سرور قدی خصال۔

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 14 کل الفاظ عربی = 4
 کل الفاظ فارسی = 3 کل الفاظ اردو = 7
 کل اضافات شعر = (1) مہر نبوت
 کل تعداد حروف شعر = 47 ردیف = مردف

لغات

مہر نبوت = ابھرا ہوا نقش جو رسول کے دونوں مونڈھوں کے درمیان تھا۔
 سعادت نشان = خوش نصیبی کا نشان

صنائع معنوی

1- تلخ = مہر نبوت

2- صنعت تعجب = رتبہ بلند تھا کہ سعادت نشان تھی

3- مبالغہ = ساری سپر میں مہر نبوت کی شان تھی

صنائع لفظی

1- تفسیم المزدوج

= نبوت - سعادت -

2- تفسیم المزدوج

= سپر - مہر

محاسن علم بیان

1- سپر میں مہر نبوت کی شان تھی

(تضمیمہ)



ہتھیار۔ ادھر لگا چکے آقائے خاص و عام
 تیار اُدھر ہوا عِلْمِ سید الانام
 کھولے سروں کو گرد تھیں سیدانیاں تمام
 روتی تھی تھامے چوبِ عِلْمِ خواہرِ امام

تینیں کمر میں دوش پہ شملے پڑے مجھے
 زینب کے لال زیرِ عِلْمِ آکھٹے مجھے

بند مرثیہ - 54

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 12 کل الفاظ عربی = 5

کل الفاظ فارسی = 1 کل الفاظ اردو = 6

کل اضافات شعر = (4) آقائے خاص و عام - علم سیدالانام

کل تعداد حروف شعر = 47

ردیف = غیر مردف

صنائع معنوی

1- تضاد ایجابی = خاص - عام

2- تضاد ایجابی = ادھر، اُدھر

محاسن علم بیان

1- محاورہ = ہتھیار لگانا = (لڑائی پر آمادہ ہونا)

2- کنایہ بعید = سیدالانام (امام حسین)

3- کنایہ بعید = آقا خاص و عام (امام حسین)

لغات

سیدانیاں = امام کا زمانہ

چوبِ علم = علم کا ڈنڈا

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 14

کل الفاظ عربی = 3

کل الفاظ فارسی = 3 کل الفاظ اردو = 8

کل اضافات شعر = (2) چوبِ علم - خواہرِ امام

کل تعداد حروف شعر = 53

ردیف = غیر مردف

محاسن علم بیان

1- محاورہ = سر کھولنا = بہت عم زائدہ اور رنجیدہ ہونا۔

2- کنایہ بعید = خواہرِ امام = (حضرت زینب)

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 16

کل الفاظ عربی = 2

کل الفاظ فارسی = 3 کل الفاظ اردو = 11

کل اضافات شعر = (1) زیرِ علم

کل تعداد حروف شعر = 48

ردیف = مردف

صنائع معنوی

1- طباق ایجابی = کھڑے - پڑے

صنائع لفظی

1- مقلوب مستوی = لال



گر دانے دامنوں کو قبا کے وہ گلزار
 مرفق تک استینوں کو اُلٹے بصد وقار
 جعفر کا عجب ، دبدبہ شیر کردگار
 بوٹا سے اُن کے قد پہ نمودار و نامدار

سہ نکھیں ملیں علم سے پھریرے کو چوم کے
 رایت کے گرد پھرنے لگے جھوم جھوم کے

467

بند مرثیہ - 55

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 15

کل الفاظ فارسی = 3

کل اضافات شعر = 0

کل تعداد حروف شعر = 54

ردیف = غیر مردف

لغات

مرثق = کہنی

گل عذار = پھول سے رخسار

صنائع لفظی

1- تفسیم المزدوج = دامنوں - آسنیوں

محاسن علم بیان

1- تشبیہ = گل عذار پھول سے رخسار

2- محاورہ = آستیں الٹنا۔ (لڑائی کے لیے آمادہ ہونا)

لغات

1- دبذبہ = شان و شوکت

2- بونا = چھوٹا پودا

3- نمودار = ظاہر

4- نامدار = مشہور

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 14

کل الفاظ فارسی = 5

کل اضافات شعر = (3) دبذبہ شیر کردگار۔ نمودار و نامدار

کل تعداد حروف شعر = 50

ردیف = غیر مردف

صنائع معنوی

1- لف و نشر مرتب = جعفر کا عرب = نمودار

- دبذبہ شیر کردگار = نامدار -

2- تاکید الذم بمشایبہ المدح = بونا سا ان کے قد

ہے نمودار نامدار

صنائع لفظی

1- تفریع = جعفر - دار

محاسن علم بیان

1- محاورہ = بونا قد - چھوٹا قدر

2- کنایہ قریب = شیر کردگار

لغات

رایت = جھنڈا

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 16

کل الفاظ فارسی = 1

کل اضافات شعر = 0

کل تعداد حروف شعر = 50

ردیف = مردف

صنائع معنوی

1- ترجمہ اللفظ = علم - پھریرے

صنائع لفظی

1- تکریر = جھوم جھوم

2- مراعات النظر

= علم، پھریرے - چوم - رایت

محاسن علم بیان

1- محاورہ = آنکھیں ملنا

عقیدت کا احترام کرنا

2- محاورہ = چومنا - احترام کرنا

3- محاورہ = جھوم جھوم کر پھرنا

خوشی سے قربان ہونا



گہ ماں کو دیکھتے تھے کبھی جانبِ علم
 نعرہ کبھی یہ تھا کہ نثارِ شہِ اُمم
 کرتے تھے دونوں بھائی کبھی مشورے بہم
 آہستہ پوچھتے کبھی ماں سے وہ ذی حشم

کیا قصد ہے علیؑ دلی کے نشان کا
 اماں! کسے ملے گا علمِ نانا جان کا؟

469	بند مرثیہ - 56
لغات	شعر نمبر - 1
نثر = صدقہ	کل الفاظ شعر = 16
فصاحت و بلاغت بیان	کل الفاظ عربی = 5
اس شعر میں میر صاحب نے بڑی خوبصورتی سے بچوں کی فطری عادت کو نظم کیا ہے۔ وہ علم لینے کے خواہش مند تھے اور اس مدعا کو اپنی بے زبانی سے بیان کر رہے تھے۔	کل الفاظ فارسی = 4
	کل الفاظ اردو = 7
	کل اضافات شعر = (3) جانب علم، نثر، شیعہ امام
	کل تعداد حروف شعر = 47
	ردیف = غیر مردف

محاسن علم بیان

1- محاورہ = نعرہ لگانا (للاکارنا)

2- کنایہ بعید = شہ اسم۔ امام حسین

لغات	شعر نمبر - 2
1- ذی حشم	کل الفاظ شعر = 14
2- شان و شوکت والے۔	کل الفاظ فارسی = 3
فصاحت و بلاغت بیان	کل الفاظ اردو = 10
اس شعر میں ”آہستہ پوچھنا“ فصاحت اور بلاغت کا سرچشمہ ہے۔	کل اضافات شعر = 0
	کل تعداد حروف شعر = 49
	ردیف = غیر مردف

محاسن علم بیان

1- محاورہ = مشورہ کرنا (رائے لینا)

1- تضمن المزدوج = مشورے کرتے، تھے، پوچھتے

لغات	شعر نمبر - 3
قصہ = ارادو	کل الفاظ شعر = 16
فصاحت و بلاغت بیان	کل الفاظ عربی = 4
مصرعہ ثانی میں بچے ”نانا جان“ کہہ کر حضرت علیؑ سے اپنی نسبت اور علم حاصل کرنے پر اپنا حق جتا رہے ہیں جو اس شعر میں اس قصید کی جان ہے۔	کل الفاظ فارسی = 2
	کل الفاظ اردو = 10
	کل اضافات شعر = (1) علیؑ ولی
	کل تعداد حروف شعر = 46
	ردیف = مردف

محاسن علم بیان

1- مجاز مرسل = علیؑ ولی کے نشان سے مراد امام حسینؑ ہیں۔

2- زور مرہ = مصرعہ ثانی کی بہترین مثال ہے

صنائع لفظی

1- تفریع = کیا۔ کا

صنائع معنوی

1- صنعت سوالیہ

= دونوں مصرعوں میں سوال ہے۔



page-470.gif

بند مرثیہ - 57

شعر نمبر 1 -

کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 3

کل الفاظ فارسی = 2 کل الفاظ اردو = 11

کل اضافات شعر = (1) شہنشاہ خوش خصال

کل تعداد حروف شعر = 49 ردیف = مردف

لغات

1- محق = حق دار

2- خوش خصال = اچھی فطرت والے

محاسن علم بیان

1- کنایہ بعید = شہنشاہ خوش خصال (امام حسین)

2- محاورہ = خیال رکھنا (دھیان رہنا)

3- محاورہ = مشورہ کرنا (رائے لینا)

لغات

1- پاس ادب = احترام کا لحاظ کرتے ہوئے

2- عرض = گزارش

3- مجال = قدرت

محاسن علم بیان

1- محاورہ = مجال رکھنا (قدرت رکھنا)

2- محاورہ = نلال کرنا (غم درنخ کرنا)

لغات

1- جان نثار = جان فدا کرنے والے

شعر نمبر 2 -

کل الفاظ شعر = 20 کل الفاظ عربی = 5

کل الفاظ فارسی = 1 کل الفاظ اردو = 14

کل اضافات شعر = (1) پاس ادب

کل تعداد حروف شعر = 49

ردیف = غیر مردف

صنائع معنوی

1- تضاد ایجابی = نہیں، ہے۔

2- احتجاج بدیل عقلی = پورا شعر اس صنعت میں ہے

شعر نمبر 3 -

کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 4

کل الفاظ فارسی = 4 کل الفاظ اردو = 8

کل اضافات شعر = 0

کل تعداد حروف شعر = 51

ردیف = مردف

صنائع معنوی

1- تضاد ایجابی = آقا۔ غلام

صنائع لفظی

1- تفسیر المزدوج = غلام۔ نام

محاسن علم بیان

1- محاورہ = جان نثار کرنا

(جان قربان کرنا)

2- محاورہ = نام کے امیدوار ہونا

(بغیر کوئی مطلب کے امید رکھنا)



بند مرثیہ - 58

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 17 کل الفاظ عربی = 4
 کل الفاظ فارسی = 5 کل الفاظ اردو = 8
 کل اضافات شعر = 0 کل تعداد حروف شعر = 51
 ردیف = غیر مردف

صنائع معنوی

1- صنعت احتجاج دلیل مذہبی
 = پورا شعر اس صنعت میں ہے

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 14 کل الفاظ عربی = 5
 کل الفاظ فارسی = 2 کل الفاظ اردو = 7
 کل اضافات شعر = (2) لشکر گراں - وقت امتحان
 کل تعداد حروف شعر = 49 ردیف = غیر مردف

صنائع معنوی

1- تلمیح = خیبر
 (حضرت علی کو چالیسویں دن علم عطا کیا گیا)
 2- صنعت احتجاج دلیل مذہبی
 = پورا شعر اس صنعت میں ہے
 3- صنعت تجرید = خیبر میں علی کی شجاعت
 سے عون و محمد ارتباط حاصل کر رہے ہیں۔

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 18
 کل الفاظ عربی = 1
 کل الفاظ فارسی = 0 کل الفاظ اردو = 17
 کل اضافات شعر = 0
 کل تعداد حروف شعر = 61، ردیف = مردف

صنائع معنوی

1- حشو تلمیح = انہیں کی تکرار سے کلام کے حسن میں اضافہ ہوا ہے

محاسن علم بیان

1- محاورہ = بے مثل ہونا (بے نظیر ہونا)
 2- محاورہ = نشان دینا (پرچم دینا)

لغات

لشکر گراں = بڑا لشکر

صنائع لفظی

محاسن علم بیان

1- محاورہ = منہ دیکھتے رہنا
 = رعب دیکھ کر خاموش رہنا

1- مراعات النظیر
 = خیبر، علم، لشکر، علی

فصاحت و بلاغت بیان

اس بند میں پہلے شعر میں حضرت جعفر طیار کا ذکر ہے اور دوسرے شعر میں حضرت علی کا تذکرہ اور اس شعر کے دوسرے مصرعہ میں ترتیب کے ساتھ ”پوتے ان ہی کے ہم ہیں۔ انہیں کے نواسے ہیں۔“ اگرچہ یہ لف و نشر ترتیب نہیں لیکن اگر پورے بند کو اکائی سمجھا جائے تو یہ نئی صنعت ضروری ہے۔

محاسن علم بیان

1- مجاز مرسل = پوتے انہیں کے (حضرت جعفر طیار)
 2- مجاز مرسل = نواسے انہیں کے (حضرت علی)



زمین نے تب کہا کہ تمہیں اس سے کیا ہے کام
 کیا دخل مجھ کو، مالک و مختار ہیں امام
 دیکھو! نہ کیجئے بے ادبانہ کوئی کلام
 بگڑونگی میں جو لوگے زباں سے علم کا نام

لو جاؤ، بس، کھڑے ہو آگ ہاتھ جوڑ کے
 کیوں آئے تم یہاں، علی اکبر کو چھوڑ کے

لغات

مختار = آزاد

بند مرثیہ - 59

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 19

کل الفاظ عربی = 5

کل الفاظ فارسی = 0 کل الفاظ اردو = 14

کل اضافات شعر = (1) مالک و مختار

کل تعداد حروف شعر = 57

ردیف = غیر مردف

محاسن علم بیان

1- محاورہ = اس میں کیا ہے کام (یعنی اس سے تعلق نہیں

2- محاورہ = دخل دینا (بچ میں بولنا)

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 18 کل الفاظ عربی = 2

کل الفاظ فارسی = 3 کل الفاظ اردو = 13

کل اضافات شعر = 0

کل تعداد حروف شعر = 55

ردیف = غیر مردف

محاسن علم بیان

1- محاورہ = بگڑنا = (غصہ میں آنا)

2- محاورہ = زبان پر نام آنا

فصاحت و بلاغت بیان

یہ شعر روزمرہ اور مکالمہ نگاری کی بہترین مثال ہے۔

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 18

کل الفاظ عربی = 2

کل الفاظ فارسی = 0 کل الفاظ اردو = 16

کل اضافات شعر = 0

کل تعداد حروف شعر = 52

ردیف = مردف

صنائع معنوی

1- تضاد ایجابی = آئے۔ جاؤ

2- تضاد ایجابی = الگ۔ جوڑ



سَرِکُو، ہٹو، بڑھو، نہ کھٹے ہو علم کے پاس
ایسا نہ ہو کہ دیکھ لیں شاہِ فلک اس
کھوتے ہو اور آئے ہوئے تم مرے خواہ
بس! قابلِ قبول نہیں ہے یہ التماس

رونے لگو گے پھر جو بُرا یا بھلا کہوں
اس ضد کو بچنے کے سوا اور کیا کہوں

477

لغات

اساس = بنیاد۔ جڑ

فصاحت و بلاغت بیان

یہ شعر مکالمہ نگاری کی بہترین مثال ہے

محاسن علم بیان

- 1- کنایہ بعید = شاہ فلک اساس
- 2- روز مرہ = پہلا مصرعہ اس صنعت میں ہے۔

محاسن علم بیان

- 1- محاورہ = حواس کھونا۔ گھبراننا

محاسن علم بیان

- 1- محاورہ = برا بھلا کہنا (اچھا برا کہنا)
- 2- نیا محاورہ = بچپنا کرنا (ضد کی باتیں کرنا)

صنائع لفظی

- 1- تضمن المزدوج = سرکو۔ ہنو۔ بڑھو
- 2- تنسيق الصفات = سرکو، ہنو، بڑھو

صنائع لفظی

- 1- تضمن المزدوج
- = برا، بھلا، سوا، کیا، یا

بند مرثیہ - 60

شعر نمبر - 1

- کل الفاظ شعر = 18
 کل الفاظ عربی = 4
 کل الفاظ فارسی = 1
 کل الفاظ اردو = 13
 کل اضافات شعر = (1) شاہ فلک
 کل تعداد حروف شعر = 48
 ردیف = غیر مردف

صنائع معنوی

- 1- طباق سلبی = ہو۔ نہ ہو
- 2- جمع و تفریق = سرکو۔ ہنو۔

شعر نمبر - 2

- کل الفاظ شعر = 15
 کل الفاظ عربی = 4
 کل الفاظ فارسی = 1
 کل الفاظ اردو = 10
 کل اضافات شعر = (1) قابل قبول
 کل تعداد حروف شعر = 47
 ردیف = غیر مردف

صنائع معنوی

- 1- تضاد ایجابی = نہیں - ہے

شعر نمبر - 3

- کل الفاظ شعر = 18
 کل الفاظ عربی = 1
 کل الفاظ فارسی = 1
 کل الفاظ اردو = 16
 کل اضافات شعر = 0
 کل تعداد حروف شعر = 53
 ردیف = مردف

صنائع معنوی

- 1- تضاد ایجابی = برا۔ بھلا



عُمرِ قلیل، اور ہوسِ منصبِ جلیل
 اچھا نکالو قد کے بھی بڑھنے کی کچھ سبیل
 ماں صدے جاے گرچہ یہ ہمت کی ہے دلیل
 ہاں، اپنے ہم سنوں میں تمہارا نہیں عدیل

لازم ہے سوچے، غور کرے، پیش و پس کرے
 جو ہو سکے نہ کیوں بشر اُس کی ہوس کرے

479

لغات

- 1- ہوس = لالچ
2- سبیل = تدبیر
3- منصب جلیل = بڑا عہدہ

محاسن علم بیان

- 1- محاورہ = سبیل نکالنا (وسیلہ پیدا کرنا)

لغات

عذیل = برابر

محاسن علم بیان

- 1- محاورہ = صدقہ جانا (قربان ہونا)

فصاحت و بلاغت بیان

یہاں شاعر ماں کے منہ سے ایک اہم اخلاقی درس دے رہا ہے جو انیس کی بلاغت ہے۔

لغات

پس و پیش کرنا
= آگے پیچھے ہونا

محاسن علم بیان

- 1- محاورہ = پس و پیش کرنا۔ سوچ بچار کرنا

بند مرثیہ - 61**شعر نمبر - 1**

کل الفاظ شعر = 15
کل الفاظ عربی = 6
کل الفاظ فارسی = 0
کل الفاظ اردو = 9
کل اضافات شعر = (2) منصب جلیل۔ ہوس منصب
کل تعداد حروف شعر = 51
ردیف = غیر مردف

صنائع معنوی

- 1- تضاد ایجابی = قلیل۔ جلیل

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 16
کل الفاظ عربی = 4
کل الفاظ فارسی = 1
کل الفاظ اردو = 11
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 57
ردیف = غیر مردف

صنائع معنوی

- 1- تضاد ایجابی = ہاں۔ نہیں

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 17
کل الفاظ عربی = 4
کل الفاظ فارسی = 2
کل الفاظ اردو = 11
کل اضافات شعر = (1) پیش و پس
کل تعداد حروف شعر = 51
ردیف = مردف

صنائع لفظی

- 1- ضرب الٹل = مصرعہ ثانی تغیر کے ساتھ ضرب الٹل ہے۔
2- مراعات النظیر = سوچے۔ غور۔ پیش و پس کرے۔



ان ننھے ننھے ہاتھوں سے اُٹھے گا یہ علم
 چھوٹے قدوں میں سب سے، سنوں میں سبھو سے کم
 نکلے تنوں سے سبطِ نبی کے قدم پہ دم
 عہدہ یہی ہے بس، یہی منصب یہی حتم

رخصت طلب اگر ہو تو یہ میرا کام ہے
 ماں صدقے جائے آج تو مرنے میں نام ہے

بند مرثیہ - 62

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 19

کل الفاظ عربی = 1

کل الفاظ فارسی = 1

کل الفاظ اردو = 17

کل اضافات شعر = 0

کل تعداد حروف شعر = 55

ردیف = غیر مردف

صنائع لفظی

1- تضمن المزدوج = قدوں۔ سکھوں۔ سنوں

2- تکریر = مجھے مجھے

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 17

کل الفاظ عربی = 6

کل الفاظ فارسی = 1

کل الفاظ اردو = 10

کل اضافات شعر = (1) سبط نبی

کل تعداد حروف شعر = 50

ردیف = غیر مردف

صنائع معنوی

1- حشوئ = یہی کی تکرار ہے

جس سے شعر کے حسن میں اضافہ ہوا۔

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 18

کل الفاظ عربی = 3

کل الفاظ فارسی = 0

کل الفاظ اردو = 15

کل اضافات شعر = 0

کل تعداد حروف شعر = 51

ردیف = مردف

محاسن علم بیان

1- محاورہ = صدقہ ہونا = (قربان ہونا)

2- محاورہ = مرنے میں نام ہونا = (زندہ جاوید ہونا)



پھر تم کو کیا، بزرگ تھے گر فخر روزگار
 زیبا نہیں ہے وصفِ ضافی پہ افتخار
 جو ہر وہ ہیں جو تیغ کرے آپ آشکار
 دکھلا دو آج حیدر و جعفر کی کارزار

تم کیوں کہو کہ لال خدا کے ولی کے ہیں
 فوجیں پکاریں خود کہ "نواسے علی کے ہیں"
 ن شیر

483

لغات

- 1- فخر روزگار = تہنہ (Genius)
2- افتخار = عزت۔ بڑائی

بند مرثیہ - 63

شعر نمبر - 1

- کل الفاظ شعر = 16
کل الفاظ عربی = 14
کل الفاظ فارسی = 4
کل الفاظ اردو = 8
کل اضافات شعر = (2) فخر روزگار۔ وصف اضافی۔
کل تعداد حروف شعر = 52
ردیف = غیر مردف

محاسن علم بیان

- 1 - نیا محاورہ = تم کو کیا (تم کو اس کے ساتھ کیا واسطہ)

حوالہ جات: جدید ترکیب = وصف اضافی۔

لغات

- 1- آشکار کرنا = ظاہر کرنا

شعر نمبر - 2

- کل الفاظ شعر = 15
کل الفاظ عربی = 3
کل الفاظ فارسی = 3
کل الفاظ اردو = 9
کل اضافات شعر = (1) حیدر و جعفر
کل تعداد حروف شعر = 49
ردیف = غیر مردف

صنائع معنوی

1- صنعت ضرب النثل

جو ہر وہ ہے جو تیغ کرے آپ آشکار

شعر نمبر - 3

- کل الفاظ شعر = 18
کل الفاظ عربی = 2
کل الفاظ فارسی = 4
کل الفاظ اردو = 12
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 56
ردیف = مردف

صنائع لفظی

- 1- ذوالقائمین = کے، ولی، نواسے، علی

محاسن علم بیان

- 1- کنایہ بعید = خدا کے ولی (حضرت علی)



کیا کچھ عَلم سے جعفر طیار کا تھا نام
 یہ بھی تھی اک عطاءے رسولِ فلک مقام
 بگڑی لڑائیوں میں بن آئے انھیں سے کام
 جب کھینچتے تھے تیغ تو ہلتا تھا روم و شام

بیجاں ہوئے تو نخلِ وغانے ٹمردیے
 ہاتھوں کے بدلے حق نے جواہر کے پر دیے

بند مرثیہ - 64

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 17

کل الفاظ عربی = 7

کل الفاظ فارسی = 1 کل الفاظ اردو = 9

کل اضافات شعر = (3) جعفر طیار۔ عطاء ی رسولؐ فلک

کل تعداد حروف شعر = 48

ردیف = غیر مردف

صنائع لفظی

1- تثنیس = طیار (1- آمادہ، 2- پر)

شاعر کی مراد پر ہے۔

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 17

کل الفاظ عربی = 2

کل الفاظ فارسی = 1 کل الفاظ اردو = 14

کل اضافات شعر (1) روم و شام

کل تعداد حروف شعر = 56

ردیف = غیر مردف

صنائع معنوی

1- مبالغہ غلو = ہلتا تھا روم و شام

2- تضاد ایجابی = بگڑی۔ بن جانا

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 18 کل الفاظ عربی = 5

کل الفاظ فارسی = 2 کل الفاظ اردو = 11

کل اضافات شعر = 0

کل تعداد حروف شعر = 50 ردیف = مردف

صنائع لفظی

محاسن علم بیان

1- محاورہ = بے جان ہونا (مر جانا)

2- محاورہ = شمر پاتا (محنت کا صلہ پاتا)

1- زد و القافضین = نے، شمر دے۔ کے پردے

جدید ترکیب = تخیل دغا

محاسن علم بیان

1- محاورہ = نام ہونا = مشہور ہونا

2- کنایہ = رسولؐ فلک مقام

محاسن علم بیان

1- محاورہ = بگڑی بن جانا

2- محاورہ = تیغ کھینچنا (جنگ کرنا)

لغات

1- تخیل = درخت

2- شمر = میوے

3- دغا = جنگ



لشکر نے تین روز ہزیمت اٹھائی جب
 بنحنا علم رسول خدا نے علی کو تب
 مرحب کو قتل کر کے بڑھا جب وہ شیرِ رب
 دَر بند کر کے قلعہ کا بھاگی سپاہ سب

اُکھڑا وہ یوں گراں تھا جو دَر سنگِ سخت سے
 جس طرح توڑ لے کوئی پتّا درخت سے

لغات

ہزیمت = شکست

بند مرثیہ - 65

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 15

کل الفاظ عربی = 4

کل الفاظ فارسی = 4 کل الفاظ اردو = 7

کل اضافات شعر = (1) رسول خدا

کل تعداد حروف شعر = 46

ردیف = غیر مردف

محاسن علم بیان

1- محاورہ = ہزیمت اٹھانا (شکست اٹھانا)

صنائع لفظی

1- مراعات النظیر = لشکر - عزیمت - علم

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 19

کل الفاظ عربی = 4

کل الفاظ فارسی = 4 کل الفاظ اردو = 11

کل اضافات شعر = (1) شیر رب

کل تعداد حروف شعر = 50

ردیف = غیر مردف

محاسن علم بیان

1- کنایہ بعید = شیر رب (حضرت علی)

صنائع لفظی

1- تفریع = مرحب - جب - رب

2- مراعات النظیر = مرحب، قتل

شیر رب، در، قلعه، سپاہ

صنائع معنوی

1- تلمیح = مرحب کا قتل

لغات

1- گراں = وزنی

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 18 کل الفاظ عربی = 0

کل الفاظ فارسی = 5 کل الفاظ اردو = 13

کل اضافات شعر = (1) سنگ سخت

کل تعداد حروف شعر = 50

ردیف = مردف

محاسن علم بیان

1- تشبیہ = در سنگ سخت سے گراں تھا

2- تشبیہ = جس طرح توڑ لے کوئی پتا درخت لے

صنائع معنوی

1- مبالغہ تکلیف = جس طرح توڑ لے کوئی پتا درخت سے



نرنے میں تین دن سے ہے مشکلا کا لال
 اماں کا باغ ہوتا ہے جنگل میں پائمال
 پوچھا نہ یہ کہ کھولے ہیں کیوں تم نے سر کے بال
 میں لٹ رہی ہوں اور تھیں منصب کا ہے خیال

غمخوار تم مرے ہو نہ عاشق امام کے
 معلوم ہو گیا مجھے طالب ہو نام کے

لغات

1 - نرغہ = گھیراؤ

بند مرتبہ - 66

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 18

کل الفاظ عربی = 0

کل الفاظ فارسی = 4

کل الفاظ اردو = 14

کل اضافات شعر = 0

کل تعداد حروف شعر = 55

ردیف = غیر مردف

محاسن علم بیان

1- کنایہ قریب = اماں کا باغ (حضرت فاطمہ کی اولاد)

2- محاورہ = نرغہ میں ہونا (محاصرہ ہونا)

3- نیا محاورہ = باغ پائمال ہونا (تباہ و تاراج ہونا)

صنائع لفظی

1- مقلوب مستوی = لال

صنائع معنوی

1- تلمیح = مشکل کشا

(حضرت علی)

لغات

1- منصب = مرتبہ۔ منزلت

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 22

کل الفاظ عربی = 2

کل الفاظ فارسی = 2

کل الفاظ اردو = 18

کل اضافات شعر = 0

کل تعداد حروف شعر = 62

ردیف = غیر مردف

محاسن علم بیان

1- محاورہ = بال کھولنا (بہت زیادہ غم زدہ اور رنجیدہ ہونا)

لغات

طالب = خواہش مند

صنائع لفظی

1- تسمیۃ الصفات = تب۔ بخار۔ مہر

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 15

کل الفاظ عربی = 4

کل الفاظ فارسی = 2

کل الفاظ اردو = 9

کل اضافات شعر = 0

کل تعداد حروف شعر = 50

ردیف = مردف

محاسن علم بیان

1- محاورہ = غم خواری کرنا (مصیبت میں شریک ہونا)

2- محاورہ = عاشق ہونا (محبت کرنا)

3- محاورہ = معلوم ہونا (بھید کھلنا)



ہاتھوں کو جوڑ جوڑ کے بولے وہ لالہ فام
 غصے کو آپ تھام لیں اے خواہرِ امام
 واللہ کیا مجال جو لیں اب علم کا نام
 کھل جائیگا لڑیں گے جو یہ با وفا غلام

فوجیں بھگا کے گنج شہیداں میں سوئیں گے
 تب قدر ہوگی آپ کو جب ہم نہ ہوئیں گے

بند مرثیہ - 67

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 17

کل الفاظ عربی = 2

کل الفاظ فارسی = 4 کل الفاظ اردو = 11

کل اضافات شعر = (1) خواہر امام

کل تعداد حروف شعر = 54 ردیف = غیر مردف

لغات

لالہ فام = لالہ (پھول) کے مانند

محاسن علم بیان

1- محاورہ = باتوں کو جوڑنا۔ (التماس کرنا)

2- نیا محاورہ = غصہ کو تھامنا (غصہ کو برداشت کرنا)

لغات

واللہ = خدا کی قسم

صنائع لفظی

1- تکبیر = جوڑ جوڑ

2- تضمین المزدوج = تھام۔ فام۔ امام

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 19

کل الفاظ عربی = 5

کل الفاظ فارسی = 2 کل الفاظ اردو = 12

کل اضافات شعر = 0

کل تعداد حروف شعر = 53

ردیف = غیر مردف

محاسن علم بیان

(1) محاورہ = محال کرنا (ہمت کرنا)

(2) محاورہ = کھل جانا (معلوم ہو جانا)

لغات

1- گنج شہیداں = وہ بڑی قبر جس میں شہیدوں کو

ایک ساتھ دفن کیا جاتا ہے۔ مکالمہ کی اس سے بہتر

مثال ملنا ممکن نہیں۔

صنائع لفظی

1- ذوالتأخین = وفا، غلام

(وفا۔ غلام) (کا۔ نام)

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 18 کل الفاظ عربی = 2

کل الفاظ فارسی = 1 کل الفاظ اردو = 15

کل اضافات شعر = (1) گنج شہیداں

کل تعداد حروف شعر = 55

ردیف = مردف

صنائع معنوی

1- پورا شعر صنعت تعلیق میں ہے

صنائع لفظی

1- تضمین المزدوج

= فوجیں۔ ہو میں

محاسن علم بیان

1- محاورہ = قدر ہونا (معلوم ہونا)

2- نیا محاورہ = ہم نہ ہوئیں گے (مر جائیں گے)



بس، کُہ کے یہ سٹے جو سعادتِ نشاں پُسر
 چھاتی بھرائی ماں نے کہا تھام کر جگر
 دیتے ہو اپنے مرنے کی پیارو! مجھے خبر
 ٹھہرو ذرا بلائیں تو لے لے یہ نوحہ گر

کیا صدقے جاؤں ماں کی نصیحت بُری لگی
 بچو! یہ کیا کہا، کہ جگر پر چھری لگی

ن پیارو

لغات

سعادت = نیک بخت

بند مرثیه - 68

شعر نمبر - 1

كل الفاظ شعر = 18

کل الفاظ عربی = 1

کل الفاظ فارسی = 3 کل الفاظ اردو = 14

کل اضافات شعر = 0

کل تعداد حروف شعر = 50

ردیف = غیر مردف

محاسن علم بیان

1- محاورہ = چھاتی بھرتا (دل بھرتا۔ غم ہونا)

2- محاورہ = جگر تھا منا (رنجیدہ ہونا)

شعر نمبر - 2

كل الفاظ شعر = 19 كل الفاظ عربي = 2

کل الفاظ فارسی = 1 کل الفاظ اردو = 16

کل اضافات شعر = 0

کل تعداد حروف شعر = 54

ردیف = غیر مردف

صنائع معنوی

تعجب:

ع۔ دیتے ہو اپنے مرنے کی پیار و مجھے خبر

شعر نمبر - 3

كل الفاعل شعر = 17 كل الفاعل عربي = 2

کل الفاظ فارسی = 2 کل الفاظ اردو = 13

کل اضافات شعر = 0

کل تعداد حروف شعر = 51 ردیف = مردف

صنائع لفظی

محاسن علم بیان

1- محاورہ = صدقہ جانا

(قربان ہوتا)

2- محاورہ = جگر پر چھری چلنا

(بہت تکلیف ہوتا)

صنائع معنوی

1- سوالیہ

کیا صدقے جاؤں ماں کی نصیحت بری لگی۔؟



زینبؑ کے پاس آ کے یہ بولے شہِ زمَن
 کیوں تم نے دونوں بیٹوں کی باتیں سنی بہن
 شیروں کے شیر، عاقل و جرار و صف شکن
 زینب! وحیدِ عصر ہیں یہ دونوں گلبدن

یوں دیکھنے کو سب میں بزرگوں کے طوہیں
 رہتو رہی ان کے اُور، ارادے ہی اُور ہیں

لغات

شہ زمیں = شاہ وقت (امام حسین)

محاسن علم بیان

1- مجاز مرسل = شہ زمیں (حضرت حسین)

لغات

- 1- جرار = بہادر
2- وحید عصر = یکتا زمانہ
3- صف شکن = صفوں کو توڑنے والا

محاسن علم بیان

- 1- استعارہ = شیر
2- استعارہ = گل بدن

لغات

- طور = ڈھنگ
تیور = طبیعت کا رنگ

محاسن علم بیان

1- نیا محاورہ = تیور اور ہونا (طبیعت کا رنگ بدلنا)

بند مرثیہ - 69

شعر نمبر - 1

- کل الفاظ شعر = 17
کل الفاظ عربی = 3
کل الفاظ فارسی = 0
کل الفاظ اردو = 14
کل اضافات شعر = (1) شہ زمیں
کل تعداد حروف شعر = 55
ردیف = غیر مردف

صنائع معنوی

1- ایہام = کیوں (1- تاکید، 2- مخاطب)
یہاں شاعر کی مراد مخاطب ہے

شعر نمبر - 2

- کل الفاظ شعر = 15
کل الفاظ عربی = 6
کل الفاظ فارسی = 4
کل الفاظ اردو = 5
کل اضافات شعر = (2) عاقل و جرار۔ وحید عصر
کل تعداد حروف شعر = 51
ردیف = غیر مردف

صنائع معنوی

1- جمع = یہ شعر صنعت جمع میں ہے۔

شعر نمبر - 3

- کل الفاظ شعر = 18
کل الفاظ عربی = 2
کل الفاظ فارسی = 0
کل الفاظ اردو = 16
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 55
ردیف = مردف

صنائع لفظی

1- تفریع = یوں۔ ہیں



نُو دس برس کے سن میں یہ جرات یہ ولولے
 بچے کسی نے دیکھے ہیں ایسے بھی مَن چلے
 اقبال کیونکر ان کے نہ قدموں سے منہ ملے
 کس گود میں بڑے ہوئے، کس دودھ سے پلے

بیشک یہ ورثہ دارِ جنابِ امیر ہیں
 پر کیا کروں کہ دونوں کی عمریں صغیر ہیں

497

لغات

- 1- جرأت = دلیری
2- ولولے = جوش انگلیں
3- من چلے = بہادر

صنائع لفظی

- 1- سیاق الاعداد = نو۔ دس
2- تقصیم المزدوج = بچے، ایسے، دیکھے، منچلے، ولولے

لغات

- 1- اقبال = خوش قسمتی

محاسن علم بیان

- 1- نیامحاورہ = اقبال قدموں پر منہ ملنا (خوش قسمتی ترقی کرنا)
2- نیامحاورہ = کس کا دودھ پیا ہے (کس ماحول میں بڑھے ہوئے)

لغات

- ورشدار = وارث

محاسن علم بیان

- 1- کنایہ بعید = جناب امیر (حضرت علی)

بند مرثیہ - 70**شعر نمبر - 1**

- کل الفاظ شعر = 18
کل الفاظ عربی = 2
کل الفاظ فارسی = 3
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 53
ردیف = غیر مردف

صنائع معنوی

- 1- سوالیہ = دوسرا مصرعہ پورا سوالیہ صنعت میں ہے۔

شعر نمبر - 2

- کل الفاظ شعر = 19
کل الفاظ عربی = 1
کل الفاظ فارسی = 0
کل الفاظ اردو = 18
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 54
ردیف = غیر مردف

شعر نمبر - 3

- کل الفاظ شعر = 17
کل الفاظ عربی = 4
کل الفاظ فارسی = 3
کل الفاظ اردو = 10
کل اضافات شعر = (2) دایر جناب امیر
کل تعداد حروف شعر = 53
ردیف = مردف

صنائع معنوی

- صنعت احتجاج عقلی = پورا شعر اس صنعت میں ہے



اب تم جے کہو، اُسے دیں فوج کا علم
 کی عرض جو صلاحِ شہِ آسماں ختم
 فرمایا جبے اٹھ گئیں زہراے باکرم
 اُس دن سے تم کو ماں کی جگہ جانتے ہیں ہم

مالک ہو تم بزرگ کوئی ہو کہ نبرد ہو
 جس کو کہو اُسی کو یہ عہدہ سپرد ہو

499

بند مرثیہ - 71

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 16

کل الفاظ عربی = 5

کل الفاظ فارسی = 1 کل الفاظ اردو = 10

کل اضافات شعر = (2) صلاح شدیدیں

کل تعداد حروف شعر = 45

ردیف = غیر مردف

محاسن علم بیان

1- روزمرہ = پہلا مصرعہ روزمرہ کی اچھی مثال ہے۔

لغات

زہرائے باکرم = زہرائے مہرباں

صنائع معنوی

1- صنعت سوال و جواب = پورا شعر اس صنعت میں ہے

حوالہ جات: جدید ترکیب = شہ آسماں حشم

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 19

کل الفاظ عربی = 2

کل الفاظ فارسی = 1 کل الفاظ اردو = 16

کل اضافات شعر = (1) زہرائے باکرم

کل تعداد حروف شعر = 55

ردیف = غیر مردف

محاسن علم بیان

1- محاورہ = اٹھ جانا (مر جانا)

لغات

خُرد = چھوٹا

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 18

کل الفاظ عربی = 2

کل الفاظ فارسی = 4 کل الفاظ اردو = 13

کل اضافات شعر = 0

کل تعداد حروف شعر = 46

ردیف = مردف

محاسن علم بیان

1- محاورہ = مالک ہونا (مختار ہونا)

صنائع لفظی

1- تحت النقط

مصرعہ دوم صنعت تحت النقط میں ہے۔

صنائع معنوی

1- تضاد ایجابی = بزرگ، خرد



بولی بہن کہ آپ بھی تو لیں کسی کا نام
 ہے کس طرف توجہ سردارِ خاص و عام
 قرآن کے بعد ہے بھی تو ہے آپ کا کلام
 گر مجھ سے پوچھتے ہیں شہِ آسمان مقام

شوکت میں، قدیم، شان میں ہمسر کوئی نہیں
 عباسِ نامدار سے بہتر کوئی نہیں

ن میری ہی صلاح ہے اسے سردارِ نام

بند مرثیہ - 78

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 16
 کل الفاظ عربی = 5
 کل الفاظ فارسی = 2
 کل الفاظ اردو = 9
 کل اضافات شعر = (1) قمر علی
 کل تعداد حروف شعر = 47
 ردیف = غیر مردف

محاسن علم بیان

1- محاورہ = ذرہ کو آفتاب بنانا (ترقی دینا)

لغات

1- خاکسار = عاجز۔ فروتن

صنائع معنوی

1- صنعت مبالغہ غلو = ذرہ کو آفتاب کرنا۔

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 15
 کل الفاظ عربی = 4
 کل الفاظ فارسی = 3
 کل الفاظ اردو = 8
 کل اضافات شعر = 0
 کل تعداد حروف شعر = 51
 ردیف = غیر مردف

صنائع معنوی

1- ایہام = کامیاب (1- پیروز ہونا، 2- مزہ چھلنا)
 1- مراعات النظر = خاکسار۔ ابوتراپ
 یہاں شاعر کی مراد شہادت کا مزہ چکھنا ہے۔

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 15
 کل الفاظ عربی = 3
 کل الفاظ فارسی = 3
 کل الفاظ اردو = 9
 کل اضافات شعر = (1) ابن فاطمہ
 کل تعداد حروف شعر = 46
 ردیف = غیر مردف

صنائع لفظی

1- ضمن المزدوج = پسینے۔ سے۔ کے
 2- مراعات النظر = سرتن، پسینے، لہو

محاسن علم بیان

1- محاورہ = سرتن سے گرنا (قتل ہونا)
 2- محاورہ = پسینہ پر خون بہانا (فدا ہونا)
 3- کنایہ قریب = ابن فاطمہ (امام حسین)

بند مرثیہ - 84

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 18

کل الفاظ عربی = 6

کل الفاظ فارسی = 1

کل الفاظ اردو = 11

کل اضافات شعر = (1) ابن حسن

کل تعداد حروف شعر = 53

ردیف = مردف

محاسن علم بیان

1- کنایہ قریب = ابن حسن سے مراد قائم ہیں

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 16

کل الفاظ عربی = 4

کل الفاظ فارسی = 2

کل الفاظ اردو = 10

کل اضافات شعر = (1) فوج شام

کل تعداد حروف شعر = 49

ردیف = غیر مردف

محاسن علم بیان

1 - نیا محاورہ = بڑی چلی آنا (زیادہ ہوتا)

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 17

کل الفاظ عربی = 2

کل الفاظ فارسی = 0

کل الفاظ اردو = 15

کل اضافات شعر = 0

کل تعداد حروف شعر = 49

ردیف = مردف

محاسن علم بیان

1- محاورہ = گلے ملنا = (رخصت ہوتا)

بند مرثیہ - 72

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 17 کل الفاظ عربی = 3
 کل الفاظ فارسی = 3 کل الفاظ اردو = 11
 کل اضافات شعر = (3) توجہ سردار خاص و عام
 کل تعداد حروف شعر = 49
 ردیف = غیر مردف

صنائع معنوی

1- تضاد ایجابی = خاص و عام

محاسن علم بیان

- 1- نیا محاورہ = نام لینا = انتخاب کرنا
- 2- نیا محاورہ = توجہ رہنا = خیال رہنا
- 3- کنایہ بعید = سردار خاص و عام = امام حسین
- 4- روزِ مزہ = پہلا مصرعہ روزِ مرہ کی اچھی مثال ہے

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 18 کل الفاظ عربی = 5
 کل الفاظ فارسی = 3 کل الفاظ اردو = 10
 کل اضافات شعر = (1) شہ آسماں مقام
 کل تعداد حروف شعر = 50
 ردیف = غیر مردف

صنائع لفظی

1- تکریر بالواسطہ = ہے تو ہے
 حوالہ جات: جدید ترکیب = شہ آسماں مقام

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 15 کل الفاظ عربی = 3
 کل الفاظ فارسی = 4 کل الفاظ اردو = 8
 کل اضافات شعر = 0
 کل تعداد حروف شعر = 52
 ردیف = مردف

صنائع معنوی

1- ایہام = قد (1- بدن کی لہائی، 2- بلند مرتبت
 یہاں شاعر کی مراد بلند مرتبت سے ہے

محاسن علم بیان

1- محاورہ = ہمسری کرنا۔ برابری کرنا۔



عاشق، غلام، خادمِ دیرینہ، جاں نثار
 فرزند، بھائی، زینتِ پہلو، وفا شعار
 راحتِ رساں، مُطیع، نمودار، نامدار
 جرّار، یادگارِ پدر، فخرِ روزگار

صفہ ہے، شیرِ دل ہے، بہادر ہے، نیک ہے
 ہمیشہ سیکڑوں میں، ہزاروں میں ایک ہے

لغات

1- دیرینہ = قدیم

بند مرثیہ - 73 شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 12 کل الفاظ عربی = 7

کل الفاظ فارسی = 4 کل الفاظ اردو = 1

کل اضافات شعر = (2) خادم دیرینہ - زینت پہلو

کل تعداد حروف شعر = 48 ردیف = غیر مردف

صنائع لفظی

- 1- تسبیح الصفات - پورا شعر اس صنعت میں ہے
- 2- مراعات النظیر = غلام، خادم دیرینہ، وفا شعار، جانثار

صنائع معنوی

- 1- ذواللسان = پہلا مصرعہ فارسی اور دوسرا اردو میں ہے
 - 2- جمع - پورا شعر اس صنعت میں ہے
- حوالہ جات: جدید ترکیب = زینت پہلو

لغات

1- راحت رساں = آرام پہچانے والا

2- جزا = دلیر

3- فخر روزگار = تابعدار روزگار

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 10 کل الفاظ عربی = 4

کل الفاظ فارسی = 6 کل الفاظ اردو = 0

کل اضافات شعر = (2) یادگار پدر - فخر روزگار

کل تعداد حروف شعر = 46 ردیف = غیر مردف

صنائع لفظی

- 1- تضمن المزدوج = یادگار، نام دار، روزگار، نمودار
- 2- تسبیح الصفات - پورا شعر اس صنعت میں ہے
- 3- مراعات النظیر = فخر روزگار - یادگار - نمودار، نام دار

صنائع معنوی

1- ذواللسان = پورا شعر اردو اور فارسی میں پڑھا جاسکتا ہے

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 17 کل الفاظ عربی = 2

کل الفاظ فارسی = 5 کل الفاظ اردو = 10

کل اضافات شعر = 0

کل تعداد حروف شعر = 54 ردیف = مردف

لغات

صفدر = لشکر کی صفیں پھاڑنے والا

محاسن علم بیان

- 1- محاورہ = بے مثل ہونا
- (یعنی ان کا کوئی ہمسر نہیں)

صفدر، شیردل، بہادر

2- تشبیہ = شیردل

صنائع لفظی

- 1- تکریر بالواسطہ = پہلا مصرعہ اس صنعت میں ہے
- 2- سیاق الاعداد = ایک - سینکڑوں - ہزاروں
- 3- تسبیح الصفات = صفدر - شیردل - بہادر
- 4- تضمن المزدوج = سینکڑوں، ہزاروں
- 5- مثل - دل

صنائع معنوی

- 1- ایراد الہل = ہزاروں میں
- 2- ایہام = (1- لشکر کی صف

پھاڑنے والا 2- حضرت علیؑ کا لقب)

یہاں شاعر کی مراد لشکر کی صف

5- مثل - دل

پھاڑنے والے سے ہے۔



آنکھوں میں اشک بھکے کر یہ بولے شہِ زُمن
ہاں! تھی یہی علی کی وصیت بھی اے بہن
اچھا، بُلا میں آپ، کدھسے وہ صف شکن
کہ بس چچا کے پاس گئے سُنکے یہ سخن

کی عرض انتظار ہے، شاہِ غیور کو
چلیے، پھوپھی نے یاد کیا ہے حضور کو

505

لغات

شہر زمن = امام حسین

بند مرثیہ - 74

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 18

کل الفاظ عربی = 4

کل الفاظ فارسی = 2 کل الفاظ اردو = 12

کل اضافات شعر = (1) شہر زمن

کل تعداد حروف شعر = 50

ردیف = غیر مردف

محاسن علم بیان

1- نیا محاورہ = آنکھوں میں اشک بھرنا (روتا)

صنائع لفظی

1- تفریح = آنکھوں۔ بہن

2- تقصیر المزدوج = تھی، بھی، یہی

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 17

کل الفاظ عربی = 2

کل الفاظ فارسی = 2 کل الفاظ اردو = 2

کل اضافات شعر = 0

کل تعداد حروف شعر = 46

ردیف = غیر مردف

صنائع معنوی

1- طباق ایجابی = یہ۔ وہ

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 15

کل الفاظ عربی = 5

کل الفاظ فارسی = 1

کل الفاظ اردو = 9

کل اضافات شعر = (1) شاو غنیر

کل تعداد حروف شعر = 44

ردیف = مردف

فصاحت و بلاغت بیان

لغات

1- غبور = غیرت کرنے والا

یہ شعر مکالمہ نگاری کی اعلیٰ مثال ہے۔

محاسن علم بیان

1- نیا محاورہ = یاد کیا ہے (بلوایا ہے)



عباس آئے، ہاتھوں کو جوڑے حضورِ شاہ
 جاؤ بہن کے پاس، یہ بولا وہ دیں پناہ
 زمینب وہیں علم لیے آئیں بہ عسّرو جاہ
 بولے نشاں کو لے کے شہِ عرش بارگاہ

ان کی خوشی وہ ہے جو رضا پنختن کی ہے
 لو بھائی لو، علم یہ عنایت بہن کی ہے

لغات

دیں پناہ = دین کی حفاظت کرنے والا

محاسن علم بیان

- 1- محاورہ = باتوں کو جوڑنا (عاجزی کرنا)
- 2- کنایہ بعید = دین پناہ (امام حسین)

لغات

- 1- عز و جاہ = عزت اور رتبہ اعلیٰ

فصاحت و بلاغت بیان

فصاحت و بلاغت کے اعتبار سے اس شعر کا جواب نہیں۔ اگرچہ حضرت زینبؓ جزوِ چہنچہن نہیں۔ لیکن چہنچہن کی رضا مندی ہی حضرت زینبؓ کی اہمیت اور مقام و مرتبت کی نشان دہی کرتا ہے۔ چناں چہ امامؑ یہاں حضرت زینبؓ کی جگہ سمجھ کر احترام کرتے تھے اور اسی لیے حضرت عباسؓ کو علم سپرد کرتے ہوئے فرمایا: لو بھائی کو علم یہ امانت بہن کی ہے۔

محاسن علم بیان

- 1- روزمرہ = دوسرا مصرعہ روزمرہ کی اعلیٰ مثال ہے

بند مرثیہ - 75

شعر نمبر - 1

- کل الفاظ شعر = 16
 کل الفاظ عربی = 4
 کل الفاظ فارسی = 1
 کل الفاظ اردو = 11
 کل اضافات شعر = (1) حضور پر شاہ
 کل تعداد حروف شعر = 49
 ردیف = غیر مردف

صنائع معنوی

- 1- طباق ایجابی = آئے۔ جاؤ
- 2- = یہ۔ وہ

شعر نمبر - 2

- کل الفاظ شعر = 16
 کل الفاظ عربی = 5
 کل الفاظ فارسی = 4
 کل الفاظ اردو = 7
 کل اضافات شعر = (2) عز و جاہ۔ شہ عرش بارگاہ
 کل تعداد حروف شعر = 50
 ردیف = غیر مردف

شعر نمبر - 3

- کل الفاظ شعر = 19
 کل الفاظ عربی = 3
 کل الفاظ فارسی = 2
 کل الفاظ اردو = 14
 کل اضافات شعر = 0
 کل تعداد حروف شعر = 51
 ردیف = مردف

صنائع معنوی

- 1- تلمیح = چہنچہن
- 2- طباق ایجابی = یہ۔ وہ



رُکھ کر عَلم پہ ہاتھ جھکا وہ فلک وقار
ہمیشہ کے قدم پہ ملا مُنہ بہ افتخار
زمین بے بلائیں لیکے یہ بولیں کہ میں نثار
عباس ! فاطمہ کی کمائی سے ہوشیار

ہو جائے آج صلح کی صورت توکل چلو
ان آفتوں سے بھائی کو لے کر نکل چلو

لغات

فلک مقام = آسمان مرتبت
افتخار = عزت

محاسن علم بیان

- 1- محاورہ = جھک کر ملنا (تعظیم کرنا)
- 2- نیا محاورہ = قدم پر منہ ملنا (احترام و تعظیم کرنا)
- 3- کنایہ = فلک وقار (حضرت عباس)

محاسن علم بیان

- 1- محاورہ = ہوشیار ہونا (چوکس رہنا)
- 2- محاورہ = بلا میں لینا (مددہ ہونا)
- 3- مجاز مرسل = قاطع کی کمائی (امام حسین مراد ہیں)

محاسن علم بیان

- 1- نیا محاورہ = صورت ہو جانا (تدبیر ہونا)
- 2- محاورہ = نکل چلنا (دور ہو جانا)

بند مرثیہ - 76**شعر نمبر - 1**

کل الفاظ شعر = 17 کل الفاظ عربی = 5
کل الفاظ فارسی = 1 کل الفاظ اردو = 11
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 50
ردیف = غیر مردف

ضایع لفظی

1- مراعات النظیر = ہاتھ - منہ - قدم

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 15 کل الفاظ عربی = 4
کل الفاظ فارسی = 2 کل الفاظ اردو = 9
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 53
ردیف = غیر مردف

صنائع لفظی

1- تضمن المزوج = لے، کے، سے

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 17 کل الفاظ عربی = 2
کل الفاظ فارسی = 0 کل الفاظ اردو = 15
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 46
ردیف = مردف

صنائع معنوی

1- طباق ایجابی = آج - کل



کی عرض میسے جسم پہ جس وقت تک ہے سر
 ممکن نہیں ہے یہ کہ بڑھے فوج بد گھڑ
 تیغیں کھنچیں جو لاکھ تو سینہ کروں سپر
 دکھیں اٹھا کے آنکھ یہ کیا تاب، کیا جگر

ساونت ہیں پسر اسدِ ذوالجلال کے
 گر شیر ہو تو پھینک دوں آنکھیں نکال کے

بند مرثیہ - 77

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 18

کل الفاظ عربی = 5

کل الفاظ فارسی = 3 کل الفاظ اردو = 10

کل اضافات شعر = (1) فوج بدگہر

کل تعداد حروف شعر = 50

ردیف = غیر مردف

صنائع معنوی

1- تضاد و ایجابی = نہیں ہے

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 17 کل الفاظ عربی = 0

کل الفاظ فارسی = 4 کل الفاظ اردو = 13

کل اضافات شعر = 0

کل تعداد حروف شعر = 55

ردیف = غیر مردف

صنائع معنوی

1- مبالغہ اغراق = تنغیس کھنٹی جولا کھ۔

2- تجنیس تام = تاب

(1- روشنی - 2- طاقت)

یہاں مراد طاقت سے ہے

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 15 کل الفاظ عربی = 2

کل الفاظ فارسی = 2 کل الفاظ اردو = 11

کل اضافات شعر = (2) ہر اسد ذوالجلال

کل تعداد حروف شعر = 53

ردیف = مردف

لغات

بدگہر = شریر

محاسن علم بیان

1- نیا محاورہ = سر جسم پر رہنا (زندہ رہنا)

لغات

1- تاب = مجال

محاسن علم بیان

1- محاورہ = تاب رہنا (ہمت رکھنا)

2- محاورہ = جگر ہونا (حوصلہ ہونا)

3- محاورہ = تیغ کھینچنا (جنگ ہونا)

4- محاورہ = سینہ سپر کرنا (نداکاری کرنا)

صنائع لفظی

1- تکریر بالواسطہ

= کیا تاب کیا جگر

2- مراعات النظر

= سینہ، آنکھ، جگر

لغات

1- سادنت = بہادر

2- اسد = شیر

3- ذوالجلال

= خدا کا صفاتی کا نام۔

فصاحت و بلاغت بیان

اس شعر میں صیغہ جمع استعمال کر

کے شعر میں بلاغت پیدا کی ہے

کہ غلطی کے تمام بیٹے بہادر اور دلیر

ہیں۔

محاسن علم بیان

1- محاورہ = آنکھیں نکال کر پھٹک دینا (تابود کرنا)

2- کنایہ بعید = اسد ذوالجلال (حضرت علی)



مُنہ کر کے سُوے قبرِ علیؑ پھر کیا خطاب
 ذرے کو آج کر دیا مولانے آفتاب
 یہ عرض خاکسار کی ہے یا ابو تراب
 آقا کے آگے ہوں میں شہادت سے کامیاب

سُرتن سے ابنِ فاطمہؑ کے روبرو گرے
 شبیر کے پسینے پہ میرا لہو گرے

فصاحت و بلاغت بیان

یہ میرا نہیں کی پاکیزہ منظر نگاری ہے کہ مرثیہ میں ترجمی نگاہ یا شرمیلی نگاہ کو بیان کرنے کے لیے کنکھیوں سے کی نگاہ استعمال کرتے ہیں تاکہ کوئی جنسی کیفیت شعر میں پیدا نہ جائے۔

محاسن علم بیان

1- نیا محاورہ = کنکھیوں سے نظر کرنا (ترجمی نگاہ کرنا)

لغات

1- نوحہ گر = غم زدہ، دل ملول

محاسن علم بیان

1- محاورہ = بلائیں لینا = صدقہ ہونا

2- محاورہ = گرد پھرتا = صدقہ ہونا

3- کنایہ قریب = سبط مصطفیٰ، (امام حسین)

لغات

1- فیض = نفع، نیکی

2- تصدق = صدقہ

محاسن علم بیان

1- محاورہ = عزت بڑھنا (قدر و منزلت بڑھنا)

2- محاورہ = تصدق ہونا (صدقہ ہونا)

لغات

زوجہ = بیوی

بند مرثیہ - 79**شعر نمبر - 1**

کل الفاظ شعر = 15

کل الفاظ عربی = 2

کل الفاظ فارسی = 2

کل اضافات شعر = (1) زوجہ عباس

کل تعداد حروف شعر = 49

ردیف = غیر مردف

صنائع لفظی

1- تفسیم المزدوج = نظر شوہر۔ نامور

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 18

کل الفاظ عربی = 4

کل الفاظ فارسی = 4

کل اضافات شعر = (2) سبط نبی۔ چشم تر

کل تعداد حروف شعر = 53

ردیف = غیر مردف

صنائع معنوی

1- طباق ایجابی = یہ۔ وہ

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 15

کل الفاظ عربی = 6

کل الفاظ فارسی = 1

کل اضافات شعر = 0

کل تعداد حروف شعر = 44

ردیف = مردف

صنائع معنوی

1- طباق ایجابی = کنیز۔ غلام

517

لغات

1- کوکھ = شکم۔ بطن۔ اولاد

بند مرثیہ - 80

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 18

کل الفاظ عربی = 1

کل الفاظ فارسی = 1 کل الفاظ اردو = 16

کل اضافات شعر = 0

کل تعداد حروف شعر = 51

ردیف = غیر مردف

محاسن علم بیان

1- محاورہ = مانگ کوکھ سے ٹھنڈی رہے (سہاگ اور بچے زندہ رہیں)

لغات

1- سہاگن = جن کا شوہر زندہ ہو

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 15

کل الفاظ عربی = 3

کل الفاظ فارسی = 2 کل الفاظ اردو = 10

کل اضافات شعر = (1) بانوئے نامور

کل تعداد حروف شعر = 50

ردیف = غیر مردف

محاسن علم بیان

1- محاورہ = سہاگن رہنا (شوہر دار رہنا)

2- محاورہ = فدا ہونا (قربان ہونا)

صنائع معنوی

1- طباق ایجابی = بانو۔ کنیر

2- مبالغہ = مجھ ہی لاکھ کنیریں ہوں تو فدا

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 14

کل الفاظ عربی = 3

کل الفاظ فارسی = 1 کل الفاظ اردو = 10

کل اضافات شعر = (2) ترقی اقبال و جاہ

کل تعداد حروف شعر = 47

ردیف = مردف

محاسن علم بیان

1- محاورہ = سایا سر پر ہونا (زندہ رہنا)

صنائع لفظی

1- تفسیر المزاج = بچے۔ سائے۔ کے

2- مصرع ثانی تحت النقاط میں ہے

ع سایے میں آپ کے علی اکبر کا بیاہ ہو



قِسمتِ دُطَن میں خمیسے کھر پھر سب کو لیکے جائے
 یثرب میں شور ہو کہ سفنِ کسے حسینؑ آئے
 ام البنین جاہ و حشم سے پسر کو پائے
 جلدی شبِ عروسی کبیر خدا دکھائے

منہدی تمھارا لال ملے ہاتھ پاؤں میں
 لاؤ دُولہن کو بیاہ کے تاروں کی چھاؤں میں

لغات

یثرب = مدینہ

بند مرثیہ - 81

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 20

کل الفاظ عربی = 6

کل الفاظ فارسی = 2

کل الفاظ اردو = 12

کل اضافات شعر = 0

کل تعداد حروف شعر = 53

ردیف = غیر مردف

محاسن علم بیان

1- محاورہ = خیر سے جانا

(خریت سے جانا)

صنائع لفظی

1- تضمن المزودج = لے، کے، سے

2- مراعات النظیر = وطن، سفر، یثرب

صنائع معنوی

1- طباق ایجابی = آئے۔ جائے۔

لغات

1- امّ البنین = بیٹوں کی ماں (حضرت عباس کی ماں)

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 13

کل الفاظ عربی = 3

کل الفاظ فارسی = 5

کل الفاظ اردو = 5

کل اضافات شعر = (3) جاوہ چشم، شب عروسی اکبر

کل تعداد حروف شعر = 48

ردیف = غیر مردف

محاسن علم بیان

1- کتابہ بعید = امّ البنین = بیٹوں کی ماں

فصاحت و بلاغت بیان

یہ پورا شعر اردو کے سولہ الفاظ سے بنا ہے جس میں
ہندوستانی سماج کی عکاسی کی گئی ہے جو انیس کی
مہجری بیانی ہے۔

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 16

کل الفاظ عربی = 0

کل الفاظ فارسی = 0

کل الفاظ اردو = 16

کل اضافات شعر = 0

کل تعداد حروف شعر = 55

ردیف = مردف

محاسن علم بیان

1- محاورہ = مہندی ملنا

(شادی سے پہلے مہندی لگانا)

2- محاورہ = تاروں کی چھاؤں

(گہر دم۔ تاروں کی روشنی)

صنائع لفظی

1- مراعات النظیر

= مہندی۔ دہن، بیاہ، ہاتھ پاؤں

صنائع معنوی

1- طباق ایجابی = ہاتھ پاؤں



ناگاہ آ کے بالی سیکنہ نے یہ کہا
 کیا ہے یہ ہجوم کدھر ہیں مرے چچا،
 عہدہ علم کا ان کو مبارک کرے خدا
 لوگو مجھے بلائیں تو لینے دو اک ذرا

شوکت خدا بڑھائے مرے عمّو جان کی
 میں بھی تو دیکھوں شان علیؑ کے نشان کی

521

فصاحت و بلاغت بیان

اس شعر میں بچے کی زبان سے
”کدھر ہیں میرے چچا“ مکالمہ نگاری
کی جان ہے -

لغات

بالی = کسن

بند مرثیہ - 82

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 15

کل الفاظ عربی = 2

کل الفاظ فارسی = 1 کل الفاظ اردو = 12

کل اضافات شعر = 0

کل تعداد حروف شعر = 48

ردیف = غیر مردف

صنائع لفظی

1- تفسن المزروج = ناگاہ۔ آ۔ کہا۔ کیا۔

صنائع معنوی

1- سوالیہ = مصرعہ ثانی اس صنعت میں ہے

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 16

کل الفاظ عربی = 3

کل الفاظ فارسی = 1 کل الفاظ اردو = 12

کل اضافات شعر = 0

کل تعداد حروف شعر = 50

ردیف = غیر مردف

محاسن علم بیان

1- محاورہ = مبارک کرے خدا (مبارک باد دینا)

2- محاورہ = بلائیں لینا (صدقہ ہونا)

فصاحت و بلاغت بیان

اس پورے بند میں بچوں کی نفسیاتی کیفیت کو پیش کیا
گیا ہے جو بات کرتے وقت رشتے کا ذکر اپنے
حوالے سے کرتے ہیں یعنی ”میرے عمو جان“ وغیرہ

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 3

کل الفاظ فارسی = 4 کل الفاظ اردو = 9

کل اضافات شعر = 0

کل تعداد حروف شعر = 47

ردیف = مردف

محاسن علم بیان

1- نیا محاورہ = شوکت بڑھانا (عزت بڑھانا)

صنائع معنوی

1- ایہام = علی کے نشان (1- علم، 2- عباس)

ہر دو معنی لیے جاسکتے ہیں

2- صنعت مشککہ = عمو۔ جان



عباسؑ مسکرا کے پکارے کہ آؤ آؤ
 عموؑ نثار پیاس سے کیا حال ہے بتاؤ
 بولی لپٹ کے وہ کہ مری مشک لیتے جاؤ
 اب تو علم بلا تمھیں پانی مجھے پلاؤ

تحفہ نہ کوئی دیجے نہ انعام دیجے
 قربان جاؤں پانی کا اک جام دیجے

523

فصاحت و بلاغت بیان

”مسکرا کر پکارنا“ ”آؤ آؤ“
نہایت چچی مرقع کشی ہے جس میں ”سہ بعدی“
یا تھری ڈائمنشنل کیفیت نظر آتی ہے۔

صنائع لفظی محاسن علم بیان

1- تکریر = آؤ آؤ 1- محاورہ = ثار ہونا = صدقہ ہونا

لغات

مشک = پانی بھرنے کی کھال

محاسن علم بیان

1- محاورہ = لپٹ جانا = اظہار محبت کرنا

محاسن علم بیان

1- محاورہ = قربان ہونا (صدقہ ہونا)

2- مجاز مرسل = جام کہہ کر پانی مقصد لینا

بند مرثیہ - 83

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 15
کل الفاظ عربی = 4
کل الفاظ فارسی = 1
کل الفاظ اردو = 10
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 47
ردیف = غیر مردف

صنائع معنوی

1- سوالیہ - پیاس سے کیا حال ہے بتاؤ؟

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 17
کل الفاظ عربی = 1
کل الفاظ فارسی = 2
کل الفاظ اردو = 14
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 52
ردیف = غیر مردف

صنائع لفظی

1- مراعات النظیر = مشک - پانی - پلاؤ

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 14
کل الفاظ عربی = 3
کل الفاظ فارسی = 1
کل الفاظ اردو = 10
کل اضافات شعر = 47
ردیف = مردف

صنائع معنوی

1- صنعت تفریق و جمع = پورا شعر اس صنعت میں ہے۔

2- دو بخند = پورا شعر اس صنعت میں ہے۔



باتوں پہ اُسکی روتی تھیں سیدانیاں تمام
 کی عرض آ کے ابنِ حسنؑ نے کہ یا امام
 انہوہ ہے بڑھی چلی آتی ہے فوجِ شام
 فرمایا آپ نے کہ نہیں فکر کا مقام

عباس اب علم لے باہر نکلتے ہیں
 ٹھہر دہن سے دل کے گلے ہم بھی چلتے ہیں



ڈیوڑھی پہ خادمانِ محل کی ہونی پُکار
آتے ہیں اب حضور، خبردار! ہوشیار!
خلعت پہن رہے ہیں عسکدار نامدار
نذریں خوشی کی دینے کو حاضر ہیں جان نثار

بھائی بڑا ہے سر پہ تو سایا ہے باپ کا
عہدہ جوان بیٹے نے پایا ہے باپ کا

بند ۸۵

کیونکہ یہ بند اغلب نسخوں میں نہیں اس لیے
اس کو تجزیہ میں شامل نہیں کیا گیا۔

تقی عابدی



ناگہ بڑھے علم لئے عباس با وفا
 دوڑے سب المہدیت کھلے سر برہنہ پا
 حضرت نے ہاتھ اٹھا کے یہ اک ایک سے کہا
 لو الوداع، اے سرم پاکِ مصطفیٰ

صبحِ شبِ فراق ہے، پیاروں کو دیکھ لو،
 سب ملے ڈوبتے ہوئے تاروں کو دیکھ لو

بند مرثیہ - 86

لغات

1- برہنہ پا = نگے پا

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 15 کل الفاظ عربی = 5
 کل الفاظ فارسی = 5 کل الفاظ اردو = 5
 کل اضافات شعر = (2) عباس با وفا۔ اہل بیت
 کل تعداد حروف شعر = 45
 ردیف = غیر مردف

محاسن علم بیان

صنائع معنوی

صنائع لفظی

1- طباق ایجابی = سر۔ پا 1- ذوالقائمتین = با، وفا، برہنہ پا۔
 2- مراعات النظیر = اہلیت، عباس، علم۔ 2- نیا محاورہ = برہنہ پا ہونا (عزادار ہونا)
 1- محاورہ = سر کھولنا (نہایت غم کرنا)

فصاحت و بلاغت بیان

لغات

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 4
 کل الفاظ فارسی = 2 کل الفاظ اردو = 10
 کل اضافات شعر = (2) حرم پاک مصطفیٰ
 کل تعداد حروف شعر = 49
 ردیف = غیر مردف

محاسن علم بیان

صنائع لفظی

1- محاورہ = الوداع کرنا۔ خدا حافظی کرنا

1- تکریر = ایک ایک

لغات

شعر نمبر - 3

1- فراق = پھڑپھڑنا

کل الفاظ شعر = 17 کل الفاظ عربی = 2
 کل الفاظ فارسی = 1 کل الفاظ اردو = 14
 کل اضافات شعر = (2) صبح شب فراق
 کل تعداد حروف شعر = 52
 ردیف = مردف

محاسن علم بیان

صنائع لفظی

صنائع معنوی

1- نیا محاورہ = ڈوبتے تاروں کو دیکھنا
 2- استعارہ = تاروں (سپاہیوں)
 شاعر کی مراد ”مرنے والے سپاہیوں کو دیکھ لو“ ہے۔

1- مراعات النظیر
 2- صبح، شب، تاروں
 1- وقت بحر تاروں کو دیکھ لو
 2- مرنے والے سپاہیوں کو دیکھ لو

1- طباق ایجابی = صبح۔ شب
 2- ایہام
 = ڈوبتے تاروں کو دیکھ لو



شہ کے قدم پہ زینب زار و خیز گری
 بانو بچھاڑ کھا کے پسر کے قریں گری
 کلنوم تھر تھرا کے بروے زیں گری
 بامتر کہیں گرا تو سکینہ کہیں گری

اُجڑا چمن ہر اک گل تازہ بیکل گیا
 نکلا علم کہ گھسے جنازہ بیکل گیا

بند مرثیہ - 87

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 6
 کل الفاظ فارسی = 2 کل الفاظ اردو = 8
 کل اضافات شعر = (2) زینب زار و حزیں
 کل تعداد حروف شعر = 48
 ردیف = مردف

لغات

1- حزیں = غمگین
 2- قریں = قریب

صنائع معنوی

1- ترجمہ اللفظ = حزیں۔ زار
 2- طباق ایجابی = شہ۔ بانو
 3- ایہام تام مماشل = بانو (دو معنی)
 (1- مادر حضرت علی (ع) 2- اہلیہ۔ بیوی)
 شاعر کی مراد پہلے سے ہے۔

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 14 کل الفاظ عربی = 3
 کل الفاظ فارسی = 2 کل الفاظ اردو = 9
 کل اضافات شعر = (1) روئے زمین
 کل تعداد حروف شعر = 47
 ردیف = مردف

صنائع لفظی

1- مراعات النظیر
 1- محاورہ = قدم پر گرنا (پاؤں چومنا)
 2- محاورہ = پچھاڑے کھانا (تڑپنا)

محاسن علم بیان

صنائع معنوی

1- طباق ایجابی = گرا۔ گری

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 2
 کل الفاظ فارسی = 5 کل الفاظ اردو = 9
 کل اضافات شعر = (1) گل تازہ
 کل تعداد حروف شعر = 47
 ردیف = مردف

محاسن علم بیان

1- محاورہ = تھر تھرانا (خوف یا سردی سے کانپنا)

صنائع لفظی

1- تفریع = اجڑا۔ گیا۔

محاسن علم بیان

1- محاورہ = چمن اجڑنا (برباد ہونا)
 2- نیا محاورہ = گھر سے جنازہ نکلنا (بہت غم زدہ ہونا)



دیکھی جو شانِ حضرت عباسِ عرشِ جاہ
 آگے بڑھی علم کے پس از تہنیتِ سپاہ
 نکلا حرمِ سرا سے دو عالم کا بادشاہ
 نشتر بدل تھی بنتِ علی کی فغان و آہ

رُہ رُہ کے اشک بہتے تھے رُسے جنابے
 شبنم ٹپک رہی تھی گلِ آفتاب سے
 ت ہوتی

533

لغات

- 1- تہنیت = مبارک باد
- 2- عرش جاہ = عرش مقام

محاسن علم بیان

- 1- محاورہ = آگے ہونا (رو برو ہونا)

لغات

- 1- حرم ہرا = زنانہ خانہ
- 2- نشتر بدل = دل پر نشتر لگانا

محاسن علم بیان

- 1- محاورہ = نشتر بدل ہونا (بہت تکلیف ہونا)
- 2- کٹنا یہ بعید = دو عالم کا بادشاہ (امام حسین)

فصاحت و بلاغت بیان

مصرعہ اولیٰ کا مضمون استعاروں کی زبان میں مصرعہ
ثانی میں اس سے بہتر مضمون نہیں ہو سکتا۔

محاسن علم بیان

- 1- استعارہ = شبنم (آنسو)
- 2- استعارہ = گل آفتاب (روئے مبارک)

بند مرثیہ - 88

شعر نمبر - 1

- کل الفاظ شعر = 15
کل الفاظ عربی = 5
کل الفاظ فارسی = 5
کل الفاظ اردو = 5
کل اضافات شعر = (3) شان حضرت عباس عرش جاہ
کل تعداد حروف شعر = 47
ردیف = غیر مَرَدَف

صنائع معنوی

- 1- پورا شعر صنعت تعلیق میں ہے

شعر نمبر - 2

- کل الفاظ شعر = 17
کل الفاظ عربی = 6
کل الفاظ فارسی = 5
کل الفاظ اردو = 6
کل اضافات شعر = (1) بیت علی
کل تعداد حروف شعر = 51
ردیف = غیر مَرَدَف

صنائع لفظی

- 1- ضمن المزدوج = سرا کا بادشاہ لگا

شعر نمبر - 3

- کل الفاظ شعر = 16
کل الفاظ عربی = 1
کل الفاظ فارسی = 5
کل الفاظ اردو = 10
کل اضافات شعر = (2) روئے جناب گل آفتاب
کل تعداد حروف شعر = 47
ردیف = مَرَدَف

صنائع لفظی

- 1- تکریر = رہ رہ
- 2- تقسین المزدوج = بہتے۔ تھے۔ روئے۔ سے



مولا چڑھے فرس پہ محسّم کی شان سے
 ترکش لگایا ہرنے پہ کس آن بان سے
 نکلا یہ جن و انس و ملک کی زبان سے
 اُترا ہے پھر زمیں پہ براق آسمان سے

سارا چلن خرام میں کبکِ دری کا ہے
 گھونگھٹ نئی دُھن کا ہے چہرہ پری کا ہے

بند مرثیہ - 89

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 3
 کل الفاظ فارسی = 5 کل الفاظ اردو = 8
 کل اضافات شعر = 0
 کل تعداد حروف شعر = 48
 ردیف = مزدف

لغات

- 1- فرس = گھوڑا
- 2- ترکش = تیردان
- 3- ہرنا = گھوڑے کی کانچی کا اگلا محراب نما حصہ
- 4- آن بان = شان و شوکت

محاسن علم بیان

- 1- محاورہ = آن بان سے (شان و شوکت)

صنائع لفظی

- 1- مراعات النظیر = فرس۔ ترکش۔ ہرنے

لغات

- 1- براق = وہ بہشتی چوپایہ جس پر رسول خدا شپ معراج سوار ہو کر آسمان تشریف لے گئے۔

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 17
 کل الفاظ عربی = 4 کل الفاظ فارسی = 3
 کل الفاظ اردو = 10
 کل اضافات شعر = (2) جن و انس و ملک
 کل تعداد حروف شعر = 50
 ردیف = مزدف

صنائع معنوی

- 1- طباق ایجابی = جن۔ انس
- 2- طباق ایجابی = زمیں۔ آسمان
- 3- تلمیح = براق
- 4- مبالغہ اغراق = پورا شعر میں صنعت میں ہے

لغات

- 1- خرام = ناز و ادا کی چال
- 2- کبک دری = پہاڑی پکھور

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 1
 کل الفاظ فارسی = 3 کل الفاظ اردو = 12
 کل اضافات شعر = (1) کبک دری
 کل تعداد حروف شعر = 48
 ردیف = مزدف

صنائع لفظی

- 1- مقلوب مستوی۔ کبک

محاسن علم بیان

- 1- استعارہ = کبک دری (گھوڑا)
- 2- استعارہ = پری (گھوڑا)

صنائع معنوی

- 1- مبالغہ تلو = پورا شعر اس صنعت میں ہے



غُصّے میں آنکھڑیوں کے اُبلنے کو دیکھیے
 بن بن کے جھوم جھوم کے چلنے کو دیکھیے
 سانچے میں جوڑ بند کے ڈھلنے کو دیکھیے
 تھم کر کنوٹیوں کے بدلنے کو دیکھنے

گردن میں ڈالیں ہاتھ یہ پریوں کو شوق ہے
 بالادوی میں اُس کو ہما پر بھی فوق ہے

ن ت ن کر ن حوروں پٹھوں پر دم چنر تھی کہ طاؤس ست تھا
 بالادوی میں آدج ہما اُس سے بہت تھا

537

لغات

انکھریوں = آنکھیں

بند مرثیہ - 90

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 16

کل الفاظ عربی = 1

کل الفاظ فارسی = 0

کل الفاظ اردو = 15

کل اضافات شعر = 0

کل تعداد حروف شعر = 50

ردیف = مردف

محاسن علم بیان

1- نیامحاورہ = انکھریوں کا ایلنا (آنکھوں کا غصہ میں باہر آنا)

2- نیامحاورہ = بن بن کر چلنا (ناز و ادا سے چلنا)

3- نیامحاورہ = جھوم جھوم کر چلنا (مستانہ چلنا)

صنائع لفظی

1- تکریر = بن بن

2- تکریر = جھوم جھوم

فصاحت و بلاغت بیان

تھم کر کنوتیوں کو بدلنا، حساس ترین

عکاسی ہے۔ یعنی جب چو پایہ

حساس اور باخبر ہو جاتا ہے تو ایک لمحہ

نظہر کر کانوں کے رخ کو موڑ کر دشمن

کے رخ کو سمجھنے کی کوشش کرتا ہے۔

لغات

1- کنوتیوں

= گھوڑے کے کان

2- جوڑ بند = بندش عضو

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 14

کل الفاظ عربی = 0

کل الفاظ فارسی = 1

کل الفاظ اردو = 13

کل اضافات شعر = 0

کل تعداد حروف شعر = 53

ردیف = مردف

محاسن علم بیان

1- محاورہ = سانچے میں ڈھلنا (حالات کے مطابق وضع بدلنا)

لغات

1- ہما = ایک خیالی پرندہ۔ جب سر پر گزر جاتا ہے تو وہ

بادشاہ بن جاتا ہے۔

2- بالادوی = اونچی پرواز

صنائع معنوی

1- ترجمہ اللفظ = جوڑ بند

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 19

کل الفاظ عربی = 2

کل الفاظ فارسی = 4

کل الفاظ اردو = 13

کل اضافات شعر = 0

کل تعداد حروف شعر = 57

ردیف = مردف

محاسن علم بیان

1- نیامحاورہ = شوق ہونا = آرزو ہونا

2- نیامحاورہ = گردن میں ہاتھ ڈالنا = محبت کرنا

3- تشبیہ = بالادوی میں اس کو ہما پر بھی فوق ہے۔

صنائع معنوی

1- تلمیح = ہما

2- مبالغہ غلو = پورا شعر اس صنعت میں ہے



تھم کر ہوا چلی، فرسِ خوش قدم بڑھا
 جوں جوں وہ سحے دشت بڑھا اور دم بڑھا
 گھوڑوں کی لیں سواروں نے باگیں، علم بڑھا
 زایت بڑھا کہ سرورِ یاض ارم بڑھا

پھولوں کو لیکے بادِ بہاری پہنچ گئی،
 بُستانِ کربلا میں سواری پہنچ گئی،

بند مرثیہ - 91

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 17

کل الفاظ عربی = 3

کل الفاظ فارسی = 4 کل الفاظ اردو = 10

کل اضافات شعر = (2) فرس خوش قدم - سوئے دشت

کل تعداد حروف شعر = 47

ردیف = مزدف

لغات

1- خوش قدم = خوش رفتار

صنائع لفظی

1- تکبیر = جوں جوں

2- تضمین المزدوج = تھم، دم، قدم

رد العجز علی عروض شہ اشتقاق

محاسن علم بیان

1- محاورہ = دم بڑھنا (قوت زیادہ ہونا)

لغات

ارم = بہشت (شدا کی بنائی ہوئی بہشت)

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 15 کل الفاظ عربی = 4

کل الفاظ فارسی = 2 کل الفاظ اردو = 9

کل اضافات شعر = (2) سرور ریاض ارم

کل تعداد حروف شعر = 52

ردیف = مزدف

صنائع لفظی

1- مراعات النظیر = گھوڑوں، سواروں، باگیں، علم

2- مراعات النظیر = سرور ریاض ارم

3- تضمین المزدوج = گھوڑوں، سواروں

محاسن علم بیان

1- تشبیہ = راہت بڑھا کہ سرور ریاض ارم بڑھا

راہت = سرور ریاض ارم

2- محاورہ = باگ لینا۔ گھوڑا دوڑانا۔

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 14 کل الفاظ عربی = 1

کل الفاظ فارسی = 4 کل الفاظ اردو = 9

کل اضافات شعر = (1) باد بہاری

کل تعداد حروف شعر = 49 ردیف = مزدف

صنائع معنوی

صنائع لفظی

محاسن علم بیان

1- استعارہ = پھولوں کو لے کے

1- مراعات النظیر

کی جگہ ہونے سے شعر کا حسن زیادہ ہو گیا۔ = پھولوں۔ باد۔ بہاری۔ بستان باد بہاری پہنچ گئی



پنچہ ادھر چمکتا تھا اور آفتاب ادھر
 اُس کی ضیا تھی خاک پہ، ضوِ اِکی عرش پر
 زرِ ریزیِ علم پہ ٹھہرتی نہ تھی نظر
 دُلہا کا رخ تھا سونے کے سہے میں جلوہ گر

تھے دو طرفِ رجو دو علمِ اِس ارتفاع کے
 اُلجھے ہوئے تھے تارِ خطوطِ شعاع کے

ن زش

لغات

ہتچہ = ہاتھ کی شکل کا دھات سے بنا ہوا
نشان جو علم پر لگایا جاتا ہے۔

بند مرثیہ - 92**شعر نمبر - 1**

کل الفاظ شعر = 18 کل الفاظ عربی = 2
کل الفاظ فارسی = 2 کل الفاظ اردو = 14
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 50
ردیف = غیر مردف

صنائع معنوی

- 1- طباق ایجابی = ادھر۔ ادھر
- 2- اس = اس
- 3- خاک = عرش
- 3- لف وشر غیر مرتب = پورا شعر اس صنعت میں ہے
- 3- مبالغہ = مصرعہ ثانی اس صنعت میں ہے

فصاحت و بلاغت بیان

دولہا کا رخ تھا سونے کے سہرے میں
جلوہ گر بہترین عکاسی ہے۔

لغات

زرریزی = سنہرا

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 18 کل الفاظ عربی = 2
کل الفاظ فارسی = 5 کل الفاظ اردو = 11
کل اضافات شعر = (1) ریزی علم
کل تعداد حروف شعر = 53
ردیف = غیر مردف

محاسن علم بیان

2- محاورہ = نظر نہ ٹھہرنا (نظر نہ جمننا)

صنائع لفظی

- 1- مراعات النظیر = دولہا۔ رخ۔ سہرے۔ جلوہ گر
- حوالہ جات: جدید = زرریزی علم

فصاحت و بلاغت بیان

اس شعر میں شعاعوں کا چمک دار سطحوں
سے منعکس ہونے کا نظم کیا گیا ہے یہ
میر صاحب کی قادر الکلامی، دقیق
نظری اور مرقع کشی کا بہترین نمونہ ہے

لغات

ارتفاع = بلندی

خطوط شعاع = کرن

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 5
کل الفاظ فارسی = 3 کل الفاظ اردو = 8
کل اضافات شعر = (1) خطوط شعاع
کل تعداد حروف شعر = 46
ردیف = مردف

صنائع لفظی

1- مراعات النظیر = تار، خطوط، شعاع

صنائع معنوی

1- ترجمہ اللفظ = تار، خطوط



اللہ ری سپاہِ خدا کی شکوہ و شان
 جھکنے لگے جنودِ ضلالت کے بھی نشان
 کمریں کئے علم کے تلے ہاشمی جوان
 دنیا کی زیب، دین کی عزت، جہاں کی جان

ایک ایک دو دمان علیٰ کا چراغ تھا
 جس کو بہشت پر تھا تفوق وہ باغ تھا

نہ جس سے ملی بہشت کو زینت وہ باغ تھا

بند مرثیہ - 93

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 14 کل الفاظ عربی = 3

کل الفاظ فارسی = 5 کل الفاظ اردو = 6

کل اضافات شعر = (3) سپاہِ خدا - شکوہ و نشان - جنودِ ضلالت

کل تعداد حروف شعر = 47

ردیف = غیر مردف

لغات

1- شکوہ = شان و شوکت

2- جنودِ ضلالت = لشکرِ گمراہ

3- نشان = جھنڈا

محاسن علم بیان

1- نیا محاورہ = نشان جھنڈا = شکست ہونا

2- کنایہ بعید = جنودِ ضلالت (لشکرِ یزید)

صنائع لفظی

1- مراعاتِ النظیر = سپاہ - جنود، نشان

حوالہ جات : جدید ترکیب = جنودِ ضلالت (لشکرِ یزید)

صنائع معنوی

1- شبِ اشتقاق = شان - نشان

رد العجز علی عروض مع اشتقاق

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 5

کل الفاظ فارسی = 4 کل الفاظ اردو = 7

کل اضافات شعر = 0

کل تعداد حروف شعر = 51

ردیف = غیر مردف

محاسن علم بیان

1- محاورہ = کمریں کنا =

= جنگ کے لیے آمادہ ہونا۔

صنائع لفظی

1- ذوالقائمتین

= ہاشمی - جوان

کی، جان

صنائع معنوی

1- جمع = مصرعہ ثانی اس صنعت میں ہے

لغات

1- دودمان = خاندان

2- تفوق = فضیلت

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 2

کل الفاظ فارسی = 4 کل الفاظ اردو = 10

کل اضافات شعر = (1) دودمان علی

کل تعداد حروف شعر = 48 ردیف = مردف

محاسن علم بیان

1- استعارہ = بارغ (اولاد علی)

2- تشبیہ = بہشت سے بہتر

صنائع لفظی

1- تکریر = ایک - ایک

2- تفریع = ایک - تھا

صنائع معنوی

1- ایہام تام مماثل = چراغ

1- لپ، 2- اولاد

شاعر کی مراد اولاد سے ہے



لڑکے وہ سات آٹھ، سہی قد، سمن عذار
 گیونگی کے چہرے پر دو اور کسی کے چار
 حیدر کا رعب نرگسی آنکھوں سے آشکار
 کھیلیں جو نیمچوں سے کریں شیر کو شکار

تیروں کی سمت چاند سے سینے تنے ہے
 آئے تھے عید گاہ میں دُولہا بنے ہے

545

لغات

سمن عذار = چنبیلی کے پھول جیسے رخسار

بند مرثیہ 94

شعر نمبر-1

کل الفاظ شعر = 18

کل الفاظ عربی = 1

کل الفاظ فارسی = 6

کل الفاظ اردو = 11

کل اضافات شعر = 0

کل تعداد حروف شعر = 51

ردیف = غیر مردف

صنائع لفظی

1- سیاق الاعداد = سات آٹھ دو چار

2- مراعات النظر = قد۔ عذار۔ گیسو۔ چہرے

لغات

رعب = دبدبہ

صنائع معنوی

1- لف و نشر غیر مرتب، پورا شعر اس صنعت میں ہے

شعر نمبر-2

کل الفاظ شعر = 15

کل الفاظ عربی = 3

کل الفاظ فارسی = 3

کل الفاظ اردو = 9

کل اضافات شعر = 0

کل تعداد حروف شعر = 54

ردیف = غیر مردف

صنائع لفظی

محاسن علم بیان

1- ضمن المزج = آنکھوں، پنچوں

1- تشبیہ = زکسی آنکھیں

کھیل۔ کریں

صنائع معنوی

1- شہا اشتقاق = شکار۔ آشکار

2- مبالغہ اغراق پنچوں سے کریں شیر کو شکار

شعر نمبر-3

کل الفاظ شعر = 16

کل الفاظ عربی = 1

کل الفاظ فارسی = 2

کل الفاظ اردو = 13

کل اضافات شعر = 0

کل تعداد حروف شعر = 51

ردیف = مردف

محاسن علم بیان

1- تشبیہ = چاند سے سینے

2- محاورہ = سید تانا = بغیر خوف کے ڈٹے رہنا

غرفوں سے حوریں دیکھ کے کرتی تھیں یہ کلام
 دنیا کا باغ بھی ہے عجب پُر فضا مقام
 دیکھو دُرود پڑھ کے سوے لشکرِ امام
 ہمشکلِ مصطفیٰ ہے یہی عرشِ احشام

رایت لئی وہ لال خدا کے دلی کا ہے
 اب تک جہاں میں ساتھ نبی و علی کا ہے

547

لغات

1- غزفوں = بالکنوں

بند مرثیہ -95

شعر نمبر-1

کل الفاظ شعر = 18

کل الفاظ عربی = 5

کل الفاظ فارسی = 2

کل الفاظ اردو = 11

کل اضافات شعر = 0

کل تعداد حروف شعر = 56

ردیف = غیر مردف

صنائع لفظی

1- تفسیم المر دوج = دنیا۔ فضا۔ کا

لغات

احتشام = شان و شوکت

شعر نمبر-2

کل الفاظ شعر = 14

کل الفاظ عربی = 4

کل الفاظ فارسی = 4

کل الفاظ اردو = 6

کل اضافات شعر = (3) سوئے لشکر امام۔ ہم شکل مصطفیٰ

کل تعداد حروف شعر = 49

ردیف = غیر مردف

صنائع لفظی

1- مراعات النظیر = درود۔ امام۔ عرش۔ مصطفیٰ

1- محاورہ = درود پڑھنا۔ صلوات پڑھنا

2- کنایہ قریب = ہم شکل مصطفیٰ

لغات

رایت = جھنڈا

شعر نمبر-3

کل الفاظ شعر = 18

کل الفاظ عربی = 4

کل الفاظ فارسی = 2

کل الفاظ اردو = 12

کل اضافات شعر = (1) نبی و علی

کل تعداد حروف شعر = 49

ردیف = مردف

محاسن علم بیان

1- کنایہ بعید = لال خدا کے ولی کا

(حضرت عباس)

صنائع لفظی

1- تفسیم المر دوج = نبی و علی

2- مراعات النظیر = خدا، نبی

علی، ولی۔

صنائع معنوی

1- ادعا

= منسربہ ثانی اس صنعت میں ہے



دُنیا سے اُٹھ گئے تھے جو پیغمبرِ زماں
ہم جانتے تھے حُسن سے خالی ہے اب جہاں
کیونکر سوئے زمین نہ جھکے پیرِ آسماں
پیدا کیا ہے حق نے عجب حُسن کا جواں

سب خوبیوں کا خاتمہ بس اِس حسیں پہ ہے
محبوبِ حق ہیں عرش پہ سایہ زمیں پہ ہے

بند مرثیہ -96

شعر نمبر -1

کل الفاظ شعر = 17

کل الفاظ عربی = 5

کل الفاظ فارسی = 1

کل الفاظ اردو = 11

کل اضافات شعر = (1) پیغمبر زماں

کل تعداد حروف شعر = 50

ردیف = غیر مردف

محاسن علم بیان

1- محاورہ = دنیا سے اٹھ جانا (انتقال کرنا)

شعر نمبر -2

کل الفاظ شعر = 16

کل الفاظ عربی = 3

کل الفاظ فارسی = 6

کل الفاظ اردو = 7

کل اضافات شعر = (2) سوئے زمین۔ پیر آسمان

کل تعداد حروف شعر = 51

ردیف = غیر مردف

محاسن علم بیان

1- محاورہ = طرف جھٹنا (احترام)

صنائع معنوی

1- طباق ایجابی = پیر۔ جوان۔ آسمان۔ زمین

شعر نمبر -3

کل الفاظ شعر = 18

کل الفاظ عربی = 5

کل الفاظ فارسی = 3 کل الفاظ اردو = 10

کل اضافات شعر = (1) محبوب حق

کل تعداد حروف شعر = 54

ردیف = مردف

صنائع معنوی

1- طباق ایجابی = عرش۔ زمین



ناگاہ تیر اُدھسے چلے جانبِ امام
 گھوڑا بڑھا کے اپنے حجت بھی کی تمام
 نیکلے اُدھسے شکرِ رفیقانِ تشنہ کام
 بے سُر ہوئے پروں میں سیرانِ سپاہِ شام

بالا کبھی تھی تیغ ، کبھی زیرِ تنگ تھی
 اک اک کی جنگ مالکِ اُستری کی جنگ تھی

لغات

جُت = دلیل

بند مرثیہ - 97

شعر نمبر 1-

کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 4

کل الفاظ فارسی = 2 کل الفاظ اردو = 10

کل اضافات شعر = (1) جانب امام

کل تعداد حروف شعر = 49 ردیف = غیر مردف

محاسن علم بیان

1- محاورہ = جُت تمام کرنا (اعتراض کی گنجائش نہ چھوڑنا)

2- محاورہ = گھوڑا بڑھانا (گھوڑا تیز کرنا)

لغات

سران = سردار

پروں = صفوں

شعر نمبر 2-

کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 3

کل الفاظ فارسی = 6 کل الفاظ اردو = 7

کل اضافات شعر = (3) رفیقان تشکام، ۲- سران سپاہ شام

کل تعداد حروف شعر = 51 ردیف = غیر مردف

محاسن علم بیان

1- محاورہ = بے سر ہونا (قُل ہونا)

صنائع لفظی

صنائع معنوی

1- اشتقاق = سر- سران

2- ایہام = بے سر ہونا۔

۱- قُل ہونا۔ ۲- غائب ہونا

شاعر کی مراد غائب ہونا ہے

3- تعلیق = پورا شعر اس صنعت میں ہے

شعر نمبر 3-

کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 1

کل الفاظ فارسی = 6 کل الفاظ اردو = 9

کل اضافات شعر = (2) زیرنگ۔ مالک اشتر

کل تعداد حروف شعر = 47

ردیف = مردف

لغات

زیرنگ = شرم

صنائع لفظی

1- مراعات النظر = تیغ۔ جنگ۔ مالک اشتر

صنائع معنوی

1- تلمیح = مالک اشتر کی جنگ (مراد صفین ہے)

2- طباق ایجابی = بالا۔ زیر

3- ترجمہ اللفظ = ایک۔ اک



نکلے پئے جہاد عزیران شاہِ دیں
 نعرے کر کے کہ خود سے ہلنے لگی زمیں
 روباہوں کی صفوں پہ چلے شیرِ خشم گیس
 کھینچی جو تیغ بھول گئے صفِ کشتی لیس

بجلی گرمی پرشوں پہ شمال و جنوب کے
 کیا کیا لڑے ہیں شام کے بادل میں ڈوب کے

نصفوں

بند مرثیہ -98

شعر نمبر -1

کل الفاظ شعر = 14 کل الفاظ عربی = 6
 کل الفاظ فارسی = 2 کل الفاظ اردو = 6
 کل اضافات شعر = (2) پے جہاد، عزیز شاہدیں
 کل تعداد حروف شعر = 47
 ردیف = غیر مردف

صنائع معنوی

1- تلمیح = جہاد
 2- مبالغہ غلو = خوف سے ہلنے لگی زمیں

شعر نمبر -2

کل الفاظ شعر = 15 کل الفاظ عربی = 1
 کل الفاظ فارسی = 5 کل الفاظ اردو = 9
 کل اضافات شعر = 1
 کل تعداد حروف شعر = 51
 ردیف = غیر مردف

صنائع معنوی

1- طباق ایجابی = ردہا۔ شیر

شعر نمبر -3

کل الفاظ شعر = 17 کل الفاظ عربی = 3
 کل الفاظ فارسی = 0 کل الفاظ اردو = 14
 کل اضافات شعر = (1) شمال و جنوب
 کل تعداد حروف شعر = 53
 ردیف = مردف

صنائع معنوی

1- ایہام مماثل تام = شام
 ۱۔ دن کا آخری وقت، ۲۔ ملک شام
 شاعر کا مقصد ملک شام ہے

صنائع لفظی

محاسن علم بیان
 1- محاورہ = بجلی گرنا (تباہی آنا)
 2- نیا محاورہ = ڈوب کے لڑنا (شدت سے لڑنا)
 3- استعارہ = بادل سے مراد لشکر ہے

محاسن علم بیان

1- محاورہ = بجلی گرنا (تباہی آنا)
 2- نیا محاورہ = ڈوب کے لڑنا (شدت سے لڑنا)
 3- استعارہ = بادل سے مراد لشکر ہے



الشرے علیٰ کے نواسوں کی کارزار
 دونوں کے نیچے تھے کہ چلتی تھی ذو الفقار
 شانہ کٹا کسی نے جو روکا سپرہ وار
 گنتی تھی زخمیوں کی نہ کشتوں کا تھا شمار

اتنے سوار قتل کئے تھوڑی دیر میں
 دونوں کے گھوڑے چھپ گئے لاشوں کے ڈھیر میں

بند مرثیہ -99

شعر نمبر -1

کل الفاظ شعر = 15 کل الفاظ عربی = 3
 کل الفاظ فارسی = 2 کل الفاظ اردو = 10
 کل اضافات شعر = 0
 کل تعداد حروف شعر = 55
 ردیف = غیر مردف

صنائع معنوی

1- تلمیح = ذوالفقار

محاسن علم بیان

1- تشبیہ = نیچے کو ذوالفقار سے تشبیہ دی ہے
 2- محاورہ = شمشیر چلانا۔ تلووار چلانا

لغات

کشتوں = قتل ہوئے لوگ

شعر نمبر -2

کل الفاظ شعر = 18 کل الفاظ عربی = 0
 کل الفاظ فارسی = 3 کل الفاظ اردو = 15
 کل اضافات شعر = 0
 کل تعداد حروف شعر = 55
 ردیف = غیر مردف

صنائع معنوی

2- مبالغہ تبلیغ

صنائع لفظی

1- مراعات النظیر = کٹنا، سپر، زخمیوں 1- محاورہ = کتنی نہ تھی (بے حساب ہونا)
 2- محاورہ = شمار نہ تھا (بے حساب ہونا)

محاسن علم بیان

شعر نمبر -3

کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 1
 کل الفاظ فارسی = 2 کل الفاظ اردو = 13
 کل اضافات شعر = 0
 کل تعداد حروف شعر = 52
 ردیف = مردف

صنائع معنوی

1- مبالغہ تبلیغ =

صنائع لفظی

محاسن علم بیان

1- تفصیل المزدوج = دونوں، لاشوں 1- روزمرہ
 2- مراعات النظیر = پورا شعر روزمرہ کی مثال ہے۔
 = سوار۔ گھوڑے قتل۔ لاشوں



وہ چھوٹے چھوٹے ہاتھ، وہ گوری کلاسیاں
آفت کی پھرتیاں تھیں، غضب کی صفائیاں
ڈرڈر کے کاٹتے تھے کماں کش کنائیاں
فوجوں میں تھیں نبی و علی کی دُہائیاں

تصویر ہو بہو تھے جنابِ مسیہ کی
طاقت دکھا دی شیروں نے زمین کے شیر کی
ن شکست ہو ہو تھی

557

لغات

1- پھرتیاں = تیزی

بند مرثیہ -100

شعر نمبر 1-

کل الفاظ شعر = 14 کل الفاظ عربی = 2
 کل الفاظ فارسی = 0 کل الفاظ اردو = 12
 کل اضافات شعر = 0
 کل تعداد حروف شعر = 50
 ردیف = غیر مردف

صنائع لفظی

1- تکریر = چھوٹے چھوٹے
 2- تفسیم المزدوج = پھرتیاں - صفائیاں

لغات

کنائیاں = راستے

شعر نمبر 2-

کل الفاظ شعر = 15 کل الفاظ عربی = 2
 کل الفاظ فارسی = 2 کل الفاظ اردو = 11
 کل اضافات شعر = (1) نبی دہلی
 کل تعداد حروف شعر = 52
 ردیف = غیر مردف

صنائع لفظی

1- تکریر = ڈرڈر
 2- تفسیم المزدوج = نبی دہلی کی

محاسن علم بیان

1- محاورہ = کنائی کاشا = ایک راستہ چھوڑ کر دوسرا راستہ اختیار کرنا۔

2- محاورہ = دہائی کرنا = فریاد کرنا

لغات

ہو ہوا = ٹھیک ٹھیک، ہو، ہو

شعر نمبر 3-

کل الفاظ شعر = 17 کل الفاظ عربی = 5
 کل الفاظ فارسی = 4 کل الفاظ اردو = 8
 کل اضافات شعر = (1) جناب امیر
 کل تعداد حروف شعر = 50
 ردیف = مردف

صنائع معنوی

محاسن علم بیان
 1- کنایہ بعید = جناب امیر (حضرت علی)

صنائع لفظی

1- تکریر بالواسطہ = ہو ہو

2- مبالغہ تبلیغ

= پورا شعر اس صنعت میں ہے



کس حُسن سے حَسَن کا جوانِ حِیں لڑا
 گھر گھر کے صُورتِ اَسَدِ شَم گیس لڑا
 دُورِ دن کی بھوکِ پیاس میں وہ مہِ حِیں لڑا
 سہرا اُلٹ کے یوں کوئی دولہا نہیں لڑا

تَحَلّے دکھا دیے اَسَدِ کَر دِگار کے
 مَقْتَل میں سوئے ازرقِ شامی کو مار کے

لغات
مقتل = میدان کا رزار

بند مرثیہ - 101

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 15

کل الفاظ عربی = 4

کل الفاظ فارسی = 3

کل الفاظ اردو = 8

کل اضافات شعر = (2) جوان، حسین، اسد خشمگیر

کل تعداد حروف شعر = 46

ردیف = مردف

محاسن علم بیان
1- محاورہ = گھر گھر کے (لشکر میں گھر گھر کے)
2- تشبیہ = صورت اسد خشمگیر

صنائع معنوی

1- اشتقاق = حسن حسین

1- مراعات النظیر = حسن، جوان، حسین

2- تکریر = گھر گھر

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 18

کل الفاظ عربی = 0

کل الفاظ فارسی = 3

کل الفاظ اردو = 15

کل اضافات شعر = 0

کل تعداد حروف شعر = 54

ردیف = مردف

محاسن علم بیان
1- نیا محاورہ = سہرا الٹ کر لڑنا (شادی کے روز لڑنا)
2- استعارہ = مدح جین

صنائع لفظی

1- مراعات النظیر = سہرا، دولہا، مدح جین

2- تضمن المزدوج = سہرا دولہا لڑا

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 13

کل الفاظ عربی = 3

کل الفاظ فارسی = 1

کل الفاظ اردو = 9

کل اضافات شعر = (2) اسد کردگار، ۲۔ ارزق شامی

کل تعداد حروف شعر = 45

ردیف = مردف

لغات
ارزق شامی = شام کا نامی پہلوان جس کو حضرت قاسم نے قتل کیا۔

محاسن علم بیان
1- نیا محاورہ = قتل میں سونا = قتل ہونا

صنائع لفظی

1- تضمن المزدوج = حملے کے سوے



چمکی جو تیغِ حضرتِ عباسِ عرشِ جاہ
روحِ الایمیں پُکارے کہ اللہ کی پناہ
ڈھالوں میں چھپ گیا پسرِ سعدِ رویاہ
گشتوں سے بند ہو گئی امنِ واماں کی راہ

بھپٹا جو شیرِ شوق میں دریا کی سیر کے
لے لی ترائی، تیغوں کی موجوں کو پیر کے

بند مرثیہ - 102

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 13 کل الفاظ عربی = 5
 کل الفاظ فارسی = 4 کل الفاظ اردو = 4
 کل اضافات شعر = (3) تنبیخ حضرت عباس عرش جاہ
 کل تعداد حروف شعر = 49
 ردیف = غیر مردف

صنائع معنوی

صنائع لفظی

محاسن علم بیان

1- تلمیح = روح الامین (حضرت جبریل) 1- مراعات النظیر
 = اللہ، عرش، روح الامین 2- محاورہ = تنبیخ چمکنا (لڑائی شروع ہونا)

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 3
 کل الفاظ فارسی = 5 کل الفاظ اردو = 8
 کل اضافات شعر = (3) ہر سعد روسیہ - امن و امان
 کل تعداد حروف شعر = 51 ردیف = غیر مردف

صنائع معنوی

لغات

امان = پناہ - حفاظت
 امن = سکون

محاسن علم بیان

1- مبالغہ اغراق = مصرعہ ثانی اس صنعت میں ہے۔
 2- ایہام مرثیہ = روسیہ - 1۔ کالی صورت، 2۔ بدکردار
 یہاں مراد بدکردار ہے

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 18 کل الفاظ عربی = 1
 کل الفاظ فارسی = 4 کل الفاظ اردو = 13
 کل اضافات شعر = 0
 کل تعداد حروف شعر = 53 ردیف = مردف

صنائع لفظی

محاسن علم بیان

1- تضمن المزدوج = تیغوں - موجوں
 2- مراعات النظیر = دریا - ترائی - موجوں - پیرنا
 رد العجز الا بتداعج الجتنیس

1 - استعارہ = شیر (حضرت عباس)



بے سُر ہوئے موکلِ سرچشمہ فرات
 ہل چل میں مثل موجِ صفوں کو نہ تھا ثبات
 دریا میں گر کے ذرت ہوئے کشتی بد صفات
 گویا حباب ہو گئے تھے نقطہ حیات

عباس بھگت کے مشک کو یوں تشنہ لب لڑے
 جس طرح نہرواں میں امیرِ عرب لڑے

ن ڈوب رہے

بند مرثیہ -103

شعر نمبر -1

کل الفاظ شعر = 16

کل الفاظ عربی = 4

کل الفاظ فارسی = 5

کل الفاظ اردو = 7

کل اضافات شعر = (3) موکل سرچشمہ فرات۔ مل موج

کل تعداد حروف شعر = 49

ردیف = غیر مردف

لغات

1- موکل = نگہبان

2- ثبات = قرار

صنائع معنوی

صنائع لفظی

محاسن علم بیان

1- محاورہ = بے سر ہونا (قل ہونا)

2- نادر تشبیہ = مثل موج صفوں کو نہ تھا ثبات

1- طباق ایجابی = باجیل۔ ثبات

1- مراعات النظیر = سرچشمہ فرات، موج

حوالہ جات: جدید اصطلاح = سرچشمہ فرات

شعر نمبر -2

کل الفاظ شعر = 15

کل الفاظ عربی = 5

کل الفاظ فارسی = 3

کل الفاظ اردو = 7

کل اضافات شعر = (1) نقطہ حیات

کل تعداد حروف شعر = 49

ردیف = غیر مردف

فصاحت و بلاغت بیان

اس شعر میں میر صاحب نے انتہائی عالی درجہ کی واقعہ نگاری کی
عکاسی کی ہے جب کوئی شخص پانی میں ڈوبتا ہے تو پہلے پانی کی سطح پر
بہنے لگتا ہے۔

محاسن علم بیان

1- نادر تشبیہ = گویا حباب ہو گئے تھے نقطہ حیات

(حباب کو نقطہ حیات سے تشبیہ دی ہے)

شعر نمبر -3

کل الفاظ شعر = 16

کل الفاظ عربی = 4

کل الفاظ فارسی = 3

کل الفاظ اردو = 9

کل اضافات شعر = (1) امیر عرب

کل تعداد حروف شعر = 49

ردیف = مردف



آفت تھی حربِ ضربِ علی اکبرِ دلیر
 غصے میں جھپٹے صید پہ جیسے گر سنہ شیر
 سب بر بند پست زبردست سب تھے زیر
 جنگل میں چار سمت بے زخمیوں کے ڈھیر

سُر اُنکے اُترے تن سے جو تھے رن چڑھے ہوئے
 عباس سے بھی جنگ میں تھے کچھ بڑھے ہوئے

نہ جانے

بند مرثیہ -104

لغات

- 1- صید = شکار
2- حرب و ضرب = جنگ و جدال

شعر نمبر 1-

- کل الفاظ شعر = 15 کل الفاظ عربی = 6
کل الفاظ فارسی = 3 کل الفاظ اردو = 6
کل اضافات شعر = (3) حرب و ضرب علی اکبر دلیر
کل تعداد حروف شعر = 51
ردیف = غیر مردف

صنائع لفظی

- 1- تفسن المزدوج = حرب - ضرب
2- " " " = غتے - جے

محاسن علم بیان

- 1- محاورہ = آفت آنا (مصیبت آنا)
2- تشبیہ = بھوکا شیر کی طرح چھپنا

لغات

سر بلند = ممتاز

شعر نمبر 2-

- کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 0
کل الفاظ فارسی = 7 کل الفاظ اردو = 9
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 50 ردیف = غیر مردف

صنائع معنوی

- 1- طباق ایجابی = بلند پست
2- طباق ایجابی = زیر زیر
1- ذوالقائمین = تھے - زیر، کے ڈھیر
2- تفسن المزدوج = پست - دست

محاسن علم بیان

- 1- محاورہ = سر بلند رہنا = ممتاز رہنا
2- محاورہ = زیر کرنا = شکست دینا

شعر نمبر 3-

- کل الفاظ شعر = 20 کل الفاظ عربی = 2
کل الفاظ فارسی = 4 کل الفاظ اردو = 14
کل اضافات شعر = (3) افسردہ و حزیں و پریشان و تشنہ کام
کل تعداد حروف شعر = 51
ردیف = غیر مردف

صنائع معنوی

- 1- تضاد ایجابی = اترے چڑھے
1- تفسن المزدوج = تن، رن
1- نیا محاورہ = رن چڑھنا
2- نیا محاورہ = سرتن سے اتارنا (قتل کرنا)

محاسن علم بیان

- 1- نیا محاورہ = رن چڑھنا
(میدان جنگ میں مصروف رہنا)
2- نیا محاورہ = سرتن سے اتارنا (قتل کرنا)



تلواریں برسیں صُبح سے نصف النہار تک
 ہلتی رہی زمین، لرزتے رہے فلک
 کانپا کیے پروں کو سیٹے ہوئے ملک
 نعرے نہ پھر وہ تھے نہ وہ تینوں کی تھی چمک

ڈھالوں کا دُور برچھیوں کا اُوج ہو گیا
 ہنگامِ ظہر، خاتمہ فوج ہو گیا،

لغات

تصقب الثہار = دوپہر

بند مرثیہ - 105

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 13
کل الفاظ عربی = 4
کل الفاظ فارسی = 1
کل الفاظ اردو = 8
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 50
ردیف = غیر مردف

محاسن علم بیان

- 1- نیا محاورہ = تلواریرنا
(تلواریوں کا شدید حملہ)
- 2- محاورہ = زمین بلا دیتا (تو بالا ہوتا)
- 3- محاورہ = فلک لرزتا (قیامت ہوتا)

صنائع لفظی

- 1- مراعات النظیر
- = زمین - فلک - تصقب الثہار

صنائع معنوی

- 1- طباق ایجابی = زمین فلک
- 2- مبالغہ غلو = اسی زمین
- 3- مبالغہ غلو = لرزے رہے فلک
- 4- ادعا = پورا شعر اس صنعت میں ہے

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 18
کل الفاظ عربی = 2
کل الفاظ فارسی = 1
کل الفاظ اردو = 15
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 51
ردیف = غیر مردف

محاسن علم بیان

- 1- نیا محاورہ = پروں کو سینے کا چپا (بہت گھبراتا)

لغات

اوج = ترقی
دور = حکومت

صنائع معنوی

- 1- مبالغہ غلو = کانپا کئے پروں کو سینے ہوئے ملک

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 12
کل الفاظ عربی = 4
کل الفاظ فارسی = 2
کل الفاظ اردو = 6
کل اضافات شعر = (2) ہنگام ظہر - خاتمہ فوج
کل تعداد حروف شعر = 47
ردیف = مردف

محاسن علم بیان

- 1- محاورہ = خاتمہ ہوتا (ختم ہوتا)

صنائع لفظی

- 1- تضمین المزدوج = ڈھالوں، برجیوں
- 2- مراعات النظیر = ڈھالوں، برجیوں، فوج

صنائع معنوی

- 1- صنعت جمع تفریق
- پورا شعر اس صنعت میں ہے



لاشے بسھوں کے سبطِ نبیؐ خود اٹھا کے لائے
قاتل کسی شہید کا سر کاٹنے نہ پائے
دشمن کو بھی نہ دوست کی فرقت خدا دکھائے
فرماتے تھے بچھڑ گئے سب ہم سے ہائے

اتنے پہاڑ گر پڑیں جس پر وہ خم نہ ہو
گر سو برس جیوں تو یہ مجمع بہم نہ ہو

بند مرثیہ -106

شعر نمبر -1

کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 1

کل الفاظ فارسی = 4 کل الفاظ اردو = 11

کل اضافات شعر = (1) سبط نبیؐ

کل تعداد حروف شعر = 51

ردیف = غیر مردف

صنائع معنوی صنائع لفظی محاسن علم بیان
 1- طباق ایجابی = قاتل شہید 1- مراعات النظیر = لاشے قاتل شہید مرگائے 1- کنایہ قریب = سبط نبیؐ (امام حسین)

شعر نمبر -2

کل الفاظ شعر = 18 کل الفاظ عربی = 1

کل الفاظ فارسی = 5 کل الفاظ اردو = 12

کل اضافات شعر = 0

کل اضافات شعر = 52

ردیف = غیر مردف

لغات

فرقت = جدائی

صنائع معنوی صنائع لفظی محاسن علم بیان
 1- ارسال المثال 1- تکریر = ہائے ہائے 1- محاورہ = ہائے ہائے کرنا۔ غم کرنا

= دشمن کو بھی نہ دوست کی فرقت خدا دکھائے

2- طباق ایجابی = دشمن۔ دوست

شعر نمبر -3

کل الفاظ شعر = 20 کل الفاظ عربی = 1

کل الفاظ فارسی = 3 کل الفاظ اردو = 16

کل اضافات شعر = 0

کل تعداد حروف شعر = 52

ردیف = غیر مردف

صنائع معنوی محاسن علم بیان
 1- احتیاج دلیل عقلی = پورا شعر اس صنعت میں ہے 1- محاورہ = سو برس جینا = لمبی عمر کرنا

2- محاورہ = پہاڑ گرنا = اچانک مصیبت آنا۔



لاشے تو سب کے گرد تھے اور بیچ میں امام
 ڈوبی ہوئی تھی خوں میں نبی کی قبا تمام
 افسردہ و حزن و پریشان و تشنہ کام
 برچھی تھی دل کو فتح کے باجوں کی دھوم دھام

اعدا کسی شہید کا جب نام لیتے تھے
 تھرا کے دونوں ہاتھوں سے دل تھام لیتے تھے

— فوج

بند مرثیہ - 107

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 19 کل الفاظ عربی = 4
 کل الفاظ فارسی = 2 کل الفاظ اردو = 13
 کل اضافات شعر = 0
 کل تعداد حروف شعر = 56
 ردیف = غیر مردف

صنائع لفظی

1- تقصیر المزوج = ڈوبی۔ ہوئی

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 14 کل الفاظ عربی = 2
 کل الفاظ فارسی = 5 کل الفاظ اردو = 7
 کل اضافات شعر = (3) افسردہ و حزیں و پریشان و تشنگام
 کل تعداد حروف شعر = 54
 ردیف = غیر مردف

محاسن علم بیان

1- محاورہ = خون میں ڈوبنا = خون آلود ہونا

لغات

1- افسردہ = غم زدہ
 2- حزیں = غمگین

محاسن علم بیان

1- ترجمہ اللفظ = 1- صنعت ذواللسان = پہلا مصرعہ فارسی اور دوسرا مصرعہ 1- نیا محاورہ = دل پر برجی لگنا
 افسردہ۔ حزیں اردو میں ہے۔ = شدید صدمہ ہونا

صنائع معنوی

2- تنسیق الصفات = افسردہ۔ حزیں پریشان۔ تشنگام

لغات

1- اعدا = دشمن

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 17 کل الفاظ عربی = 2
 کل الفاظ فارسی = 2 کل الفاظ اردو = 13
 کل اضافات شعر = 0
 کل تعداد حروف شعر = 54
 ردیف = مردف

محاسن علم بیان

1- محاورہ = دل تھام لینا (ضبط کرنا)



پوچھو اُسی سے جکے جگر پر ہوں اتنے داغ
 اک عمر کا ریاض تھا جس پر لٹا وہ باغ
 فرصت نہ اب بکا سے نہ ماتم سے ان فراغ
 جو گھر کی روشنی تھے وہ گل ہو گئے چراغ

پڑتی تھی دھوپ سب کے تنِ پاش پاش پر
 چادر بھی اک نہ تھی علی اکبر کی لاش پر
 نہ ہے فراغ

لغات

ریاض = باغ۔ محنت

محاسن علم بیان

- 1- محاورہ = جگر پرداغ کھانا = صدے پہنچنا
- 2- نیا محاورہ = عمر بھر کا ریاض = عمر بھر کی کمائی

لغات

- 1- بگا = گریہ ذاری
- 2- فراغ = مہلت

محاسن علم بیان

- 1- نیا محاورہ = گھر کی روشنی (گھر کی رونق)
- 2- محاورہ = چراغ گل ہونا (بے رونق ہونا۔ مرجانا)

لغات

- 1- پاش پاش = تتر بتر

صنائع لفظی

- 1- تکریر = پاش پاش

بند مرثیہ -108

شعر نمبر -2

کل الفاظ شعر = 20 کل الفاظ عربی = 2
 کل الفاظ فارسی = 3 کل الفاظ اردو = 15
 کل اضافات شعر = 0
 کل تعداد حروف شعر = 54
 ردیف = غیر مردف

صنائع معنوی

- 1- ایہام مرثیہ = ریاض، 1۔ باغ، 2۔ محنت
 شاعر کی مراد محنت ہے
- 2- ترجمہ اللفظ = ریاض، باغ

شعر نمبر -2

کل الفاظ شعر = 19 کل الفاظ عربی = 4
 کل الفاظ فارسی = 2 کل الفاظ اردو = 13
 کل اضافات شعر = 0
 کل تعداد حروف شعر = 52
 ردیف = غیر مردف

شعر نمبر -3

کل الفاظ شعر = 18 کل الفاظ عربی = 1
 کل الفاظ فارسی = 5 کل الفاظ اردو = 12
 کل اضافات شعر = (1) تن پاش پاس
 کل تعداد حروف شعر = 49
 ردیف = مردف



مقتل سے آئے خیمے کے در پر شہِ زمَن
 پر شدتِ عطش سے نہ تھی طاقتِ سخن
 پردے پہ ہاتھ رکھ کے پُکائے بصدِ سخن
 صفر کو گاہوارے سے لے آوے بہن

پھر ایک بار اُس مہِ انور کو دیکھ لیں
 اکبے کے شیرِ خوار برادر کو دیکھ لیں

لغات
عطش = پیاس

بند مرثیہ -109

شعر نمبر -1

کل الفاظ شعر = 17

کل الفاظ عربی = 7

کل الفاظ فارسی = 2

کل الفاظ اردو = 8

کل اضافات شعر = (3) شدتِ عیش - طاقتِ سخن

کل تعداد حروف شعر = 43 ردیف = غیر مردف

محاسن علم بیان

1- کنایہ بعید = شدتِ سخن (امام حسین)

فصاحت و بلاغت بیان

” پردے پہ ہاتھ رکھ کر ” مرتعہ کشی کا

بہترین نمونہ ہے کیوں کہ امام عیش

کی شدت سے بہت کمزور ہو گئے

تھے۔

لغات

1- بہ صد سخن

= رنج و غم کے ساتھ

شعر نمبر -2

کل الفاظ شعر = 17

کل الفاظ عربی = 3

کل الفاظ فارسی = 3

کل الفاظ اردو = 11

کل اضافات شعر = 0

کل تعداد حروف شعر = 48

ردیف = غیر مردف

لغات

1- مدانور = چاند جیسا روشن

شعر نمبر -3

کل الفاظ شعر = 17

کل الفاظ عربی = 2

کل الفاظ فارسی = 3

کل الفاظ اردو = 11

کل اضافات شعر = 0

کل تعداد حروف شعر = 48

ردیف = غیر مردف

محاسن علم بیان

1- استعارہ = مدانور (سے مراد علی اصغر ہیں)

2- مجاز مرسل = شیر خوار برادر (سے مراد علی اصغر ہیں)



خیمے سے دوڑے آلِ محمدؐ برہنہ سر
 صغیر کو لائیں ہاتھوں پہ بانوے نوحہ گر
 بچے کو لیسے بیٹھ گئے آپ خاک پر
 منہ سے ملے جو ہونٹھ تو چونکا وہ سیمبر

غم کی چھری چلی جگر چاک چاک پر
 بٹھلا لیا حسینؑ نے زانوے پاک پر

بند مرثیہ -110

شعر نمبر -1

کل الفاظ شعر = 15 کل الفاظ عربی = 6

کل الفاظ فارسی = 3 کل الفاظ اردو = 6

کل اضافات شعر = (2) آل محمدؐ، بانوئے نوحہ گر

کل تعداد حروف شعر = 51

ردیف = غیر مردف

محاسن علم بیان

1- کنایہ قریب = آل محمدؐ (اہلبیت رسولؐ)

2- محاورہ = برہنہ ہونا (نہایت غم زدہ ہونا)

3- مجاز مرسل (آل محمدؐ) کل کہہ کر جزو لینا۔ آل محمدؐ کہہ کر حرم امام لینا

صنائع لفظی

1- مراعات النظیر = آل محمدؐ۔ بانو۔ اصغر

شعر نمبر -2

کل الفاظ شعر = 19 کل الفاظ عربی = 0

کل الفاظ فارسی = 4 کل الفاظ اردو = 15

کل اضافات شعر = 0

کل تعداد حروف شعر = 49

ردیف = غیر مردف

محاسن علم بیان

1- استعارہ = سیم بر (سے مراد حضرت علی اصغرؑ ہیں)

لغات

1- ملخصت ہونا = متوجہ ہونا

2- کمین = گھات

شعر نمبر -3

کل الفاظ شعر = 15 کل الفاظ عربی = 2

کل الفاظ فارسی = 5 کل الفاظ اردو = 8

کل اضافات شعر = (2) جگر چاک چاک۔ زانوئے پاک

کل تعداد حروف شعر = 43 ردیف = مردف

محاسن علم بیان

1- محاورہ = جگر پر چھری چلنا (انتہائی درد اور صدمہ ہونا)

2- محاورہ = جگر چاک ہونا (سخت صدمہ ہونا)

صنائع لفظی

1- تکریر = چاک چاک



بچے سے مُلتفیت تھے شہِ آسماں سریر
 تھا اس طفسِ کمبیں میں بنِ کاہلِ سریر
 مارا جو تین بھال کا اُس بیچیا نے تیر
 بس دفعتاً نشانہ ہوئی، گردنِ صغیر

تڑپا جو شیرِ خوار تو حضرت نے آہ کی
 معصوم ذبح ہو گیا گودی میں شاہ کی

579

لغات

- 1- ملتفت ہونا = متوجہ ہونا
- 2- کمین = گھات

محاسن علم بیان

- 1- محاورہ = کمین میں بیٹھنا = گھات میں بیٹھنا
- 2- کنایہ بعید = شہ آسمان سریر = امام حسینؑ

بند مرثیہ -111**شعر نمبر -1**

- کل الفاظ شعر = 15
 کل الفاظ عربی = 7
 کل الفاظ فارسی = 3
 کل الفاظ اردو = 5
 کل اضافات شعر = (3) شہ آسمان سریر۔ بن کامل شریہ
 کل تعداد حروف = 47 ردیف۔ غیر مردف

صنائع لفظی

- 1- تجنیس خطی = سریر شریہ

شعر نمبر -2

- کل الفاظ شعر = 16
 کل الفاظ عربی = 3
 کل الفاظ فارسی = 5
 کل الفاظ اردو = 8
 کل اضافات شعر = (1) گردن صغیر
 کل تعداد حروف شعر = 49
 ردیف = غیر مردف

صنائع لفظی

- 1- مراعات النظیر = تین بھال۔ تیر۔ نشانہ

شعر نمبر -3

- کل الفاظ شعر = 16
 کل الفاظ عربی = 4
 کل الفاظ فارسی = 3
 کل الفاظ اردو = 9
 کل اضافات شعر = 0
 کل تعداد حروف شعر = 50
 ردیف = مردف

محاسن علم بیان

- 1 - محاورہ = زنج ہوتا = قفل ہوتا
- 2- محاورہ = آہ کرتا = تالہ و فریاد کرتا



جس دم ترپ کے مر گیا وہ طفل شیرخوار
 چھوٹی سی قبر تیغ سے کھودی بحال زار
 بچے کو دفن کر کے پکارا وہ ذی وقار
 اے خاک پاک حُرمتِ مہماں نگاہدار

دامن میں رکھ اسے جو محبتِ علی کی ہے
 دولتِ فاطمہ کی، امانتِ علی کی ہے

لغات

1- بہ حال زار = روتے ہوئے

بند مرثیہ - 112

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 18

کل الفاظ عربی = 4

کل الفاظ فارسی = 5 کل الفاظ اردو = 9

کل اضافات شعر = (2) طفل شیر خوار۔ حال زار

کل تعداد حروف شعر = 52

ردیف = غیر مردف

محاسن علم بیان

1- کنایہ بعید = طفل شیر خوار = حضرت علی اصغرؑ

لغات

1- حرمت مہمان = مہمان کا احترام

2- نگہدار = قائم رکھ

صنائع لفظی

1- صنعت مراعات النظر = مرگیا، قبر، حال زار

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 14 کل الفاظ عربی = 3

کل الفاظ فارسی = 6 کل الفاظ اردو = 5

کل اضافات شعر = (2) خاک پاک۔ حرمت مہمان

کل تعداد حروف شعر = 49

ردیف = غیر مردف

صنائع معنوی

1- ایداع = سارا شعر صنعت ایداع میں ہے

حوالہ جات = مصرعہ دوم میں بہت ہی بلیغ اور نادر مضمون ہے چونکہ امام مہمان ہیں اور کوفیوں نے مہمان نوازی نہیں کی امام خاک سے مخاطب ہیں۔

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 17 کل الفاظ عربی = 6

کل الفاظ فارسی = 1 کل الفاظ اردو = 10

کل اضافات شعر = 0

کل تعداد حروف شعر = 50

ردیف = مردف

محاسن علم بیان

1- محاورہ = دامن میں رکھنا = حفاظت کرتا

صنائع معنوی

1- جمع = محبت علی۔ دولت فاطمہ۔ امانت علی



پہلے پہل چھٹا ہے یہ ماں کی کنارے
واقع نہیں ہے قبر کی شبہاے تارے
لے قبر ہوشیار! مرے گلزارے
گردن چھدی ہوئی ہے بچانا فشارے

سید ہے لال حضرت خیر النساء کا ہے
معصوم ہے شہید ہے بندہ خدا کا ہے

بند مرثیہ -113

لغات

1- شب ہائے تار = تاریک راتیں

شعر نمبر -1

کل الفاظ شعر = 18 کل الفاظ عربی = 2
 کل الفاظ فارسی = 4 کل الفاظ اردو = 12
 کل اضافات شعر = (1) شب ہائے تار
 کل تعداد حروف شعر = 50
 ردیف = مردف

صنائع لفظی

1- ترجمہ اللفظ = پہلے پہل

شعر نمبر -2

کل الفاظ شعر = 13 کل الفاظ عربی = 2
 کل الفاظ فارسی = 4 کل الفاظ اردو = 7
 کل اضافات شعر = 0
 کل تعداد حروف شعر = 45
 ردیف = مردف

صنائع معنوی

1- احتجاج دلیل عقلی

گردن چھدی ہوئی ہے بچانا فشار سے

شعر نمبر -3

کل الفاظ شعر = 15 کل الفاظ عربی = 5
 کل الفاظ فارسی = 2 کل الفاظ اردو = 8
 کل اضافات شعر = (1) حضرت خیر النساء
 کل تعداد حروف شعر = 48
 ردیف = مردف

صنائع معنوی

1- جمع = سید + معصوم + شہید + بندہ

2- احتجاج دلیل مذہبی

= سید ہے لال حضرت خیر النساء کا ہے

صنائع لفظی

1- مقلوب مستوی = لال

2- تنسیق الصفات = معصوم، شہید، بندہ

محاسن علم بیان

1 - کنایہ بعید = خیر النساء

(حضرت فاطمہ)

محاسن علم بیان

1- استعارہ = گل عذار (حضرت علی اصغر)

2- محاورہ = ہوشیار رہنا (باخبر رہنا)

صنائع لفظی

1- تضمن المودون

= ہوشیار گل عذار فشار



یہ کہہ کے آئے فوج پہ تو لے ہوئے حمام
 آنکھیں لہو تھیں رُنے سے چہرہ تھا سُرخ فام
 زیبِ بدن کے تھے بصدِ عزت و احتشام
 پیسِ راہنِ مُطہر پہ غیبِ انا م

حمزہ کی ڈھال، تیغِ شہِ لا فتا کی تھی
 بُڑ میں زرہ جنابِ رسولِ خدا کی تھی

بند مرثیہ -114

شعر نمبر -1

کل الفاظ شعر = 18 کل الفاظ عربی = 2
 کل الفاظ فارسی = 3 کل الفاظ اردو = 13
 کل تعداد حروف شعر = 51
 ردیف = غیر مردف

محاسن علم بیان

1- نیا محاورہ = آنکھیں ابھو ہوتا (شدت گریہ سے آنکھیں لال ہوتا)
 2- نیا محاورہ = حسام تولنا (تلوار تولنا)

صنائع لفظی

1- مراعات النظیر = آنکھیں - لہو - چہرہ

لغات

1- حیرا بن مظہر = پاکیزہ گرتا

شعر نمبر -2

کل الفاظ شعر = 13 کل الفاظ عربی = 6
 کل الفاظ فارسی = 5 کل الفاظ اردو = 2
 کل اضافات شعر = (5) زیب بدن - عز و احتشام - حیرا بن مظہر انا م
 کل تعداد حروف شعر = 45 ردیف = غیر مردف

صنائع لفظی

1- ذواللسان = دوسرا مصرعہ فارسی میں ہے

2- تضمن المزمز دوج = مظہر - پیغمبر

فصاحت و بلاغت بیان

لغات

یہ بند فصاحت کے ساتھ ساتھ اعلیٰ بلاغت
 سے بھر پور ہے۔ اہم نے رسول خدا کا کرتا
 اس لیے پہنا کہ دشمن جان لیں آپ حقیقی
 وارث رسول ہیں اور آج پیغمبر کی نیابت
 کر رہے ہیں۔ حضرت علی کی طرح عظیم
 مجاہد اسلام ہیں اور آج صدر اسلام کی طرح
 انہیں عظیم جہاد کرنا ہے۔

1- بر = سینہ

2- حمزہ

= حضرت رسول کے چچا

3- شہ لافقا = حضرت علی

شعر نمبر -3

کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 5
 کل الفاظ فارسی = 4 کل الفاظ اردو = 7
 کل اضافات شعر
 (3) = شہ لافقا، جناب رسول خدا
 کل تعداد حروف شعر = 46
 ردیف = مردف

محاسن علم بیان

صنائع لفظی

صنائع معنوی

1- صنعت جمع = ڈھال - تیغ - زہرہ 1- مراعات النظیر = ڈھال، تیغ، زہرہ 1 - کناہہ بعید = تیغ شہ لافقا
 (ذوالفقار حیدری ہے)



رستم تھا درع پوش ، کہ پاکھریں راہوار
 جرار، بُردبار، سُبک رو ، وفا شعار
 کیا خوشنما تھا زین طلا کار و نقتہ کار
 اکسیر تھا قدم کا جسے مل گیا غبار

خوشخو تھا ، خانہ زاد تھا دُل دل نژاد تھا
 شبیر بھی سخی تھے فرس بھی جواد تھا

587

لغات

درع = زرہ جو لڑائی کے وقت پہنتے ہیں
پاکھر = آہنی پوشاک جو لڑائی میں ہاتھی گھوڑوں کو پہناتے ہیں
جراز = دلیر
سبک رو = تیز کام

بند مرثیہ - 115

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 14 کل الفاظ عربی = 4
کل الفاظ فارسی = 7 کل الفاظ اردو = 3
کل اضافات شعر = 0

کل تعداد حروف شعر = 49 ردیف = غیر مردف

محاسن علم بیان

صنائع لفظی

صنائع معنوی

1- مبالغہ غلو = پورا شعر اس صنعت میں ہے 1- صنعت ذواللسان = دوسرا مصرعہ فارسی میں ہے۔ 1- تشبیہ = رستم درع پوش
2- جمع = رستم + جراز + بردبار + 2- تضمن المزدوج = جراز، بردبار، وفا شعار
سبک رو + وفا شعار 3- مراعات النظیر = درع پوش، راہوار پاکھر۔
سبک رو

لغات

نقرہ = چاندی

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 17 کل الفاظ عربی = 5
کل الفاظ فارسی = 5 کل الفاظ اردو = 7
کل اضافات شعر = (1) زین طلا کار
کل تعداد حروف شعر = 52 ردیف = غیر مردف

محاسن علم بیان

صنائع لفظی

صنائع معنوی

1- مبالغہ غلو = اکسیر غبار قدم تھا 1- تضمن المزدوج = طلا، نقرہ
2- طباق ایجابی = طلا، نقرہ

لغات

1- نژاد = نسل
2- جواد = بخشی
3- دلدل (سیاہی مائل گھوڑا جسے حاکم اسکندریہ نے پیغمبر اکرم کو بھیجا تھا جسے رسول نے علی کو دیا تھا)

صنائع لفظی

1- تکرار بالواسطہ = خوش خوش تھا، خانہ زاد تھا، دلدل نژاد تھا
2- تضمن المزدوج = خانہ زاد + نژاد
3- صنعت ایہام جواد = تیز رفتار گھوڑا

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 15 کل الفاظ عربی = 5
کل الفاظ فارسی = 4 کل الفاظ اردو = 6
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 47 ردیف = مردف

صنائع معنوی

1- تلمیح = دلدل
2- جمع = خوش خوش + خانہ زاد + جواد + دلدل نژاد



گرمی کا روز جنگ کی کیونکر کروں بیان
 ڈرے کہ مثل شمع نہ جلنے لگے زباں
 وہ لو کہ اُخذ، وہ حرارت کہ الاماں
 رَن کی زمیں تو سرخ تھی اور زرد آسماں

آبِ خُناک کو خلق ترستی تھی خاک پر
 گویا ہوا سے آگ برستی تھی خاک پر

بند مرثیہ -116**شعر نمبر -1**

کل الفاظ شعر = 17 کل الفاظ عربی = 3
 کل الفاظ فارسی = 5 کل الفاظ اردو = 9
 کل اضافات شعر = 2 روزِ جنگ - مثل شع
 کل تعداد حروف شعر = 52
 ردیف = غیر مردف

محاسن علم بیان
 1- تشبیہ = مثل شع جلنے لگے زباں

صنائع لفظی
 1- مراعات النظیر = گرمی - شمع - جلنے

لغات

1- الحذر = اللہ کی پناہ
 2- الاماں = اللہ کی پناہ - امن پناہ
 کل الفاظ شعر = 17 کل الفاظ عربی = 3
 کل الفاظ فارسی = 5 کل الفاظ اردو = 9
 کل اضافات شعر = 0
 کل تعداد حروف = 53
 ردیف = مردف

محاسن علم بیان

1- نیا محاورہ = زمین سرخ ہونا (قتل اور خون بہنے سے زمین لال ہونا)
 2- نیا محاورہ = آسمان زرد ہونا (رنج و غم سے آسمان کا رنگ زرد ہونا)

لغات

1- آب خنک = ٹھنڈا پانی

صنائع معنوی

1- طباق ایجابی = زمین آسمان
 2- طباق تدریج = سرخ - زرد

شعر نمبر -3

کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 2
 کل الفاظ فارسی = 5 کل الفاظ اردو = 9
 کل اضافات شعر = (1) آب خنک
 کل تعداد حروف شعر = 45 ردیف = مردف

محاسن علم بیان

1- محاورہ = آگ برسن (نہایت گرمی ہونا)
 2- تشبیہ = گویا ہوا سے آگ برستی تھی خاک پر

صنائع لفظی

1- طباق اربع = آب، ہوا، آگ، خاک
 2- طباق ایجابی = آب - آگ
 3- مبالغہ غلو
 = گویا ہوا سے آگ برستی تھی خاک پر



وہ لو، وہ آفتاب کی حدت، وہ تاب تب
 کالا تھا رنگ دھوپ کے دن کا مثال شب
 خود نہر علمت کے بھی سوکھے ہوئے تھے لب،
 خیمے جو تھے جنابوں کے تپتے تھے رکے سب

اُڑتی تھی خاک، خشک تھا چشمہ حیات کا
 کھولا ہوا تھا دھوپ سے پانی فرات کا

بند مرثیہ - 117

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 18 کل الفاظ عربی = 2 کل الفاظ فارسی = 5
 کل الفاظ اردو = 11 کل اضافات شعر = (2) تاب و تب۔ مثال شب
 کل تعداد حروف شعر = 49 ردیف = غیر مردف

محاسن علم

صنائع لفظی

صنائع معنوی

1- طباق ایجابی = دن۔ شب
 2- اشتقاق = تب۔ تاب
 3- مبالغہ = کالا تھا رنگ
 4- ایہام تام مائل = تاب
 1- چمک، گرمی
 2- شاعر کی مراد گرمی ہے
 1- تمسیق الصفات = لوں، حدت، تاب و تب
 2- مراعات النظر۔ آفتاب، دھوپ، لوں، دن، تاب و تب
 3- حسن تعلیل = گرمی اور غبار سے دن کی روشنی کم ہو جاتی ہے اس کو شاعر نے یوں بیان کیا ہے دھوپ سے دن کا رنگ کالا تھا
 4- ایہام تام مائل = تب [1۔ گرمی، 2۔ اس وقت] شاعر کی مراد گرمی ہے

لغات

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 19 کل الفاظ عربی = 3 کل الفاظ فارسی = 1 علقہ = دریا سے نہر جو کربلا سے
 کل الفاظ اردو = 15 کل اضافات شعر = (1) نہر علقہ گزرتی ہے
 کل تعداد حروف شعر = 54 ردیف = غیر مردف

محاسن علم بیان

صنائع لفظی

صنائع معنوی

1- حسن تعلیل = گرمی سے دریا کے کنارے خشک ہیں اس کو شاعر نے لکھا۔ ع
 خود نہر علقہ کے بھی سوکھے ہوئے تھے لب
 2- مبالغہ اغراق = تمام شعر اس صنعت میں ہے
 1- ذوالقائمین
 2- تھے لب۔ کے سب
 3- تکرار بالواسطہ
 4- سب کے سب
 1- محاورہ = لب سوکھے رہنا (پیاسے رہنا)

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 2 کل الفاظ فارسی = 3
 کل الفاظ اردو = 11 کل اضافات شعر = 0
 کل تعداد حروف شعر = 49 ردیف مردف

محاسن علم بیان

صنائع معنوی

1- مبالغہ اغراق = کھولا ہوا تھا پانی فرات کا
 2- طباق ایجابی = خاک پانی
 1- محاورہ = خاک اڑنا (ویران ہونا)
 جدید ترکیب = چشمہ حیات



بھیلوں سے چارپائے نہ اُٹھتے تھے تا بہ شام
 منکن میں مچھلیوں کے سمندر کا تھا مقام
 آہو جو کالے تھے تو چیتے سیاہ فام
 پتھر گھل کے رہ گئے تھے مثلِ مومِ خام

سُرخِ اُڑی تھی پھولوں سے سبزی گیاہ سے
 پانی کنوؤں میں اُترا تھا سائے کی چاہ سے
 نہ پتھر گھل گھل گئے تھے

بند مرثیہ-118

لغات

سمندر = ایک جانور جو آگ میں پیدا ہوتا ہے اور آگ میں رہتا ہے۔

شعر نمبر-1

کل الفاظ شعر = 18 کل الفاظ عربی = 3
 کل الفاظ فارسی = 5 کل الفاظ اردو = 10
 کل اضافات شعر = 0 کل تعداد حروف شعر = 54
 ردیف = غیر مردف

محاسن علم بیان

صنائع لفظی

صنائع معنوی

1- مبالغہ غلو = مصرعہ ثانی 1- مراعات النظیر = جھیلوں، مچھلیوں سمندر 1- محاورہ = مقام کرنا۔ زندگی کرنا
 2- ادعا = مصرعہ ثانی

شعر نمبر-2

کل الفاظ شعر = 17 کل الفاظ عربی = 1
 کل الفاظ فارسی = 5 کل الفاظ اردو = 11
 کل اضافات شعر = (2) مثل موم خام
 کل تعداد حروف شعر = 48 ردیف = غیر مردف

محاسن علم بیان

صنائع معنوی

1- مطابق ایجابی = پتھر۔ موم 1- محاورہ = موم ہو جانا (نرم و نازک ہو جانا)
 2- مبالغہ غلو = مصرعہ ثانی اس صنعت میں ہے۔ 2- تشبیہ = پتھر پگل کے رہ گئے تھے مثل موم خام
 3- نیا محاورہ = پتھر پگھلنا (سخت صدمہ ہونا)

شعر نمبر-3

کل الفاظ شعر = 17 کل الفاظ عربی = 0
 کل الفاظ فارسی = 3 کل الفاظ اردو = 14
 کل اضافات شعر = 0
 کل تعداد حروف شعر = 54 ردیف = مردف

صنائع لفظی

صنائع معنوی

1- طباق تدنخ = سرنخی = سبزی 1- ترجمہ اللفظ = سبزی = گیاه
 2- تجنیس تام مמש = چاہ [1- کنواں، 2- خواہش] شاعر کی مراد خواہش ہے
 3- مراعات النظیر = پھولوں۔ سبزی۔ گیاه
 4- حسن تعلیل = مصرعہ ثانی (5) ذوالقافیتین سبزی گیاه سے کی چاہ سے



کوسوں کسی شجر میں نہ گل تھے نہ برگ بار
 ایک ایک نخل جل رہا تھا صورتِ چنار
 ہنستا تھا کوئی گل نہ لہکتا تھا سبزہ زار
 کانٹا ہوئی تھی سوکھ کے ہر شاخ باردار

گرمی یہ تھی کہ زیت سے دل سب کے سرد تھے
 پتے بھی مثلِ چہرہ مدقوقِ زرد تھے

بند مرثیہ -119

شعر نمبر -1

کل الفاظ شعر = 18 کل الفاظ عربی = 3

کل الفاظ فارسی = 4 کل الفاظ اردو = 11

کل اضافات شعر = (2) برگ و بار۔ صورت چنار

کل تعداد حروف شعر = 53 ردیف = غیر مردف

صنائع معنوی صنائع لفظی

1- مبالغہ اغراق = مصرعہ ثانی 1- تکرار = ایک ایک

لغات

چنار = ایک بے شمر درخت جس کی پتیاں انسان کے
ہنچہ کی مشابہ ہوتی ہیں اور خزاں میں اس کے پتے لال
ہو جاتے ہیں۔

محاسن علم بیان

2- مراعات النظیر = شجر، گل، برگ و بار، نخل، چنار 1- تشبیہ = نخل = صورت چنار

لغات

ہبزہ زار = چمن

باردار = میوہ سے بھر پور

شعر نمبر -2

کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 0

کل الفاظ فارسی = 4 کل الفاظ اردو = 12

کل اضافات شعر = 0

کل تعداد حروف شعر = 52 ردیف = 0

صنائع معنوی صنائع لفظی

1- تفریق = مصرعہ اول 1- مراعات النظیر

اس صنعت میں ہے۔ = گل، ہبزہ زار، کائنات، شاخ

3- محاورہ = گل کا ہنسنا (گل کھلنا)

محاسن علم بیان

1- تشبیہ = شاخ باردار کو کانٹے سے تشبیہ دی گئی

2- محاورہ = سوکھ کر کانٹا ہونا (بہت پتلا ہونا)

3- محاورہ = گل کا ہنسنا (گل کھلنا)

لغات

1- چہرہ مدقوق = دق کے مریض کا چہرہ

2- زیست = زندگی

شعر نمبر -3

کل الفاظ شعر = 18 کل الفاظ عربی = 2

کل الفاظ فارسی = 7 کل الفاظ اردو = 9

کل اضافات شعر = (2) مثل چہرہ مدقوق

کل تعداد حروف شعر = 49 ردیف = مردف

صنائع معنوی صنائع لفظی

1- طباق ایجابی = گرمی۔ سردی 1- حسن تعلیل = مصرعہ ثانی

2- محاورہ = دل سرد ہونا (ولولہ اور خوش نہ رہنا)

3- محاورہ = چہرہ زرد ہونا

(کمزور یا خوف سے رنگ بدلنا)

محاسن علم بیان

1- تشبیہ = پتے چہرہ مدقوق کی طرح زرد تھے

2- محاورہ = دل سرد ہونا (ولولہ اور خوش نہ رہنا)

3- محاورہ = چہرہ زرد ہونا

(کمزور یا خوف سے رنگ بدلنا)



آبِ رَوَاں سے مُنہ نہ اُٹھاتے تھے جانور
 جنگل میں چھپتے پھرتے تھے طائرِ ادھر ادھر
 مردِ م تھے سات پردوں کے اندر عرق میں تڑ
 خُں خانہِ مرثہ سے نکلتی نہ تھی نظر

گر چشم سے نیکل کے ٹھہر جائے راہ میں
 پڑ جائیں لاکھ آبلے پائے نگاہ میں

بند مرثیہ-120

شعر نمبر-1

کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 0
 کل الفاظ فارسی = 5 کل الفاظ اردو = 11
 کل اضافات شعر = (1) آب رواں
 کل تعداد حروف شعر = 51 ردیف = غیر مردف

صنائع معنوی

1- طباق ایجابی = ادھر-ادھر

شعر نمبر-2

کل الفاظ شعر = 17
 کل الفاظ عربی = 7
 کل الفاظ فارسی = 1 کل الفاظ اردو = 9
 کل اضافات شعر = (1) خانہ مرثیہ
 کل تعداد حروف شعر = 51
 ردیف = غیر مردف

صنائع معنوی

1- ایہام = مردم
 (1- پتلی، 2- لوگ)

صنائع لفظی

1- مراعات النظیر = مردم، مرثیہ، نظر
 2- حسن تعلیل = خس خانہ موہ (پلوں کے لیے)
 3- حسن تعلیل = سات پردوں کے اندر
 (آنکھ کی پتلی پردوں کے اندر تہی رہتی ہے)
 4- حسن تعلیل = عرق میں تر
 (پتلی آنکھ کے پانی میں ڈوبی رہتی ہے)

شعر نمبر-3

کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 0 کل الفاظ فارسی = 6
 کل الفاظ اردو = 10 کل اضافات شعر = (1) پائے نگاہ
 کل تعداد حروف شعر = 48 ردیف = مردف

صنائع معنوی

1- ادعا = پورا شعر اس صنعت میں ہے

2- مبالغہ غلو = پورا شعر اس صنعت میں ہے 3- طباق ایجابی = نکل-نہر

صنائع لفظی

1- ذوالقائمین = جائے-راہ
 2- مراعات النظیر = راہ-آبلے-پائے

لغات

1- آب رواں = دریا

صنائع لفظی

1- تجنیس محرف = ادھر، ادھر 2- حسن تعلیل = مصرعہ دوم

فصاحت و بلاغت بیان

میر صاحب نے اس شعر میں نادر مضامین نظم کیے ہیں جو بڑی حد تک صحیح ہیں۔ پہلا مصرعہ جدید تحقیق سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مردم کئی پردوں کے اندر رہتی ہے۔ دوسرے مصرعہ میں گرمی اور تیز روشنی کی وجہ سے آنکھیں پوری طرح نہیں کھلتیں اور چندیا جاتی ہیں۔

محاسن علم بیان

1- نیا محاورہ = عرق میں تر
 = پسینہ میں تر بتر ہونا
 2- نیا محاورہ = سات پردوں
 میں رہنا = بہت حفاظت اور
 پوشیدہ رہنا۔

لغات

1- مرثیہ = پلک
 2- مردم =
 آنکھ کی پتلی



شیر اُٹھتے تھے نہ دھوپ کے مارے کچھار سے
 آہونہ منہ نکالتے تھے سبزہ زار سے
 آئینہ بہر کا تھا کدّر غبار سے
 گردوں کو تپ چڑھی تھی زمیں کے بخار سے

گرمی سے مضطرب تھا زمانہ زمین پر
 بھن جاتا تھا جو گرتا تھا دانہ زمین پر

599

لغات

- 1- کچھار = دریا کا کنارہ
2- سبزہ زار = چمن
3- آہو = ہرن

بند مرثیہ -121

شعر نمبر -1

- کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 0
کل الفاظ فارسی = 2 کل الفاظ اردو = 14
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 51
ردیف = مردف

محاسن علم بیان

صنائع لفظی

صنائع معنوی

- 1- طباق ایجابی = شیر- آہو 1- مراعات النظیر = شیر، آہو، کچھار- سبزہ زار 1- نیامحاورہ = منہ نہ نکالنا = چھیننا

شعر نمبر -2

- کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 2
کل الفاظ فارسی = 6 کل الفاظ اردو = 8
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 47
ردیف = مردف

محاسن علم بیان

صنائع لفظی

صنائع معنوی

- 1- طباق ایجابی = گردوں 1- حسن تغلیل = گردوں کو تب چڑھی تھی زمیں کے بخار سے
2- مبالغہ غلو = پورا شعر اس صنعت میں ہے 2- تسمیق الصفات = مہر- تب- بخار
3- مراعات النظیر = مہر، گردوں، زمیں، بخار 3- استعارہ = آئینہ مہر

شعر نمبر -3

- کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 2
کل الفاظ فارسی = 4 کل الفاظ اردو = 10
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 50 ردیف = مردف

محاسن علم بیان

صنائع لفظی

صنائع معنوی

- 1- مبالغہ غلو = مصرعہ ثانی 1- مراعات النظیر = گرمی، بھن، دانہ
2- ادعا = مصرعہ ثانی 2- نیامحاورہ = مضطرب رہنا
= بے قرار رہنا



گر داب پر تھا شعلہ جو آلہ کا گماں
 انگارے تھے جباب تو پانی شررِ فشاں
 منہ سے نکل پڑی تھی ہر اک موج کی زباں
 تہ پر تھے سب نہنگ مگر تھی لبوں پہ جاں

پانی تھا آگ، گرمی روزِ حساب تھی
 ماہی جو سیج موج تک آئی کباب تھی

بند مرثیہ-122

لغات

فصاحت و بلاغت بیان

اس شعر میں گرداب (بھنور) گول ہونے کی وجہ سے آتش فشاں کے وہاں، حباب ابھرے ہوئے نقطے ہونے کی وجہ سے انگارے، پانی سیال اور بوند ہونے کی وجہ سے چنگاری بکھرنے سے شبہ دی گئی ہے جو انتہائی مرتفع نگاری اور قادر الکلامی کی دلیل ہے۔

(۱) گرداب = بھنور

(۲) شعلہ جوالہ

= شعلہ آتش فشاں

(۳) شرر فشاں

= چنگاری بکھرنے والا

شعر نمبر-1

کل الفاظ شعر = 14 کل الفاظ عربی = 4

کل الفاظ فارسی = 4 کل الفاظ اردو = 7

کل اضافات شعر = (1) شعلہ جوالہ

کل تعداد حروف شعر = 50

ردیف = غیر مردف

محاسن علم بیان

- 1- تشبیہ = گرداب
- 2- استعارہ = حباب (انگارے)
- 3- استعارہ = پانی (شرر فشاں)

صنائع لفظی

- 1- مراعات النظیر = گرداب، حباب، پانی
- 2- تنسیق الصفات = شعلہ، انگارے، شرر

صنائع معنوی

- 1- طباق ایجابی = شعلہ - پانی
 - 2- مبالغہ غلو
- = تمام شعر اس صنعت میں ہے

لغات

نہنگ = مگر مجھ

شعر نمبر-2

کل الفاظ شعر = 20 کل الفاظ عربی = 0

کل الفاظ فارسی = 6 کل الفاظ اردو = 14

کل اضافات شعر = 0

کل تعداد حروف شعر = 53

ردیف = غیر مردف

محاسن علم بیان

- 1- محاورہ = زبان منہ سے نکلتا
- = شدت تشنگی سے زبان باہر ہونا
- 2- محاورہ = لبوں پر جان آنا
- = ہونٹوں پر دم رہنا

صنائع لفظی

- 1- تجنیس تام مستوی = مگر (1- مگر مجھ، 2- لبین)
- 2- مراعات النظیر = منہ، زبان، لبوں
- 3- حسن تعلیل = تہہ میں تھے سب نہنگ

صنائع معنوی

- 1- مبالغہ اغراق = مصرع ثانی

شعر نمبر-3

کل الفاظ شعر = 15 کل الفاظ عربی = 1

کل الفاظ فارسی = 6 کل الفاظ اردو = 8

کل اضافات شعر = (3) گرمی روز حساب - سچ موج

کل تعداد حروف شعر = 43

ردیف = مردف

محاسن علم بیان

- 1- محاورہ = کباب ہونا (جلنا، بھنا)
- 2- نیا محاورہ = گرمی روز حساب (قیامت کی گرمی)

صنائع لفظی

- 1- مراعات النظیر
- = سچ - کباب
- 2- تفریع = پانی - تھی

صنائع معنوی

- 1- طباق ایجابی = پانی آگ
- 2- تلمیح = روز حساب
- 3- مبالغہ غلو = پانی تھا آگ گرمی روز حساب تھی



آئینہ فلک کو نہ تھی تابُ تب کی تاب
 چھپنے کو برق چاہتی تھی دامنِ سحاب
 سبے سوا تھا گرم مزاجوں کو صنطراب
 کافورِ صبح ڈھونڈتا پھرتا تھا آفتاب

بھڑکی تھی آگ گنبدِ پرنخ اشیریں
 بادل چھپے تھے سب کُرہ زُمریر میں

بند مرثیہ -123

شعر نمبر 1-

کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 3
کل الفاظ فارسی = 5 کل الفاظ اردو = 8

کل اضافات شعر = (3) آئینہ فلک، تاب و تب، دامن سحاب
کل تعداد حروف شعر = 48 ردیف = غیر مردف

لغات

1- سحاب = بادل۔ ابر
2- تاب = گرمی۔ طاقت روشنی

صنائع معنوی

1- ایہام = تاب

(1- گرمی، 2- چمک یہاں کچھ مراد)

2- حسن تغلیل = چپنے کو برق چاہتی تھی دامن سحاب

3- اشتقاق = تب تاب

صنائع لفظی

1- تنسیق الصفات

= تاب، تب، برق

2- مراعات النظیر = فلک

= برق، سحاب، تب و تاب

محاسن علم بیان

1- محاورہ = تاب نہ رہنا

(برداشت نہ رہنا)

2- محاورہ = دامن میں چھینا

(پناہ مانگنا)

شعر نمبر 2-

کل الفاظ شعر = 14 کل الفاظ عربی = 3
کل الفاظ فارسی = 3 کل الفاظ اردو = 8

کل اضافات شعر = (1) کافور صبح

کل تعداد حروف شعر = 50 ردیف = غیر مردف

صنائع معنوی

1- مبالغہ غلو = مصرعہ ثانی

2- ایہام = کافور صبح (1- صبح کی ٹھنڈک، 2- صبح کی سفیدی)

یہاں شاعر کی مراد صبح کی ٹھنڈک ہے

صنائع لفظی

مراعات النظیر

= آفتاب صبح، گرم

محاسن علم بیان

1- جدید محاورہ = کافور صبح ڈھونڈنا

(ٹھنڈک ڈھونڈنا)

شعر نمبر 3-

کل الفاظ شعر = 14 کل الفاظ عربی = 3
کل الفاظ فارسی = 2 کل الفاظ اردو = 9

کل اضافات شعر = (3) گنبد چرخ ایثر۔ کرہ زمہریر وسطی حصہ جو بہت سرد ہے

لغات

1- چرخ ایثر = آگ کا کرہ

2- کرہ زمہریر = کرہ ہوا کا

وسطی حصہ جو بہت سرد ہے

فصاحت و بلاغت بیان

میر انیس نے اس بند میں

گرمی کو تمام کائنات میں

بھردیا۔

صنائع معنوی

1- طباق ایجابی = چرخ ایثر۔ کرہ زمہریر

2- حسن تغلیل = پورا شعر اس صنعت میں ہے

جدید اصطلاح = گنبد چرخ ایثر

محاسن علم بیان

1- محاورہ = آگ بھڑکنا (شدید آگ لگنا)



اُس دُھوپ میں کھڑے تھے اکیسے شہِ اُمم
 نہ دامنِ رسول تھا ، نہ سایہِ علم
 شعلے جگر سے آہ کے اُٹھتے تھے دمِ دم
 اُدے تھے لبِ زبان میں کانٹے ، کر میں خم

بے آب تیسرا تھا جو دن میہمان کو
 ہوتی تھی بات بات میں لکنتِ زبان کو

بند مرتبہ-124

فصاحت و بلاغت بیان

اس شعر کا پہلا مصرعہ تشبیہ کی طرح ہے یعنی تمام گرمی کو میر صاحب نے امام مظلوم کے سر پر کھڑا کر دیا جہاں نہ دامن رسول تھا نہ سایہ علم تھا۔ اس شعر میں ”اُس دھوپ“ میر صاحب کی مرقع نگاری کی دلیل ہے۔

شعر نمبر-1

کل الفاظ شعر = 15 کل الفاظ عربی = 4
کل الفاظ فارسی = 2 کل الفاظ اردو = 9
کل اضافات شعر = (3) شہ اسم، دامن رسول، سایہ علم
کل تعداد حروف شعر = 43 ردیف = غیر مردف

محاسن علم بیان

صنائع لفظی

صنائع معنوی

1- طباق ایجابی = دھوپ، سایہ 1- مراعات النظیر = شہ اسم، رسول۔ علم 1- کنایہ بعید = شہ اسم
(سے مراد امام حسین ہیں)

شعر نمبر-2

کل الفاظ شعر = 19 کل الفاظ عربی = 1
کل الفاظ فارسی = 9 کل الفاظ اردو = 9
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 53 ردیف = غیر مردف

محاسن علم بیان

صنائع لفظی

صنائع معنوی

1- جمع = اودے تھے + 1- تکرار بالواسطہ = دم بدم 1- نیا محاورہ = جگر سے شعلے اٹھنا
+ زبان میں کانٹے 2- مراعات النظیر 2- محاورہ = زبان میں کانٹے پڑنا (سخت پیاس لگنا)
+ کمر میں خم = جگر، لب، زبان، کمر 3- محاورہ = کمر خم ہونا (کمزور ہونا)

لغات

لکنت = زک کر بولنا

شعر نمبر-3

کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 0
کل الفاظ فارسی = 5 کل الفاظ اردو = 11
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 48 ردیف = مردف

محاسن علم بیان

صنائع لفظی

1- مصرعہ دوم روزمرہ کی عمدہ مثال ہے۔

1- تکرار = بات بات

2- مراعات النظیر = بات لکنت۔ زبان
پورا شعر صنعت احتجاج بدلیل عقلی ہے



گھوڑوں کو اپنے کرتے تھے سیراب شہوار
 آتے تھے اونٹ گھاٹ پہ بانٹھے ہوئے قطار
 پیتے تھے آبِ نہر پرند آ کے بیشمار
 سقّے زمیں پہ کرتے تھے چھڑکاؤ بار بار

پانی کا دام و دد کو پلانا ثواب تھا
 اک ابنِ فاطمہ کیلئے قحطِ آب تھا

بند مرثیہ -125

شعر نمبر -1

کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 1
کل الفاظ فارسی = 3 کل الفاظ اردو = 12
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 54
ردیف = غیر مردف

صنائع لفظی

1- مراعات النظیر = گھوڑوں + اونٹ شہسوار
2- تضمن المزدوج = کرتے - تھے

شعر نمبر -2

کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 1
کل الفاظ فارسی = 6 کل الفاظ اردو = 9
کل اضافات شعر = (1) آب نہر
کل تعداد حروف شعر = 51
ردیف = غیر مردف

صنائع لفظی

1- تکرار = بار بار
2- مراعات النظیر = آب نہر سٹے چمڑ کاو

شعر نمبر -3

کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 4
کل الفاظ فارسی = 3 کل الفاظ اردو = 9
کل اضافات شعر = (3) دام دود - ابن فاطمہ - قحط آب
کل تعداد حروف شعر = 46
ردیف = مردف

صنائع لفظی

1- مراعات النظیر = پانی - آب - پلانا

محاسن علم بیان

1- محاورہ = سیراب کرنا = پانی پلانا
2- محاورہ = قطار باندھنا = سلسلہ باندھنا

لغات

سٹے = پانی بھرنے والے - بہشتی

لغات

1- دام دود = گھریلو اور جنگلی جانور

محاسن علم بیان

1- کنایہ قریب = ابن فاطمہ (حضرت امام حسین)



سر پر لگا تھا پسر سعد چتر زرد
 خادم کئی تھے مردِ حُنبِباں ادھر ادھر
 کرتے تھے آبِ پاش مکرر زمیں کو تر
 فرزندِ فاطمہ پہ نہ تھا سایہ شجر

وہ دُھوپ دشت کی، وہ جلالِ آفتاب کا
 سونلا گیا تھا رنگِ مبارک جناب کا

بند مرثیہ-126

لغات

- 1- مروءۂ جنباں = پچھے تھلنے والے
2- چتر زر = زرین چھتری

شعر نمبر-1

- کل الفاظ شعر = 15
کل الفاظ عربی = 4
کل الفاظ فارسی = 4
کل الفاظ اردو = 7
کل تعداد حروف شعر = (2) ہر سعد۔ چتر زر
کل تعداد حروف شعر = 45
ردیف = غیر مردف

صنائع لفظی

- 1- ذوالقائمتین = چتر، زر، ادھر، ادھر
2- تجنیس خطی = ادھر، ادھر
3- تضمن المزدوج = سر، پر، زر، چتر

شعر نمبر-2

- کل الفاظ شعر = 15
کل الفاظ عربی = 2
کل الفاظ فارسی = 7
کل الفاظ اردو = 6
کل اضافات شعر = (2) فرزندِ فاطمہ۔ سایہ شجر
کل تعداد حروف شعر = 47
ردیف = غیر مردف

صنائع لفظی

- 1- تضمن المزدوج = مکڑ رتر

لغات

- 1- جلال آفتاب = گرمی آفتاب

شعر نمبر-3

- کل الفاظ شعر = 15
کل الفاظ عربی = 3
کل الفاظ فارسی = 3
کل الفاظ اردو = 9
کل اضافات شعر = (1) رنگِ مبارک
کل تعداد حروف شعر = 47
ردیف = مردف

صنائع لفظی

- 1- مراعات النظیر = دھوپ، آفتاب، دشت



کہتا تھا ابنِ سعد کہ اے آسماں جناب
 بیعت جو کیجے اب بھی تو حاضر ہے جامِ آب
 فرماتے تھے حینؑ کہ او خانماں خراب
 دریا کو خاک جانتا ہے ابنِ بو تراب

فاسق ہے پاس کچھ تجھے اسلام کا نہیں
 آپ بقا ہو اب تو مرے کام کا نہیں

بند مرثیہ - 127**شعر نمبر - 1**

کل الفاظ شعر = 18 کل الفاظ عربی = 5
 کل الفاظ فارسی = 5 کل الفاظ اردو = 8
 کل اضافات شعر = (2) ابن سعد - جام آب
 کل تعداد حروف شعر = 52

ردیف = غیر مردف

صنائع معنوی

1- تعلیق = مصرعہ ثانی اس صنعت میں ہے

محاسن علم بیان

- 1- کنایہ بعید = آسمان جناب (امام حسین)
- 2- بیعت کرنا (اظہار اطاعت کرنا)

لغات

1- خانماں خراب = تباہ - برباد

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 14 کل الفاظ عربی = 3
 کل الفاظ فارسی = 5 کل الفاظ اردو = 6
 کل اضافات شعر = (1) ابن بو تراب
 کل تعداد حروف شعر = 51

ردیف = غیر مردف

صنائع معنوی

1- تضاد ایجابی = دریا خاک

صنائع معنوی محاسن علم بیان

- 1- مراعات النظیر 1- کنایہ قریب = ابن بو تراب (امام حسین)
- 2- نیا محاورہ = او خانماں خراب (اے تباہ و برباد)
- 3- محاورہ = دریا کو خاک جاننا (دریا کو بیچ جاننا)

لغات

- 1- فاسق = گناہگار
- 2- آب بقا = آب حیات

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 17 کل الفاظ عربی = 3
 کل الفاظ فارسی = 2 کل الفاظ اردو = 12
 کل اضافات شعر = (1) آب بقا
 کل تعداد حروف شعر = 48

ردیف = مردف

صنائع معنوی

- 1- تلمیح = آب بقا (آب حیات جس کو پینے سے مشہور ہے انسان نہیں مرنے) 1- نیا محاورہ = پاس نہ ہونا (خیال نہ ہونا)
- 2- ایہام تام مہماثل = پاس (1- خیال، 2- ہمراہ) شاعر کی مراد خیال ہے۔

محاسن علم بیان



کہدوں تو خوان لیکے خود آئیں ابھی خلیل
چاہوں تو سبیل کو دم میں کروں سبیل
کیا جام آب کا تو مجھے دے گا او ذلیل
بے آبرو خیس استمگر، دنی، بنخیل

جس چُھول پر پڑے ترا سایہ وہ ہونہ دے
کُھلواے فصد تُو، تو کبھی رگ لہونہ دے

بند مرثیہ -128

شعر نمبر -1

کل الفاظ شعر = 17
کل الفاظ عربی = 3
کل الفاظ فارسی = 3
کل الفاظ اردو = 11
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 58 ردیف = 0

لغات

- 1- خواں = کھانا لانے کا تھاں
- 2- سلسیل = بہشت کی ایک نہر
- 3- سبیل = بندوبست - تدبیر

محاسن علم بیان

- 1- محاورہ = سبیل کرنا
- 2- محاورہ = دم میں (لفظ میں)

صنائع لفظی

- 1- تضمن المزمع دوج = سلسیل، سبیل، خلیل
- 2- تضمن المزمع دوج = چاہوں، کروں، کہہ

صنائع معنوی

- 1- پورا شعر صنعت احتجاج بدلیل
- 2- شبہ اشتقاق = سبیل سلسیل

شعر نمبر -2

کل الفاظ شعر = 16
کل الفاظ عربی = 4
کل الفاظ فارسی = 6
کل الفاظ اردو = 6
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 47 ردیف = مردف

لغات

- 1- ذلیل = کمینہ - سفلہ
- 2- دنی = کمینہ - ذلیل
- 3- بخیل = کنجوس
- (خیس = کنجوس)

صنائع لفظی

- 1- ترجمہ اللفظ = دلی - بخیل
- 2- ترجمہ اللفظ = ذلیل - بے آبرو
- 3- تسبیح الصفات = ذلیل - بے آبرو - شکر

صنائع معنوی

- 1- جمع = ذلیل + بے آبرو + خیس + ستم + بخیل
- 2- ذواللسان = مصرعہ دوم فارسی میں ہے

شعر نمبر -3

کل الفاظ شعر = 19
کل الفاظ عربی = 1
کل الفاظ فارسی = 3
کل الفاظ اردو = 15
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 52 ردیف = مردف

لغات

- 1- فصد کھلوانا = رگ کو نشتر سے کھلوانا

محاسن علم بیان

- 1- محاورہ = سایا پڑنا (اثر ہونا)
- 2- نیا محاورہ = رگوں میں خون نہ ہونا (بے مرآت ہونا)

صنائع لفظی

- 1- مراعات النظیر = فصد، رگ، لبو
- 2- تضمن المزمع دوج = تو - لبو
- 3- تجنیس خطی = تو - ٹو



گر جَم کا نام لوں، تو ابھی جام لیکے آئے
 کوثر ہیں رسولؐ کا احکام لیکے آئے
 رُوح الامین زمین پہ مرا نام لیکے آئے
 لشکر ملک کا فتح کا پیغام لیکے آئے

چاہوں جو انقلاب تو دنیا تمام ہو
 اُلٹے زمین یوں کہ نہ کوفہ نہ شام ہو

بند مرثیہ -129

شعر نمبر -1

کُل الفاظ شعر = 19 کُل الفاظ عربی = 3
کُل الفاظ فارسی = 4 کُل الفاظ اردو = 12
کُل اضافات شعر = 0
کُل تعداد حروف شعر = 51 ردیف = مرّ دف

ضائع معنوی

1- تلیح = جام جم
2- تلیح = جم

شعر نمبر -2

کُل الفاظ شعر = 17 کُل الفاظ عربی = 3
کُل الفاظ فارسی = 4 کُل الفاظ اردو = 10
کُل اضافات شعر = 0
کُل تعداد حروف شعر = 52 ردیف = مردف

ضائع معنوی

1- تلیح = روح الامین
(جن کے ذرائع وحی آتی تھی)
2- صفت تجرید
= پورا شعر اس صفت میں ہے

شعر نمبر -3

کُل الفاظ شعر = 16 کُل الفاظ عربی = 4
کُل الفاظ فارسی = 2 کُل الفاظ اردو = 10
کُل اضافات شعر = 0
کُل تعداد حروف شعر = 51 ردیف = مردف

لغات

1- جم = ایران کے ایک قدیم بادشاہ جمشید کا مخفف
2- جام جم = وہ روایتی پیالہ جس میں جمشید تمام دنیا کے
حالات کا عکس دیکھتا تھا
3- کوثر = حوض کوثر کا مخفف

محاسن علم بیان

1- مجاز مرسل = جام کہہ کر پانی مراد لینا

محاسن علم بیان

1- نیا محاورہ = نام لے کر آنا
(دیلے سے آتا)

1- مراعات النظر

روح الامین - ملک - پیغام

2- تفسیر الامزدوج = روح الامین - زمیں -

ضائع لفظی

1- مراعات النظر

انقلاب - دنیا - زمیں - کوفہ شام

محاسن علم بیان

1- محاورہ = زمین الننا = (حالات بدلنا)

1- صنعت احتجاج بدلیل مذہبی



فرما کے یہ نگاہ جو کی سوے ذوالفقار
تھرا کے پھیلے پاؤں ہٹا وہ ستم شعار
مظلوم پر صفوں سے چلے تیرے شمار
آواز کوں حُب ہوئی آسماں کے پار

نیزے اٹھا کے جنگ پر اسوار مل گئے
کالے نشاں سپاہ یہ رو میں کھل گئے

ت دس ہزار

بند مرثیہ-130

شعر نمبر-1

کُل الفاظ شعر=16 کُل الفاظ عربی=3 کُل الفاظ فارسی=2
کُل الفاظ اُردو=11 کُل اضافات شعر=1 سُوئے ذوالفقار
کُل تعداد حروف شعر=50 ردیف=غیر مردف

ضائع معنوی

1- تلمیح = ذوالفقار

محاسن علم بیان

1- محاورہ=تھڑا کر = گھبرا کر

2- محاورہ=پچھلے پاؤں ہٹنا= پیچھے ہٹنا

لغات

1- آواز کوں حرب = جنگ کے طلبوں کی آواز

شعر نمبر-2

کُل الفاظ شعر=14 کُل الفاظ عربی=2

کُل الفاظ فارسی=5 کُل الفاظ اُردو=7

کُل اضافات شعر=2 آواز کوں حرب

کُل تعداد حروف شعر=48 ردیف=غیر مردف

ضائع معنوی

1- مبالغہ غلو = مصرعہ ثانی

1- ذوالقائمتین = کے، پار، بے شمار

2- مراعات النظیر = محفول، تیر، حرب

حوالہ جات، جدید ترکیب = آواز کوں حرب

محاسن علم بیان

1- محاورہ = آسمان کے پار ہونا (بہت دور جانا)

لغات

1- سپاہ سیرو = بد بخت فوج

شعر نمبر-3

کُل الفاظ شعر=16 کُل الفاظ عربی=0

کُل الفاظ فارسی=6 کُل الفاظ اُردو=10

کُل اضافات شعر=0

کُل تعداد حروف شعر=47 ردیف=مردف

ضائع معنوی

1- ایہام مماثل مرثیہ = کالے نشان

(1) - کالے پرچم، 2- بد بختی کے جھنڈے

یہاں شاعر کی مراد بد بختی کے جھنڈے ہیں

ضائع لفظی

1- مراعات النظیر = نیزے

اسوار، جنگ نشان

2- ترجمہ اللفظ = کالے سیہ

محاسن علم بیان

1- نیا محاورہ = نیزہ اٹھانا

(جنگ پر آمادہ ہونا)

2- نیا محاورہ = تل جانا (تیار ہو جانا)

3- محاورہ = سیاہ رو ہونا

(بدنام اور ذلیل ہونا)



وہ دھوم طبلِ جنگ کی وہ بوق کا خروش
کر ہو گئے تھے شور سے کروہیوں کے گوش
تھرائی یوں زمیں کہ اُڑے آسمان کے ہوش
نیسے نہ ہلا کے نکلے سوارانِ دلع پوش

دھالیں تھیں یوں سروں پہ سوارانِ شوم کے
صحرا میں جیسے آئے گھٹا جھوم جھوم کے

بند مرثیہ -131

شعر نمبر -1

کل الفاظ شعر = 17 کل الفاظ عربی = 3

کل الفاظ فارسی = 5 کل الفاظ اردو = 9

کل اضافات شعر = (1) طبعی جنگ

کل تعداد حروف شعر = 50 ردیف = غیر مردف

لغات

1- بوق = بگل

2- خروش = شور و غل

3- کز ہونا = بہرہ ہونا

4- کز دیوں = فرشتے

صنائع لفظی

1- مراعات النظیر = دھوم - خروش - شور - جنگ - طبع

- بوق

لغات

1- درع پوش = آہنی پوشاک جو سپاہی پہنتے ہیں -

صنائع معنوی

1- مبالغہ غلو = مصرعہ ثانی

2- شبہ اشتقاق = کز - کز و بیاں

3- صنعت تعلیق = پورا شعر اس صنعت میں ہے

شعر نمبر -2

کل الفاظ شعر = 15 کل الفاظ عربی = 1

کل الفاظ فارسی = 6 کل الفاظ اردو = 8

کل اضافات شعر = (1) سواران درع

کل تعداد حروف شعر = 51 ردیف = غیر مردف

صنائع معنوی

1- طباق ایجابی = زمین آسمان

2- غلو مبالغہ

= مصرعہ اول اس صنعت میں ہے

صنائع لفظی

1- مراعات النظیر = سواران،

درع پوش، نیزے

محاسن علم بیان

1- محاورہ = زمین تھرا تا = ہل چل مچنا

2- نیا محاورہ = آسمان کے ہوش اڑنا

= بہت گڑبڑ ہونا۔

لغات

1- سواران شوم = منحوس سوار

شعر نمبر -3

کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 1

کل الفاظ فارسی = 2 کل الفاظ اردو = 13

کل اضافات شعر = (1) سواران شوم

کل تعداد حروف شعر = 52 ردیف = مردف

صنائع لفظی

1- تکرار = جھوم جھوم

2- مراعات النظیر = ڈھالیں، سروں، سواران

محاسن علم بیان

1- نادر تشبیہ = سروں پر ڈھالوں کو صحرا میں گھٹنا

سے تشبیہ دی گئی ہے۔

2- محاورہ = گھٹنا جھوم کر آنا (بادل چھٹانا)



ٹوٹ پڑھ کے چند شعر رجز شاہ دیں پڑھے
 گیتی کے تھام لینے کو روح الامیں پڑھے
 مانند شیرِ نر کہیں ٹھہرے کہیں پڑھے
 گویا علی اُٹتے ہوئے آتیں پڑھے

جلوہ دیا جری نے عروسِ مصاف کو
 مشکِ لکنا کی تیغ نے چھوڑا غلاف کو

ن جب رن میں تیغ تول کے سلطان دیں پڑھے

بند مرثیہ -132

شعر نمبر 1-

کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 5
 کل الفاظ فارسی = 2 کل الفاظ اردو = 9
 کل اضافات شعر = (2) شعر رجز - شاہدیں
 کل تعداد حروف شعر = 51
 ردیف = مردف

صنائع معنوی

1- تلمیح = روح الامین (حضرت جبریل)

شعر نمبر 2-

کل الفاظ شعر = 13 کل الفاظ عربی = 1
 کل الفاظ فارسی = 5 کل الفاظ اردو = 7
 کل اضافات شعر = (2) مانند شیراز
 کل تعداد حروف شعر = 48
 ردیف = مردف

صنائع معنوی

1- طباق ایجابی = ٹھہرے - بڑھے
 2- تجرید = مصرعہ ثانی اس صنعت میں ہے۔

شعر نمبر 3-

کل الفاظ شعر = 14 کل الفاظ عربی = 7
 کل الفاظ فارسی = 1 کل الفاظ اردو = 6
 کل اضافات شعر = (1) عروس مصاف
 کل تعداد حروف شعر = 46
 ردیف = مردف

محاسن علم بیان

1- تشبیہ = شیراز (امام حسین)
 2- مجاورہ = آستین الننا (لڑنے مرنے کو تیار ہونا)

لغات

1- مصاف = میدان جنگ
 2- عروس = دلہن
 3- جری = دلبر

محاسن علم بیان

1- مجاورہ = جلوہ کرنا = ظاہر کرنا
 2- کنایہ قریب = مشکل کشا = (حضرت علی)

جدید ترکیب = عروس مصاف



کاٹھی سے اِطرح ہوئی وہ شعلہ نُو جُدا
 جیسے کنارِ شوق سے ہو خو بُرو جُدا
 ہتھابے شعاعِ جُدا، گل سے بُو جُدا
 سینے سے دمِ جُدا، رگ جاں سے لہو جُدا

گر جابو رعدِ اُبر سے بجلی نکل پڑی
 محل میں دم جو گھٹ گیا لیلیٰ نکل پڑی

ن ماہرو

فصاحت و بلاغت بیان

تکوار کا نیا م سے باہر آنے کو جس طرح انیس نے تشبیہات سے بیان کیا کسی اور شاعر نے نظم نہیں کیا۔

لغات

1- کاغشی = تکوار کا نیا م

2- خو = خصلت

بند مرثیہ -133**شعر نمبر -1**

کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ فارسی = 2
کل الفاظ فارسی = 6 کل الفاظ اردو = 8
کل اضافات شعر = (1) کنار شوق
کل تعداد حروف شعر = 48 ردیف = مردف

صنائع معنوی

1- ایہام مماثل = شوق (1- آرزو، 2- عشق)

یہاں شاعر کی مراد عشق سے ہے

حوالہ جات : جدید ترکیب = کنار شوق

محاسن علم بیان

1- تشبیہ = شعلہ خو-تکوار کے لیے

2- تشبیہ = خوب رو-تکوار کے لیے

فصاحت و بلاغت بیان

اس شعر میں شاعر یہ بتاتا ہے کہ تکوار کی جدائی سے نیا م کی قدرو منزلت ختم ہو جاتی ہے۔

شعر نمبر -2

کل الفاظ شعر = 17 کل الفاظ عربی = 1
کل الفاظ فارسی = 11 کل الفاظ اردو = 5
کل اضافات شعر = (1) رگ جان
کل تعداد حروف شعر = 47 ردیف = مردف

محاسن علم بیان

1- ا- بارہ = نیا م کو مہتاب، گل، سینے اور رگ جان کہا ہے

2- استعارہ = تکوار کو شمع، یو، دم اور لہو کہا ہے۔

صنعت رداء الجبر علی الخشوع تکرار ہے

لغات

1- رعد = بجلی کی کڑک

شعر نمبر -3

کل الفاظ شعر = 17 کل الفاظ عربی = 2
کل الفاظ فارسی = 3 کل الفاظ اردو = 12
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 50 ردیف = مردف

صنائع لفظی

1- ترجمہ اللفظ

= گر جا- رعد

محاسن علم بیان

1- تشبیہ = ابر یعنی نیا م، بجلی یعنی تکوار

2- تشبیہ = محمل یعنی نیا م

= بجلی یعنی تکوار

3- محاورہ = دم گھٹنا۔ (گھبراہٹ ہونا)

صنائع معنوی

1- تلمیح = لیلیٰ (مجنون کی معشوق)

2- حسن تغلیل = پہلا مصرع اس صنعت میں ہے

3- احتجاج بدلیل عقلی = دوسرا شعر اس صنعت

میں ہے۔



آئے حسین یوں کہ عقاب آئے جس طرح
 کافر پہ کبریا کا عتاب آئے جس طرح
 تابندہ برق ہوئے سحاب آئے جس طرح
 دوڑا فرس نشیب میں اب آئے جس طرح

یوں تیغ تیز کوند گئی اس گروہ پر
 بجلی ٹرپ کے گرتی ہے جڑ کوہ پر

بند مرثیہ - 134

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 3

کل الفاظ فارسی = 4 کل الفاظ اردو = 9

کل اضافات شعر = (1) شرزہ غاب

کل تعداد حروف شعر = 45 ردیف = مردف

صنائع لفظی

1- مراعات النظیر = شیر-شرزہ غاب-آہو-عقاب

حوالہ جات : جدید اصطلاح-شیر-شرزہ-غاب

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 15 کل الفاظ عربی = 4

کل الفاظ فارسی = 3 کل الفاظ اردو = 8

کل اضافات شعر = 0

کل تعداد حروف شعر = 46

ردیف = مردف

صنائع لفظی

1- مراعات النظیر = تابندہ-برق

-سحاب-آب

محاسن علم بیان

1- تشبیہ = تابندہ برق (سے مراد امام حسین ہیں)

2- تشبیہ = سحاب (کالی گھٹا سے مراد دشمنان ہیں)

3- تشبیہ = دوڑافرس (رفقار فرس کو رفقا آب نشیب سے تشبیہ دی گئی)

لغات

1- کوندنا = بجلی کا چمکانا

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 17 کل الفاظ عربی = 0

کل الفاظ فارسی = 4 کل الفاظ اردو = 13

کل اضافات شعر = (1) تیغ تیز

کل تعداد حروف شعر = 48 ردیف = مردف

محاسن علم بیان

1- مصرعہ ثانی روزمرہ کی اچھی مثال ہے

تادر مضمون = تلواری چمک اور حرکت کو بجلی کے پہاڑ پر گرنے سے ظاہر کیا گیا ہے۔



گرمی میں برقِ تیغ جو چمکی شرُّ اُڑے
 جھونکا چلا ہوا کا جو سن سے تو سرُّ اُڑے
 پر کالہ سپر جو ادھر اور ادھر اُڑے
 روح الایں نے صاف یہ جانا کہ پُر اُڑے

ظہر نشانِ اسمِ عزیمت اُتر ہوے
 جن پر علیؑ لکھا تھا وہی پر سپر ہوے

بند مرثیہ 135

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 18 کل الفاظ عربی = 3
 کل الفاظ فارسی = 4 کل الفاظ اردو = 11
 کل اضافات شعر = (1) برقی تیغ
 کل تعداد حروف شعر = 51 ردیف = مردف

لغات

1- شرر = چنگاری
 2- سن = کسی چیز کی زور سے گزرنے کی آواز

صنائع لفظی

1- تسمیق الصفات = برق - تیغ - چمکی - شرر

محاسن علم بیان

1- محاورہ = سر اڑانا = قتل کرنا

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 15 کل الفاظ عربی = 2
 کل الفاظ فارسی = 3 کل الفاظ اردو = 10
 کل اضافات شعر = (1) پرکالہ سپر
 کل تعداد حروف شعر = 50 ردیف = مردف

لغات

پرکالہ = کٹڑے

صنائع معنوی

1- تیغ = روح الامیں

2- طباق ایجابی = ادھر - ادھر

3- مبالغہ غلو

= مصرعہ دوم اس صنعت میں ہے

حوالہ جات: جدید ترکیب = پرکالہ سپر۔

صنائع لفظی

1- تجنیس خطی = ادھر - ادھر

2- تضمن المزدوج = ادھر - ادھر - سپر

صنعت رداء العجز علی الصدر مع شبه اشتقاق

محاسن علم بیان

1- نیا محاورہ = صاف جاننا

(دو ٹوک ماننا)

2- نیا محاورہ = پر اڑانا (بکھیرنا)

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 15 کل الفاظ عربی = 4
 کل الفاظ فارسی = 3 کل الفاظ اردو = 8
 کل اضافات شعر = (1) نشان اسم
 کل تعداد حروف شعر = 45 ردیف = مردف

لغات

1- عزیمت = طلسمی دعا

یہ شعر بلاغت کا سرچشمہ ہے یہاں

پورا شعر جنگ خیبر میں حضرت علی

کے حملہ کی طرف اشارہ کر رہا ہے

جب کہ کوئی تیغ یا دانتہ سے مربوط

الفاظ کا یہاں استعمال نہیں ہوا۔

صنائع معنوی

1- شبہ اشتقاق = پر - پر - سپر

صنائع لفظی

1- تجنیس خطی = پر - پر

2- تضمن المزدوج = علی - وہی

محاسن علم بیان

1- نیا محاورہ = عزیمت اثر ہونا (دعاؤں کا اثر ہونا)

2- محاورہ = سپر ہونا (حفاظت کرنا)



جس پر چلی وہ تیغ دو پارا کیا اُسے
 کھینچتے ہی چار ٹکڑے دو بارا کیا اُسے
 واں تھی جدھر اجل نے اشارا کیا اُسے
 سختی بھی کچھ پڑی تو گوارا کیا اُسے

نے زین تھافرس پہ نہ اسوار زین پر
 کڑیاں زرہ کی بکھری ہوئی تھیں زمین پر

لغات

1- دو پارہ = کتزے

صنائع لفظی

1- سیاق الماعداو = دو چار پارہ

لغات

1- اہل = موت

محاسن علم بیان

1- محاورہ = اشارہ کرنا = بتلانا

2- محاورہ = گوارا کرنا = برداشت کرنا

محاسن علم بیان

1- روزمرہ = مصرعہ ثانی عمدہ مثال ہے۔

بند مرثیہ - 136**شعر نمبر - 1**

کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 0

کل الفاظ فارسی = 5 کل الفاظ اردو = 11

کل اضافات شعر = 0

کل تعداد حروف شعر = 49

ردیف = مردف

صنائع معنوی

1- تجنیس تام مائل = دو پارہ، دو پارہ

2- تجنیس خطی = پارہ، پارہ

3- صنعت تعلیق = پورا شعر اس صنعت میں ہے

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 2

کل الفاظ فارسی = 2 کل الفاظ اردو = 12

کل اضافات شعر = 0

کل تعداد حروف شعر = 48

ردیف = مردف

صنائع معنوی

1- صنعت تعلیق = پورا شعر تعلیق میں ہے

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 17 کل الفاظ عربی = 1

کل الفاظ فارسی = 5 کل الفاظ اردو = 11

کل اضافات شعر = 0

کل تعداد حروف شعر = 50

ردیف = مردف

صنائع لفظی

1- مراعات النظیر = اسوار، زین، فرس، زورہ



آئی چمک کے غول پہ جب گر گئی
دم میں جمی صفوں کو برابر گرائی
اک ایک قصرتن کو زمیں پر گرائی
سیل آئی زور و شور سے جب گھر گرائی

آپہونچا اس کے گھاٹ پہ جو مر کے رہ گیا
دریا لہو کا تیغ کے پانی سے بہ گیا

بند مرثیہ - 137

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 18 کل الفاظ عربی = 1
 کل الفاظ فارسی = 5 کل الفاظ اردو = 12
 کل اضافات شعر = 0
 کل تعداد حروف شعر = 43
 ردیف = مردف

لغات

1- غول = فوج کا مرکزی حصہ
 2- سیل = طغیانی

محاسن علم بیان

1- نیامحاورہ = سیل آنا = زور و شور سے آنا
 2- محاورہ = سرگراں = قتل کرنا
 3- محاورہ = زور و شور = گڑبڑ کرنا

لغات

1- قعر = محل

محاسن علم بیان

1- نیامحاورہ = قعر تر گراں (قتل کرنا)

صنائع لفظی

1- طباق ایجابی = آئی گئی
 2- تقصیم المزدوج = زور شور

صنائع معنوی

1- طباق ایجابی = آئی گئی

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 17 کل الفاظ عربی = 1
 کل الفاظ فارسی = 4 کل الفاظ اردو = 12
 کل اضافات شعر = (1) قسرتن
 کل تعداد حروف شعر = 48 ردیف = مردف

صنائع لفظی

1- تکرار = ایک ایک

حوالہ جات: جدید ترکیب = قسرتن۔

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 20 کل الفاظ عربی = 0
 کل الفاظ فارسی = 3 کل الفاظ اردو = 17
 کل اضافات شعر = 0
 کل تعداد حروف شعر = 52 ردیف =

صنائع معنوی

صنائع لفظی

1- طباق ایجابی = لبو۔ پانی، آگیا
 1- ذوالقائمتین = کے، رہ، سے، بہہ
 2- مبالغہ غلو = دریا بہو کا
 2- مراعات النظیر
 = دریا۔ پانی۔ گھاٹ۔ بہہ

محاسن علم بیان

1- نیامحاورہ = تیغ کے پانی سے بہنا
 = قتل ہونا



اس آب پر یہ شعلہ فشانی، خدا کی شان
پانی میں آگ، آگ میں پانی، خدا کی شان
خاموش، اور تیز زبانی خدا کی شان
استادہ آب میں یہ روانی خدا کی شان

لہرائی جب اُتر گیا دریا چڑھا ہوا
نیزوں تھا ذوالفقار کا پانی بڑھا ہوا

لغات

1- شعلہ فشانی = شعلہ بکھیرنا

بند مرثیہ - 138

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 18 کل الفاظ عربی = 1

کل الفاظ فارسی = 6 کل الفاظ اردو = 11

کل اضافات شعر = 0

کل تعداد حروف شعر = 51

ردیف = مردف

محاسن علم بیان

صنائع لفظی

1- محاورہ = خدا کی شان

1- تکرار = آگ آگ

2- ایہام مائل نام = آب (1- پانی، 2- چمک)

2- ترجمہ اللفظ = پانی، آب

لغات

(1) استادہ = کھڑا ہونا

صنائع معنوی

1- طباق ایجابی = پانی-آگ

2- ایہام مائل نام = آب (1- پانی، 2- چمک)

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 15 کل الفاظ عربی = 0

کل الفاظ فارسی = 10 کل الفاظ اردو = 5

کل اضافات شعر = 0

کل تعداد حروف شعر = 50

ردیف = غیر مردف

محاسن علم بیان

1- محاورہ = تیز زبانی (سخت باتیں کرنا)

صنائع معنوی

1- طباق ایجابی = استادہ-روانی

2- ایہام = آب (1- پانی، 2- چمک)

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 14 کل الفاظ عربی = 1

کل الفاظ فارسی = 1 کل الفاظ اردو = 12

کل اضافات شعر = 0

کل تعداد حروف شعر = 50 ردیف = مردف

محاسن علم بیان

صنائع لفظی

1- محاورہ = دریا چڑھنا (دریا کا طغیانی پر آنا)

1- مراعات النظیر = لہر، دریا، پانی

2- محاورہ = دریا اترنا (دریا کا اترنا)

3- محاورہ = لہر آنا (بچ و تاب کھانا)

صنائع معنوی

1- تلمیح = ذوالفقار

2- طباق ایجابی

= اتر-چڑھا



قلب و جناح و میمنہ و میسر، تباہ
 گردن کشانِ اُمّتِ خیر الورا، تباہ
 جنباں زمین، صفیں تہ و بالا پرا تباہ
 بے جان جسم، روح مسافر سرا تباہ

بازار بند ہو گیا، جھنڈے اکھڑ گئے
 فوجیں ہوئیں تباہ، محلے اُجرٹ گئے

بند مرثیہ - 139

لغات

- 1- قلب = فوج کا درمیانی حصہ 2- جناح = فوج کا اگلا حصہ
- 3- میمنہ = فوج کا دہنا حصہ
- 4- میسرہ = فوج کا پایاں حصہ
- 5- گردن کشاں = باغیان
- 6- خیرالورا = بہترین مخلوق رسول کا لقب

شعر نمبر - 1

- کل الفاظ شعر = 10 کل الفاظ عربی = 6
 کل الفاظ فارسی = 4 کل الفاظ اردو = 0
 کل اضافات شعر = (5)
 کل تعداد حروف شعر = 47 ردیف = مردف

صنائع لفظی

- 1- مراعات النظیر = قلب و جناح و میمنہ و میسرہ

صنائع معنوی

- 1- ذواللسان = پورا شعر فارسی + اردو
- 2- طباق ایجابی = میمنہ = میسرہ
- 3- جمع = پہلا مصرعہ صنعت جمع میں ہے
- 4- تجنیس تام مماثل = قلب (۱- دل، ۲- فوج کا درمیانی حصہ)
 شاعر کی مراد فوج کے درمیانی حصے سے ہے

لغات

- 1- پرا = گروہ
- 2- جنبان = لرزاں
- 3- سرا = مسافر خانہ

شعر نمبر - 2

- کل الفاظ شعر = 14 کل الفاظ عربی = 3
 کل الفاظ فارسی = 9 کل الفاظ اردو = 2
 کل اضافات شعر = (1) تہ بالا
 کل تعداد حروف شعر = 50 ردیف = مردف

صنائع لفظی

- 1- مراعات النظیر = 1- محاورہ = تہ بالا ہونا۔ تہا ہونا
- = جسم، روح، جان 2- محاورہ = جسم بے جان ہونا (مرجانا)

صنائع معنوی

- 1- ذواللسان = پورا دوسرا مصرعہ
- 2- طباق ایجابی = تہ - بالا
- 3- جسم - روح (۴) مبالغہ غلو = جنبان زمین

شعر نمبر - 3

- کل الفاظ شعر = 12 کل الفاظ عربی = 0 کل الفاظ فارسی = 4 کل الفاظ اردو = 8
 کل اضافات شعر = 0 کل تعداد حروف شعر = 40 ردیف = مردف

محاسن علم بیان

- 1- محاورہ = اجڑ جانا۔ تہا ہونا
- 2- محاورہ = تہا ہونا۔ اجڑ جانا
- 3- نیا محاورہ = جھنڈا اکھڑنا۔ شکست ہونا

صنائع لفظی

- 1- ترجمہ اللفظ = تہا۔ اجڑ
- 2- ذوالفائیتین = ہو گیا جھنڈے
- تہا محلے

صنائع معنوی

- 1- جمع = پورا شعر اس صنعت میں ہے



اللہ رمی تیزی و برش اس شعلہ رنگ کی
 چمکی سوار پر تو خبر لائی تنگ کی
 پیاسی فقط اہو کی، طلبگار جنگ کی
 حاجت نہ سان کی غمی اُسے کچھ نہ سنگ کی

خوں سے فلک کو لاشوں سے مقتل کو بھرتی تھی
 سو بار دم میں چرخ پہ چڑھتی اُترتی تھی

لغات

- 1- تنگ = زین کسنے کا چوڑا تسمہ
2- برش = تیزی کاٹ

محاسن علم بیان

- 1- محاورہ = خبر لانا (مل کر آنا)
2- محاورہ = اللہ کے (تعب کا جملہ)
3- تشبیہ = تموار کو ”شعلہ رنگ“ سے

لغات

- 1- سان = دھار رکھنے کا پتھر۔ سنگ مقیل

محاسن علم بیان

- 1- محاورہ = لہو کا پیاسا (جانی دشمن)

لغات

- 1- جنگل = میدان جنگ

محاسن علم بیان

- 1- محاورہ = چرخ چڑھنا = خراہ چڑھنا
2- محاورہ = دم میں۔ لفظ میں

بند مرثیہ - 140**شعر نمبر - 1**

- کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 3
کل الفاظ فارسی = 5 کل الفاظ اردو = 8
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 48
ردیف = مردف

صنائع لفظی

- 1- تسنیق الصفات = تیزی۔ برش۔ شعلہ رنگ

شعر نمبر - 2

- کل الفاظ شعر = 17 کل الفاظ عربی = 2
کل الفاظ فارسی = 3 کل الفاظ اردو = 12
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 51
ردیف = مردف

صنائع لفظی

- 1- ترجمہ اللفظ = سان۔ سنگ

شعر نمبر - 3

- کل الفاظ شعر = 19 کل الفاظ عربی = 2
کل الفاظ فارسی = 4 کل الفاظ اردو = 13
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 59
ردیف = مردف

صنائع معنوی

- 1- طباق ایجابی = چڑھتی۔ اترتی
2- مبالغہ غلو = پورا شعر اس صنعت میں ہے



تیغ خزاں تھی گلشنِ ہستی سے کیا اُسے
گھر بس کا خود اُجر گیا بستی سے کیا اُسے
وہ حق نما تھی کفر پرستی سے کیا اُسے
جو آپ سر بلند ہو پستی سے کیا اُسے

کہتے ہیں راستی جے وہ خم کے ساتھ ہے
تیزی زباں کے ساتھ برش دم کے ساتھ ہے

بند مرثیہ 141**شعر نمبر 1 -**

کل الفاظ شعر = 18 کل الفاظ عربی = 0
 کل الفاظ فارسی = 5 کل الفاظ اردو = 13
 کل اضافات شعر = (2) تیغ خزاں - گلشن ہستی
 کل تعداد حروف شعر = 52
 ردیف = مردف

صنائع معنوی

- 1- طباق ایجابی = اجڑ-ہستی
 - 2- سلب و ایجاب = دونوں مصرعہ اس صنعت میں ہیں۔
- حوالہ جات: جدید ترکیب = تیغ خزاں

شعر نمبر 2 -

کل الفاظ شعر = 18 کل الفاظ عربی = 2
 کل الفاظ فارسی = 5 کل الفاظ اردو = 11
 کل اضافات شعر = 0
 کل تعداد حروف شعر = 48
 ردیف = مردف

صنائع معنوی

- 1- طباق ایجابی = حق، کفر، بلند، ہستی
- 2- مبالغہ غلو = پورا شعر اس صنعت میں ہے
- (3) صنعت احتجاج دلیل عقلی - پورا شعر اس صنعت میں ہے

شعر نمبر 3 -

کل الفاظ شعر = 18 کل الفاظ عربی = 0
 کل الفاظ فارسی = 6 کل الفاظ اردو = 12
 کل اضافات شعر = 0
 کل تعداد حروف شعر = 52 ردیف = مردف

صنائع معنوی

- 1- طباق ایجابی = راستی - خم

لغات

- 1- حق نما = حق دکھانے والی

صنائع لفظی

- 1- ضمن المزدوج 1- محاورہ
- = پرستی، تھی = سر بلند ہونا (باوقار ہونا)

صنائع لفظی

- 1- مراعات النظر = برش - تیزی - خم



سینے پہ چل گئی، تو کلیجہ لہو ہوا
 گویا جگر میں موت کا ناخن فرد ہوا
 چمکی تو الامان کا غل چار سو ہوا
 جو اسکے منہ پہ آگیا بے آبرو ہوا

رکتا تھا ایک وار نہ دس سے نہ پانچ سے
 چہرے سیاہ ہو گئے تھے اُس کی آنچ سے

لغات

1- فرو ہونا = دھسنا

محاسن علم بیان

1- محاورہ = ناخن فرو ہونا (ناخن گاڑنا)

2- نیا محاورہ = کلیجہ لہو ہونا (سخت صدمہ ہونا)

3- نیا محاورہ = جگر میں ناخن دھسنا (اذیت ہونا)

لغات

1- الامان = خدا کی پناہ

محاسن علم بیان

1- محاورہ = غل ہونا (غوغا برپا ہونا)

2- محاورہ = منہ پر آنا (سامنے آنا)

3- محاورہ = بے آبرو ہونا (ذلیل ہونا)

صنائع لفظی محاسن علم بیان

1- نیا محاورہ = چہرہ سیاہ ہونا (بے آبرو ہونا)

2- روزمرہ = مصرعہ ثانی عمدہ مثال ہے

3- استعارہ = تلواری کی چمک کو آنچ کہا ہے

بند مرثیہ - 142 شعر نمبر 1-

کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 1

کل الفاظ فارسی = 5 کل الفاظ اردو = 10

کل اضافات شعر = 0

کل تعداد حروف شعر = 48 ردیف = مردف

صنائع لفظی

1- مراعات النظیر = سینہ، کلیجہ، جگر۔ ناخن۔ لہو

شعر نمبر 2 -

کل الفاظ شعر = 17 کل الفاظ عربی = 1

کل الفاظ فارسی = 5 کل الفاظ اردو = 11

کل اضافات شعر = 0

کل تعداد حروف شعر = 48 ردیف = مردف

شعر نمبر 3 -

کل الفاظ شعر = 18 کل الفاظ عربی = 0

کل الفاظ فارسی = 3 کل الفاظ اردو = 15

کل اضافات شعر = 0

کل تعداد حروف شعر = 50 ردیف = مردف

صنائع معنوی

1- مبالغہ افراق = دوسرا مصرعہ اس صنعت میں ہے

2- ایہام = چہرے سیاہ ہونا = ایک، پانچ، دس

(1- کالا ہونا، 2- بے آبرو ہونا)

شاعر کی مراد بے آبرو ہونے سے ہے



بچھ بچھ گئیں صفوں پھیں وہ جہاں چلی
 چلی تو اس طرف ادھر آئی وہاں چلی
 دونوں طرف کی فوج پکاری کہاں چلی
 اُس نے کہا یہاں وہ پکارا وہاں چلی

منہ کس طرف ہے تیغ زبوں کو خبر نہ تھی
 سر گر رہے تھے اور تنوں کو خبر نہ تھی

بند مرثیہ 143

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 17 کل الفاظ عربی = 0

کل الفاظ فارسی = 0 کل الفاظ اردو = 17

کل اضافات شعر = 0

کل تعداد حروف شعر = 49 ردیف = مردف

فصاحت و بلاغت بیان

یہ شعر پورا اردو میں ہے۔ اس میں کوئی عربی یا فارسی لفظ نہیں۔

صنائع لفظی

1- تکرار = بچہ۔ بچہ۔ 2- تکریر = صفوں۔ صفیں

3- تفسیم المزوج = چکی۔ آئی، چلی

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 15 کل الفاظ عربی = 2

کل الفاظ فارسی = 0 کل الفاظ اردو = 13

کل اضافات شعر = 0

کل تعداد حروف شعر = 50 ردیف = مردف

محاسن علم بیان

1- محاورہ = صفوں پر صفیں بچھنا = صفیں تباہ ہونا

صنائع معنوی

1- تجنیس تام مماثل = چلی (1۔ گئی، 2۔ تلواری کا دار ہوتا)

شاعر کی مراد تلواری کا دار ہے

2- طباق ایجابی = کہاں۔ یہاں

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 20 کل الفاظ عربی = 3

کل الفاظ فارسی = 2 کل الفاظ اردو = 15

کل اضافات شعر = 0

کل تعداد حروف شعر = 54 ردیف = مردف

لغات

”منہ کس طرف ہے“ سے مراد

تلواری کی دھار ہے جو دشمنوں کو

کاٹ رہی تھی۔ یہ تادر اور

اچھوتا مضمون ہے

1- شیخ زنون

= تلواری چلانے والے

محاسن علم بیان

1- محاورہ = سر گرنا = سر قلم ہونا (قتل ہونا)

صنائع لفظی

1- مراعات العظیر = منہ۔ سر۔ تنوں



دشمن جو گھاٹ پر تھے وہ دھوے تھے جاں سے ہاتھ
گردن سے سُر الگ تھا جد تھے نشان سے ہاتھ
توڑا کبھی جگر کبھی چھیدا بناں سے ہاتھ
جب کٹکے گر پڑیں تو پھر یس کہاں سے ہاتھ

اب ہاتھ دستیاب نہیں مُنہ چھپانے کو
ہاں پانوں رہ گئے ہیں فقط بھاگ جانے کو

ن عنان

645

لغات

(ا) عنان = لگام

بند نمبر - 144

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 21

کل الفاظ عربی = 1

کل الفاظ فارسی = 5

کل الفاظ اردو = 15

کل اضافات شعر = 0

کل تعداد حروف شعر = 54 ردیف = مردف

صنائع لفظی

1- ترجمہ اللفظ = الگ - جدا

2- مراعات النظیر = گردن، سر، ہاتھ

3- مراعات النظیر = گھاٹ، دھوے، ہاتھ

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 19

کل الفاظ عربی = 0

کل الفاظ فارسی = 2

کل الفاظ اردو = 17

کل اضافات شعر = 0

کل تعداد حروف شعر = 54 ردیف = مردف

صنائع لفظی

1- مراعات النظیر

= توڑا، چھدا، کٹ

1- احتیاج عقلی

= مصرعہ ثانی اس صفت میں ہے

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 17

کل الفاظ عربی = 0

کل الفاظ فارسی = 3

کل الفاظ اردو = 14

کل اضافات شعر = 0

کل تعداد حروف شعر = 50 ردیف = مردف

صنائع معنوی

1- طباق ایجابی = ہاتھ، پاؤں

صنائع لفظی

1- ترجمہ اللفظ = ہاتھ دست

2- مراعات النظیر = ہاتھ، دست، منہ

محاسن علم بیان

1- محاورہ بھاگ جانا - فرار کرنا

2- محاورہ = منہ چھپانا - شرمندہ ہونا

محاسن علم بیان

1- محاورہ = جان سے ہاتھ دھونا (مرنے پر آمادہ ہونا)

2- محاورہ = سر جدا ہونا (قتل ہونا)

لغات

سنان = نیزے کی انی

محاسن علم بیان

1- محاورہ = جگر توڑنا = سخت صدمہ پہنچانا

2- محاورہ = ہاتھ آنا = دستیاب ہونا

3- محاورہ = ہاتھ کٹ جانا = ہاتھ قلم ہونا



اللہ رے خوف تیغِ شہِ کائنات کا
زہرہ تھا آبِ خوف کے ماے فرات کا
دریا پہ حال پہ تھا ہر اک بد صفات کا
چارہ منرار کا تھا نہ یارا ثبات کا

غل تھا کہ برق گرتی ہے ہر درع پوش پر
بھاگو خدا کے قہر کا دریا ہے جوش پر

لغات

1- زہرہ = ترشحات جگر جمع ہونے کی تھیلی - دلیری

محاسن علم بیان

- 1- محاورہ = زہرہ آب ہونا = حوصلہ پست ہونا
- 2- نیا محاورہ = اللہ رے خوف = اُف کیا خوف ہے
- 3- کنایہ بعید = شہ کائنات

لغات

- 1- چارہ = تدبیر
- 2- یارا = طاقت
- 3- ثبات = ٹھہرنا

محاسن علم بیان

- 1- محاورہ = چارہ کرنا (تدبیر کرنا)
- 2- نیا محاورہ = یارا ہونا حوصلہ ہونا

لغات

- 1- درخ پوش = آہنی زرہ پہننے والا
- 2- تہر = غضب

محاسن علم بیان

- 1- کنایہ بعید = درخ پوش (سپاہی)
- 2- محاورہ = برق گرنا (معیبت آنا)
- 3- محاورہ = دریا جوش میں آنا (دریا امنڈنا)
- 4- تشبیہ = تلواریں چمک کو برق سے تشبیہ دی ہے

بند نمبر - 145**شعر نمبر - 1**

کل الفاظ شعر = 15
 کل الفاظ عربی = 7
 کل الفاظ فارسی = 2
 کل الفاظ اردو = 6
 کل اضافات شعر = (2) شیخ شہ کائنات
 کل تعداد حروف شعر = 46 ردیف = مردف

صنائع مصنوعی

1- حسن تعلیل = مصرع ثانی

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 18
 کل الفاظ عربی = 4
 کل الفاظ فارسی = 5
 کل الفاظ اردو = 9
 کل اضافات شعر = 0
 کل تعداد حروف شعر = 49 ردیف = مردف

صنائع مصنوعی

1- طباق ایجابی = فرار، ثبات

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 19
 کل الفاظ عربی = 3
 کل الفاظ فارسی = 7
 کل الفاظ اردو = 9
 کل اضافات شعر = 0
 کل تعداد حروف شعر = 52 ردیف = مردف



ہر چند مچھلیاں تھیں زرہ پوش سر بسر
منہ کھولے چھپتی پھرتی تھیں لیکن ادھر ادھر
بھاگی تھی موج چھوڑ کے گرداب کی سر
تھے تہ نشین نہنگ مگر آب تھے جگر

دریا نہ تھمتا خوف سے اُس برق تاب کے
لیکن پڑے تھے پانوں میں چھالے جبا کے

لغات 1 - ہر چند = اگرچہ - تمام	شعر نمبر - 1 کل الفاظ عربی = 0 کل الفاظ فارسی = 6 کل اضافات شعر = 0 کل تعداد حروف شعر = 50 ردیف = غیر مردف	بند مرثیہ - 146 کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ اردو = 10 کل تعداد حروف شعر = 50 ردیف = غیر مردف
محاسن علم بیان 1- نیا محاورہ = زورہ پوش ہونا (جملے سے بچنے کے لئے زورہ پہننا) 2- نیا محاورہ = منہ کھولے رہنا (تعب یا خوف کرنا) 3- نادر استعارہ = مچھلیوں کی کھال کو جو پلک سے جڑی رہتی ہے زورہ پوشی کہا گیا ہے۔	صنائع لفظی 1- ذوالفائضین = سر بسر، ادھر ادھر 2- تکریر بالواسطہ = سر بہ سر 3- تجنیس ظکی = ادھر - ادھر	صنائع معنوی 1- حسن تعلیل = مچھلیوں کی کھال کو زورہ 2- حسن تعلیل = مچھلیوں کے کھلے منہ 3- ایہام - ہر چند (1- اگرچہ، 2- سب) 4- طباق ایجابی = ادھر، ادھر
لغات 1- گرداب = بھنور 2- نہنگ = دہل	شعر نمبر - 2 کل الفاظ عربی = 0 کل الفاظ فارسی = 8 کل اضافات شعر = 0 کل تعداد حروف شعر = 46 ردیف = غیر مردف	شعر نمبر - 2 کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ اردو = 8 کل تعداد حروف شعر = 46 ردیف = غیر مردف
محاسن علم بیان 1- محاورہ = جگر آب ہونا 2- تشبیہ = گرداب 3- (بھنور) کی گردی کو پر سے تشبیہ دی گئی۔	صنائع مصنوعی 1- مراعات النظیر = موج، گرداب، نہنگ آب 2- تضمن المزدوج = بھاگی - بھگی	صنائع مصنوعی 1- ایہام = مگر (1- مگر مجھ، 2- لیکن) دونوں معنی لئے جاسکتے ہیں 2- طباق ایجابی = بھاگی - نشین 3- حسن تعلیل = مصرعہ اول، بھنور کے اطراف سے موجیں جدا کر پھیلتی ہیں 4- حسن تعلیل = مصرعہ ثانی = عموماً دہل اور مگر مجھ دریا اور سمندر کی تہوں میں رہتے ہیں جس کو یہاں خوف کے مارے بتایا گیا۔
بلاغت بیان اس پورے بند میں ہر مصرعہ میں نادر مختلف حسن تعلیل کی صنعتیں، استعارات اور تشبیہات سے استفادہ کر کے اپنی صنائع مگر کے اصول نمونے پیش کئے ہیں	لغات 1- برق تاب = چمک دار بجلی 2- حباب = بلبلی	شعر نمبر - 3 کل الفاظ شعر = 17 کل الفاظ عربی = 3 کل الفاظ فارسی = 2 کل الفاظ اردو = 12 کل اضافات شعر = 1 کل تعداد حروف شعر = 51 ردیف = غیر مردف
محاسن علم بیان 1- نیا محاورہ = پاؤں میں چھالے پڑنا (بہت درد ہونا) 2- نیا محاورہ = خوف سے نہ تھمنا (ڈر سے بھاگنا) 3- تشبیہ = تلوار کو برق تاب سے تعبیر کیا گیا ہے	صنائع معنوی 1- حسن تعلیل = مصرعہ اول = دریا کی روانی کو ڈر سے بھاگنا بتایا گیا	



آیا خدا کا قہر جدھر سن سے آگئی
کانوں میں آلاماں کی صدارن سے آگئی
دو کر کے خود زمین پہ جوشن سے آگئی
کھینچتی ہوئی زمین پہ توسن سے آگئی

بجلی گری جو خاک پہ تیغ جناب کی
آئی صدا زمین سے یا بو تراپ کی

فصاحت و بلاغت بیان
 ”سن سے آگئی“ یہاں شاعر نے تلواری کے وار کی
 آواز کو نظم کیا ہے

محاسن علم بیان
 1- محاورہ = خدا کا قہر آنا = غضب آنا

لغات
 1- تو سن = گھوڑا
 2- جوشن = آہنی پوشاک جو سپاہی پہنتے ہیں۔
 3- خود = لوہے کی ٹوپی جو سپاہی پہنتے ہیں۔

محاسن علم بیان
 1- محاورہ = دو کرنا (تقسیم کرنا۔ دو حصے کرنا)

محاسن علم بیان
 1- کنایہ بعید = بو تراب (سے مراد حضرت علی ہیں)

بند نمبر - 147

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 16
 کل الفاظ عربی = 3
 کل الفاظ فارسی = 1
 کل الفاظ اردو = 12
 کل اضافات شعر = 0
 کل تعداد حروف شعر = 46
 ردیف = مردف

صنائع لفظی

1- مراعات النظیر = کانوں، صدا، سن

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 16
 کل الفاظ عربی = 0
 کل الفاظ فارسی = 6
 کل الفاظ اردو = 10
 کل اضافات شعر = 0
 کل تعداد حروف شعر = 47
 ردیف = مردف

صنائع لفظی

1- ذولقائمتین = زمین پہ جوشن، زمین پہ تو سن
 2- مراعات النظیر = خود، زمین، جوشن، تو سن

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 15
 کل الفاظ عربی = 4
 کل الفاظ فارسی = 2
 کل الفاظ اردو = 9
 کل اضافات شعر = 1، تیغ جناب
 کل تعداد حروف شعر = 44
 ردیف = مردف

صنائع مثنوی

1- تفریح = بکلی کی
 2- مرات النظیر = خاک، زمیں، تراب



پس پس کے کشمکش میں کماندار مر گئے
 چلے تو سب چڑھے رہے بازو اتر گئے
 گوشے کٹے کمانوں کے تیروں کے پر گئے
 مقتل میں ہو سکا نہ گزارا گذر گئے

دہشت سے ہوش اُٹے ہوئے تھے مرغِ دہم کے
 سو فار کھول دیتے تھے مُنہ سہم سہم کے

بند مرثیہ - 148

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 17 کل الفاظ عربی = 0

کل الفاظ فارسی = 6 کل الفاظ اردو = 11

کل اضافات شعر = 0

کل تعداد حروف شعر = 47 ردیف = مردف

محاسن علم بیان

1- محاورہ = چلہ چڑھانا = تیر کو تانت میں رکھنا

2- نیا محاورہ = بازو اتر جانا = بازو کٹ جانا

3- محاورہ = پس جانا = تباہ ہو جانا

4- محاورہ = کش کش کرنا = پانچل - گڑ بڑ ہونا

صنائع معنوی

1- طباق ایجابی

2- تکریر = پس - پس

3- مراعات النظیر = کماندار - چلے

1- تکریر بالواسطہ = کش کش

لغات

مقتل = میدان جنگ

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 15 کل الفاظ عربی = 1

کل الفاظ فارسی = 4 کل الفاظ اردو = 10

کل اضافات شعر = 0

کل تعداد حروف شعر = 50 ردیف = مردف

محاسن علم بیان

1- محاورہ = گزر جانا = مرجانا

2- محاورہ = گزارا کرنا

= مشکل زندگی کرنا

صنائع معنوی

1- تضمین المزدوج = کمانوں تیروں

2- مراعات النظیر = گوشے -

کمانوں - تیروں

صنائع لفظی

لغات

1- سوفار = تیر کی چنگی

2- وہم = خوف

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 17 کل الفاظ عربی = 0

کل الفاظ فارسی = 6 کل الفاظ اردو = 11

کل اضافات شعر = 1 مرغ وہم

کل تعداد حروف شعر = 58 ردیف = غیر مردف

محاسن علم بیان

1- محاورہ = سہم جانا = ڈر جانا

2- محاورہ = ہوش اڑ جانا = گھبرا جانا

3- محاورہ = منہ کھولنا = ڈر اور تعجب سے منہ کھولنا

صنائع معنوی

1- حسن تعلیل

1- تضمین المزدوج

= سوفار کی شکل کو کھلے منہ سے تعبیر کرنا = اڑے ہوئے تھے



تیر فگنی کا جن کی ہر اک شہر میں تھا شور
 گوشہ کہیں نہ ملتا تھا ان کو سوائے گور
 تاریک شب میں جن کا نشانہ تھی چشم مور
 لشکر میں خوفِ جاں نے انہیں کر دیا تھا کور

ہوش اُڑ گئے تھے فوجِ ضلالتِ نشان کے
 پیکاں میں زہ کو رکھتے تھے سو فار جان کے

655

لغات

تیرا لگتی = تیر اندازی

بند نمبر - 149

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 20 کل الفاظ عربی = 0

کل الفاظ فارسی = 7 کل الفاظ اردو = 13

کل اضافات شعر = 0

کل تعداد حروف شعر = 57 ردیف = غیر مردف

محاسن علم بیان

1- محاورہ = شور ہونا = مشہور ہونا

2- نیا محاورہ = گوشہ ملنا = جگہ ملنا

فصاحت و بلاغت بیان

لغات

چیونٹی کی آنکھ کو تاریکی میں نشانہ بنانا

ماہرین تیر اندازی کی عکاسی ہے ایسے

مضامین اردو ادب کو میر صاحب کا

عطیہ تصور کئے جائیں جو دوسرے عظیم

شاعروں کے تصور میں بھی نہ تھے۔

1- چشم مور

= چیونٹی کی آنکھ

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 18

کل الفاظ عربی = 1

کل الفاظ فارسی = 8 کل الفاظ اردو = 9

کل اضافات شعر = 2 چشم مور - خوف جان

کل تعداد حروف شعر = 58

ردیف = مردف

محاسن علم بیان

1- جدید تشبیہ = چشم مور = باریک اور چھوٹا نشان

لغات

1- زہ = کمان کا چلہ

2- پیکان = تیر کی آنی

3- سوفار = تیر کا کھلا ہوا پچھلا حصہ

4- ضلالت = گمراہی

محاسن علم بیان

1- محاورہ = ہوش اڑنا = گھبرانا (حواس باختہ ہونا)

2- نیا محاورہ = پیکان میں زہ لکھنا = تیر میں کمان رکھنا

3- کنایہ بعید = فوج ضلالت نشان = یزیدی فوج

صنائع معنوی

1- مبالغہ = مصرعہ اول اس صنعت میں ہے

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 17 کل الفاظ عربی = 2

کل الفاظ فارسی = 5 کل الفاظ اردو = 12

کل اضافات شعر = 1، ضلالت نشان

کل تعداد حروف شعر = 50 ردیف = مردف

صنائع لفظی

مرامات النظر = فوج نشان، پیکان، سوفار

جدید ترکیب = ضلالت نشان



صف پر صفیں، پروں پہ پئے، پیش و پس گئے
 اسوار پر سوار، فرس پر فرس گرے
 اٹھ کر زمیں سے پانچ جو بھاگے تو دس گرے
 مخبر پہ پیک، پیک پہ مکر عس گرے
 ٹوٹے پرے شکست بنائے ستم ہوئی
 دنیا میں اس طرح کی بھی افتاد کم ہوئی

بند نمبر - 150

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 14

کل الفاظ عربی = 2

کل الفاظ فارسی = 6

کل الفاظ اردو = 6

کل اضافات شعر = 1، پس و پیش

کل تعداد حروف شعر = 51 ردیف = مردف

صنائع معنوی

1- اشتقاق = صف - صفیں

پرے، پردوں، سوار، اسوار

صنائع لفظی

1- تکریر بالواسطہ = فرس پر فرس گرے

2- مراعات النظیر = صف، پرے، اسوار، سوار، فرس

لغات

1- عس = لشکر پہرہ دار

2- مخبر = خبر لانے والا سپاہی

3- پیک = قاصد

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 19

کل الفاظ عربی = 1

کل الفاظ فارسی = 5

کل الفاظ اردو = 13

کل اضافات شعر = 0

کل تعداد حروف شعر = 51 ردیف = مردف

صنائع معنوی

1- طباق ایجابی = اٹھ - گرے

صنائع لفظی

1- سیاق الاعداد = پانچ، دس

2- مراعات النظیر = مخبر - پیک - عس

3- تکریر = پیک - پیک

لغات

افتاد = اتفاق - سانحہ

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 15

کل الفاظ عربی = 1

کل الفاظ فارسی = 5

کل الفاظ اردو = 9

کل اضافات شعر = 0

کل تعداد حروف شعر = 47 ردیف = مردف

صنائع معنوی

1- سلب و ایجاب

= شکست بنائے ستم ہوئی

صنائع لفظی

1- تجنیس نام مماثل (1- وجہ، 2- نباتا)

شاعر کی مراد وجہ ہے۔

محاسن علم بیان

1- محاورہ = افتاد ہونا = حادثہ ہونا

لغات

1- پرہ = صف، قطار

2- فرس = گھوڑا

محاسن علم بیان

1- محاورہ = پس و پیش ہونا

= آگے پیچھے ہونا



غصّے تھا شیرِ شرزہ صحراے کربلا
 چھوڑے تھے گرگِ منزل و ماولے کربلا
 تیغِ علیٰ تھی معسر کہ آراے کربلا
 خالی نہ تھی سروں سے کہیں جاے کربلا

بستی بسی تھی مُردوں کی قریے اُجاڑ تھے
 لاشوں کی تھی زمینِ سروں کے پہاڑ تھے

بند مرثیہ - 151

شعر نمبر 1-

کل الفاظ شعر = 12

کل الفاظ عربی = 6

کل الفاظ فارسی = 3

کل الفاظ اردو = 3

کل اضافات شعر = (5) شیر شرزہ، صحرائے کربلا۔ منزل و ماوے کربلا

کل تعداد حروف شعر = 46 ردیف = مردف

لغات

1- ماوا = ٹھکانہ

2- منزل = ٹھکانہ

3- شرزہ = بہر

4- گرگ = بھیڑیا

صنائع معنوی

1- طباق ایجابی = شیر، گرگ

2- تنبیح = کربلا

صنائع لفظی

1- مراعات النظیر

= شیر شرزہ، گرگ، صحرا

محاسن علم بیان

1- تہنید = گرگ یعنی دشمنان امام حسین

لغات

معرکہ آرا = جنگ آور ہونا

شعر نمبر 2-

کل الفاظ شعر = 13

کل الفاظ عربی = 5

کل الفاظ فارسی = 2

کل الفاظ اردو = 6

کل اضافات شعر = 3، تنبیح علی - معرکہ آرا کربلا

کل تعداد حروف شعر = 48 ردیف = مردف

صنائع معنوی

1- مبالغہ غلو = مصرعہ ثانی اس صنعت میں ہے

صنائع لفظی

1- مراعات النظیر = تنبیح - معرکہ - سروں

2- تضمین المزدوج = علی، تھی

لغات

1- قریہ = گاؤں

شعر نمبر 3-

کل الفاظ شعر = 16

کل الفاظ عربی = 1

کل الفاظ فارسی = 1

کل الفاظ اردو = 14

کل اضافات شعر = 0

کل تعداد حروف شعر = 54 ردیف = مردف

صنائع معنوی

1- طباق ایجابی = بہتی، اجاڑ

2- مبالغہ = مصرعہ ثانی

صنائع لفظی

1- تضمین المزدوج = بہتی - تھی - بسی

2- = مردون - لاشوں - سروں

3- تفریع = بہتی - بسی

4- مراعات النظیر = بہتی - قریہ - زمین

- پہاڑ

5- ذوق فہیمین = قریہ - کے

محاسن علم بیان

1- محاورہ = بہتی بسا = آباد ہونا



غازی نے رکھ لیا تھا جو شمشیر کے تلے
 تھی طُرفہ کشمکش فلکِ پیر کے تلے
 چلے سمٹ کے جاتے تھے زہ گیر کے تلے
 چھپتی تھی سر جھکا کے کہاں تیر کے تلے

اُس تیغِ بے دریغ کا جلوہ کہاں نہ تھا
 سہمے تھے سب پہ گوشہٴ امنِ اماں نہ تھا

لغات

طرف = عجیب

بند مرثیہ - 152

شعر نمبر 1-

کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 3
 کل الفاظ فارسی = 3 کل الفاظ اردو = 10
 کل اضافات شعر = 1 ، فلک بھر
 کل تعداد حروف شعر = 47 ردیف = مردف

محاسن علم بیان
 1- کنایہ بعید = غازی (امام حسین)

صنائع معنوی

- 1- تفریع = غازی - تلے
- 2- تکریر بالواسطہ = کش کش
- 3- تضمین الممزوج = لیا، تھا، نے، کے

صنائع معنوی

- 1- اشتقاق = کش کش

شعر نمبر 2-

کل الفاظ شعر = 17 کل الفاظ عربی = 0
 کل الفاظ فارسی = 4 کل الفاظ اردو = 13
 کل اضافات شعر = 0
 کل تعداد حروف شعر = 50 ردیف = مردف

- 1- چلے = کمان کی تانت
- 2- زہ گیر = سنگ پاہڈی کا جھلہ جس کو انگوٹھی میں پہنتے ہیں اور کمان کی زہ کو کھینچتے ہیں

صنائع لفظی

- 1- تفریع = چلے، تلے
- 2- مراعات النظر = چلے، زہ گیر، کمان، تیر

صنائع معنوی

- 1- حسن تعلیل = کمان کی تانت تلوار سے کٹنے کے بعد سمٹ جاتی ہے جس کو زہ سے زہ گیر کے نیچے چھپنے سے تعبیر کی گئی ہے
- 2- حسن تعلیل = دوسرا شعر بھی اسی صنعت میں ہے۔

لغات

تغ بے دریغ = شمشیر بے رنج (بے فکر)

شعر نمبر 3-

کل الفاظ شعر = 18 کل الفاظ عربی = 3
 کل الفاظ فارسی = 5 کل الفاظ اردو = 11
 کل اضافات شعر = 3 ، تغ بے دریغ - گوشہ امن و امان
 کل تعداد حروف شعر = 51 ردیف = مردف

محاسن علم بیان

- 1- محاورہ = سہمے رہنا = خوف زدہ رہنا
- 2- نیا محاورہ = گوشہ امن و امان = عافیت کی جگہ

صنائع معنوی

- 1- ترجمہ اللفظ = امن و امان

صنائع معنوی

- 1- ایہام = کہاں نہ تھا
- (1- ہر جگہ تھا، 2- کہاں پر نہ تھا)
- 2- جدید ترکیب = تغ بے دریغ



بند مرثیہ - 153

لغات

- 1- کمان کیانی = مشہور جنگ جو تیر انداز بادشاہ کاوس کی کمان
- 2- ترنگ = تیر چھنے کی آواز
- 3- ابرشام = لشکر شام
- 4- خدنگ = ایک قسم کا چھوٹا تیر

شعر نمبر 1-

- کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 2
 کل الفاظ فارسی = 5 کل الفاظ اردو = 9
 کل اضافات شعر = 3، کمان کیانی - ابرشام - بارش خدنگ
 کل تعداد حروف شعر = 49 ردیف = غیر مردف

صنائع معنوی

صنائع لفظی

محاسن علم بیان

تسمیہ = بارش خدنگ

تیرول کا مینہ برسنا

- 1 - تجنیس کام مماثل = ترنگ (۱- تیر چھنے کی آواز، ۲- لہر) شاعر کی مراد تیر چھنے کی آواز سے ہے
- 2- تکریر = رہ رہ
- 3- مراعات النظر = کمان - ترنگ - خدنگ

1- تسمیہ = کمان کیانی

شعر نمبر 2-

لغات

فصاحت و بلاغت بیان
 اگر چہ اس شعر کے پہلے مصرعہ میں چار اضافات استعمال کی گئی ہیں اس کے علاوہ غیر مانوس عربی اور فارسی کے الفاظ بھی رکھے گئے۔ لیکن یہ مصرعہ پڑھنے والے پر گراں نہیں گزرتا کیونکہ قادر الکلامی نے پورے مصرعہ کو نرم اور شگفتہ کر دیا گیا اور مصرعہ ثانی میں وہ کی تکرار سے بیان میں تاثیر پیدا کی گئی۔

- 1- شور صیخہ فرس = گھوڑے کی آواز
- 2- ابلق = دورنگ کا گھوڑا (سفید و سیاہ)
- 3- مرنگ = لال رنگ کا گھوڑا

- کل الفاظ شعر = 14 کل الفاظ عربی = 3
 کل الفاظ فارسی = 5 کل الفاظ اردو = 6
 کل اضافات شعر = 4
 شور صیخہ فرس ابلق و مرنگ
 کل تعداد حروف شعر = 47
 ردیف = مردف

صنائع معنوی

صنائع لفظی

- 1- مراعات النظر = شور - صیخہ فرس - جنگ
- 2- مراعات النظر = لول - آفتاب - تابندگی

لغات

پھٹکنا = جلنا

- 1- طباق تدخ = ابلق - سرنگ
- 2- جمع = تمام شعر اس صنعت میں ہے

شعر نمبر 3-

- کل الفاظ شعر = 19 کل الفاظ عربی = 1
 کل الفاظ فارسی = 6 کل الفاظ اردو = 12
 کل اضافات شعر = 2، دشت کیس - تاب دتب
 کل تعداد حروف شعر = 51 ردیف = مردف

صنائع معنوی

محاسن علم بیان

- 1- محاورہ = پھٹکتا تھا دشت = دشت گرمی سے جلتا تھا
- 2- محاورہ = دل کو چین نہ ہوتا = اضطراب ہوتا

2- اشتقاق = تب دتاب



سُتے پکارتے تھے یہ مشکیں لے اُدھر
بازارِ جنگ گرم ہے ڈھلتی ہے دوپہر
پیا سا جو ہو وہ پانی سے ٹھنڈا کرے جگر
مشکوں پہ دوڑ دوڑ کے گرتے تھے اہلِ شہر

کیا آگ لگ گئی تھی جہانِ خراب کو
پیتے تھے سب جین ترستے تھے آب کو

بند نمبر -154

شعر نمبر -1

کل الفاظ شعر = 14 کل الفاظ عربی = 0
 کل الفاظ فارسی = 3 کل الفاظ اردو = 11
 کل اضافات شعر = 1، بازار جنگ
 کل تعداد حروف شعر = 48 ردیف = مردف

محاسن علم بیان

- 1- محاورہ = بازار گرم ہونا (خوبصورت خرید و فروخت ہونا)
- 2- محاورہ = دوپہر ڈھلنا (دن ڈھلنا)

شعر نمبر -2

کل الفاظ شعر = 18 کل الفاظ عربی = 2
 کل الفاظ فارسی = 1 کل الفاظ اردو = 15
 کل اضافات شعر = 0
 کل تعداد حروف شعر = 59 ردیف = غیر مردف

صنائع لفظی

- 1- تکریر = دوڑ دوڑ
- 2- مراعات النظیر (پاسا، پانی، مشکوں)
- 3- تفسیم المزدوج = کئے، کرتے، تھے

شعر نمبر -3

کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 1
 کل الفاظ فارسی = 3 کل الفاظ اردو = 12
 کل اضافات شعر = 1، جہان خراب
 کل تعداد حروف شعر = 44 ردیف = مردف

صنایع معنوی

صنائع لفظی

محاسن علم بیان

- 1- طباق ایجابی = آگ - آب
- 1- تفسیم المزدوج = پیتے، ترستے، تھے
- 1- محاورہ = آگ لگنا = تباہی آنا



گرمی میں پیاس تھی کہ پھنکا جاتا تھا جگر
 اُن اُن کبھی کہا کبھی چہرہ لی پر
 آنکھوں میں ٹیس اٹھی جو پڑی دھوپ پر نظر
 جھپٹے کبھی ادھر کبھی حملہ کیا ادھر

کشتہ عرق کے قطروں کی تھی رے پاک پر
 موتی برستے جاتے تھے مقتل کی خاک پر

فصاحت و بلاغت بیان

دوسرا مصرعہ واقعہ نگاری کی عالی مثال ہے

بند نمبر -155

شعر نمبر -1

کل الفاظ شعر = 18 کل الفاظ عربی = 2

کل الفاظ فارسی = 5 کل الفاظ اردو = 11

کل اضافات شعر = 0

کل تعداد حروف شعر = 52 ردیف = غیر مردف

محاسن علم بیان

مجاورہ = اُف اُف کرنا = کراہنا

مجاورہ = جگر پھٹکنا = جگر جلنا

صنائع لفظی

1- تفسیم المزدوج = گرمی، تھپی، کبھی، لی

شعر نمبر -2

کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 2

کل الفاظ فارسی = 0 کل الفاظ اردو = 14

کل اضافات شعر = 0

کل تعداد حروف شعر = 49 ردیف = غیر مردف

محاسن علم بیان

1- مجاورہ = ٹیس اٹھنا = درد ہونا

صنائع لفظی

1- تجنیس خطی = اِدھر - اُدھر

صنائع معنوی

طباق ایجابی = اِدھر - اُدھر

لغات

شعر نمبر -3

کل الفاظ شعر = 17 کل الفاظ عربی = 4

کل الفاظ فارسی = 3 کل الفاظ اردو = 10

کل اضافات شعر = 1 ، روئے پاک

کل تعداد حروف شعر = 52 ردیف = مردف

محاسن علم بیان

1- استعارہ = موتی (پینے کے قطرات)

2- مجاورہ = موتی برسا (موتی نچھاور ہونا)

صنائع معنوی

1- مبالغہ = مصرعہ ثانی 1- تفسیم المزدوج = برستے، جاتے، تھے

2- مراعات النظیر

= عرق، قطرے، روئے پاک



سیراب چھپتے پھرتے تھے پیائے کی جنگ سے
 چلتی تھی ایک تیغِ علیؑ لاکھ رنگ سے
 چمکی جو فرق پر تو نکل آئی تنگ سے
 رکتی نہ تھی سپر سے نہ کہن نہ سنگ سے

خالق نے منہ دیا تھا عجب آب و تاب کا
 خود اُس کے سامنے تھا پھپھولا حباب کا

فصاحت و بلاغت بیان

یہ حسن بلاغت ہے کہ میر انیس پیا سے
امام کی جنگ سیراب یزید یوں کے
مقابلے میں پراثر بتاتے ہیں۔

محاسن علم بیان

1- محاورہ = لاکھ رنگ

(متعدد طریقوں سے)

2- محاورہ = تیغ چلنا (شمیر کا وار ہونا)

فصاحت و بلاغت بیان

مصرعہ دوم میں ”نہ“ کی تکرار نے حسن
اور تاثیر کو دو بالا کر دیا ہے

فصاحت و بلاغت بیان

لوہے کی ٹوپی تلواری کی کاٹ کے
سائنے ایک پانی کے بلبہ سے زیادہ
حیثیت نہیں رکھتی تھی

محاسن علم بیان

2- تشبیہ = خود کو پھپھولہ سے تشبیہ دی گئی ہے۔

بند نمبر -156

شعر نمبر 1-

کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 1

کل الفاظ فارسی = 4 کل الفاظ اردو = 11

کل اضافات شعر = 1 ، تیغ علی

کل تعداد حروف شعر = 50 ردیف = مردف

صنائع معنوی

1- طباق ایجابی = سیراب، پیا سے

2- مبالغہ غلو = مصرعہ ثانی

صنائع لفظی

1- سیاق الاعداد = ایک لاکھ

شعر نمبر 2-

کل الفاظ شعر = 19 کل الفاظ عربی = 1 1- تنگ = زین کسے کا

کل الفاظ فارسی = 4 کل الفاظ اردو = 14 چوڑا تسمہ

کل اضافات شعر = 0 2- فرق = سر

کل تعداد حروف شعر = 48

ردیف = مردف

صنائع معنوی

1- مراعات النظر = تنگ، سپر، آہن، سنگ

شعر نمبر 3-

کل الفاظ شعر = 17

کل الفاظ عربی = 3

کل الفاظ فارسی = 3

کل الفاظ اردو = 11

کل اضافات شعر = 1، آب تاب

کل تعداد حروف شعر = 50

ردیف = مردف

صنائع معنوی

1- حسن تعلیل = خود کی حباب نما گولائی کو حباب

سے تعبیر دی گئی ہے۔



گھوٹے کی وہ تڑپ وہ چمک تیغ تیز کی
 سو سو صفیں کھل گئیں جب جہت و خیز کی
 لاکھوں میں تھی نہ ایک کو طاقت ستیز کی
 تھی چار سمت دھوم گریزا گریز کی

آری جو ہو گئی تھیں وہ سب الفقار سے
 تیغوں نے منہ پھرا لئے تھے کارزار سے

بند مرثیہ - 158

لغات

1- جست و خیز کرنا = اچھلنا - کودنا

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 18 کل الفاظ عربی = 0

کل الفاظ فارسی = 5 کل الفاظ اردو = 13

کل اضافات شعر = 2 تنج تیز - جست و خیز

کل تعداد حروف شعر = 49 ردیف = مردف

محاسن علم بیان

1- محاورہ = دھوم اٹھنا = شور مچ جانا

2- محاورہ = لاکھوں میں ایک = چنا ہوا

3- نیا محاورہ = گریز اگریز (بھاگو بھاگو)

صنائع معنوی صنائع لفظی

1- مبالغہ = مصرعہ دوم اس 1- تکریر = سوسو

صنعت میں ہے 2- تفریع = گھوڑے کی

3- مراعات النظیر = گھوڑے، تنج، صفیں

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 1

کل الفاظ فارسی = 4 کل الفاظ اردو = 11

کل اضافات شعر = 0 کل تعداد حروف شعر = 49

ردیف = مردف

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 1

کل الفاظ فارسی = 2 کل الفاظ اردو = 13

کل اضافات شعر = 0

کل تعداد حروف شعر = 52 ردیف = مردف

محاسن علم بیان

1- محاورہ = آری ہوتا = مان لینا

2- محاورہ = منہ پھیر لینا = بے رک کرنا

صنائع لفظی

1- تفریع = آری، سے

2- مراعات النظیر = ذوالفقار، تیغوں، کارزار



گھوڑوں کی جست و خیز سے اٹھا غبارِ زرد
 گردوں میں مثلِ شیشہ ساعت بھری تھی گرد
 تو دا بنا تھا خاک کا میناے لاجورد
 کوسوں سیاہ و تار تھا سب وادیِ نبرد

پنہاں نظ سے نیر گیتی و سرور تھا
 ڈھلتی تھی دو پہر پہ نہ شب تھی نہ روز تھا



اللہ ری لڑائی میں شوکت جناب کی
 سونلاے رنگ میں تھی ضیا آفتاب کی
 سوکھے وہ لب کہ پنکھڑیاں تھیں گلاب کی
 تصویر ذوالجناح پہ تھی بو تراب کی

ہوتا تھا غل جو کرتے تھے نعرے لڑائی میں
 بھاگو! کہ شیر گونج رہا ہے لڑائی میں

بند مرثیہ -160

شعر نمبر 1-

کل الفاظ شعر = 13	کل الفاظ عربی = 4
کل الفاظ فارسی = 3	کل الفاظ اردو = 6
کل اضافات شعر = 1	سونٹائے رنگ
کل تعداد حروف شعر = 47	
ردیف = مردف	

محاسن علم بیان

1- تشبیہ = امام کے رنگ کو ضیاء آفتاب سے تشبیہ دی ہے

لغات

1- ذوالجناح = امام حسینؑ کا گھوڑا

شعر نمبر 2-

کل الفاظ شعر = 14	کل الفاظ عربی = 3
کل الفاظ فارسی = 3	کل الفاظ اردو = 8
کل اضافات شعر = 0	
کل تعداد حروف شعر = 51	
ردیف = مردف	

محاسن علم بیان

کنایہ قریب = بو تراب = (حضرت علیؑ)

تشبیہ = سوکھے لب کو نکھڑیاں گلاب کی

تشبیہ = امام حسینؑ کو حضرت علیؑ سے تشبیہ دی گئی ہے

صنائع لفظی

1- تفریع = سوکھے کی

شعر نمبر 3-

کل الفاظ شعر = 17	کل الفاظ عربی = 1
کل الفاظ فارسی = 3	کل الفاظ اردو = 13
کل اضافات شعر = 0	
کل تعداد حروف شعر = 53	
ردیف = مردف	

محاسن علم بیان

1- تشبیہ = نعرے امام کو شیر کی گونج سے تشبیہ دی گئی

2- روزمرہ = مصرعہ ثانی عمدہ مثال ہے

3- محاورہ = نعرہ لگانا، لکارتنا

صنائع لفظی

1- مراعات النظیر = شیر، گونج، ترائی



پھر تو یہ غل ہوا کہ دُہائی حسینؑ کی
 اللہ کا غضب ہے لڑائی حسینؑ کی
 دریا حسینؑ کا ہے ترائی حسینؑ کی
 دنیا حسینؑ کی ہے خدائی حسینؑ کی

بیڑا بچایا آپ نے طوفاں سے نوحؑ کا
 اب رحم! واسطہ علی اکبرؑ کی روح کا

لغات

1- دوہائی = دادخواستی

بند مرثیہ-161

شعر نمبر-1

کل الفاظ شعر = 16

کل الفاظ عربی = 4

کل الفاظ فارسی = 2

کل اضافات شعر = 0

کل تعداد حروف شعر = 44 ردیف = مزدف

کل الفاظ اردو = 10

محاسن علم بیان

1- محاورہ = دوہائی دینا = کسی کا نام لے کر فریاد کرنا

2- تشبیہ = امام حسینؑ کی لڑائی کو اللہ کے غضب سے تشبیہ دی گئی ہے

فصاحت و بلاغت بیان

یہ پورا شعر صرف آٹھ الفاظ کی تکرار سے بنا ہے "حسین" اور "کی" کی تکرار سے شعر میں لطافت اور تاثیر پیدا ہو گئی ہے

شعر نمبر-2

کل الفاظ شعر = 14

کل الفاظ عربی = 5

کل الفاظ فارسی = 3

کل اضافات شعر = 0

کل تعداد حروف شعر = 44 ردیف = مزدف

کل الفاظ اردو = 6

صنائع لفظی

1- تضمن المزدوج = دنیا، دریا، کا

فصاحت و بلاغت بیان

اس شعر میں علی اکبر کا واسطہ میر انیس کا نکال ہے کیوں کہ امام حسینؑ اپنے اس فرزند کو بہت چاہتے تھے۔ اس نسبت سے دشمن بھی انہی کی نسبت سے فریاد کرتے ہیں۔

شعر نمبر-3

کل الفاظ شعر = 15

کل الفاظ عربی = 6

کل الفاظ فارسی = 0

کل اضافات شعر = 0

کل تعداد حروف شعر = 48 ردیف = مزدف

کل الفاظ اردو = 9

محاسن علم بیان

1- محاورہ = بیڑا بچانا = سستی کو سلامتی کے ساتھ

کنارے لگانا۔

2- محاورہ = واسطہ دینا = کسی کا نام لے کر فریاد کرنا

3- محاورہ = رحم کرنا = ترس کھانا

صنائع لفظی

1- تفریع = بیڑا، کا

صنائع معنوی

1- تلمیح = نوح کا بیڑا



اکبےر کا نام سُنکے جگر پر لگی سناں
 آنسو بھائے روک لی رہوار کی عنان
 مڑ کر پکارے لاشِ پسر کو شہِ زماں
 تم نے نہ دیکھی جنابِ پدائے پدر کی جاں

قسمیں تمھاری روح کی یہ لوگ دیتے ہیں
 لو! اب تو ذوالفقار کو ہم روک لیتے ہیں
 نہ مری نہ بس

بند مرثیہ - 162

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 17

کل الفاظ عربی = 2

کل الفاظ فارسی = 3

کل الفاظ اردو = 12

کل اضافات شعر = 0

کل تعداد حروف شعر = 49 ردیف = غیر مزدف

صنائع معنوی

1- ذوق تین = کی غماں، لگی سناں

لغات

1- غماں = لگام

2- سناں = نیزے کی آئی

3- راہوار = گھوڑے

محاسن علم بیان

1- نیا محاورہ = جگر پر سناں لگنا (بہت درد اور صدمہ ہونا)

2- محاورہ = آنسو بھر آنا (آنکھوں کا آبدیدہ ہونا)

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 18

کل الفاظ عربی = 2

کل الفاظ فارسی = 7

کل الفاظ اردو = 9

کل اضافات شعر = 3، لاش پسر۔ جنگ بدر شہزاد ماں

کل تعداد حروف شعر = 49 ردیف = غیر مزدف

صنائع لفظی

1- تکریر بالواسطہ = پدرا بے پدرا

2- تفسیم المزدوج = کر۔ پسر۔ پدرا

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 17

کل الفاظ عربی = 2

کل الفاظ فارسی = 0

کل الفاظ اردو = 15

کل اضافات شعر = 0

کل تعداد حروف شعر = 56 ردیف = مزدف

محسن علم بیان

1- کنایہ بعید = شد زماں (امام حسین)

محاسن علم بیان

1- محاورہ = تلواریں روک لینا (جنگ تمام کرنا)

2- محاورہ تسمیں دینا (سوگند پر سوگند دینا)

3- روزمرہ = مصرعہ ثانی

صنائع لفظی

صنائع معنوی

1- طباق ایجابی = دیتے، لیتے 2- تفریع = تسمیں، ہیں



چلایا ہاتھ مار کے زانو پہ ابنِ سعد
اے وافضحتا! یہ ہزیمت، ظفر کے بعد
زیبا دلاوروں کو نہیں ہے خلافِ وعد
اک پہلوں یہ سنتے ہی گرجا مثالِ رعد
نعرہ کیا کہ کرتا ہوں حملہ امام پر
اے ابنِ سعد! لکھ لے ظفر میسر نام پر



بالاقد و کلفت و تنومند و خیرہ سر
 روئیں تن و سیاہ دروں، آہنی کمر
 ناوک پیامِ مرگ کے ترکش اجل کا گھر
 تیغیں ہزار ٹوٹ گئیں جس پہ وہ سپر

دل میں بدی، طبیعتِ بد میں بگاڑ تھا
 گھوڑے پہ تھا شقی کہ ہوا پر پہاڑ تھا

بند مرثیہ -164

لغات

- شعر نمبر -1
 کل الفاظ شعر = 12 کل الفاظ عربی = 1
 کل الفاظ فارسی = 11 کل الفاظ اردو = 0
 کل اضافات شعر = 4، قد و کلفت و نومندہ و خیرہ سر، تن و سیاہ
 کل تعداد حروف شعر = 47 ردیف =

محاسن علم بیان

صنائع لفظی

- 1- تشبیہ = رو میں تن
 2- تشبیہ = آہنی کمر
 1- تنسیق الصفات = رو میں تن،
 کلفت، بالاقدر، آہنی کمر
 2- مراعات النظیر = قد، سر، تن،
 دروں، کمر

صنائع معنوی

- 1- ذواللسان = پورا شعر اردو اور فارسی میں ہے
 2- جمع = پورا شعر اس صنعت میں ہے
 3- پورا شعر تاکید المدح بمایثہ الذم میں ہے

فصاحت و بلاغت بیان

لغات

- شعر نمبر -2
 کل الفاظ شعر = 16 کل الفاظ عربی = 1
 کل الفاظ فارسی = 6 کل الفاظ اردو = 9
 کل اضافات شعر = 0
 کل تعداد حروف شعر = 48
 ردیف = غیر مردف

محاسن علم بیان

صنائع لفظی

- 1- تاویر تشبیہ = تاوک، پیام مرگ کے
 2- تاویر تشبیہ = ترکش، اجل کے گھر
 1- مراعات النظیر = تاوک، ترکش، تیغ، پیر
 1- مبالغہ اغراق = مصرعہ دوم

لغات

- شعر نمبر -3
 کل الفاظ شعر = 17 کل الفاظ عربی = 3
 کل الفاظ فارسی = 4 کل الفاظ اردو = 10
 کل اضافات شعر = 1، طبعیت بد
 ردیف = مردف

محاسن علم بیان

صنائع لفظی

- 1- مجاورہ = بدول ہوتا = کمینہ انسان
 2- تشبیہ = گھوڑے پہ شتی کو ہوا پر پہاڑ کہا ہے
 1- مراعات النظیر
 1- بدی، بد، بگاڑ، شتی

صنائع معنوی

- 1- مبالغہ غلو
 = مصرعہ ثانی اس صنعت میں ہے



ساتھ اُس کے اور اسی قد و قامت کا ایک نل
 آنکھیں کبود، رنگ سیہ، ابروؤں پہ بل
 بدکار و بشتعار و ستمگار و پردغل
 جنگ آزا، بھگائے ہوئے لشکروں کے دل

بھالے لئے کسے ہوئے کمریں ستین پر
 نازاں وہ ضرب گرز پہ یہ تیغ تین پر

بند مرثیہ -165

شعر نمبر -1

1- یل = پہلوان
2- کبود = نیلا رنگ

کل الفاظ شعر = 17
کل الفاظ فارسی = 4
کل اضافات شعر = 1، قد و قامت
کل تعداد حروف شعر = 51 ردیف = غیر مردف

محاسن علم بیان

1- محاورہ = ابرو پر یل پڑنا
(تیوری چڑھنا)
2- استعارہ = یل - دشمن

صنائع لفظی

1- مراعات النظیر
= قد و قامت، آنکھیں، رنگ - آبرو

صنائع معنوی

1- طباق تذبج = کبود، سیہ
2- جمع = پورا شعر
3- صنعت تاکید المدح بمایثبہ
الذم میں پورا شعر ہے

شعر نمبر -2

کل الفاظ شعر = 14
کل الفاظ فارسی = 9
کل اضافات شعر = (3)، بدکار و بدشعار و ستم گار و بد نعل
کل تعداد حروف شعر = 47 ردیف = غیر مردف

صنائع لفظی

1- تسمیق الصفات = بدکار، بدشکار، ستم گار، بد نعل

صنائع معنوی

1- ذوللسان = فارسی اور اردو میں ہے
2- جمع = پورا شعر اس صنعت میں ہے
3- صنعت تاکید المدح بمایثبہ الذم

لغات

1- ستیز = جنگ

شعر نمبر -3

کل الفاظ شعر = 16
کل الفاظ فارسی = 5
کل اضافات شعر = 2، ضرب گرز - تیغ تیز
کل تعداد حروف شعر = 48 ردیف = مردف

محاسن علم بیان

1- محاورہ
= کمریں کسنا = لڑائی کے لئے آمادہ ہونا

صنائع لفظی

1- مراعات النظیر
= بھالے، گرز، تیغ، ستیز
2- تفضیل المزدوج = بھالے، کے، ہوئے

صنائع معنوی

1- لف و نشر مرتب دوسرا مصرعہ
اس صنعت میں ہے



کھنچ جائے شکلِ حُبِ وہ تدبیر چاہیے
 دشمن بھی سب مقرر ہوں وہ تقریر چاہیے
 تیزی زباں میں صورتِ شمشیر چاہیے
 فولاد کا قلم دمِ تحریر چاہیے
 نقشہ کھنچے گا صاف صاف کارزار کا
 پانی دوات چاہتی ہے ذوالفقار کا

لغات

1- مقرر = اعتراف کرے

2- حرب = جنگ

بند مرثیہ - 166

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 15 کل الفاظ عربی = 4

کل الفاظ فارسی = 2 کل الفاظ اردو = 9

کل اضافات شعر = 1، شکل حرب

کل تعداد حروف شعر = 51 ردیف = مزدف

محاسن علم بیان

1- نیا محاورہ = تدبیر چاہیے = تجویز کرنا

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 12 کل الفاظ عربی = 3

کل الفاظ فارسی = 5 کل الفاظ اردو = 4

کل اضافات شعر = 2، صورت شمشیر، دم تحریر

کل تعداد حروف شعر = 47 ردیف = مزدف

محاسن علم بیان

1- نیا محاورہ = فولاد کا قلم (سخت اور مضبوط قلم)

2- تشبیہ = تیزی زبان کو صورت شمشیر سے تشبیہ

صنائع لفظی

1- تفریع = تیزی - چاہیے

1- مراعات النظیر = شمشیر، فولاد

لغات

1- دوات = سیاہی (روشنائی رکھنے کی شیشی)

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 13 کل الفاظ عربی = 3

کل الفاظ فارسی = 2 کل الفاظ اردو = 8

کل اضافات شعر = 1، صف کارزار

کل تعداد حروف شعر = 49 ردیف = مزدف

محاسن علم بیان

1- محاورہ = نقشہ کھینچ جانا (آنکھوں کے سامنے منظر بندھ جانا)

صنائع لفظی

1- مراعات النظیر = صف، کارزار، ذوالفقار



لشکر میں اضطراب تھا فوجوں میں کھلبلی
 ساونت بے حواس ہراساں دھنی ملی
 ڈر تھا کہ لوحین بڑھے تیغ اب چلی
 غل تھا ادھر ہیں مرحب و غنتر ادھر علی

کون آج سر بلند ہو اور کون پست ہو
 کس کی ظفر ہو دیکھیے کس کی شکست ہو

بند مرثیہ - 167

لغات

1- کھلی = ہل چل

2- دھنی = ثروت مند، بات پر قائم رہنے والا

3- ہلی = طاقت ور

شعر نمبر - 1

کل الفاظ شعر = 13

کل الفاظ فارسی = 3

کل اضافات شعر = 0

کل تعداد حروف شعر = 51 ردیف = غیر مزدف

محاسن علم بیان

1- محاورہ = اضطراب ہونا، بے چین ہونا

2- محاورہ = ہراساں ہونا = پریشان ہونا

3- محاورہ = کھلی پڑنا = ہل چل ہونا

صنائع لفظی

1- مراعات النظیر = لشکر، فوجوں، سادنت

2- تسبیح الصفات = اضطراب، کھل ہل، بے حواس، ہراساں

شعر نمبر - 2

کل الفاظ شعر = 17

کل الفاظ فارسی = 3

کل اضافات شعر = 1، مرحب و عنتر

کل تعداد حروف شعر = 48 ردیف = غیر مزدف

صنائع لفظی

1- تجنیس ہلکی = ادھر- ادھر

صنائع معنوی

1- تضاد ایجابی = ادھر، ادھر

2- تلمیح = مرحب و عنتر (دشمنان اسلام) جن کو حضرت علی نے قتل کیا۔

شعر نمبر - 3

کل الفاظ شعر = 18

کل الفاظ فارسی = 4

کل اضافات شعر = 0

کل تعداد حروف شعر = 49 ردیف = مزدف

محاسن علم بیان

1- محاورہ = سر بلند ہونا، یاب ہونا

2- محاورہ = پست ہونا (نکست کھانا)

صنائع معنوی

1- طباق ایجابی = بلند، پست

2- طباق ایجابی = ظفر، نکست



آواز دی یہ ہاتھ غیبی نے تب کہ ہاں

بسم اللہ اے امیر عرب کے سرورِ جاں

بیٹھے درست ہو کے فرس پر شہِ زماں

اٹھی علیٰ کی تیغ دو دم چاٹ کر زباں

واں سے وہ شورِ بخت بڑھا نعرہ مار کے

پانی بھر آیا منہ میں ادھر ذوالفقار کے



شکر کے سبجے اں تھے لڑائی میں جی لڑے
 وہ بد نظر تھا آنکھوں میں آنکھیں دھر گڑے
 ڈھالیں لڑیں سپاہ کی یا برگڑ گڑے
 غصے میں آکے گھوڑے نے بھی انت کڑے

ماری جو ٹاپ ڈر کے ہٹے ہر لعیں کے پاؤں
 ماہی پہ ڈمگائے گا زمین کے پاؤں



نیزہ ہلا کے شاہ پہ آیا وہ خود پسند
مشکلا کے لال نے کھولے تمام بند
تیر و کماں سے بھی نہ ہوا کچھ وہ بہرہ مند
چلے ادھر کھنچا کہ چلی تین سربلند

وہ تیر کٹ گئے جو در آتے تھے سنگ میں
گوشے نہ تھے کماں میں نہ پیکاں خدنگ میں

بند مرثیہ -170

لغات

بند = جوڑ

خود پسند = خود خواہ

مصرعہ ثانی کمال بلاغت سے سرشار ہے

شعر نمبر -1

کل الفاظ شعر = 15

کل الفاظ عربی = 3

کل الفاظ فارسی = 3

کل اضافات شعر = 0

کل تعداد حروف شعر = 51 ردیف = غیر مردف

محاسن علم بیان

صنائع لفظی

1- مقلوب مستوی = لال 1- نیا محاورہ = نیزہ بلا کر آنا (حملہ آور ہونا)

2- کنایہ بعید = مشکل کشا (حقیرت علی)

صنائع معنوی

1- طباق ایجابی = کھولے بند

1- ایہام = بند (1- گرہ، 2- جوڑ)

یہاں شاعر کی مراد جوڑ سے ہے

شعر نمبر -2

کل الفاظ شعر = 17

کل الفاظ عربی = 0

کل الفاظ فارسی = 8

کل اضافات شعر = (2)، تیر و کمان - تیغ سر بلند

کل تعداد حروف شعر = 53 ردیف = غیر مردف

محاسن علم بیان

1- محاورہ = بہرہ مند ہونا (فائدہ اٹھانا)

2- محاورہ = تیغ چلنا (شمشیر کا وار ہونا)

صنائع معنوی

1- مراعات النظیر = تیر، کمان، چلہ، تیغ

جدید ترکیب = تیغ سر بلند

شعر نمبر -3

کل الفاظ شعر = 19

کل الفاظ عربی = 0

کل الفاظ فارسی = 6

کل اضافات شعر = 0

کل تعداد حروف شعر = 50 ردیف = مردف

لغات

خندنگ = تیر

پیکان = تیر کی آنی

محاسن علم بیان

صنائع لفظی

1- محاورہ = در آنا، (داخل ہونا)

1- مراعات النظیر = تیر، کمان، پیکان، خندنگ

صنائع معنوی

1- مبالغہ = مصرعہ اول مبالغہ ہے

2- طباق ایجابی = آتے، گئے

بند مرثیہ 171

لغات

1- گرز = ایک ہتھیار جو اوپر گول موٹا اور نیچے سے پتلا ہوتا ہے

شعر نمبر-1

کل الفاظ شعر = 14
کل الفاظ عربی = 6
کل الفاظ فارسی = 1
کل اضافات شعر = 1، خلف بوترا ب
کل تعداد حروف شعر = 44 ردیف = مردف

محاسن علم بیان

1- کنایہ قریب = خلف بوترا ب = امام حسین

لغات

1- پُر عتاب = پُر عذاب

شعر نمبر-2

کل الفاظ شعر = 16
کل الفاظ عربی = 3
کل الفاظ فارسی = 2
کل اضافات شعر = (1) سر پُر
کل تعداد حروف شعر = 46
ردیف = مردف

محاسن علم بیان

1- بجلی گری = یعنی تلواری چمک اور کاٹ کو بیان کیا گیا ہے
2- محاورہ = بجلی گرنا = مصیبت آنا
3- محاورہ = ہاتھ مارنا = وار کرنا

صنائع لفظی

1- مراعات النظیر = ہاتھ، پاؤں، سر
2- تضمین المزدوج = کر، پر، سر

صنائع معنوی

1- تجنیس خطی
= پُر پُر

شعر نمبر-3

کل الفاظ شعر = 19
کل الفاظ عربی = 1
کل الفاظ فارسی = 3
کل اضافات شعر = 0
کل تعداد حروف شعر = 50
ردیف = مردف

محاسن علم بیان

1- محاورہ = ہاتھ اڑنا (ہاتھ کٹ جانا)
2- محاورہ = ایک ہاتھ میں (ایک وار میں)

صنائع معنوی

1- طباق ایجابی = نیک، بد
2- نکست، ظفر
3- ایک، کئی



کچھ دست پاچہ ہو کے چلا تھا وہ نابکار
 پنچے سے پر اجل کے کہاں جا سکے شکار
 واں اُس نے بائیں ہاتھ میں لی تیغِ آبدار
 یاں سے کرائی پشت کے مٹھروں پہ ذوالفقار

قربان تیغ تیز شہِ نادر کے
 دو ٹکڑے تھے سوار کے دورا ہوار کے

نہ نقروں